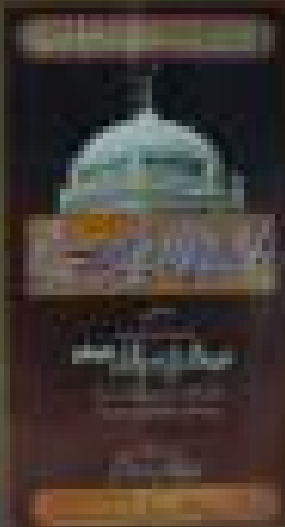

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

فوز المقال فی خلفاء پیر سیال

۱۴۱۰ھ

اشراف الاولیاء ثانی لاثانی حضرت

خواجہ حافظ محمد دین سیالوی قدس سرہ العزیز

اور اُن کے خلفائے کبار کی دینی، علمی، تدریسی، ملی
سیاسی، اصلاحی، روحانی اور عمرانی خدمات کا جائزہ

جلد دوم

تالیف لطیف

حاجی محمد مرید احمد چشتی

مقدمہ

سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی

بانی و ناظم اعلیٰ انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ
ایس ٹی ۳۱ بلاک نمبر ۲ کہکشاں کلفٹن کراچی

marfat.com

فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد دوم

۱۴۱۰ھ

اشراف الاولیاء ثانی لاثانی حضرت

خواجہ حافظ محمد دین سیالوی قدس سرہ العزیز

اوران کے خلفاء کبار کی دینی، علمی، تدریسی، ملی

سیاسی، اصلاحی، روحانی اور عمرانی خدمات کا جائزہ

تالیف لطیف

حاجی محمد مرید احمد چشتی

باہتمام: سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی

بانی و ناظم اعلیٰ انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ ایس ٹی ۳۱ بلاک نمبر ۲ کہکشاں کلفٹن کراچی

marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	فوز المقال خلفاء پیر سیال (جلد دوم)
مؤلف	حاجی محمد مرید احمد چشتی
تاریخ اشاعت	فروری ۲۰۱۰ء
تعداد	ایک ہزار
قیمت	450/-

شائع کردہ

انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ

ایس ٹی 31 بلاک نمبر 2، کہکشاں کلفٹن کراچی

فون:۔ 35879657-35371901

ملنے کے پتے

مکتبہ ضیائے شیخ الاسلام سیال شریف، ضلع سرگودھا

دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی

مکتبہ مجلس شمس الاسلام پنڈی سید پور، ضلع جہلم

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، کراچی

042-37221953,37225085,021-32212011

marfat.com

فہرست مضامین

ابتدائیہ	8
قطعۂ تاریخ اشاعت	13
مناقب	14
حضرت خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی حیات وخدمات	19
باب اول	
حضرت خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی	20
خاندان	20
ولادت اور بچپن	20
ابتدائی تعلیم	22
سلیانہ میں تحصیل علم	23
کوائف دور طالب علمی	23
بیعت وخلافت	25
والد ماجد کی مسند نشینی	26
مرآۃ العاشقین میں ذکر	33
اجراء درس	35
مقبولیت اور رجوع خلقت	37
صحبت کے اثرات	38
لنگر	40
تعمیرات	41
علمی وروحانی مقام	43

marfat.com

حلیہ اور لباس وخوراک	46
اخلاق اور اوصاف حمیدہ	47
وجد وسماع	51
ذوق ومستی	54
حضرت ثانی کی ایک یادگار مجلس	56
کان کا آپریشن	57
حضرت ثانی سیالوی کی آنکھ کا آپریشن	59
برادران طریقت سے محبت	66
معمولات	68
استغراق	69
فنافی الشیخ	71
کرامات	73
اسفار	77
اہل غیر مذاہب کی حاضری	91
دراویش وخدام	93
تشریح اشعار	97
معاصرین کرام	99
ملفوظات وارشادات	108
القاب	111
علالت اور کوائف وصال	111
عالم رویا کی کیفیات	115
وصال شریف	116

marfat.com

منظومات فراقیہ	116
تجہیز و تکفین اور مدفن	120
قطعات تاریخ وصال	120
حالات و ملفوظات	122
سجع مہر	122
شادی اور اولاد امجاد	122
حضرت حافظ محمد عبداللہ سیالوی	124
حضرت صاحبزادہ محمد سعداللہ سیالوی	127
سجادہ نشین	133
خلفاء کرام	134
مریدین و مخلصین	135
ماخذ و مراجع	136
خلفائے کرام	146
باب دوم	
حضرت خواجہ سید قائم علی شاہ ترمذی	147
باب سوم	
حضرت خواجہ سید غلام فرید شاہ کاظمی	179
باب چہارم	
حضرت خواجہ سید غلام نصیر الدین شاہ کاظمی	182
باب پنجم	
حضرت آغا سید محمد سعید جان پشاوری	193

marfat.com

باب ششم
حضرت آغا سید تجمل حسین شاہ پشاوری 197
باب ہفتم
حضرت خواجہ سید امیر علی شاہ چشتی 207
باب ہشتم
حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی 216
باب نہم
حضرت شیخ محمد ابراہیم گجراتی 255
باب دہم
حضرت خواجہ سید رسول بولوی 279
باب یازدہم
حضرت قاضی محمد سعید الدین موہڑوی 314
باب دوازدہم
حضرت خواجہ سید احمد الدین گانگوی 327
باب سیزدہم
حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰن چشتی 340
باب چہاردہم
حضرت خواجہ محمد شریف چشتی 354
باب پانزدہم
حضرت خواجہ حافظ فیض رسول فاروقی 363
باب شانزدہم
حضرت خواجہ سید غلام مرتضیٰ شاہ بخاری 375

marfat.com

باب ہفدہم
حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی 387
باب ہژدہم
حضرت مولانا میاں خوشی محمد سیال 403
باب نوزدہم
حضرت خواجہ سید علی محمد شاہ کاظمی 411
باب بستم
حضرت خواجہ سید ملوک علی شاہ کاظمی 422
باب بست ویکم
حضرت قاضی امیر عبداللہ چھپڑوی 426
باب بست ودوم
حضرت مولانا غلام محمد گجراتی 432
باب بست وسوم
حضرت میاں اللہ داد چنیوٹی 437
باب بست وچہارم
حضرت مولانا محمد سعید بھیروی 453
باب بست وپنجم
حضرت مولانا امیر بخش منشی ساہی والی 475
باب بست وششم
حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری 492
باب بست وہفتم
سلطان الواعظین حضرت مولانا سلطان محمود گنجوی 572

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین

شہباز طریقت، منبع رشد و ہدایت، آفتاب ولایت شریعت وطریقت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اعظم قدوۃ السالکین شمس العارفین حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی قدس سرہ العزیز ہیں۔ آپ کے فرزند ارجمند محبوب سبحانی ،ثانی لاثانی حضرت خواجہ محمد دین سیالوی نوراللہ مرقدہ کو آپ کا پہلا سجادہ نشین ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ جو صورت وسیرت اور دیگر اعلیٰ اوصاف میں اپنے والد مکرم شمس منیر کا عکس جمیل تھے۔ مقامات سلوک اپنے والد محترم حضور شمس العارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر تربیت تکمیل فرمائے۔ عشق الٰہی میں وہ مقام حاصل کرلیا کہ نگاہ بھر دیکھنے کی ہمت نہ ہوتی۔ بقول غلام دستگیر بیخود" آپ کے ظاہری اور باطنی انوارات کا احاطہ کرنا دشوار ہے۔"[1]

آپ سادہ طبیعت، کم گو، شیریں زباں، ظرافت ولطافت، محبت واخلاص کے پیکر آسان الفاظ میں دقیق مسائل کو حکایت کی صورت میں حل فرمادیتے۔ پیر بھائیوں کی خوشی غمی میں بنفس نفیس تشریف لے جاتے۔ سفر وحضر میں آپ کا معمول تھا کہ نماز عشاء کے بعد تھوڑی دیر آرام فرماتے۔ ایک دو بجے کے درمیان اٹھتے۔ نوافل تہجد اور درود شریف میں مشغول ہوجاتے۔ ایک ہزار مرتبہ درود شریف، ہزار مرتبہ یا حی یا قیوم کا ورد فرماتے۔ تھوڑی دیر آرام فرما کر نماز فجر ادا فرماتے۔ [2]

کھانے کے لئے بار بار عرض کرنا پڑتا۔ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اٹھنے کا نام نہ لیتا۔ مرأۃ السالکین میں ہے کہ" آپ شب وروز عبادت الٰہی، خلق خدا کی خدمت اور رشد وہدایت

---

[1] محبوب سیال [2] محبوب سیال

marfat.com

میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ کے طفیل حضور شمس العارفین (قدس سرہ العزیز) کا دریائے فیض جاری وساری ہے۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ملک کے طول وعرض سے بندگان خدا قافلہ در قافلہ کھچے چلے آتے ہیں۔ دنیوی اور اخروی سعادتیں سمیٹ کر جاتے ہیں۔'' [۱]

آپ نے حریت کا درس دیا۔ جس کی روشن مثال آپ کے صاحبزادگان بالخصوص مجاہد اعظم حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مثالی کردار ہے۔ حضور شمس العارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخری وقت بطور وصیت ارشاد فرمایا: '' اپنے پیر خانہ کا راستہ نہ بھولنا۔ میں قبر میں تمہارا آنا جانا دیکھ کر خوش ہوتا رہوں گا۔'' اور فرمایا: '' اگر تم اپنے پیران عظام کے نقش قدم پر چلو گے تو دونوں جہان میں کامران رہو گے۔'' بوقت وصال لنگر خانے کی خدمت سپرد کی گئی تو حضور ثانی غریب نواز نے کما حقہ عدم ادائیگی یا کسر نفسی کے باعث معذرت پیش کی تو آپ نے فرمایا فکر کی ضرورت نہیں تونسہ شریف کی حاضری کو لازم کر لینا۔ تمہاری پندگی، بندگی سے بڑھ جائے گی۔ [۲]

آپ نے اس وظیفہ کو زندگی کے آخری سانس تک نبھایا۔ ایسے روح پرور نظارے بھی محبت والوں نے دیکھے کہ جب نقاہت اور ظاہری آنکھوں کی بینائی میں فرق آیا تو چارپائی اٹھوا کر تونسہ شریف عازم سفر ہوئے۔ اس شان سے اپنے والد گرامی کی عطا کردہ ذمہ داری کو نبھایا کہ حضرت صاحبزادہ محمود تونسوی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا: '' یارو دیکھو! درویشی اسی کا نام ہے۔ بہت سے خلیفہ بن جاتے ہیں لیکن عشق آسانی سے نہیں ملتا۔'' [۳]

آخری ایام میں حضور ثانی، لاثانی غریب نواز فنافی الشیخ کے درجہ پر فائز تھے۔ اسلامی تعلیمات کا جو سلسلہ مہار شریف اور تونسہ شریف کے بزرگان دین نے جاری فرمایا اسے وسعت دینے میں زندگی صرف کر دی۔ حضور شمس العارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے عہد مقدس میں بڑی مماثلت پائی جاتی تھی۔ '' آستانہ عالیہ سیال شریف کے قریب ایک باغ جہاں بے شمار باکمال بزرگ،

---

۱ محبوب سیال ۲ نور القال جلد ۲ ۳ نور القال جلد ۲

marfat.com

درویش، محبت الٰہی اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مستغرق رہتے۔ باغ کے ہر بوٹے کے نیچے کوئی درویش مصلیٰ بچھائے مصروف ذکر وفکر رہتا۔ کہیں اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی ہوتی تھیں۔ کہیں کلمہ طیبہ کا ورد، کہیں دلائل الخیرات شریف کی منزل اور کہیں تلاوت کلام الٰہی ہو رہی ہوتی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ پتہ پتہ ذکر الٰہی میں محو ہے اور ساری فضا تجلیات الٰہی کی جلوہ گاہ بنی ہوئی ہے۔'' [۱]

آپ نے اپنے ستائیس سالہ دور سجادگی میں تعمیرات کا شاندار اور اعلیٰ معیار قائم کیا۔ اعلیٰ حضرت غریب نواز، خواجہ شمس العارفین قدس سرہ العزیز کا مزار پر انوار، جس کا حسن و جمال اور جاہ و جلال دور ہی سے دیکھنے والوں کی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور عطا کرتا ہے۔ آپ ہی کے دور مقدس میں کثیر رقم صرف کر کے مکمل کرایا گیا۔ روضہ شریف کے متصل مجلس خانہ کی اعلیٰ طرز پر تعمیر فرمائی جس کا حسن وتزین، آرائش وزیبائش آج بھی آپ کے حسن تخیل اور ذوق تعمیر کو خراج تحسین پیش کر رہا ہے۔ سو سال سے زائد عرصہ گذر جانے کے باوجود مجلس خانے کی آرائش اور نقش ونگار میں فرق نہیں آیا۔ اس کے علاوہ وضو کے لئے تالاب، مہمان خانہ، لنگر خانہ اور دار العلوم کو بھی ترقی دی۔

آپ فرماتے ہیں ''جو شخص مصیبت زدہ ہو تو سمجھ لو وہ باقاعدگی سے ایک تسبیح درود شریف اور ایک تسبیح یا کریم نہیں پڑھتا۔ جو باقاعدہ یہ وظیفہ پڑھے اسے کوئی بڑی مصیبت نہیں آسکتی۔ کسی نے عرض کی غریب نواز! روضہ شریف حاضر ہو کر خدام کیلئے بھی دعا فرمایا کریں۔ فرمانے لگے میرا تو وظیفہ ہی یہی ہے، سب کیلئے دعا کرنا۔ مگر میں روضہ شریف میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو بھول جاتا ہوں۔'' [۲]

آخری وقت اللہ اللہ کا ورد آپ کی زبان پر جاری تھا۔ یکا یک کمرے میں تیز روشنی ہوئی اور دھیمی دھیمی خوشبو پھیل گئی۔ کمرہ معطر ہو گیا۔ اسی خوشبو اور روشنی کے پاکیزہ ماحول اور پر نور فضا میں آپ کی روح مبارک پرواز ہو کر رحمت الٰہی میں پہنچ گئی۔ [۳]

نور اللہ مرقدہ وجعل الجنة الفردوس مثواہ

۱۔ گلشن پیر سیال ۲۔ فوز المقال جلد ۲ ۳۔ ضیائے حرم، اشراف اولیا نمبر

marfat.com

نائب شیخ الاسلام امیر شریعت حضرت خواجہ محمد حمید الدین سیالوی دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

آپ اسلام اور اسلاف کرام کی روایات کے امین ہیں۔ تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ اتحاد اہلسنت کے لئے آپ کی جدوجہد روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ روحانی اور اصلاحی تربیت کے لئے آپ نے ۱۹۸۲ء میں مجلس الدعوۃ الاسلامیہ قائم فرمائی۔ ملک وقوم کے مفاد میں سینیٹر کی ذمہ داریاں انجام دیں۔ جب بھی ملکی صورتحال ناگفتہ بہ ہوتی ہے ہر خاص وعام کی نگاہیں آستان پاک کی طرف اٹھتی ہیں۔ اس لئے کہ مشکل گھڑی میں آستان عالی شان کے ہر سجادہ نشین (دامت برکاتھم وافاضاتھم) نے ملک وملت کی راہنمائی میں خضر راہ کا کام دیا۔ آپ آستان پاک کی ترقی وتعمیر میں ہمہ وقت کوشاں ہیں۔ روضہ مقدسہ پر سنگ مرمر لگوایا اور نقش ونگار سے مزین فرمایا۔ مدرسۃ الحفاظ کی پرانی عمارت گرا کر از سر نو تعمیر کی۔ جس میں وسیع کتب خانہ اور دس کمرے خوبصورتی سے تعمیر کیے۔ تالاب جو جدید طرز تعمیر کا شاہکار ہے تیار کرایا۔ مرکزی جامع مسجد آستانہ عالیہ سیال شریف کی توسیع اور اس کا بلند شکوہ مینار کثیر لاگت سے بنوایا۔ بنگلہ شریف کو سیلاب سے نقصان پہنچا تو اسے دوبارہ تعمیر کیا۔ اس کے متصل پچیس کمروں پر مشتمل نئی عمارت مہمانان گرامی کے لئے تعمیر کرائی۔ زائرین کی کثرت کے باعث لنگر خانہ الگ جدید طرز پر منفرد انداز میں تعمیر کرایا ہے۔ آباؤ اجداد کے مزارات مقدسہ کی تعمیر، دادا باغ میں حمیدیہ مسجد کی تعمیر، اعلیٰ حضرت غریب نواز خواجہ شمس العارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چلہ گاہ پر حضوری مسجد کی تعمیر اور مدرسۃ البنات کی وسیع وعریض عمارت کی تعمیر الغرض آپ نے ہر طرف تعمیرات کے جا بجا جال بچھا کر آستان عالیشان کی زینت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اللھم زد فزد

بحمد اللہ، حضور شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لگائے

marfat.com

ہوئے گلشن دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام (طلبہ و طالبات) کا فیضان جاری و ساری ہے۔ اور نہایت خاموشی سے ملک اور بیرون ممالک پھیلتا چلا جارہا ہے۔ آپ دارالعلوم کو وسعت دے کر بین الاقوامی سطح کی یونیورسٹی بنانے کا عزم رکھتے ہیں۔

آپ اپنے والد گرامی مرتبت حضور شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ ونور اللہ مرقدہ کی وصیت ''اپنے پیر خانے کی راہ نہ چھوڑنا'' پر مکمل عمل پیرا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ شہنشاہ ولایت تاجدار تونسہ شریف حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ العزیز کے لگائے ہوئے باغ کے امین اور جگمگاتے شمس وقمر کی ضیا پاشیوں کے آئینہ دار ہیں۔ اللہ کریم آپ کو صحت وتندرستی اور عمر خضری عطا فرمائے۔ آپ کا سایہ عاطفت ہم غلاموں پر تادیر قائم ودائم فرمائے۔

آمین ،آمین ، ثم آمین۔ یا رب العلمین بجاہ رحمۃ للعلمین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

درچمن چوں موسم گل شاد باش　　شاد باش، شاد باش، آباد باش

ابوالحسن سید شاہ منظور ہمدانی

بانی وناظم اعلیٰ انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ

ایس۔ ٹی۔ ۳۱ بلاک نمبر ۲، کہکشاں کلفٹن کراچی

marfat.com

قطعۂ تاریخِ اشاعت

نتیجۂ فکر: صاحبزادہ فیض الامین فاروقی (مونیاں شریف، گجرات)

حضرتِ مُرید احمد کی یہ تالیفِ نادر بے مثال
اس کی چھپی جلد دوم شکرِ خدائے ذوالجلال
سالِ اشاعت کی ہوئی فیض الامیں کو فکر جب
یوں غیب سے آواز آئی "مخزنِ روشن مقال"
۱۴۲۴ھ

marfat.com

منقبت

زہے شمس الہدائے کلمۃ الحق نور یزدانی — ملک صورت حسن سیرت بہ شوکت غوث صمدانی

بہ جان و دل غلام تو شہا جن و بشر گشتند — بہ زیر آستیں داری نہاں ملک سلیمانی

ز رویت رنگ گل تازہ بہ قامت سرو دلدارہ — عجب ماہ دل آرائی عجب شمشاد بستانی

ز مشکوٰۃ معلائے تو رحمت سر بہ سر آمد — محمد دیں پناہے جان عالم نور بیچونی

ز وصف ما تو مستغنی، چہ گویم وصف روئے تو — بہ خوبی یوسف ثانی بہ شوخی آفت جانی

ترا زیبد اے فخر دیں چنیں فرماں چنیں شاہی — بہ اقلیم دل آرائی ز زیر فرسلطانی

بہ جوش آید ہیں بار دگر دریائے بے پایاں — چو گوہر آورد بیروں ضیاء الدین ربانی

خدا دارد ترا بر تخت شاہی تا ابد آقا — تو محبوب حبیب ما تو جان جان جانانی

شود رونق فزا گلشن ز عبد اللہ و سعد اللہ — یکے لاریب سر حق دگر تفسیر حقانی

تعجب نیست اے ہیچو چو آں محبوب گل افشاں
ترا بخشد ز لطف خود سخن گوئی سخن دانی

(مولانا غلام دستگیر خان [illegible])

[illegible] حضرت ثانی خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین [illegible]

marfat.com

یا شیخ محمدؐ دیں مدد دے

اے نورِ حسین لم یزلی اے واقفِ سرِ خفی اخفی
اے نورِ محمد نورکلی اے قبلۂ عالم دیں مدد دے
اے قطبِ زمانہ شاہِ زمن در دامن کو ہے تو نسہ وطن
در ملک سلیماں نور افگن یا شاہِ مکان و مکیں مدد دے
در ملک سلیماں شمس توئی اے ماحی باطل و حرف دوئی
اے لولوئے بحرِ مطلبی یا حضرت شمس الدیں مدد دے
اے نور ہدایت نور نبی اے خندۂ صبحِ امید دلی
اے واقفِ سرِ خفی و جلی یا شیخ محمد دیں مدد دے
اے نور ضیائے شمس ہدیٰ اے سرور ملک غنا و رضا
یک نظر بہ بیخود بہر خدا یا شیخ ضیاء الدیں مدد دے

(مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری)

marfat.com

منقبت

اے شانِ تو سرِ صلِ علیٰ ، واے نورِ تو نورِ ذاتِ خدا
واے نام تو نامِ حبیبِ خدا سبحان اللہ سبحان اللہ
اے جلوۂ شمسِ حقانی اے آیتِ نورِ قرآنی
اے چشمۂ فیضِ یزدانی اے معدنِ لطف و جود و سخا
اے یوسفِ دوراں شاہِ زماں اے کعبۂ ایماں قبلۂ جاں
اے خسرو خوباں ارحمنا، اے رحمتِ جاناں ارحمنا
باشانِ تو کس نرسد بہ خدا تو حبیبِ خدائے جل علا
تو صاحبِ سرِ انی انا تو وارثِ تختِ او ادنیٰ
تو رنگِ جمالِ لم یزلی تو جلوۂ حسنِ بے مثلی
ہم واقفِ سرِ خفی اخفی ہم بہرہ ور لولاک لما
یک نظر عطا کن سوئے گدا بر بیخود خستہ بہرِ خدا
اے ماہِ لقا اے شمسِ ہدیٰ اے نورِ خدا اے قبلۂ ما

(بیخود جالندھری)

marfat.com

میرا خواجہ کریم

نتیجۂ فکر: مولانا محمد سعید بھیروی

میرے خواجہ کا رتبہ ہے مقام اللہ اکبر کا!
مقام طور سے اعلیٰ ہے منصب اپنے منظر کا
سلوک اہل دل اس راستے میں آنا جانا ہے
ہے جس کی منزل مقصود بوسہ آپ کے در کا
مقاماتِ فنا ہر اک قدم پر ہوتے ہیں حاصل
فنا بعد الفنا ہے جا کے رکھنا خاک پر سر کا
بقا باللہ جو مقصود اہل ارادت کا!
وہ جلوہ ہے مرے خواجہ کے اک دیدار انور کا
کہاں سے کھینچ کر لائی ہے اہلِ شوق کو گاڑی
کچھ احسان کم نہیں اس کا دکھایا کوچہ دلبر کا
وہ ذکر پاک محبوب الٰہی تو سنا ہو گا
مرے خواجہ کو دیکھو ہے وہی محبوب داور کا
ملاحت میں وہ کان فیض چشمہ خلق نبوی کا!
صباحت میں وہ ہے لعل یگانہ گنج شکر کا
سراپا آپ ہیں نور محمد دین و دنیا میں
ضیاء الدین ہے جلوہ میرے شمس منور کا

marfat.com

2B

امین. حق ہیں عبداللہ وسعداللہ سعادت مند
کریم ابن الکریم ابن الکریم ہے شجرہ اس گھر کا
سعید ذکرِ پیراں کرام اپنے میں رہ ذاکر
اگر دنیا میں خواہاں ہے شرابِ حوضِ کوثر کا

نوٹ: اکثر تعطیلات میں حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادت مند عشاق کو ساتھ لے کر آستانہ عالیہ سیال شریف کا سفر اختیار فرمایا کرتے تھے۔ ایک سفر میں جبکہ نیاز مند بھی آپ کی ہمرکابی کی دولت سے بہرہ ور تھا۔ ایک درویش قوال نے یہ نعت پڑھی جس کے مطلع کا پہلا مصرع یہ تھا ؎

تیرا رتبہ ہے یا احمدﷺ مقام اللہ اکبر کا

آپ نے فنافی الشیخ ہونے کی شان میں فرمایا۔ ؎

میرے خواجہ کا رتبہ ہے مقام اللہ اکبر کا

اور نیاز مند کو اسی مصرع پر غزل مکمل کرنے کا ارشاد فرمایا جس کی تعمیل اسی سفر کے دوران کی گئی۔ اس میں زیادہ تر آپ کے خیالات عالیہ اور ملفوظات طیبہ کی ترجمانی کی گئی ہے۔ اسی لئے مقطع میں اپنے تخلص کے ساتھ آپ کے نام نامی کا اقتباس کیا گیا ہے۔ محمد سعید

.. حضرت صاحبزادہ محمد امین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرزندِ گرامی حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، مولف

marfat.com

اشرف الاولیاء ثانی لاثانی حضرت خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی

(حیات وخدمات)

اگر فردوس بر روئے پتال است
زمینِ کوئے محبوبِ سیال است

(بیخود جالندھری)

marfat.com

حضرت ثانی لاثانی خواجہ حافظ محمد الدّین سیالوی

خاندان

آپ حضرت عباس علمدار بن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، کی اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ کی قوم کھوکھر عُرف سیال ہے قوم کھوکھر اصل میں قریشی علوی ہیں۔ کھوکھر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے بزرگوں میں سے ایک مرد بڑا بہادر اور جرار تھا اور کرانہ بار کا سردار با اختیار تھا۔ ہندوستان کے لوگ اس کی بہادری اور دلیری کی وجہ سے اُسے خونخوار کہتے تھے چونکہ ہندی زبان میں عام لوگ خ کو کھ بولتے ہیں۔ اس لئے وہ خونخوار کی بجائے کھونکھار مشہور ہُوا۔ بعد میں یہ لفظ مخفف ہو کر کھوکھر مشہور ہوا پھر اس کی تمام اولاد کی قومیت اس کی اسمیّت پر معروف ہوگئی۔

آپ کے اجداد میں سے ایک بزرگ کا نام سال ہُوا ہے اس کے نام کی نسبت سے اس کی اولاد بالعموم سیال کی قوم سے موسوم ہوئی۔ ضلع جھنگ میں جو سیال قوم ہے وہ نومسلم ہیں ان کا مورثِ اعلیٰ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ، کے دست حق پر ایمان لایا تھا۔ (۱)

ولادت اور بچپن

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء کو سیال شریف ضلع سرگودہا (پنجاب، پاکستان) میں ہوئی۔ صاحب انوارِ شمسیہ مولانا امیر بخش منشی رحمتہ اللہ علیہ نے درج ذیل شعر سے سنہ میلاد اور عمر شریف نکالی ہے۔

marfat.com

"مظہرِ حق" بودہ اش میلاد سال
۱۲۵۳

سال ہائے عمر آں گشتہ "جمال" (۲)
۷۴

حضرت بیخود جالندھری رقمطراز ہیں۔

۱۲۵۳ھ کا کیا ہی مبارک تھا وہ دن کہ حضور سراپا نور، لمعۂ مطلع انوار، فیض بخش وفیض آثار، ساقی بزم محبت، واقفِ اسرارِ وحدت، گل گلستانِ خوبی وشمعِ بزمِ محبوبی، محبوب ربانی، قطب صمدانی، خواجہ خواجگان اشرف الاولیاء، افتخار العارفین، خواجہ محمد الدین زیب بخشِ اقلیم دل آرائی ومسند دلربائی ہوئے۔ غنچے مسکرا کر پھول برسانے لگے اور ہزاروں کے بختِ خوابیدہ خوشی سے جاگ اٹھے۔ زمانے نے پاؤں چومے دُنیا اور دُنیا والے تصدق ہونے لگے۔ زہے پدرِ بلند اقبال، قطب زماں، غوثِ جہاں، شمس الہدیٰ، اکمل الاصفیاء خواجہ خواجگان حضرت خواجہ شمس الدین والملۃ چشتی نظامی سلیمانی سیالوی رضی اللہ عنہ، اور زہے پسرِ عالی تبار وسرِ اسرار وقطب الابرار۔

والشمس عیان از طلعتہٖ — والـلیـل ززلفِ عتـرتـہٖ
القمر فدا برعارضہٖ — والصّبح دمیدازبُشرتہٖ
الجنّ وبشر هم بیخودہٖ — والحُور وملک فی مدحتہٖ (بیخود)

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب، آفتاب کے گھر ایک اور آفتاب نمودار ہُوا اور قطب زمان کے ہاں رحمتِ جاناں، ستارۂ صبح کی طرح سپہر بلند بالا پر چمکا جو آئندہ جانشینِ اعلیٰ حضرت والاشان کا ہو کر مفوض بکارِ عالم وعالمیاں وحاجت روائے دینی ودنیوی خلق اور گلشن آرائے چمن شادابی ہونے والا تھا۔

مژدہ اے دل کہ تیرا راج دلارا آیا — لاڈلا شمس کا وہ صبح کا تارا آیا
عرش سے چاند گرا دل کی زمیں پہ یعنی — محفلِ ناز میں یُوسف سا پیارا آیا

فروغِ حُسنِ تجلّی اور انوارِ رُخسار اٹھ اٹھ کر شہادت دے رہے تھے کہ یہ ماہِ شمع اوّل کبھی بدرِ کامل

marfat.com

بن کر عشاق کے دل پر بہ ہمہ آب وتاب چمکے گا اور یہ چہرہ آئینہ حق نما بن کر عارفوں کو وہ تجلیات دکھائے گا کہ سب زبانِ حال سے پکار اٹھیں گے۔

اے رنگ وبوئے خوبیٔ شمس الہدائے ما ۔۔۔ نورِ رخ تو آئینہ حق نمائے ما
روئے تو آئینیست زآیاتِ کبریا ۔۔۔ کوئے تو کعبہ ایست دارو شفائے ما

ہونہار بروہ کے چکنے چکنے پات، بچپن ہی سے آپ کی طبیعت میں وہ کل باتیں موجود تھیں، جن سے ایک انسان کامل کی طبیعت دوسرے افراد سے بالکل الگ ا رممتاز ہُوا کرتی ہے۔ آپ کریم ابن کریم تھے، اسی لئے تو یہ حال تھا کہ گھر سے روٹی باہر اُٹھالاتے اور چھوٹے چھوٹے ہم عصر کمسن بچوں میں بانٹ دیتے اور کہتے کہ میں تمہیں لنگر تقسیم کر رہا ہوں۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کو محبت تو آپ سے بہت تھی مگر اس کا اظہار ظاہری طور پر بہت کم ہُوا اور نہ ہی گود میں لے کر بہت پیار کیا مگر توجہ عنایت یہ تھی کہ ایک دفعہ جب کہ آپ صرف سات آٹھ سال کی عمر میں صاحب فراش ہوئے تو حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نے چارپائی کے قریب کھڑے ہو کر آپ کی طبیعت کا حال دریافت فرمایا۔ اس کمسن عاشقِ شیدا نے جواب میں عرض کیا۔

''غریب نواز! اوپری اوپری پُرسش میں نہ رکھیئے گا بندہ تو آپ کی توجہ باطنی کا بھوکا ہے''۔

جو ہاتھ لگا حتیٰ کہ زیور تک بھی اکثر اوقات دولت خانہ سے اُٹھالائے اور درویشوں کے کھانے اور کپڑے میں صرف کر دیئے۔ (۳)

ابتدائی تعلیم

آپ نے قرآن مجید کی تعلیم ایک حافظ صاحب سے حاصل کی، جو حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے ابتدائی دَور میں آپ کی تعلیم کے لئے مقرر تھے۔

marfat.com

حافظ صاحب خوش نویس کاتب بھی تھے اور اکثر اوقات میں یہ شغل فرمایا کرتے تھے۔ نقشبندی خاندان میں بیعت تھے۔ صاحب ذوق اور صاحب وجد بزرگ تھے۔ (۴)

آپ نے قرآن مجید حضرت شیخ محمد عبدالجلیل قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ کیا۔ (۵)

ابتدائی فارسی کتب حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی سے پڑھیں۔ (۶)

سلیانہ میں تحصیل علم

صاحب مرآۃ السالکین کا بیان ہے۔

ابتدا میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے حکم سے آپ نے مقام سلیانہ میں پہنچ کر مولوی فتح محمد صاحب اور دوسرے علماءِ عصر سے استفاضہ علوم ظاہری کیا اور بعض کتب توحید مولوی حاجی معظم الدین صاحب مرولوی (۸) سے پڑھیں۔ (۹)

کوائف دورِ طالب علمی

صاحب محبوب سیال، لکھتے ہیں۔

تعلیم کی ابتدائی کتب حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی سے شروع کیں چنانچہ خود آپ کی زبان سے میں نے یہ سُنا کہ ایک روز میں نے گلستانِ سعدی کا یہ شعر۔

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است　　شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

پڑھ کر سبق بند ہی کیا تھا کہ ایک مجذوب برہنہ نے حضرت خواجہ شمس العارفین کے سامنے یکا یک آ کر عرض کیا کہ ہمیں مُٹھ پلاؤ۔ حضور نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا اور معاً نظر پھیر لی اور مجھے اشارہ فرمایا۔ میں طوعاً و کرہاً اٹھا اور ایک قسم کے حقارت آمیز لہجہ میں اُسے کہا، چلو باہر، حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی، جن کا ہمیشہ تکلموا الناس علیٰ قدر عقولہم پر عمل رہا، انگشت مبارک منہ میں لے کر فرمانے

marfat.com

لگے۔

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است

بعدازاں آپ نے حضرت مولوی فتح محمد سلیانوی سے کچھ کتابیں پڑھیں اور اُن کے ساتھ سیر و سیاحت بھی کی۔(۱۰)

صاحب جذبات سعید،، نے آپ کی طالب العلمی کا ایک واقعہ آپ کی زبانی اس طرح لکھا ہے۔

طالب علمی کے زمانہ میں مجھے پاک پٹن شریف کی زیارت کا شوق بڑھتے بڑھتے جنون تک پہنچ گیا۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سے ظاہری طور پر اجازت لینے کی جرات نہیں تھی کیونکہ سلسلہ طالب علمی میں ہرج آجانے کی وجہ سے آپ سے اجازت ملنا مشکل تھی۔ آخر والدہ ماجدہ کے مشورہ سے ایک ساتھی کو ساتھ لے کر سیال شریف سے سیدھے پاک پٹن شریف کی طرف پیدل ہی روانہ ہو پڑے۔ راستے میں دریائے چناب کشتی کے ذریعہ سے عبور کرنا پڑا، اسی کشتی میں اس علاقہ کا رئیس جو سیّد اور شیعہ معلوم ہوتا تھا، چارپائی ڈلوا کر بیٹھا ہُوا تھا اور اس کے اردگرد ملازموں اور ماتحتوں کا جمگھٹا تھا۔ ادھر حضرت ثانی لاثانی سیالوی اپنے درویشانہ لباس، جبہد اور ٹوپی زیب تن کئے ہوئے عام لوگوں میں تشریف فرما تھے اور پنجیری کا تھیلہ جو والدہ مکرمہ نے اپنی مامتا کی محبت سے، پنجیری سے بھر کر ساتھ کر دیا تھا، کھول کر مٹھیاں بھر بھر کے کشتی نشین لوگوں میں تقسیم فرما رہے تھے، اُس شیعہ رئیس نے جو آپ کو درویشانہ صورت میں دیکھا تو معمولی ملا سمجھ کر اپنی شرارتوں پر اُتر آیا اور صحابہ کرام کے نام لے لے کر دشنام طرازی شروع کر دی۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں اسے کچھ کہے بغیر اپنی جگہ سے اُچھل کر اس مردود کی چارپائی پر جا پڑا اور جاتے ہی اس کی گردن کو مضبوطی سے اپنے دانتوں کی گرفت میں لے لیا۔ اس کے ساتھی آپ کو مارنے پیٹنے لگے مگر اس سخت گرفت کی وجہ سے اس کی آنکھوں کے ڈھیلے نکل آئے اور سانس رُک گئی۔ آخر اس نے اشارہ سے اپنے ساتھیوں کو دست درازی سے روکا اور منت سماجت کرنے کی تلقین کی۔ ان کے ہاتھ جوڑنے اور منت سماجت کرنے سے آپ کی طبع کریم پر اثر

marfat.com

ہو ہی گیا اور آپ نے اسے چھوڑ دیا، بس پھر کیا تھا سب پر خاموشی طاری ہوگئی اور اس کی مرہم پٹی میں مشغول ہو گئے اور کسی کو کچھ کہنے سُننے کی جسارت نہ ہوئی۔

ہیبتِ حق است صاحب دلق نیست

آپ فرماتے تھے بعدہٗ وہ مدت تک اس کا علاج کراتا رہا مگر زخم ایسا بگڑا کہ کچھ مدت کے بعد ہلاک ہو گیا۔ سُنا ہے کہ آپ کے دندان مبارک کے خراب ہونے کی وجہ زیادہ تر اسی صدمے کے باعث تھی۔ مولوی صاحب قبلہ (محمد ذاکر بگوی) فرماتے تھے کہ میں نے خود آپ سے سنا ہے کہ میں پیرانِ عظام کی عنایات کو ان ہر دو واقعات کے سبب اب تک اپنے شامل حال دیکھتا ہوں اور کیوں نہ ہو؟ یہ سب کچھ محض خالصاً ومخلصاً اللہ کے لئے تھا اور ان میں نفس کی آمیزش ہرگز نہیں تھی۔ یہ آپ کا غصہ نہیں تھا، پیران عظام کی غیرت تھی، جو ان پر بدیں صورت نازل ہوئی۔ (۱۱)

بیعت وخلافت

آپ کی بیعت اپنے والد ماجد حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے تھی اور آپ نے ان کو خلافت بھی مرحمت فرمائی تھی۔ حضرت خواجہ شمس العارفین نے اپنی حیاتِ طیبہ میں اپنے آستانہ عالیہ کی سجادگی کے لئے منتخب فرمایا تھا اور حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی نے بھی اس انتخاب کی توثیق فرمادی تھی نیز آپ کو خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔ حضرت بیخود جالندھری کا بیان ہے۔ وصال سے کچھ پہلے حضرت اعلیٰ سیالوی نے اشرف الاولیاء کو تونسہ شریف روانہ فرمایا۔ ادھر اٹھارہ صفر کو آپ کی طبیعت ناساز ہوئی۔ اکیس صفر کو بار بار آپ کی واپسی کے متعلق پوچھنے لگے کہ آپ بھی عین اُسی روز شام کو پہنچ گئے۔ حضور نے سینے سے لگا کر امانت سپرد کی اور ایک خط سربہ مہر حوالے کیا کہ میرے انتقال کے بعد اپنے بھائی کے ساتھ تونسہ شریف جانا اور یہ خط خواجہ خواجگان حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی کے دست مبارک میں دینا، اس میں مرقوم تھا کہ اگرچہ میرا دوسرا لڑکا فضل الدین پابندی

marfat.com

اوقات اوراوراد ووظائف میں مصروف رہتا ہے اور بڑا شاغل وذاکر ہے لیکن سلسلہ کے سنبھالنے کے قابل نہیں، اس کے لائق تو صرف محمد الدین ہے جو اگرچہ رند مزاج ہے اور زیادہ زیادہ وظائف نہیں پڑھتا لیکن حفاظتِ سلسلہ کی قابلیت بوجہ احسن رکھتا ہے آئندہ آپ مختار ہیں۔ حضرت خواجہ الٰہ بخش تونسوی نے دستار آپ ہی کے سر مبارک پر رکھی اور فرمایا۔

''سائیں مبارک ہو، آپ کے والد محترم کا یہی خیال مبارک ہے اور رالم بالا سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔''

والد ماجد کی مسند نشینی

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نے اپنے وصال سے ۳۹ دن پہلے اپنی وفات کی خبر دے دی تھی۔ ۱۵ محرم ۱۳۰۰ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۸۸۲ء بروز سوموار بوقتِ چاشت آپ نے صاحبزادہ محمد الدین سیالوی کو اپنے پاس بلایا اور دوسرے لوگوں کو حجرے سے رخصت کیا۔ صاحبزادہ صاحب کو اپنے سامنے بٹھا کر فرمایا۔

اے فرزندِ ارجمند واضح ہو کہ دنیا کے گوناگوں حالات مجھے پیش آئے ہیں۔ میرے دادا بزرگوار کئی دیہات میں اراضی اور جائداد رکھتے تھے اور ان کے پاس مال مویشی بھی بہت کچھ تھا۔ اسی طرح میرے والد صاحب بھی فارغ البال تھے۔ بعد ازاں، میں نے حضرت تونسوی سے بیعت کی تو میرے پاس ظاہری اسباب روز بروز گھٹتے گئے چنانچہ کبھی مجھے روٹی مل جاتی اور کبھی سات سات دن فاقے سے گزار دیتا تھا لیکن میں نے کبھی کسی کے سامنے اپنی فاقہ کشی کا راز فاش نہ کیا۔ اس وقت خدا کے فضل سے میرے پاس دنیا کی تمام چیزیں اور کئی ہزار روپے نقد موجود ہیں۔ میں اراضی اور دنیاوی ساز وسامان مہیا کر سکتا تھا لیکن ہمیں اس فانی دُنیا سے محبت نہیں البتہ دو چیزیں جو ہمارے مشائخ کا ورثہ ہیں، مجھے عزیز ہیں۔ ایک درویشوں کی محبت دوسرے شیخ کی اطاعت۔ یہ دونوں امور

marfat.com

اس وقت تک خدا کے فضل سے بخوبی انجام پاتے رہے ہیں نیز واضح ہو کہ جب حضرت خواجہ تونسوی واصل بحق ہوئے تھے تو درویشوں کے خرچ کی مد میں چند ہزار روپے قرضہ رہ گیا، خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں قرضے سے محفوظ رکھا اور درویشوں اور مہمانوں کے اخراجات کے علاوہ چند ہزار روپے بچ رہے ہیں۔ یہ رقم تم تینوں بھائی آپس میں تقسیم کر لینا اور کچھ نقدی درویشوں اور مہمانوں پر خرچ کرنا اور چار چیزوں پر استقامت پیدا کرنا۔ توکل، تسلیم، صبر اور قناعت

اس اثنا میں صاحبزادہ محمد الدین صاحب نے عرض کیا کہ اس رقم اور ظاہری جائیداد کی کیا ضرورت ہے، اصلی نعمت جو پیران عظام سے سینہ بسینہ پہنچی ہے، وہ عنائت فرمائیں۔

فرمایا۔ اے فرزند یہ ترکہ لے لو، وہ نعمت بھی خدا تعالیٰ عنائت فرمائے گا۔ مولوی معظم الدین صاحب مرولوی نے عرض کیا کہ آپ مہربانی فرما کر مزکورہ ترکے کی تقسیم میں توقف فرمائیں تو صاحبزادہ صاحب تونسہ شریف سے واپس آ کر آپ کی ہدایت کے مطابق مذکورہ ترکے کی تقسیم اور جو کچھ آپ فرمائیں گے، بجالائیں گے پھر صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی عمر چالیس سال اور بڑھ جائے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین نے قدرے سکوت کے بعد فرمایا۔ اے فرزند کوئی اعتبار نہیں کہ میری عمر چالیس دن تک بھی باقی ہو، کیونکہ میں نے خدا سے دعا مانگی ہے کہ میری عمر خواجہ تونسوی کی عمر کے برابر، پس معلوم ہُوا کہ میری عمر خاتمے کو پہنچ چکی ہے کیونکہ اسی صفر کے مہینے میں میرے شیخ کا وصال ہُوا تھا۔

جب صاحبزادہ صاحب نے یہ باتیں سُنیں تو دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ خواجہ شمس العارفین نے فرمایا، بیٹا میں تمہیں کئی راز بتانا چاہتا ہوں لیکن تمہارا حوصلہ تنگ ہے کیونکہ تم اتنی سی گفتگو سے ہی رو پڑے حالانکہ یہ میری سرسری سی گفتگو تھی۔ دنیاوی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ بحکم کل نفس ذائقة الموت ہر آدمی نے شربت وصل چکھنا ہے۔ پھر فرمایا۔ اے فرزند میں نے یہ وصیت کی باتیں اس لئے تھوڑی کہی ہیں کہ افسوس ہے اس آدمی پر جو مرتے وقت محبوب حقیقی سے روگردانی

marfat.com

کر کے اپنے دوستوں اور بیٹوں کے ساتھ مصروف گفتگو ہوا اور اولاد کو مال واملاک کی وصیت کرتا رہے ، پھر فرمایا۔ اے فرزند مال اور اولاد آزمائش ہے۔ خدا نے فرمایا۔ انما اموالکم واولادکم فتنة۔ پھر فرمایا۔ اے فرزند حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی کی خدمت میں تمہارا جانا ضروری ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا، آپ کا ہر فرمان بسر وچشم، لیکن ان باتوں سے میرا دل غمگین ہوا ہے اور میں سخت پریشان ہوا ہوں۔ فرمایا۔ ان باتوں پر بھروسہ نہ کرو۔ یہ خدا کا کام ہے، جس طرح چاہتا ہے، کرتا ہے۔ بعدازاں صاحبزادہ فضل الدین صاحب کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ تونسے شریف جانے کے متعلق تمہاری کیا مرضی ہے؟ انھوں نے کہا جو آپ کی مرضی ہے، وہی میرے مرضی ہے۔ اس کے بعد آپ نے شفقت سے اپنا بازو ان کی گردن میں حمائل کیا اور فرمایا۔ میری خواہش تو یہ ہے کہ تم میرے پاس رہو پھر صاحبزادہ محمد الدین صاحب کو تونسہ شریف روانہ کیا اور فرمایا۔ میری حالت کو تو تم جانتے ہی ہو، جلدی واپس آنا۔ صاحبزادہ صاحب جلد واپس آنے کا وعدہ کر کے تونسہ شریف روانہ ہوئے۔ جب وہاں سے رخصت ہو کر ۲۱۔ صفر کو واپس آئے تو خواجہ شمس العارفین بخار کی وجہ سے بہت لاچار ہو گئے تھے۔ آپ نے صاحبزادہ صاحب کو چند باتیں ارشاد فرمائیں اور ۲۴۔ صفر ۱۳۰۰ھ بروز جمعہ ۵ جنوری ۱۸۸۳ء صبح کے وقت جان بحق ہوئے (۱۲) تحفۃ الابرار میں ہے۔

آپ خلف اکبر وخلیفہ راستین حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی ماذون ومجاز ہر چہار سلسلہ ہو کر سجادہ نشین مسند ارشاد پر متمکن ہیں اور حسب اجازت حضرت خواجہ شمس العارفین کے آپ نے تونسہ شریف پہنچ کر حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی سے بھی دستار خلافت وارادت حاصل کی ہے۔

شیخ سے محبت

آپ کو اپنے شیخ کامل اور تونسہ مقدسہ سے از حد محبت اور بے انتہا عقیدت تھی۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نے اپنے آخری وقت میں فرمایا۔ تم اپنے پیر خانہ کا راستہ نہ بھولنا۔ میں قبر میں

marfat.com

بھی تمہارا وہاں آنا جانا دیکھ کر خوش ہوتا رہوں گا۔ (۱۴)

صاحب انوارِ شمسیہ لکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ تونسوی کے خاندان کرام سے آپ کی محبت فراواں اور عقیدت بے پایاں تھی۔ ہر سال کئی بار بڑے شوق اور انکسار سے حاضر دربار ہوتے تھے اور تمام صاحبزادہ گان کی خدمت گزاری محبت اور جاں نثاری سے کرتے تھے۔ آخری عمر میں جب بیماری کی طوالت اور ضعف بصارت سے بہت ضعیف اور نحیف ہو گئے تھے اور کجاوہ کی سواری کی تکلیف بھی برداشت نہ کر سکتے تھے تو اس حالت پُر علالت میں بھی اپنے بدن بیمار کو چارپائی پر اُٹھوا کر پیر کے دربار پر حاضر ہوتے تھے۔ (۱۵)

''محبوب سیال'' میں ہے۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کا وہ ارشاد کہ تونسہ مقدسہ کی راہ نہ چھوڑنا، آپ نے عملاً وفعلاً ایسا پورا کیا کہ باید وشاید۔

آخری عمر میں جب کجاوے کی سواری کی بھی طاقت نہ رہی تو آپ چارپائی پر وہاں جانے لگے، تونسہ شریف تو بجائے خود، تونسہ شریف کے کُتوں کو بھی پیار کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ تونسہ شریف جاتے ہوئے تونسہ مقدسہ کے قریب ہی کسی جگہ شب باش ہوئے، عشاء کے بعد جب کھانے پر بیٹھے تو ایک کُتا اندر گھس آیا۔ درویشوں نے اُسے دھتکار دیا، وہ پھر آ گیا، اب کے حضرت ثانی سیالوی کی نظر جو پڑی تو جلدی سے فرمانے لگے کہ یارو اسے نہ ہٹانا، یہ کُتا میں نے تونسہ شریف گذشتہ سال دیکھا تھا پھر فوراً اپنی رکابی اس کے سامنے رکھ دی اور کہنے لگے، خوب کھا، لوگ تو تجھ سے نفرت کرتے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ تو محبوب کی گلی کا رہنے والا ہے۔

آخری سفر جو تونسہ شریف کا ہُوا تو یہی شکایت تھی اور کمزوری اسقدر کہ چارپائی پر بمشکل وہاں پہنچے۔ معمول مبارک تھا کہ سو روپیہ تو صاحب سجادہ کی نذر کرتے تھے اور سو روپیہ ڈیوڑھی مبارک۔ لیکن جب سے، خُدا دور کرے، وہاں ناچاقی کی صورت پیدا ہوئی تو آپ نے سو روپیہ اور بڑھا دیا چنانچہ

marfat.com

چارپائی پر بیٹھ کر آپ نذر گزارنے کے لئے نکلے اور حضرت صاحبزادہ محمد محمود عم فیضہ، کی نشست گاہ کے نیچے غلامان نے چارپائی رکھ دی۔ آپ اوپر جانے کا ارادہ کر رہے تھے کہ خود صاحبزادہ صاحب نیچے تشریف لے آئے۔ آپ دو درویشوں کے سہارے اُٹھ کر ادباً کھڑے ہوئے لیکن بہ سبب ضعف گر پڑے۔ خود صاحبزادہ صاحب نے آپ کو اٹھایا۔ آپ ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگے۔

غریب نواز! میں تو کسی کام کا نہیں رہا مگر پھر بھی یہ لوگ مجھے چھوڑتے نہیں، خواہ مخواہ میرا مردہ لئے پھرتے ہیں۔ اس بات پر صاحبزادہ صاحب بھی زار و قطار رونے لگ گئے اور فرمانے لگے۔

سائیں، خُدا خیر کرے، سارے کے سارے سلسلہ چشتیہ کی نظر اس وقت آپ ہی پر ہے۔

آپ ادھر سے بہ ادب و نیاز سر جھکائے کھڑے رہے اس کے بعد آپ نے پھر عرض کیا۔

غریب نواز! اجازت ہے، میں ڈیوڑھی کی نذر کے لئے جاؤں؟ ارشاد ہُوا، آپ کو تکلیف ہو گی، کمزوری بہت ہو رہی ہے، مجھے دیجئے، میں خود گھر جا کر نذر کر دوں گا۔ عرض کیا۔

نہ غریب نواز! یہ میرا وظیفہ ہے۔ میں خود ہی لے کر حاضر ہوں گا چنانچہ درویش چارپائی اُٹھا کر لے گئے۔ صاحبزادہ صاحب، حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ یارو دیکھ لو، اس کا نام درویشی ہے اور اسے ادب کہتے ہیں خلیفہ تو بہت سے بن جاتے ہیں لیکن عشق آسانی سے نہیں ملتا۔ (۱۷)

صاحبزادگانِ تونسوی سے آپ کو وہ تعلق قلبی تھا اور ان سے آپ وہ نیاز برتتے تھے کہ باید و شاید۔ گفتار اور کردار میں ہمہ وقت اس کا اظہار فرماتے اور خود کیا فرماتے، وہ اظہار خود بخود ہو جاتا چنانچہ ایک دفعہ آپ حضرت حافظ صاحب تونسوی کے ہمرکاب اجمیر شریف جا رہے تھے، راہ میں ایک شاہ نال'' نام اسٹیشن آیا۔ بورڈ پر یہ نام پڑھ کر آپ اپنے خدام سے فرمانے لگے

''ارے دیکھو! ہے نا شاہ نال'' (۱۸)

حضرت صاحبزادہ محمد حامد تونسوی اجمیر شریف سے مراجعت فرماتے ہوئے، سیال شریف تشریف لائے۔ آپ کے لئے تو عیدِ وصال کا گویا چاند چڑھ گیا۔ اسقدر نیاز، وہ خوشیاں اور ایسے ذوق

marfat.com

تھے کہ حرف دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے۔ پیرزادہ صاحب کی آمد کی خبر سُن کر ہفتوں ذوق پیدا ہو رہا تھا۔ دعوتوں کے سامان واقعی سامان سوز تھے۔ پشاور سے ایک باورچی منگوایا گیا اور بڑے تزک و احتشام اور ادب و نیاز سے نذریں گزاریں اور دعوت پیش کی۔

صاحبزادہ صاحب ممدوح نے، جو کمال عشق و نیاز کو دیکھ کر متحیر ہو رہے تھے، دوسرے وقت کے کھانے پر حضرت ثانی سیالوی کو کہلا بھیجا کہ مولوی صاحب! آپ اسقدر تکلیف نہ کریں۔ آپ اُٹھ بیٹھے اور قاصد سے فرمانے لگے۔ میری طرف سے عرض کر، کہ تکلف تو وہ ہوتا ہے، جس میں تکلیف ہو اور دل سے نہ کیا جائے، یہاں تو جو کچھ بھی ہے، سب سرکار ہی کا ہے۔ نہ تکلف ہے نہ تکلیف، بے تکلفی، عین خوشی ہے، عین نیاز مندی، عین فرحت اور عین آرزو (۱۹) حضرت مجاہد ملّت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی جب قبلۂ عالم خواجہ محمد حامد تونسوی کی معیت میں طویل سفر کے لئے روانہ ہوئے تو محبوب مصطفےٰ حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی نے اپنے جگر گوشے مجاہد ملت کو ایک درخواست دی کہ واپسی پر جب حضرت تونسوی خوش وقتی میں ہوں تو یہ درخواست منظور فرما کر اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس غلام خانہ سیال شریف کو شرف و افتخار بخشیں۔

مجاہد ملّت نے جو حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی کی شفقتوں سے سرفراز تھے۔ مہار شریف قبلہ عالم مہاروی کے آستانہ پر درخواست پیش کر دی، جسے آپ نے بسُرت قبول فرمایا۔ تاریخ اور وقت مقرر ہو گیا۔ سیال شریف میں پہلی دفعہ حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی کی تشریف آوری کی مبارک خبر پر اک بہار کا سماں چھا گیا۔ حضرت ثانی سیالوی نہایت خوش تھے اور اپنے فرزند مجاہد ملت کی اس کامیابی پر پھولے نہ سماتے چنانچہ تمام خلفاء اور متعلقینِ سیال شریف کو تاکیداً مطلع فرمایا کہ پیر پٹھان خواجہ حامد تونسوی کی تشریف آوری کا خیر مقدم سب کا فرض ہے، چنانچہ نواب خُدا بخش ٹوانہ اور دیگر رؤسائے زمانہ پوری نیاز مندانہ کرّ و فر کے ساتھ اپنے سواروں اور شاندار گھوڑوں کے ساتھ حاضر ہو گئے۔ حضرت قطب عالم خواجہ محمد تونسوی کا تار سیال شریف پہنچا تو محبوب مصطفےٰ حضرت ثانی علیہ الرحمہ خود

marfat.com

دریائے جہلم کے کنارے حضرت کی کشتی کے انتظار میں سراپا جذب وشوق کا مجسمہ بنے موجود تھے، جب کشتی نظر آئی تو حضرت ثانی صاحب سیالوی کھڑے ہو گئے اور اپنے صاحبزادگان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بلھے شاہ صاحب کی طرح اپنے پیر کی آمد پر رقص کرنے لگے، بہت سے صاحبانِ حال درویشوں کو وجد ہو گیا اور عمائدین کہنے لگے، سبحان اللہ، جس طرح پیر سیال کی ذات نے عشق وذوق کا نمونہ پیش کیا ہے، یہ تو صرف انھی کا حصہ ہے۔

حضرت صاحبزادہ تونسوی کی تشریف آوری پر دُور دراز سے خانساموں کو لایا گیا تھا۔ غرض اس عشق ومحبت کے ماحول کی رعنائیوں کی وہی حضرات قدر کر سکتے ہیں، جو اس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں حضرت پیر سیال نے عوام وخواص خصوصاً غرباء کے لئے وسیع دسترخوان کا انتظام جاری رکھا بلکہ جانور ذبح کرا کے میدان میں رکھوائے تا کہ چیل اور گدھ وغیرہ کی غذا کا بھی انتظام جاری رہے تا کہ پیر سیال کے پیر ومُرشد خواجہ تونسوی کی تشریف آوری پر یہ جانور بھی شاہی لنگر سے مستفید ہوتے رہیں۔ (۲۰)

حضرت مولانا محمد سعید بھیروی رحمۃ اللہ علیہ جذباتِ سعید میں حضرت ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہٗ کی زبانی رقمطراز ہیں۔

میرے ملجا وماویٰ حضرت ثانی لاثانی سیالوی فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نے اپنے وصال سے پہلے جب سب صاحبزادگان میں سے حضور نے لنگر کی خدمت کے لئے مجھے منتخب فرمایا تو میں نے اپنے آپکو سرمایہء عبادت وریاضت سے خالی پا کر معذرت پیش کی تو آپ نے فرمایا کہ کوئی خدشہ نہیں، تونسہ شریف کی حاضری میں ناغہ نہ کرنا، تمہاری بندگی سے بڑھ جائے گی چنانچہ آپ نے اخیر تک جبکہ آپ کی جسمانی طاقت نے نشست وبرخاست سے جواب دے دیا تھا۔ اس وظیفہ کو نہ چھوڑا۔ (۲۱)

marfat.com

مرآۃ العاشقین میں ذکر

مرآۃ العاشقین میں بعض مقامات پر آپ کا ذکر ملتا ہے۔ صاحب مرآۃ العاشقین کا بیان ہے۔

بعد ازاں، حضرت غوث الاعظم کی کرامت کا ذکر چھڑا۔ صاحبزادہ محمد الدین صاحب نے عرض کیا کہ اکثر لوگ جو منکر کرامت ہیں، کہتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم کی ڈوبی ہوئی کشتی کو سلامت نکالنے والی کرامت غلط محض اور خلاف فطرت ہے کیونکہ جب حیاتِ ثانیہ حاصل ہوتی ہے تو پھر موت واقع نہیں ہوتی اور چونکہ وہ اہل کشتی دوبارہ مر گئے لہذا ثابت ہوا کہ یہ کرامت غلط ہے۔ خواجہ شمس العارفین نے فرمایا کہ وہ زندگی جو لافانی ہے، قیامت کے دن حاصل ہوگی نہ کہ دُنیا میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں قوالواں نے یہ شعر پڑھا۔

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

اس شعر سے آپ کو حالتِ فنا حاصل ہوئی جب قوال پہلا مصرع پڑھتے تو آپ جاں بحق ہو جاتے جب دوسرا مصرع پڑھتے تو پھر پہلی حالت میں زندہ ہو جاتے جب آپ کی اجل کی گھڑی آئی تو قوالوں کی زبان سے دوسرا مصرع فراموش ہو گیا۔ پس حضرت موصوف نے دار فانی سے دار باقی کی طرف کوچ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حیات بعد ممات بھی کرامت کی قسموں میں سے ہے۔

بعد ازاں صاحبزادہ محمد الدین صاحب نے عرض کیا جس شخص کو اپنے پیر نے اذن نہ دیا ہو، اس سے بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا۔ ناجائز ہے لیکن اگر آدمی زاہد اور عاشق ہو اور اس کا فیض جاری ہو جائے تو اس میں کچھ تعجب نہیں چنانچہ حضرت احمد جام ابتدا میں بادہ فروش تھے، آخر عمر میں اس شغل سے تائب ہو کر یادِ حق میں مشغول ہوئے اور چھ ہزار اولیائے نامدار انہی کی توجہ سے مرتبہ ولایت پر پہنچے۔

marfat.com

بعدازاں صاحبزادہ محمد الدین صاحب نے عرض کیا کہ میرے جد بزرگوار رحمال کے وقت یہ درود شریف پڑھتے تھے۔ **اللھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ شیخنا محمد سلیمان** ۔

خواجہ شمس العارفین نے فرمایا۔ میرے استاد حضرت مولانا محمد علی مکھڈی بھی وعلیٰ آلہ کے بعد وعلیٰ شیخنا پڑھتے تھے۔ ایک دن میں نے عرض کیا کہ علیٰ شیخنا کہنے کا کیا مورد ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

کل تقی ونقی فھو آلی یعنی ہر محتاط اور سلجھا ہوا آدمی میری اولاد میں سے ہے اور اس لحاظ سے درود میں گویا تمام متقی بھی شامل ہیں۔ استاد گرامی نے فرمایا اگرچہ ضروت تو نہیں لیکن پھر بھی تعمیم کے بعد تخصص بہتر ہے۔

بعدازاں، حضرت صاحبزادہ محمد الدین صاحب نے عرض کیا کہ کوئی شخص تونسہ شریف کے سفر کا ارادہ رکھتا ہے، کیا وہ وہاں سے گھر والوں کو اپنی خیریت کا خط لکھ سکتا ہے یا نہیں؟ فرمایا۔ صرف سجادہ نشین صاحب زادہ اللہ بخش صاحب کی رضامندی کے لئے لکھنا چاہئے ورنہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں پھر یہ شعر پڑھا۔

مابوئے پیر ہن رادرجاں ذخیرہ داریم
شاید زمصر ناید امروز کاروانے

ترجمہ: اس خیال سے کہ شاید مصر سے پھر کبھی کسی قافلے کا ادھر گزر ہو یا نہ ہو، سردست ہم نے موقع غنیمت پاکر یوسف کے پیرہن کو والہانہ طور پر سونگھ سونگھ کر، اپنی جان کے ذرّے ذرّے میں، اس کی نکہت سرشار کا ذخیرہ وافر سمولیا ہے۔

دوسرے الفاظ میں، خواجہ تونسوی کی خدمت میں شب و روز مستعد رہ کر آپ کی صورت پاک کا تصوّر میرے اندر اتنا راسخ اور گہرا ہو چکا ہے کہ اب اس کے سوا دل کی فضا میں کسی اور چیز کی سمائی ممکن ہی نہیں۔

marfat.com

لہٰذا اے درویش اگر تم طالب صادق ہو تو اپنے پیر کی صورت کے عاشق ہو جاؤ پھر تمہیں ذات حق کا جلوہ نظر آ سکے گا۔

بعد ازاں حضرت غوث الاعظم کی عظمت و بزرگی کا ذکر چھڑا۔ صاحبزادہ محمد الدین صاحب نے عرض کیا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کو حضرت غوث الاعظم کو اپنی زبان مبارک سے فرمایا۔

یاولدی قدحی ھذہٖ علیٰ رقبتک وقد ماک علیٰ رکاب کل ولی اللہ یعنی اے بیٹے تیری گردن میرے اس قدم کے نیچے ہے اور ہر ولی کی گردن تیرے قدموں کے نیچے ہے۔

پس جب محبوب سبحانی اس سعادت سے بہرہ ور ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ رسول خدا کا قدم مبارک میری گردن پر ہے اور میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ آپ کے اس قول کو تمام اولیاء نے قبول کیا لیکن شیخ صنعان نے اس سے روتابی کی۔ کیا یہ قصہ درست ہے یا نہیں؟

خواجہ شمس العارفین نے فرمایا۔ معتبر کتابوں میں شیخ صنعان کا کہیں ذکر نہیں آیا البتہ مولانا جامی "نفحات الانس" اور شیخ عبدالحق دہلوی "اخبار الاخیار" میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت غوث الاعظم منبر پر چڑھ کر وعظ کرتے تھے۔ تین ہزار علمائے معروف اور تین ہزار ولی کامل آپ کی مجلس میں موجود ہوتے تھے۔ ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول خدا کا قدم میری گردن پر ہے اور میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ اس دم ایک مرد کامل نے بڑھ کر غوث الاعظم کا قدم اپنی گردن پر لیا۔ ہزار ہا علماء اور اولیاء کے تسلیم کرنے کے بعد شیخ صنعان کی جرأت انکار ثابت نہیں ہوتی۔

اجراءِ درس

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نے اپنی علمی و روحانی تعلیمات کی وسیع پیمانے پر مؤثر تبلیغ کے لئے سیال شریف کے مقام پر ۱۲۶۰ھ یعنی ۱۸۴۴ء میں ایک عظیم الشان اسلامی درسگاہ قائم کی،

marfat.com

جس کے چشمۂ فیض سے مقامی اور دُور دراز کے طالبانِ حق اپنی اپنی علمی وروحانی پیاس بجھاتے رہے۔

آپ کے وصال کے بعد حضرت ثانی لاثانی سیالوی نے اپنے دَور میں اس ادارہ کی عمدہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے اسے ترقی کے ان منازل تک پہنچایا کہ ہم عصر مدارس میں اسے ایک خاص امتیاز کی حیثیت حاصل ہوگئی۔(۲۲)

آپ کا دَور جہاں تک علوم ظاہری کی تدریس اور دینی دارالعلوم کی ترقی اور اس کے فروغ کا تعلق ہے۔

نقاش نقشِ ثانی بہتر کشد زاوّلی کا مصداق اور ترجمان بنا۔ اس دَور میں حضرت ثانی لاثانی سیالوی نے ہر حصّہ ملک سے اور دُور دراز علاقوں سے قابل ترین اساتذہ اور علماء وفضلاء فراہم اور اپنے گرد جمع کئے چنانچہ اس دور ثانی ہمایونی میں دُور دراز ملکوں سے اور مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق بمصداق یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا طالبین علوم فوج درفوج اور موج درموج آ آ کر اور اس سرچشمہ علوم وفنون سے سیراب ہو ہو کر درس وافتاء اور احکام اسلامی کی تبلیغ وترویج میں مصروف اور اس کے لئے وقف ہوتے چلے گئے۔ اس دور میں مولانا غلام محمد للہ شریف ضلع جہلم، مولانا قاضی عبدالباقی کرسالوی اور گاہے گاہے مولانا حافظ محمد جمال الدین گھوٹوی جیسے فضلاء دہر وعلماءِ عصر اس دارالعلوم کے مسند درس کی زینت تھے۔(۲۳)

صاحب ''محبوب سیال'' نے اپنی اولین حاضری سیال شریف کا جو نقشہ کھینچا ہے، اس میں بھی مدرسہ کا ذکر کیا ہے۔

باہر سرائے میں حافظ صاحب قرآن کریم بچوں کو پڑھاتے تھے اور روضہ مبارک کے قریب مولوی صاحب للّوی کتب عربیہ کا درس دیتے تھے۔(۲۴)

marfat.com

ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی لکھتے ہیں۔

آپ اپنے والد ماجد کی طرح علماء، طلبہ، فقراء اور مساکین کی بڑی پرورش کرنے والے تھے۔ آپ نے سیال شریف کی درس گاہ کو بھی بہت وسعت اور ترقی دی۔ (۲۵)

حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری سجادہ نشین بھیرہ شریف کا بیان ہے۔

آپ دار العلوم کی ترقی کے لئے بھی خصوصی توجہ فرماتے۔ سینکڑوں کی تعداد میں طلبہ اکتسابِ علم کے لئے موجود رہتے، ان کی رہائش، خوراک اور تعلیم کا مفت انتظام کیا جاتا۔ (۲۶)

مقبولیّت اور رجوع خلقت

ساختہ بیعت بہ اُوخلقِ کثیر
بہرہ ور فیضش شدہ میر وفقیر (امیر بخش متّقی)

آپ کے عہد میں سلسلہ چشتیہ کو بڑی ترقی ہوئی۔ مُلک کے دُور دراز گوشوں سے بندگانِ خُدا آپ کے آستانہ عالیہ کی طرف کھچے چلے آرہے تھے۔ قافلوں کے قافلے حاضر خدمت ہوتے اور مئے محبت سے مخمور وسرشار ہو کر اپنے گھروں کو واپس جاتے تھے۔

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی قدس سرہٗ متوفی ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۰۶ کا ارشاد گرامی ہے۔ مولوی شمس الدین صاحب کمالات میں اکرم ترین تھے مگر مولوی محمد الدین اُن سے بھی بعض مراتب میں برتر ہیں۔ (۲۷)

مرآۃ السالکین میں ہے۔

رات دن یادِ الٰہی میں مصروف اور ہدایت خلقِ خُدا میں مشغول ہیں، جس طرح حضرت خواجہ شمس العارفین کی حیات میں فیضان جاری تھا، اسی طرح اب بھی دریائے فیض آپ کی طفیل سے جاری

marfat.com

ہے۔(۲۸)

تحفۃ الابرار'' کا مولف رقمطراز ہے۔

• بزرگان کاملین کے فرمانے کا اثر کبھی نہ کبھی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی نے بارہا فرمایا۔

''میرے سیالاں کو رنگ لایئں وے رنجھیٹیا'' اس کا پورا ظہور آپ ہی کے عہد میں ہُوا ہے جو کثرت ہجوم ورجوع خلقت اور رونق ایام عُرس میں ہوتی ہے، وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔(۲۹)

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مردِ خلیق! (اقبال)

صُحبت کے اثرات

پیرانِ عظام کی جناب میں نہ ظاہری وعظ ہوتا ہے اور نہ زبانی ترغیب، صرف دیدار سے ہی اہل سعادت جن کو ان کی روحانیت سے ازل میں مناسبت ہو چکی ہے، تمام باطنی نعمتیں حاصل کرتے ہیں اور ارشاد سرور عالم ﷺ کے مطابق تمام صوفیہ کرام کی توجہ سب سے پہلے اسی حالتِ قلب کی اصلاح پر ہوتی ہے، جس کے حاصل ہونے سے بدن کی حالت خود بخود درست ہوتی ہے۔ صدہا اوباش مزاج اشخاص کو ہم نے دیکھا ہے کہ جن کے قلب پر کسی صوفی صافی کی نظر عنایت ہوئی ہے، خود بخود طبعاً تمام بُری باتوں سے محترز ہو گیا اور اعمال حسنہ میں شاغل بنا۔

حضور قبلہء عالم ثانی لاثانی سیالوی (روحی فداہ) کی جناب پاک میں ہزارہا نا خواندہ جاہل دہقان مزاج درشت طبع حاضر ہوئے ہیں اور صرف دیدار پُر انوار سے رنگ الٰہی میں رنگے گئے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہُوا ہے کہ ایک دہقان چوری پیشہ کسی سخت مقدمہ میں مبتلا ہوا اور اس کی چارہ جوئی میں حضور کی قدمبوسی سے مشرف ہو کر زُمرہء غلامان داخل ہُوا لیکن بباعثِ ہیبت اصل غرض ظاہر نہ کر سکا اور حضور

marfat.com

نے بھی دریافت نہ فرمایا۔ دوبارہ اسی غرض سے حاضر ہُوا پھر بھی ویسا ہی دہشتِ مجلس مبارک کے باعث عرض نہ کر سکا۔ دو روز دربارِ عالی میں رہ کر چلا گیا۔ اب سہ بارہ مقدمہ کی ہولناک حالت دیکھ کر اور دنیاوی معاملات کی تنگی سے سوختہ جگر ہو کر جناب میں حاضر ہُوا۔ اس دفعہ حضور نے اس سے کمال محبوبانہ انداز سے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو؟ اس دل جلے نے، جو کہ پیشتر ہی مصیبت زدہ تھا اور ناز آمیز خطاب سے اور زیادہ جل گیا تھا، عرض کیا ایک چوروں کا گاؤں ہے، بندہ وہاں کا رہنے والا ہے۔ حضور نے تبسم فرما کر پوچھا کہ کبھی تم نے بھی چوری کی ہے۔ اس نے چشم پُر آب ہو کر عرض کیا کہ اس سارے علاقے میں میرے جیسا کوئی بدمعاش نہیں۔ حضور نے اس کی عاجزِ التماس کے جواب میں سر مبارک ہلا کر فرمایا کہ اللہ کرم کرے۔ بس یہی نظرِ عنایت اس کو کافی ہوئی، اس کا مقدمہ حسبِ دل خواہ اس کے فیصل ہُوا اور خود وہ تمام بُرے افعال سے تائب ہُوا۔ تمام چوری کے مال اس نے واپس کر دیے اور اوراد و وظائف جس سے وہ کوسوں دُور تھا، پڑھنا شروع کئے

سبحان اللہ!

غمزۂ توے فریبد زاہد صد سالہ را؛ موئے پیشانی گرفتہ پیش خمار آورد (۳۰)

علی مُنڈا، حضور ثانی سیالوی کا پیارا درویش تھا، لنگر شریف کی لکڑیاں لایا کرتا تھا۔ حضور ثانی سے بیعت کی۔ بوقت بیعت کہتا تھا۔ مجھے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ والا عہد یاد آیا اور اس وقت کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے لوگوں کو بھی بوقت بیعت میں نے دیکھ لیا۔ بیعت کرنے سے پہلے چور تھا۔ بارہ ۱۲ بھینسیں اکٹھی چوری کر کے دریا سے پار کر لاتا اور بارہ بارہ میل نیچے دریا سے باہر نکالتا۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی کے زمانہ میں قوالی سُنتے ہوئے وجد میں آ گیا، سخت بارش ہوئی

: حاقی جھنگ کا باشندہ تھا ایک ٹانگ سے معذور ہونے کے باوجود نامی گرامی چور اور ڈاکو تھا۔ حضور ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے اسے وظائف چشتیہ کی تلاوت کی اجازت مرحمت فرمائی اور آپ کی روحانی توجہ سے وہ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوا۔ [illegible] بعد ازاں تمام زندگی سیال شریف میں گزار دی۔ مولف

marfat.com

لیکن بارش کی حالت میں بیٹھا رہا اور بارش ذرا بھر معلوم نہ ہوئی۔(۳۱)

مولوی ممتاز علی کا بیان ہے۔

ملک وساوا صاحب مرحوم ضلع خوشاب کے مشہور قصبہ بندیال کے رہنے والے تھے اور ایک بہت وجیہ و خوبصورت، طاقت ور اور گرانڈیل جوان تھے۔ جوانی میں اُن پر وہاں کی ایک نوجوان حسینہ فریفتہ ہوگئی۔ دونوں میں ناجائز تعلقات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ہر شب دونوں اکٹھے ہوتے اور ساری رات داد عشرت دیتے۔ اسی زمانہ بے راہ روی و اخلاق باختگی کے دوران ملک صاحب مذکور کو دربار عالیہ سیال شریف میں حاضری کا موقع زریں مل گیا۔ حضرت ثانی لاثانی سیالوی کا عہد ہمایوں تھا۔ ملک صاحب کی قسمت نے یاوری کی اور آپ سے بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد جب بندیال واپس آئے تو رات کو سابقہ دور معصیت از سر نو شروع کرنے کے واسطے ان کی یار بدکردار عورت آدھمکی۔ ملک صاحب کئی دنوں کی مفارقت کے بعد اس سے رغبت و صحبت کرنے پر آمادہ ہو گئے لیکن یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت ثانی لاثانی سیالوی آپ کے سامنے کھڑے ہیں اور ہاتھ کے اشارے سے اس فعل شنیع سے بچ جانے کا حکم دے رہے ہیں۔ ملک صاحب یہ حال دیکھ کر ڈر گئے اور اس عورت کو نکال دیا۔ ازاں بعد ملک صاحب کی یہ حالت ہوگئی کہ محفل سماع میں ان پر اسقدر شدید وجد طاری ہوتا تھا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ جتنے طویل و جسیم انسان تھے، اسی قدر ان کا وجد طویل و شدید ہوتا تھا۔ راقم نے بھی ملک صاحب کو ایک دو دفعہ چاچڑ شریف عرس مبارک کے موقع پر دیکھا تھا، اس وقت آپ پر بڑھاپا آچکا تھا لیکن سرو صحیح کی طرح قد سیدھا اور چہرہ سفید و سیاہ بالوں والی ریش مبارک کے ساتھ روشن و درخشاں تھا۔ گزرے ہوئے زمانہ انابت کی کہانیاں سُنا سُنا کر خود بھی روتے تھے اور سامعین کو بھی رلاتے تھے۔(۳۲)

لنگر

آپ کا لنگر بڑا وسیع تھا، سینکڑوں درویش جو ذکر الٰہی سیکھنے کے لئے یہاں فروکش ہوتے۔ ان

marfat.com

کی خاطر مدارت میں پوری کوشش کی جاتی۔ آستانہ عالیہ پر حاضر ہونے والے مہمانوں کے آرام وآسائش کا آپ ہر ممکن اہتمام فرماتے اور کوئی بعداز وقت آنے والا مہمان اور مسافر بھی بھوکا نہ رہتا۔ آپ کا معمول تھا کہ رات کا کھانا نماز عشاء ادا کرنے کے بعد تناول فرماتے اور اس میں حکمت یہ تھی اگر کوئی مہمان تاخیر سے آئے اور لنگر میں کھانا ختم ہو گیا ہو تو آپ اپنا کھانا اس کو پیش کر دیتے۔ (۳۳)

آپ لنگر کی ضروریات میں دریا دلی سے خرچ کرتے تھے۔ مسکینوں اور مسافروں کی خدمت بڑی فراخدلی سے کرتے تھے۔ (۳۴)

''تحفۃ الابرار'' میں ہے۔

جو خاص طرز کا انتظام لنگر سے ہر ایک مہمان کے جائے قیام پر طعام پہنچانے کا ہوتا ہے، وہ آپ ہی کی ذات خاص سے مخصوص ہے۔

محبوب سیال، صفحہ ۲۷ پر درج ہے۔

لنگر کا خرچ تھا تو وسیع، مہمانداری تھی تو شاندار۔

تعمیرات

روضہ ءِ حضرت کہ ہست ایں خوشنما
از علوّ ہمتش گشتہ بناء

آستانہ عالیہ پر جو عظیم الشان عمارات نظر آ رہی ہیں، ان میں سے بیشتر حضرت کے ذوق لطیف اور ہمت بلند کا شاہکار ہیں۔ روضہ مقدسہ معنوی حسن وخوبی کے علاوہ صوری جاہ وجلال میں بھی عدیم النظیر ہے، اس کی بلندی، اس کی پختگی اور اس کے اندر ماہر کاریگروں نے جو نقش ونگار اور گلکاری کی ہے اسے دیکھ کر ایک عجیب قسم کی روحانی آسودگی محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس کو تعمیر ہوئے ایک سو اکیس سال کا عرصہ گزرنے والا ہے لیکن نقش ونگار کی تابناکی میں ذرا فرق نہ آیا۔ روضہ شریف کی مشرقی جانب مجلس خانہ ہے۔ اتنی وسیع، مضبوط اور خوبصورت عمارت دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس کی زیبائی اور رعنائی کے پہلو بہ پہلو

marfat.com

اس کی پختگی کو دیکھ کر دیدہ و دل منور ہو جاتے ہیں۔ الغرض حضرت ثانی سیالوی کی ذات ستودہ صفات سراپا یمن و برکت اور خیر و سعادت کا منبع فیاض تھی۔ (۳۷)

تحفۃ الابرار میں ہے۔

جو اولوالعزمی و فراخ حوصلگی باوصف توکل کے تعمیر روضہ مبارک حضرت موصوف اور اس کے گرد و پیش میں ظاہر فرمائی ہے، وہ آپ ہی کا حصہ ہے، اللھم زد فزد۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عالی شان عمارت اور اندرون روضہ کے طلائی و منقش کام پر کیا کچھ خرچ آیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ہمت مردانہ سے اس عمارت کو بمرتبہ تکمیل پہنچائے۔ (۳۸)

''مرآۃ السالکین'' کے مصنف لکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ سیالوی کا روضہ شریف آپ نے کئی ہزار روپیہ صرف کر کے تعمیر کرایا ہے۔ (۳۹)

روضہ شریف میں تحریر کردہ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

تولّد ''خوب خو'' خوانی — سنین عمرش ''بدیع'' خوانی
۱۲۱۴ھ — ۸۶

وفات آنشیخ عرفانی — ''زہے منظور یزدانی''
۱۳۰۰ھ

محمد بخش معمار از مگھیانہ — عمارت و نقش کردا یں فیض خانہ
بہ ہست و نیزدہ صد ختم تعمیر — بناز نیزدہ صد و یک روانہ

ایں قبۂ شریف کہ فردوس انوراست
تاریخ اختتامش روضہ منور است
۱۳۰۷ھ
شد ابتداش منظر ناحق شمار سال
سعی از محمد الدین فرزند اکبر است

marfat.com

علمی ورُوحانی مقام

آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔اپنے دَور کے قطب مدار اور غوث تھے۔

صاحب ''مرآۃ السالکین'' کا بیان ہے۔

علوم ظاہری اور باطنی میں بفضلہٖ تعالیٰ آپ ہر طرح لائق اور فائق ہیں۔(۴۰)

صاحب ''محبوب سیال'' لکھتے ہیں۔

آپ علم کے گنجینہ اور عشق کے سرمایہ تھے۔

ایک بار میر قوال نے آپ سے دریافت کیا کہ فی زمانہ قطب کون ہے؟

فرمانے لگے، دیکھا تو میں نے بھی ہے لیکن زیادہ خبر نہیں۔آپ کا یہ جواب بعینہٖ خواجہ صاحب تونسوی کے جواب سے ملتا ہے اگر چہ الفاظ میں اختلاف ہے لیکن معنی میں نہیں اور وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مولوی دادار بخش پاک پٹنی نے آپ کی خدمت میں سوال کیا کہ آج کل قطب کون ہے؟ ارشاد ہُوا ۔ ''مولوی تم''۔مولوی صاحب موصوف وہاں سے، اچھلتے کودتے خوش وخرم باہر آئے۔کسی نے پوچھا، یہ کیا حال ہے؟ کہنے لگے، میں نے آج یہ کچھ عرض کیا تھا اور یہ جواب ملا اور میں اس لئے خوش ہوں کہ آپ خود قطب زمان ہیں کیونکہ آپ کی زبان سے ہمیشہ تُو ہی تُو نکلتا ہے اور میں کبھی نہیں۔(۴۱)

قاضی میاں احمد نوشہروی رحمتہ اللہ علیہ جو فاضلِ اجل اور صوفی اکمل تھے، کا ارشاد گرامی ہے۔

حضرت ثانی لاثانی سیالوی نے مجھے فتوحات مکیہ کا درس دیا ہے، اس کتاب مستطاب میں جو مضامین مشکل ترین میری فکر میں لاحل تھے، اس اکمل نے توجہ دل سے حل کرا دیئے ہیں۔نیز فرمایا کہ حضرت ثانی لاثانی سیالوی کے مراتب اور مناصب کا انتہا حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی سے برتر ہے۔(۴۲)

marfat.com

سیّد العاشقین مولانا محمد ذاکر بگوی اپنے ایک مقالہ میں لکھتے ہیں۔ صوفی کامل بظاہر کاروبار دنیاوی میں عام لوگوں کی مانند شاغل ہوتا ہے۔ کھاتا، پیتا ہے، ملاقات کرتا ہے۔ مجلس میں مختلف امور کی نسبت تقریر کرتا ہے لیکن اندرون اس کا محبوب حقیقی کے سوا کسی بات پر متوجہ نہیں ہوتا۔ اس کی حالت بظاہر مشتبہ ہوتی ہے، ظاہر بین لوگ اس کو اپنے جیسے خیال کرتے ہیں، اور اہل بصیرت جن کو اس کی روشنی سے ذرّہ بھی پہنچ چکا ہے۔ اُس کی ہر حالت میں نُور مشاہدہ محسوس کرتے ہیں اور حسب استعداد رُوحانی غذائیں پاتے ہیں۔

الحق خاکسار نے سیّدی مُرشدی حضرت قبلہء عالم ثانی لاثانی سیالوی ادام اللہ برکاتہم وافاض علینا من نعمائہم کی مجلس مقدس میں بچشم خود دیکھا ہے کہ بعض اوقات عام لوگوں سے آپ ان کی دنیاوی امور کی نسبت گفتگو فرماتے ہیں اور ایسی طرز سے تقریر ہوتی ہے کہ جس میں اہل ظاہری کوئی امتیاز نہیں ہوتا لیکن چہرہ مبارک کے محبوبانہ حرکات اور پُر ناز غمزے اور حق بین آنکھوں کی سرخی وغیرہ آثار نعمت باطنی طالبان حق کے آئینہ حق نما کا کام دے رہے ہوتے ہیں۔

میرے ایک لائق نوجوان بی۔ اے دوست نے جب حضور کی زیارت کا شرف حاصل کیا تو اتفاقاً حضور ثانی سیالوی بے تکلف ظریفانہ گفتگو فرما رہے تھے۔ اس نے بعد اختتام مجلس خاکسار سے اپنے خیال کا اظہار کیا کہ جناب حضرت صاحب کی تقریر ایسی تھی کہ جس سے ظاہری خیال یہی ہوسکتا ہے کہ آپ اس وقت دنیاوی شغل میں مصروف ہیں لیکن آپ کے چہرۂ مبارک کے انوار نے مجھ جیسے نا آشنا کو بھی ثابت کر دیا ہے کہ آپ کا بال بال مشاہدۂ حق میں مستغرق ہے۔ الحق ع

یارِ ماچوں آب در ہر رنگ شامل می شود۔ (۴۳)

۱۳۲۱ھ مورخہ ۵ رشوال (بروز جمعہ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۳ء) بتقریب عرس حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ خاکسار حضرت قبلۃ السالکین کعبۃ العاشقین مرشدنا ادام اللہ برکاتہم کی قدمبوسی سے مشرف ہُوا۔ مقیمان آستان عالیشان اور مولانا قاضی محمد نوشہروی و مولانا قاضی میاں محمد بھرالوی وغیرہ خلفاء

marfat.com

درویشان باصفا حاضر مجلس گرامی تھے۔ وقت بہت ہی بار احت تھا۔ عشاق حضور ثانی سیالوی کے چہرۂ مبارک سے جمال الٰہی اور کمال نا متناہی کا مشاہدہ کر رہے تھے، آپ کی حق بین آنکھیں سوزش عشقی میں سرور وصل کی صورت میں جلوہ گر تھیں۔ آپ نے چشم پُر آب ہو کر قاضی میاں محمد نوشہروی سے، جو علاقہ شاہ پور میں ایک جلیل القدر متبحر فاضل ہیں، مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ ع

ایمان سلامت ہر کوئی آکھے عشق سلامت کوئی

بعد ازاں ایمان و عشق کی تشریح فرمائی کہ ایمان دل اور زبان سے اور عشق محبوب حقیقی کی محبت میں بیقرار رہتا ہے۔ شاید یہ ارشاد قاضی صاحب کے کسی خیال کا جواب ہوگا جو وہ خود ہی جانتے ہوں گے چنانچہ ایک موقع پر خاکسار کے ایک سوال کے جواب میں حضرت مرشدنا قبلہ عالم ثانی سیالوی نے ارشاد فرمایا کہ ع

عشق در سینہ بود در سی نبود (۴۴)

حضرت غریب نواز ثانی لاثانی سیالوی بظاہر اپنی مجلس میں جب دُنیا دار رؤساء وغیرہ سے خطاب فرماتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ بڑے دُنیا دار ہیں بلکہ ان کے گرو ہیں۔

صورت بن سیال بیٹھا راز چھپائی

حضرت مولانا محمد عبدالعزیز بگوی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ ایک دن دعائے کبیر پڑھتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ یَامَالِکِ یَومِ الدِّیْن میں مالک کے کاف پر مناوی مضاف ہونے کی جہ سے فتحہ ہونی چاہئے، کسرہ کیوں آیا ہے؟ اس کے بعد میں حضرت کریم ثانی لاثانی سیالوی کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ کسی زمیندار سے دنیا کے متعلق بات چیت فرما رہے تھے۔ ان باتوں کے درمیان ہی میری طرف توجہ فرما کر بطور سوال ارشاد ہُوا کہ ''مولوی صاحب حکائی اعراب کیا ہوتا ہے''؟ اتنا فرما کر پھر وہی دنیادارانہ گفتگو شروع کر دی، اس طرح میرا دُعائے کبیر والا خدشہ دُور ہو گیا۔ (۴۵)

marfat.com

قاضی میاں محمد نوشہروی جو عالم متجر اور فاضل نامور ہیں، نے بیان کیا کہ جب حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کا وصال ہوا تو میں آپ کی فرقت میں ایسا لاچار اور بے قرار ہُوا کہ سیال شریف کے دربار پر جانا بھی واگزار کر دیا۔ اس خیال سے کہ وہ مقتداء زمان اس مکان سے خرام فرما گئے ہیں تو اب کس کے لئے وہاں جاؤں اور کس کو حال سناؤں؟ چونکہ میں اس حالت پُر ملامت میں کتاب فتوحاتِ مکیہ اکثر اوقات مطالعہ میں رکھتا تھا اور وقت بسر کرتا تھا۔ ایک دن اس میں سے وحدت وجود کی نسبت ایک لاحل مقام جو بہت مشکل تھا، ملاحظہ میں گزرا۔ میں نے بہت فکر دوڑایا مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ آخر ہندوستان کے علماءِ کبار اور فضلاء نامدار سے اس کی بابت استصواب کیا تو بعض نے یہ جواب دیا کہ یہ ہفوات صوفیہ ہیں اور مولوی عبدالحئ لکھنوی نے بھی ارقام فرمایا کہ یہ شطحیات صوفیہ ہیں یعنی یہ کلام مہمل اور ناکام ہے اور لغویات صوفیہ عظام ہے۔ بعدہٗ ایک دن اتفاقاً ایک مقدمہ کے دوران میں ساہی وال کے مقام تک میرا جانا ہُوا، جب وہاں سے فارغ ہُوا تو دل میں خیال آیا کہ سیال شریف بہت قریب ہے، حضرت خواجہ شمس العارفین کے مزار پُر انوار کی زیارت کرلوں پس وہاں سے چل کر سیال شریف روضہ پُر انوار کی زیارت کی اور بعد حصول آستان بوسی اور خاک لیسی حضرت صاحب ثانی سیالوی کی قدمبوسی کی تو آپ اس وقت خان حیات اللہ خان افغان آف ترکھانوالہ متصل سیال شریف سے کچھ بیان فرما رہے تھے۔ فی الحال کشف کمال سے میرے خیال کو جو ہر وقت لاحق حال رہتا تھا، اس ذُوالعلوم نے مفہوم کیا اور خان صاحب مذکور کو بدستور مخاطب رکھ کر اُن کلمات مشکلات کا جو میرے دل میں مخطور تھے، جواب باصواب دینا شروع کر دیا چنانچہ فی الآن اُس لاحل کلام کے معانی تمام بہ احسن ترین آئین سے مجھے ذہن نشین ہو گئے۔ دل سے خطرات اور تفکرات خاطر حزیں سے سب چلے گئے۔ (۴۶)

حُلیہ اور لباس و خوراک

''محبوب سیال'' میں آپ کا سراپا مبارک یوں درج ہے۔ آپ کا جسم مبارک وسیع اور فراخ اور

marfat.com

نہایت موزوں تھا۔ پیشانی فراخ، ابھری ہوئی اور خوب روشن، ابرو سجدہ گاہِ عارفاں، قامت نہایت موزوں نہ بہت بلند نہ پست میانہ مائل بہ بلندی، چہرہ مبارک آیاتِ کبریا کی ایک آیت تھا۔ خندہ، کشادہ اور ابھرا ہوا اور اس میں رنگ رُخسار جو اکثر سپید و زرد ہو کر عشاق کو تجلیات حسنِ ازل کی تفسیر دکھایا کرتا، رنگِ توحید سے رنگا گیا تھا۔ چشمانِ شہر آشوب عجب دلفریب تھیں۔ اسرار عشق وحقائق و معارف جو ہمیشہ سینہ مبارک میں کنز مخفی کی صورت رہے اور لب مے گوں تک بہت کم آئے، بروقت اذواق واشواق آنسو بن بن کران نرگسیں آنکھوں سے ٹپکتے اور عجب نزول باران رحمت ہوتا۔

لبانِ لعل گوں جو اکثر اظہار تبسم کے وقت از برگ گل نازک تر ہوتے۔ اُس مہِ بے حجاب کی، جو بزم فدائیاں وعاشقان میں عجب انداز سے جلوہ گر ہوتا، شیرینیٔ گفتگو کو آہستگی، آسانی اور شوق تازہ بتازہ اور نو بہ نو سے مشتاقانِ دلدادگان کے کانوں تک پہنچاتے اور ہجوم یاس وآہ کا تماشا دیکھتے اور تکلم ناز کے وقت صاف اور شیریں آواز سوز بانوں سے نغمہ ریز ہوتی۔

آپ کی خوارک دو چار لقمے تھی اور وہ بھی سادہ اور بے تکلف۔ لباس بھی سادہ استعمال فرماتے تھے۔ (۴۷)

اخلاق اور اوصافِ حمیدہ

مولف مرآۃ السالکین نے لکھا ہے۔

خواجہ محمد الدین سیالوی سجادہ نشین صورت اور سیرت میں اپنے والد ماجد خواجہ سیالوی سے مشابہ ہیں۔

تحفۃ الابرار میں ہے۔

آپ کے والد ماجد نے آپکو وصیت فرمائی تھی کہ اگر تم اپنے پیران طریقت کے راستہ پر چلتے رہو گے تو دین ودنیا سے بہرہ مند رہو گے چنانچہ آپ نے پورا پورا طریقہ پیران طریقت کا پکڑا ہوا ہے اور آپ قدم بقدم بروش اپنے والد ماجد کے بمصداق الولد سرّ لابیہ چلے آتے ہیں۔

marfat.com

''برکاتِ سیال'' میں ہے۔

حضرت اشرف الاولیاء خواجہ محمد الدین سیالوی کو رموز شریعت وطریقت سے بہرہ کامل حاصل تھا۔ حقائق ومعارف میں زبان گوہر افشانی کیا کرتی تھی اور توجہ باطنی سے خشک چشمے اُبل اٹھتے تھے۔ مہر ومحبت کی داستانیں عشق خیز وادب آموز تھیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد پر مستعد نظر آتے تھے۔ اظہار حالت سے نفرت تھی اور کبھی کوئی بات ظاہر ہوگئی تو شرم وحیا سے گردن جھک جایا کرتی تھی۔ لنگر کے کام میں باوجود کبرسنی حصہ لیا کرتے تھے۔ نماز سکون واطمینان سے ادا کیا کرتے تھے۔

عزیز علیہ ماعنتم کی تجلیات شمع رسالت سے بمصداق العلماء ورثۃ الانبیاء وراثت میں ملی تھی۔ غرباء، مساکین ویتامیٰ کے خبر گیراں تھے۔ تہذیب ومکارم اخلاق میں بلند درجہ رکھتے تھے۔ مسکنت وغربت، عجز وفنا اور بے تعلقی اگر قابلِ دید تھی تو صولت وشوکت ہمہ گیری وہمہ بینی لائق تماشہ تھی۔ (۵۰)

الغرض آپ کے اخلاق حسنہ، صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دلکش نمونہ تھے۔

صاحب ''انوارِ شمسیہ'' نے آپ کے اوصافِ حمیدہ اور محاسن کو اس طرح منظوم کیا ہے۔

عارف ودرویش پروربانیا — کامل وبے نفس بس مہمان نواز
شاربِ شربِ معارف — ازازل ناظر ومنظور ذات لم یزل
کاشفِ سرّ ور موزِ عارفان — منبع راہ وسلوک سالکان
صاحبِ اخلاق زاہد بے ریا — زندہ دل ہم مشتغل درکار ہا
باطناً شاغل بُدے درذکرِ حق — ظاہراً مشغول بودے باخلق
فیض بخش ورحمدل حاجت روا — شُد ہزاراں گمرہاں رارہنما (۵۲)

مولف مہر منیر لکھتے ہیں۔ آپ کا شمار اپنے زمانہ کے کثیر الکرامات اور وسیع الفیوضات اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ (۵۳)

marfat.com

آپ اکثر پنجابی کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

پلّے نیکی نہ درم بدیاں لکھ تے پدم
بھئی رحیم نال کم بھئی کریم نال کم

سید العاشقین مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

خاکسار کمترین بندگان درگاہ شمسی خریدئہ نقد نگاہ بُردئہ تبسّم دلخواہ حضرت قطب العالم مقتداء بنی آدم ماحی البدعتہ والضلالت محی السّنتہ والجماعت شیخ العصر مرشدالدھر خواجہ محمد الدین سیالوی متع المسلمین بطول القا ئھم ۔

سراپا حُسن در عالم یگانہ ندیدہ مثل او چشم زمانہ
دروجمع آمد اوصاف حمیدہ بروشد ختم اخلاق گزیدہ
بہ نیرنگی عجب رنگیں مزاجے بہ بے پروائی الفت امتزاجے
رخش آئینہ انوار قدسی دلش گنجینہء اسرار قدسی
ہدایت لمعہء نور چراغش ولایت نکہت ریحان باغش
بشہر عقل میر خاندانے بہ بزم عشق شمع دُود مانے
عجائب ہدیہء از مخزن غیب بغائت تحفہ ء از کنز لاریب
لبش راباتبسّم ہم عنانی کلامش ہست جملہ دُر فشانی
ادا فہمی طریق نکتہ دانی فصاحت ترجمانی خوش زبانی
تواضع خوئے دل جوئیش عادت برائے خلق رنج خود عبادت
بہ تمکیں کوہ اندر علم دریا برحمت ابرودررفعت ثُریا

بقا بادش چو عمر نوح بل بیش
کہ خور سنداست زاں بیگانہ وخویش (۵۴)

marfat.com

حضرت مولانا محمد سعید بھیروی اپنے ایک مقالہ میں رقمطراز ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام واولیائے عظام بھی اسی طرح (اولیاء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مطابق) کسی نہ کسی نبی مرسل کی شان کو لئے ہوئے ہیں اور ہر ایک زمانے میں غوثِ وقت جو خلیفۃ اللہ فی الارض کا خرقہ پہنے ہوتا ہے۔ اسی حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آئینہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر سلسلہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ شمسیہ کو دیکھو، وہ نُور مقدس جو حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ کے مبارک جامہ میں متجلی ہُوا۔ خلفاء عظام واتباع کرام میں نوبت بنوبت کس طرح چمک دمک دکھاتا رہا۔

حضرت خواجہ تونسوی رضی اللہ عنہ کا نُورِ پاک جب مُلک پنجاب میں بحر سیال کی طرح موجزن ہُوا تو موضع سیال شریف ضلع شاہ پور میں خواجہ خواجگان شمس الحق والدین رضی اللہ عنہ کی مبارک صورت میں طلوع فرما کر مشرق ومغرب بقعہ نور بنادیا۔ آپ کے خلف الصدیق حضرت ثانی جو جمیع محامد دینی ومحاسن دنیوی میں یوسف ثانی تھے واقعی اپنے نام نامی کی طرح (محمد ن الحق والدین) رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مظہر اتم اور نُورِ نبوت کا سچا فوٹو تھے۔

ملا رحمت میں کان فیض چشمہ خلق نبوی کا
صباحت میں وہ تھا لعل یگانہ گنج شکر کا (۵۵)

مجموعہ وظائف میں سلسلہ شریف کا شعر ہے۔

کر عنایت کی نظر اے خالق ارض وسما
خود محمد الدین سخی صاحب عطا کے واسطے

مصنف محبوب سیال نے آپ کے اخلاق حسنہ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے، شائقین وہاں مطالعہ فرمائیں۔

marfat.com

وجد و سماع

آپ کا مذاق سماع عجیب و غریب تھا۔ مزامیر کے بغیر بھی سن لیا کرتے تھے اور کبھی بہ آلات و چنگ بھی۔ خوش آوازی کا خیال تک نہیں تھا اور بدآوازی سے گھبراتے نہیں تھے۔ جب طبیعت میں کوئی آواز آئی اور رغبت ہوئی تو سفر ہو یا حضر، جو کوئی بھی تھوڑا بہت گانے والا ہوتا، سُن لیتے۔ اکثر میرو قوال خدمت میں حاضر رہتا تھا اور وہی زیادہ تر سُنایا کرتا تھا۔ آداب سماع تو آپ سے شاید ہی کوئی بجالاتا ہو۔ عجب انداز سے بیٹھنا، خاموش و ساکت و سرنگوں، غایت اضطراب میں سر مبارک کو عجب ناز سے ہلانا، کبھی اوپر کی طرف ایک آدھ منٹ کے لئے دیکھ لینا اور پھر گردن جھکا لینا اور نہایت ذوق کے وقت آنسوؤں کا آنکھوں سے جاری ہونا، اگر کسی کو محفل میں وجد ہو جاتا اور وہ رقص کناں کھڑا ہو جاتا تو آپ باوجود اس کبرسنی اور ضعف کے برابر کسی درویش کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاتے اور بسا اوقات تا دیر قیام فرماتے۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ خواہ کسی کو اچھی طرح اور کامل طور پر بھی یقین ہو جائے کہ واجد یوں ہی جھوٹ موٹ وجد کرتا ہے، پھر بھی اُسے زیبا ہے کہ صاحبِ وجد کے ساتھ ضرور قیام کرے۔ کوئی شعر، کوئی غزل پسند آجائے تو برابر چھ چھ ماہ اسی کو سنتے رہتے۔ ایک غلام تھا، صُورِحسنہ کا مشتاق اور گوہر جان نام کسی عورت پر عاشق، وہ سیال شریف حاضر ہوا اور ساری رات دیوانہ معشوقہ ءجاں ستاں کا نام لے لے کر روضہ ءمبارک کے گرد چکر لگاتا اور ہائے کرتا رہا۔ پچھلے پہر جب حسب معمول حضور وظائف کے لئے اُٹھے تو وہ سوز و گداز کی لے میں یہ مصرع گا رہا تھا۔

''ماری وے رنجھیٹیا تیریاں غماں نے''

نہایت پسند فرمایا اور چونکہ دوسرا مصرع طبع کے موافق نہیں تھا۔ منشی امیر بخش سے فرمانے لگے دوسرے مصرع کی جگہ کچھ اور ہونا چاہئے۔ انھوں نے بلا تامل عرض کیا۔

''کدی آمل وے تیرے ویکھن دی سدھر آئی''

marfat.com

پسند فرمایا۔ اُسی وقت سے یہ ایک شعر سُننا شروع کر دیا اور چھ ماہ تک سنتے رہے۔ ایک دفعہ ایام جوانی اور حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کی ظاہری حیات میں کسی نے غزل پڑھی، اس شعر پر آپ کو ذوق پیدا ہوا اور پھر سخت وجد

ہلالِ عید می جُستم کہ ناگاہ
اشارت برلب آں بام کردند

ریش مبارک کے بال جو بڑے خمیدہ اور گھنے تھے، سیدھے آگے کو کھڑے ہو گئے اور سر کے بالوں نے تو کھڑے ہو کر، ہلکی سی سفید ٹوپی کو اوپر اٹھا لیا اور آپ اسی سکر کی حالت میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے سامنے جا کر ساجد ہونے لگے۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زلزلہ آ رہا ہے۔ حضرت محبوب سبحانی خواجہ سیّد غلام حیدر علی شاہ جلال پوری اور دیگر لوگ جو باہر کنوئیں پر درختوں کے سایہ میں سو رہے تھے۔ گھبرا کر اُٹھے اور اندر دوڑے آئے، دیکھا تو۔

مجنوں عشق را دگر امروز حالت است
کا سلامِ دینِ لیلیٰ و دیگر ضلالت است

جیسا رنگ طبیعت میں ہوتا، ویسا سخن سنتے، کبھی توحید، کبھی استغراق، کبھی فنا اور کبھی غایت شوق و درد کے اشعار، پھر بھی نیاز کا رنگ زیادہ چھایا رہتا تھا، جب کوئی مذاق پیدا ہوتا یا جو حالت متقاضی ہوتی، سنتے، خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو؟

لاہور کے قیام کے دوران ایک روز سحر کے وقت ایک ہندو کو جو دریا کی طرف نہانے کے لئے جا رہا تھا، یہ دوہڑا کہتے سُنا۔

ٹھا کر پتھر تے گنگا جل پانی
اندر رام نہ رچیا ایویں عمر وہانی

marfat.com

طبیعت میں ذوق پیدا ہو گیا اور اسی وقت شمشیر قوال کو یاد فرمایا اور اُس دوہڑے کو بار بار کہلوایا اور سُنا۔

حضرت ثانی لاثانی سیالوی کی سماع کی محفلیں نہایت حیرت انگیز تھیں اور ہمیشہ رہیں۔ نہ مزا تھا نہ بدمزگی، ایک کیفیت تھی۔ اذواقِ سلیمہ اور اشواقِ صحیحہ سے لبریز اور حس وادراک، فہم ودانش سے بالاتر۔ جس وقت ''برون ودرون یک شدند'' کا معاملہ ہو جاتا تھا اور یہ اکثر ہوتا تھا تو وہ کیفیت ساری محفل پر چھا جاتی تھی اور ذوق وشوق، اضطراب وسکون خود بسمل ہو کر محفل میں لوٹ جاتے تھے اور محفل کو بسمل کر دیتے تھے چنانچہ کئی دفعہ وہ کیفیت اضطراب ووجد پیدا ہوئی کہ آپ کی حفاظت وغیرہ کے لئے بھی کوئی درویش ہوش میں نہ رہا۔(۵۶)

حضرت مولوی محمد سعید بھیروی جذباتِ سعید میں لکھتے ہیں۔

سیدی وسندی حضرت غریب نواز ثانی لاثانی سیالوی رضی اللہ عنہ اخیر عمر میں بصارت ظاہری میں نقص آجانے کی وجہ سے لاہور میں آنکھیں بنوانے کے لئے تشریف لائے۔ ڈاکٹر نے عمل جراحی کے بعد ہدایت کی کہ حضرت کے پاس زیادہ بات چیت نہیں ہونی چاہئے اور نہ کوئی شعر وسخن پڑھا جائے جس سے دل میں رقت پیدا ہو کر اور آنکھوں میں حرکت پیدا ہو کر تکلیف بڑھ جائے۔ مگر حضور کا باطنی جوش ان ظاہری اسباب کا منتظر نہیں رہتا تھا اور خود بخود دریائے مواج کی طرف موجزن ہو جاتا تھا۔

لاہور کی شاہی مسجد میں حضور سیالوی کا ڈیرہ تھا۔ مسجد کے پاس دریائے راوی کی طرف سڑک جاتی تھی جس پر رات کے حصہ میں دریا پر جانے والے ہندوؤں کا تانتا لگا رہتا تھا اور ہر ایک شخص اپنے اپنے طریقہ اخلاص میں کوئی دوہا یا شلوک الاپتا جاتا تھا۔ یہ غائبانہ سماع حضرت سیالوی کی طبیعت پر صوفیانہ قوالی سے کچھ کم اثر نہ کرتا تھا۔ الغرض اسی طرح ایک دن حضور سیالوی کی طبیعت کسی خاص خیال میں بحر ذخار کی طرح جوش مار رہی تھی کہ مولوی محمد ذاکر بگوی اپنے تعلیمی فرض سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت سیالوی نے کمال ذوق سے مولانا بگوی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

marfat.com

''مولوی صاحب! کوئی نئی بات سنایئے''۔

آپ نے عرض کیا کہ میں آج ایک کتاب میں شاہان مغلیہ کے دربار کا ایک عجیب واقعہ دیکھ آیا ہوں۔(اس کے بعد مولانا بگوی نے واقعہ مذکور بالا بیان کیا) اس کے سننے سے حضرت سیالوی کی طبیعت مبارک پر اور دیگر حاضرین پر ایک گہرا اثر ہُوا اور آپ نے مولوی صاحب بگوی کو کئی دفعہ اس کے دہرانے کی فرمائش کی جو ہر دفعہ قندِ مکرر کا لطف دیتا رہا۔ باوجود سماع کی محفلوں کی گرما گرمی کے مقید سماع نہیں تھے لیکن جب طبیعت آتی، خوب سُنتے اور ان مجالس میں انوار بارش بن کر برسا کرتے۔(۵۷)

شائقین حضرات محبوبِ سیال اور جذباتِ سعید کا مطالعہ فرمائیں۔

ذوق و مستی

جذباتِ سعید میں مرقوم ہے۔

حضرت کریم ثانی سیالوی نے فرمایا کہ حضرت اعلیٰ سیالوی کے زمانہ فیض آشیانہ میں آستانہ عالیہ پر بہت سے ایسے درویش مقیم تھے کہ اصحاب صفہ کی طرح دن رات ذکر و فکر میں مست رہتے تھے۔ حضرت اعلیٰ سیالوی کے غلاموں میں سے ایک نواب صاحب نے (نام یاد نہیں رہا) اُن درویشوں کی خدمت میں جو کہ باغ میں الگ الگ درختوں کے نیچے بیٹھ کر اپنے اپنے وظائف میں مشغول تھے، حاضر ہو کر ہر ایک کے قدموں میں کچھ نذرانہ رکھ دیا۔ وہ سب اپنے وقت پر فارغ ہو کر اُٹھ آئے اور کسی کو نذرانہ کی خبر تک نہ تھی، اُن کے بعد مالی نے سب رقم جمع کر کے حضور میں پیش کی جو بعدہٗ ان کو دے دی گئی۔

حضرت ثانی سیالوی کا عہد ہمایوں ذوق و شوق اور کیف و مستی کا عہد تھا۔ ہزاروں باکمال بزرگ جنھوں نے حضرت سیالوی کے دست مبارک سے جام محبت پیا تھا، موجود تھے اور ہر وقت اپنے شیخ کے تصور میں مستغرق رہتے تھے۔ محبت الٰہی اور عشقِ مصطفوی کا ایک ایسا دور تھا کہ ہر کہ دمہ پر بے خودی کا عالم طاری تھا۔ آستانہ عالیہ پر ایک بہت بڑا باغ تھا، اس باغ کے ہر پودے کے نیچے کوئی نہ

marfat.com

کوئی درویش مصلّی بچھائے مصروف ذکر وفکر رہا کرتا تھا۔ کہیں ''اللہ ہو'' کی صدا بلند ہو رہی تھی، کہیں کلمہ شہادت کا ورد ہو رہا تھا، کہیں دلائل الخیرت شریف کی منزل پڑھی جا رہی تھی اور کہیں قرآن کریم کی تلاوت ہو رہی تھی، یوں معلوم ہوتا تھا کہ پتہ پتہ ذکر الٰہی میں محو ہے اور ساری فضا تجلیاتِ الٰہی کی جلوہ گاہ بنی ہوئی ہے۔

حضرت ثانی لاثانی سیالوی اکثر فرمایا کرتے تھے ع

ایمان سلامت ہر کوئی آکھے عشق سلامت کوئی

واقعی حضور ثانی سیالوی مجسم محبت اور عشق کے دریا تھے۔ (۵۸)

حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے۔

حضور غریب نواز ثانی سیالوی بہت ذوق وشوق اور عشقِ الٰہی میں محو رہتے تھے۔ اُن پر حقیقی عشق ومحبت کا غلبہ تھا۔ (۵۹)

بقول صاحب محبوب سیال،

آپ علم کے گنجینہ اور عشق کے سرمایہ تھے۔ (۶۰)

صاحب انوارِ شمسیہ لکھتے ہیں۔

عشق الٰہی کے آتش کے شُعلے ہر وقت آپ کے دل سے بھڑکتے تھے اور اکثر آنسوؤں کے قطرات قلق کے ساتھ دن رات آنکھوں سے ٹپکتے تھے۔ (۶۱)

حضرت میاں غلام علی کھمان رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ شریف میں ایک مقام پر رقمطراز ہیں۔

شمس الدین جو شعلہ نوری برسے نُور ظہوراجی

کی پروا انہانوں سایاں پیتا جنہاں ظہوراجی

marfat.com

حضرت ثانی کی ایک یادگار مجلس

صاحب ''محبوب سیال'' نے حضرت ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہٗ کے عہد ہمایوں میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے عُرس مبارک کی ایک مجلس کا چشم دید حال بدیں الفاظ قلمبند کیا ہے۔

مارچ (۱) ۱۹۰۷ء بر موقع عرس مبارک حضرت خواجہ شمس العارفین سعادتِ قدمبوسی حاصل ہوئی۔ حضرت صاحب بنگلہ شریف کے برآمدہ میں مسند دلربائی و دل آرائی پر جلوہ افروز تھے گویا کہ ماہِ چہاردہم سپہرِ کمال پر ہمہ تن جمال بن کر روشن تھا اور عاشقان لقائے محبوبی پروانوں کی طرح اُس شمع بزمِ خوبی کے اردگرد حاضر تھے یعنی کہ دربار عام تھا، دیدار عام اور حُسن بے حجاب، خاک بوسانِ آستان جوق در جوق آ رہے تھے اور حضور بہ کمال عنایت ونوازش ہر ایک سے بہ الطاف پیش آتے اور بعد از استفسارِ خیر وعافیت منشی کو پرچی کے لئے ارشاد فرماتے۔ عجب وقت تھا اور عجب زمانہ، شہزادگانِ عالی تبار اور خلفاءِ کبار تخت پر تشریف فرما تھے اور خادمانِ آستان اور زائرانِ دیگراں نیچے چٹائیوں پر بیٹھے تھے، کچھ لوگ ادھر اُدھر بھی کھڑے تھے۔

دوسرے روز علی الصبح محفل اوّل شروع ہوئی۔ خود بدولت محفل خانہ میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کے دائیں طرف صاحبزادگان اور بائیں جانب پیر مہر شاہ صاحب ومولوی معظم الدین مرولوی تشریف رکھتے تھے۔ ختم شریف پڑھے جانے کے بعد قوالان نے بغیر مزامیر کے غزلیات گائیں، بعد ازاں پھر ختم شریف پڑھا گیا اور بارہ بجے کے بعد کھانا تقسیم ہُوا۔ غرضیکہ روز اسی طرح تین محفلیں

(۱) ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق ۲۱ صفر ۱۳۲۵ھ، بروز آدینہ (مولف)

marfat.com

ہوئیں۔ان محفلوں میں قابل ذکر بات تو خصوصاً حضرت صاحب کی رویت مبارک اور آپ کے چہرے کے رنگ کا تغیر تھا اور کسی وقت آپ کا سر مبارک اٹھا کر روضہ کی طرف دیکھنا یا حاضرین کا خاموشی اور ادب سے آخر تک بیٹھے رہنا۔سماع سے وہ محفل نہ سمجھئے کہ عورتیں اور آدمی گڈمڈ ہو رہی ہیں، چہچہے اور قہقہے شروع ہیں، حقہ نوشی بھی ہو رہی ہے، بچے کھیل کود رہے ہیں اور قوال وغیرہ گا رہے ہیں جن میں سوائے لفاظیوں کے کوئی مضمون ہی نہیں ہوتا، وہاں تو محفل نہایت ادب اور خاموشی کی ہوتی ہے، مستوارت نہیں ہوتیں، بچے بھی چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں۔

کان کا آپریشن

حضرت بیخود جالندھری کا بیان ہے۔

وصال مبارک سے تھوڑا عرصہ پیشتر آپ اسی کان کی زحمت میں اپریشن کے لئے چھاؤنی شاہ پور تشریف لے گئے، اپریشن ہولیا لیکن درد کو افاقہ نہ ہُوا، اُس پہ طرہ یہ کہ آپ کو ہیضہ ہو گیا اور ایسا سخت کہ کئی کئی گھنٹہ تک بے ہوشی رہتی اور اسہال پے در پے آتے رہتے، چارپائی کاٹ دی گئی کہ عین اُسی حالت کے دوران میں پیر مہر شاہ صاحب حاضر ہوئے۔حضرت صاحب نہایت ہشاش بشاش اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بازو پھیلا دیئے اور بڑے سوز سے فرمانے لگے۔پیت کا وعدہ کر کے پیا اب پیت نبا ہنا چھوڑ دیا۔

ہر دو حضرات آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔پیر صاحب نے قوال کو اشارہ کیا۔اُس نے غزل شروع کی لیکن بہ سبب ضعف کے حضرت صاحب کو غش ہو گیا اور اسہال تیز تر شروع ہو گئے۔ پیر صاحب کے مشورہ سے جملہ خدام حضرت صاحب کو لے کر سر شام کشتیوں پر سوار ہو لئے۔بیہوشی کا وہی عالم تھا اور خاکسارانِ درگاہ کی گھبراہٹ کی کوئی انتہا نہ رہی لیکن آپ نے اپنے معمولی وقت یعنی صبح کاذب سے پیشتر آنکھیں کھولی اور پوچھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ حال عرض کرنے پر ہر ایک کا نام لے کر پوچھتے رہے۔پیر صاحب کی نسبت بھی استفسار فرمایا بعد ازاں دریافت کیا کہ سب لوگوں نے

marfat.com

کھانا بھی کھایا یا نہ؟ مہر خان درویش نے عرض کیا۔ غریب نواز ایسے وقت ہمیں کھانے کی کیا سوجھتی ،سخت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ تم لوگ شاید یہ سمجھتے ہو کہ ہیضہ کا مریض جانبر نہیں ہوسکتا، مجھے تو بالکل خیریت ہے اور ابھی کچھ عرصہ باقی ہے۔

حضور اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لخت جگر حضرت بالو جی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ایک مکتوب میں آپ کی اس بیماری کا حال لکھا ہے۔ مکتوبات طیبات کے صفحہ ۳۸، ۳۹ پر مرقوم ہے۔

''شب جمعہ قریب دو بجے خوشاب اُتر کر اُسی وقت دریا سے عبور کر کے آرام کیا۔ علی الصباح وہاں سے نماز پڑھ کر بسواری بگھی فوراً چھاؤنی پہنچے۔

حضرت صاحب عم فیضہم اس قدر خوش ہوئے کہ تحریر سے باہر ہے۔ آپ کو کئی روز کا سخت انتظار تھا۔ ہر ایک شخص اس انتظار کی عجیب کیفیت بیان کر رہا ہے۔ خاصہ میرے اشعار متعلق فارضیہ نے۔

بُھلدے نہیں اوہ بول مٹھڑے ڈھولدے
بول سانول یار روہی رولدے

نہایت رقت طاری کئے ہوئے تھے۔ پہنچتے ہی میں نے انتظام سیال شریف لے جانے کا کیا۔ اس روز آپ کو لب دریا پر کنارہ خوشاب سے کشتی پر سوار کیا۔ علی الصبح بروز شنبہ سیال شریف پہنچے پر سب کو از حد خوشی ہوئی اور دعائیں دینے لگے۔ حضرت صاحب کو ضعف از حد ہے۔ غذا نہیں، مجھ کو ایک لحظہ آنکھوں سے غائب نہیں چاہتے۔ دو تین دن میں آپ کو قدرے طاقت حاصل ہونے پر اجازت لے کر واپس ہونے کا ارادہ ہے۔''

حضرت اشرف الاولیاء ثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ آخر کار اسی کان کے مرض سے واصل بحق ہوئے۔

حضرت ثانی لاثانی سیالوی نے ہسپتال صدر شاہ پور سے حضرت مولانا فیض رسول فاروقی سجادہ

marfat.com

نشین چکوڑی شریف کے مکتوب شریف کے جواب میں تحریر فرمایا۔

از ہسپتال صدر شاہ پور　　بروز منگلوار

جناب مولوی فیض رسول صاحب سلمہ ربہٗ

بعد سلام مسنون کے واضح ہووے کہ خط تمہارا پونہچا واپسی سیال شریف سے ہوکر آیا۔ حال معلوم ہوا۔ جناب مولوی صاحب ☆ کی مزار جس جگہ ہے وہاں ہی رہے۔ ہرگز ہرگز جناب مولوی صاحب کے صندوق مبارک کو تکلیف نہ دینی ہوگی، نہایت تاکید ہے اور آہنی دیواریں بنائی جاویں اور اسقدر دیواریں بنائی جاویں کہ دونوں صاحبان کی مزاریں اندر رہ جاویں۔

جواب کی دیری اس لئے ہوئی ہے کہ خط دیر سے پونہچا ہے۔ معاف کریں۔ میں واسطے علاج کان کے یہاں بہت یوم سے آیا ہوا ہوں۔ اب قدرے آرام ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ محمد الدین سیالوی (۱)

حضرت ثانی سیالوی کی آنکھ کا آپریشن

حضرت صاحبزادہ الحاج محمد رب نواز سیالوی مدظلہٗ نے ایک مجلس میں بندہ مولف کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

نواب ملک خدا بخش ٹوانہ سابق سفیر کابل کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔ جب حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کی بصارت کمزور ہوگئی تو نواب ملک خدا بخش ٹوانہ مرحوم و مغفور نے آپ کی خدمت معلّٰی میں عرض کیا کہ لاہور میں ایک ماہر ڈاکٹر ہے، اس سے آنکھ بنوانی چاہئے۔ آپ نے ملک صاحب کی درخواست بدین صورت منظور فرمائی کہ میں مولوی محمد ذاکر بگوی کے پاس شاہی مسجد میں قیام کروں گا اور آپریشن کے لئے ڈاکٹر کے پاس نہیں

☆ حضرت مولوی محمد امین چکوڑی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولف

(۱) کارڈ کی مہر پر ۲ر جنوری ۱۹۰۸ء تحریر ہے۔ یہ انڈیا پوسٹ کارڈ خانقاہ معلّٰی چکوڑی شریف سے دستیاب ہوا۔ مولف

marfat.com

جاؤں گا بلکہ ڈاکٹر میری قیام گاہ پر آ کر آنکھ بنائے گا۔

آپ لاہور تشریف لے گئے، آنکھ کا آپریشن ہُوا چونکہ حضرت ثانی لاثانی سیالوی کے مزاج میں حد سے زیادہ سوز و گداز اور عشق تھا، چشماں ہمہ وقت آنسوؤں سے لبریز رہتیں، ڈاکٹر منع کرتا لیکن آپ قوالی یا کوئی سوز بھرا پیہ سماعت فرماتے تو آپ پر وجد طاری ہو جاتا اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے۔ ڈاکٹر بہت پرہیز اور احتیاط کی تلقین کرتا لیکن یہ بات آپکے بس سے باہر تھی۔

محبوب سیال کا مصنف لکھتا ہے۔

آپ لاہور آنکھیں بنوانے کے لئے تشریف لائے۔

تیری آنکھیں تو بہت اچھی ہیں سب انھیں کہتے ہیں بیمار یہ کیا!

اور شاہی مسجد میں قیام فرمایا، پیری صاحب پرنسپل میڈیکل کالج کو ایک سو روپیہ تو یکمشت دیا اور فرمایا کہ صاحب! اگر آپ کے پاس کوئی ایسی دوا ہو، جس سے بینائی ٹھیک ہو جائے تو وہی لگا دیجئے تا کہ میری نمازیں نہ جائیں۔ وہ آہ سرد بھر کر کہنے لگا کہ مولوی صاحب اگر ایسی کوئی دوا ہمارے پاس ہوتی تو ہم آپ کی طرح کبھی کے انتہائے شہرت حاصل کر چکے ہوتے، آنکھیں تو بنانی ہی پڑیں گی اور نماز آپ اشاروں سے پڑھ سکتے ہیں، فرمایا ''رضا بقضا'' چنانچہ وہ دوسرے روز آیا اور بائیں آنکھ بنانی شروع کی۔

آنکھ کیا تھی آہ! اک اعجاز ہی اعجاز تھا''۔

بندگانِ درگاہ سب گریہ کرنے لگے مگر آپ چپ چاپ سیدھے لیٹے رہے، جب آنکھ بن چکی تو وہ کہنے لگا کہ آپ اسی طرح سیدھے لیٹے رہیں اور بالکل کروٹ نہ بدلیں۔ میں کل پھر ملاحظہ کرنے کے لئے آؤں گا۔ دریں اثنا میرا ایک آدمی یہاں حاضر رہے گا اور موقع بہ موقع دیکھ بھال کرتا رہے گا۔ اس قسم کی کچھ ہدایت کرنے کے بعد وہ چلا گیا اور آپ کچھ دیر تک تو ساکت رہے پھر یکا یک جو کچھ

marfat.com

خیال آیا تو میر قوال کو بُلا کر فرمایا۔ ارے بول "سارا جہان تیرے جہاز چڑھیا، سنبھال کے پار اُتار محمد ﷺ" وہ انکار کیسے کر سکتا تھا! حسب ارشاد گانا شروع کیا، اس کا گانا تھا اور اضطراب کا پیدا ہونا، دونوں آنکھوں سے آنسو نکل کر رُخسار پر بہنے شروع ہوئے، سب ہدایت اور احتیاط وغیرہ نسیاً منسیاً ہو گئیں، تازہ آنکھ بنی ہوئی ہو، آنسوؤں کا تار جاری ہو اور پھر آنکھ میں درد نہ ہو کیا معنی، ذرہ بھر بھی درد محسوس نہیں ہوا۔ (۶۴)

صاحب "محبوب سیال" نے ایک دوسری جگہ شاہی مسجد کے قیام کی منظر کشی یوں کی ہے۔ ہم فراق کا زمانہ کاٹ رہے تھے کہ شبِ تیرہ و تار کے بعد امید کا ستارہ طلوع ہُوا۔

کشتی نشستگانیم اے بادِ شرط برخیز

باشد کہ باز بینم آں یار آشنا را (حافظ)

کہ یکا یک مقصودِ سر کشتگان وادیء الفت یعنی حضرت غریب نواز آنکھیں بنوانے کے لئے لاہور تشریف لے آئے اور شاہی مسجد میں قیام فرمایا۔

شوقِ بندگان بے چارگان را انتہا نہ ماند و ذوق حلقہ بگوشان از نگاہِ نظارہ طلب ایں کیفیت نمود کہ یکے ڈرامہ نویس گوید۔

ہجومِ عام میں رخسارِ یار کے بوسے

میری نظر نے نگاہیں بچا بچا کے لئے

آں مایۂ محبت، ابر چار پائی نشستہ ولولہ ہائے گوناگوں را ملاحظہ می کرد، و ہر کجا کہ تیرِ نگاہِ جادو سوزی انداخت، آہوئے دل را طاقتِ رم نمودن نہ گذاشت، شب و روز، شبِ قدر و روزِ عید بود و تار و پودِ ہستی از آتشِ شوق سوختہ و قصۂ فراق و وصال را لذتِ گفتار فراموش کردہ، بخت واژگونِ ما را مبدل ساخت، نمونۂ بہشت بود کہ چند ایام در آں بسر بردیم، چنیں راحت و لذتے کہ ما دیدیم، کسے نہ دیدہ باشد اگر ہم چنیں چند ایامِ دیگر حالت ماندے رونقِ ما زِ عالمِ ملکوت گذشتے۔

marfat.com

دلش گر مہرباں بودے چہ بودے
توانی ناتواں بودے چہ بودے (جامی)

از روندگان و آمدگان فرصتِ دم زدن نہ بود، حضرت صاحب نیز ہم چو عادتِ مستمرہ ہر کسے را از لطف و عنایت و نوازش ہائے کریمانہ محظوظ و منور ساخت۔ مردمان و غلامان از علاقہ ہائے دُور و دراز برائے مزاج پُرسی حاضری شدند و از لنگرِ لطیف قسمتِ خود می خوردند۔

مولوی محمد امین از چکوڑی شریف و پیر مہر شاہ صاحب از گولڑہ شریف برائے استمزاج کیفیت آں شاہِ مہر و ماہ شمس حاضر شدند و چند یوم استقامت بر درِ آں عالم پناہ کردند، حضرت صاحب زادہ ضیاء الملت والدین نیز از سیال شریف قدمبوسی کردند، از ہجوم عاشقان و مسکینان شاہی مسجد در آں ایام چناں می نمود کہ گوئی عرس مبارک است و ایں از قسمِ عُرس بود، ماہِ مقصود را نظارہ کردن ایں عُرس بود و بس، اے کاش! ایں چنیں نظارگی پیوستہ پیش نظر ماند، حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماید۔

بہ فراغِ دل زمانے نظرے بماہ روئے
بہ از آنکہ چترِ شاہی ہماں روز ہائے وہوئے

ما در انتہائے عیش و لذّت ماندیم، و از غایتِ شوق ایں شعرِ حافظ از زبانِ خیال تازہ بہ تازہ خواندیم و لذّتِ وافر گرفتیم۔

شرابِ لعل کش و روئے مہ جیناں بیں
خلافِ مذہب آناں جمالِ ایناں بیں

چونکہ زیادہ فرصت از دفتر نہ بود، عادتِ بندہ ایں بود کہ ہر روز صبح و شام حاضری شدے، روزے حاضر شدم پیر صاحب را دیدم کہ در صحنِ مسجد، بر مصلّے نشستہ تسبیح می خواند،

(واضح باد کہ پیر صاحب ہر چند برائے استقامت نمودن بخانہء یکے از غلامانِ ایشاں از

marfat.com

حضرت اجازت طلبید اما عرض موافق استماع آں شاہِ خوباں نیفتاد، سبب ایں اخلاق فیض طبع حضرت بود و بس) من سلام کردہ بخدمت حضرت رفتم، فرمود پیر صاحب را دیدۂ، عرض نمودم بلے، باز فرمود بخدمت پیر صاحب رفتہ آمدۂ یا راست اینجا آمدۂ عرض کردم کہ من از دور سلام کردہ بخدمت آمدہ ام، خاموش شدو، ہیچ نفرمود۔ روزے دیگر قدمبوسی حاصل کردم، فرمود تو دیروز چرا نیامدی، دانستہ دروغ بافی کردم و گفتم کہ غریب نواز آمدہ بودم، فرمود تو ہرگز نیامدہ بودی، دروغ چرا می گوئی؟ من از غایت شرمندگی خاموش شدم لیکن در دل من گذشت کہ باچندیں آمد و شدِ خلق، حضرت صاحب را نیامدن من از کجا یاد ماند، بسیار تعجب کردم کہ ایشاں باچنیں مشغولئے باطن و نیز مصروفیئے ظاہر باہزاراں مردمان ہر رنگ، خیال خادماں فراموش نمی کنند۔

زہے نصیب کہ تو دستگیر ماشدۂ

روزے دیگر علی الصبح حاضر شدم، حضرت صاحب و مولوی محمد نصیر الدین چاچڑوی بیرون شاہی مسجد بر چہار پائی ہائے نشستہ بودند، شیخ محمد حسین ہمراہ من بود، مولوی صاحب موصوف، شیخ محمد حسین را بر چہار پائی خود نشاندند، حضرت صاحب مرا نیز اشارت فرمودند بہ نشستن نزد ایشاں، من برابر آں حضرت نشستم، چوں دیدم کہ توجہ عالی بہ طرف دیگر است، بہ آہستگی تمام برخاستہ بہ دفتر رفتم، چوں وقت شام حاضر شدم بہ مجرد دیدن فرمود تو امروز بوقت چاشت چرا بے اجازت رفتہ بودی، بہ جواب چیزی نہ گفتم و حضور خود خاموش شدند۔

روزے دیگر بہ وقت شام دولت سعادت نصیب شد حضرت صاحب تنہا بر کھٹ دراز شدہ ، درویشاں خدمت بہ کاروبار بیرون رفتہ و مولوی صاحب قبلہ نیز بہ معیت غلامان لاہوری ختم خواجگان می خواند، من نزد حضرت رفتہ ایں مطلع مولانا جامی بہ خدمت عرض کردم۔

نہ بشر خوانمت اے دوست نہ حوروے پری
ایں ہمہ برتو حجاب است تو چیزے دگری

marfat.com

بہ مجرد شنیدن ایں شعر برخاستہ بنشستند و بسیار ذوق گرفتند، فرمودند تو بہ کے کتاب ایں شعر را دیدہ باشی، عرض کردم کہ در ملفوظات حضرت اعلیٰ دیدہ بودم، فرمودند، سبحان اللہ! آہ سرد از سینہ بے کینہ برآوردہ باز بر پلنگ دراز شدند

ایک روز پھر سعادت سے بہرہ اندوز ہوا، عمائد شہر میں سے چند لوگ حاضر تھے، میر قوال نے عرض کیا، غریب نواز بیخود حاضر ہے، ارشاد ہو تو کوئی غزل اپنی سنائے آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، جس وقت وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے، میر سے فرمانے لگے کہ میں بے خود کو کسی کے بیٹھے ہوئے پڑھنے کے لئے نہیں کہا کرتا، اب پہلے تم اس کو خود اسی کی غزل۔

نہ تجھ سا پھول گلشن میں کھلا ہے جاں فزا کوئی

سناؤ بعد ازاں یہ سنائے گا، چنانچہ میر و اور شبیر نے پہلے وہ غزل گائی بعد ازاں بندہ نے اپنی ایک غزل عرض کی، یہ شعر حضور نے بہ تکرار سنا اور پسند فرمایا۔

ایک لحظہ میں تیرے دیکھے ہزاروں جلوے
کبھی پردے کو اٹھانا کبھی پنہاں ہونا (بیخود)

ایک روز بوقت چاشت حاضر ہوا، مولوی صاحب قبلہ تشریف فرما تھے، حضرت صاحب نے ارشاد کیا کہ اپنی کوئی غزل سناؤ، بندہ نے یہ غزل عرض کی، بہت پسند فرمائی۔

اے کہ مارا از تو ہر لحظہ تمنائے دگر
می نمائی ہر زماں شان تجلائے دگر
ہر زمانے دلبرا بر سر نازے دگر
دم بہ دم دلدادگاں را جوش سودائے دگر
محو روئے خویشتن آں مہ وشے عاشق کشے
مے کند ہر سوز حسن خود تماشائے دگر

marfat.com

بت پرستانم چہ پرسی نسبت ایمان من
راست می بینم درون لیلےٰ لیلائے دگر
عاشق آں آتش بسوزد پردہ ہائے راز را
می کند پیدا بہ مصرول زلیخائے دگر
جملہ اسباب خرد من صرف سودا کردہ ام
خرقہ ودستار راہم رہن صہبائے دگر
واعظا! کارے بکن چیزے مپرس از حالتم
بیخودم بینم بہ محفل لطف صحرائے دگر

شعر نمبر چار کے مصرع ثانی کی نسبت استفسار فرمانے لگے کہ اس کے کیا معنی؟ بندہ مطلب عرض کرنے لگا، فرمانے لگے کہ صرف معنی بیان کرو، خاکسار نے عرض کیا کہ لیلیٰ میں صاف کسی اور ہی لیلیٰ کو دیکھ رہا ہوں، خاموش ہو رہے اور پھر کچھ نہ فرمایا۔

ہم اسی طرح دامن مراد، گل ہائے وصال چن چن کر بھر رہے تھے کہ زمانہ، آزمانہ نے آفرین کا پیام مبارک جلی حروف میں لکھ کر ہمارے سامنے کیا۔

"تلک الایام نداولھا بین الناس"

حضرت صاحب آنکھیں بنوانے کے بعد بہ خیر و عافیت سیال شریف تشریف لے گئے۔

جھوک عمر یوالی ڈاک خانہ پہاڑ پور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے حافظ محمود صاحب کے خط کے جواب میں حضرت ثانی سیالوی قدس سرہٗ نے مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو تحریر فرمایا۔

محبی مہربان سعادت نشان مشفقی حافظ محمود صاحب زادہ محبتہٗ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ علیہ محبت نامہ کا شکریہ۔

marfat.com

الحمدللہ کہ طرفین میں خیریت ہے۔ بصارت آنکھ دستکاری شدہ ..... معلوم ہوتی ہے۔ ابتک تو سب چیز سفید نظر آتی ہے کہتے ہیں کہ کوئی تین ماہ کے بعد دیدہ درست ہو جاوے گی۔ دیدہ باید ہر چہ مرضی مولا از اولا۔ باقی خیریت، سب سے سلام و دعوات

داعی فقیر محمد الدین از سیال شریف

۵_۱۲_۱۹۰۷

برادران طریقت سے محبت

حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی عام اور خاص سب سے اس طرح ملتے اور مہربانی سے پیش آتے کہ ہر ایک بجائے خود یہ سمجھتا کہ مجھ جیسی محبت آپ کو کسی اور سے نہیں ہوگی۔ وعدہ کی پابندی بہت تھی۔ ایک بار زبان مبارک سے اقرار کر لیں، پھر خلاف نہیں ہوتا تھا۔ ہر کس و ناکس سے کچھ نہ کچھ سلوک ضرور کرتے ظاہری اور باطنی غضب ہی تو ہے کہ بیماری ہو، ضعف ہو، ناتوانی ہو اور آنے جانے والوں کے ساتھ اٹھ اٹھ کر بغل گیر ہوں۔ کئی دفعہ دیکھا گیا کہ کان کا درد ہے اور ضعف انتہا کا مگر ادھر کوئی آیا اور ادھر مہر خان درویش کو ارشاد ہوا کہ مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔ دل شکنی جہاں تک ممکن تھا، کسی کی گوارا نہ تھی۔

بعض اوقات اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ بات کرنا مشکل ہو رہی ہے اور لوگ دعا طلبی کے خواستگار ہیں۔ ایک ایک گھنٹہ میں برابر تمام دن پچاس پچاس بار ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے ہیں۔ شکستہ دلوں کو تسلی دے رہے ہیں۔ خدا رحم کرے، اللہ آسان کرے، سائیں فضل کرنے وغیرہ (۶۶)

ایک دفعہ کسی نے حضرت کریم خواجہ اللہ بخش تونسوی کی خدمت اقدس میں آپ کی شکایات لکھیں۔

یہ مکتوب گرامی صاحبزادہ حافظ طاہر سلطان قادری سلمہ فخر شریف نے عنایت فرمایا۔ مولف

marfat.com

''میاں محمد الدین صاحب سیالوی میں چند ایسے عیوب پائے جاتے ہیں جو لائق سجادہ نشینوں کے نہیں، آپ انکو تنبیہ کریں۔ اول یہ کہ جب کبھی گاؤں میں یا علاقہ میں کوئی شخص مرجاتا ہے تو وہ خود تعزیت یا فاتحہ کے واسطے چلے جاتے ہیں، اس میں ایک طرح کی ہتک ہے۔

دوم اپنے والد کے خلیفہ کی قبر کو بوسہ دیتے ہیں، یہ اچھا نہیں، اپنے گھر کے غلام کی ایسی عزت نہیں کرنا چاہئے، اس میں اپنی کسر شان ہوتی ہے۔

حضرت تونسوی نے اس کاغذ کے دوسری طرف اس گم نام خط کا یہ جواب لکھ کر'' میاں کوئی! خدا تجھے ہدایت دے، یہ جو تو برائی سمجھتا ہے یہی تو وہ خوبی ہے جو ہر ایک مسلمان میں ہونی چاہئے''۔

حضرت خواجہ ثانی سیالوی کے پاس سیال شریف بھیج دیا اور ارشاد فرمایا کہ کاتب کا پتہ لگا کر اسے میرا جواب پہنچا دیا جائے۔ حضرت سیالوی کو رقت ہوگئی اور فرمانے لگے، خدا بھلا کرے، میرے اور عیوب حضور میں لکھتا تا کہ آپ توجہ فرماتے۔ کچھ مدت بعد آپ کو کاتب کا پتہ چل گیا لیکن آپ نے اسے جتایا نہیں (٦٧)

حضرت صاحبزادہ الحاج محمد رب نواز سیالوی مدظلہٗ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے عرس مبارک کے موقع پر مخلوق خدا کا اتنا اژدحام اور رش تھا کہ ہر طرف انسان ہی انسان نظر آتے تھے اور رات کو سیڑھیوں پر بھی لوگ سوئے ہوئے تھے، کوئی جگہ خالی نہ تھی چنانچہ تین دن کے بعد جب لوگ گھروں کو واپس چلے گئے تو حضرت ثانی سیالوی کے فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ محمد سعد اللہ سیالوی نے کہیں فرمایا کہ شکر ہے، کچھ تو سکون ہوا۔ اس بات کا جب آپ کو پتہ چلا تو حضرت ثانی سیالوی نے انھیں بلا کر آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ باپ سے بھی پوچھ دیکھا ہے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے سجادہ کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میرا دل تو یہ چاہتا تھا کہ ان پیر بھائیوں کے ساتھ چلا جاؤں۔

آپ کا ملفوظ مبارک ہے۔

marfat.com

خدا مجھے بھوک کا عذاب دے اگر میں آنے جانے والوں سے دل تنگ ہوں ،ہاں اتنی تنگی ضرور ہوتی ہے جب کہ کسی مہمان کی خدمت میں کوئی کسر رہ جائے (٦٧)

معمولات

سفر وحضر میں آپ کا معمول عمل یہ تھا کہ عشاء کے بعد تھوڑی دیر کے لئے مجلس میں بیٹھ کر چارپائی پر دراز ہو جاتے اور ایک دو بجے کے درمیان اٹھ بیٹھتے اور درود شریف اور نوافل میں مشغول رہتے اور اس وقت پر یہاں تک آپ کو استقامت حاصل تھی کہ وصال مبارک سے ایک روز پیشتر بھی جبکہ کان کے درد اور سر، دماغ کے ورم سے آپ کو سخت تکلیف تھی، آپ عین ٹھیک اسی وقت اٹھ بیٹھے۔ سب کی نسبت استفسار فرمایا اور وظائف ادا فرمائے۔ ایام بیماری میں خواہ کیسی تکلیف کیوں نہ ہو؟ ٹھیک صبح کو آپ کے معمول کے وقت پر بالعموم رفع ہو جاتی اور آپ اپنے معمولات بجالاتے۔

ایک بجے کے قریب اٹھ کر آپ وضو فرماتے اور تہجد ادا کر کے ایک ہزار بار درود شریف اور ہزار بار یا حی یا قیوم کا ورد ادا فرماتے اور تھوڑی دیر مراقب بیٹھے رہنے کے بعد نماز فجر سے کچھ دیر پیشتر لیٹ جاتے اور پھر نماز کے وقت اٹھتے اور نماز ادا کر کے انگلیوں پر کچھ وظائف پڑھتے رہتے۔

(درود مستغاث شریف، دلائل الخیرات شریف، اسماء شریف اور مسبعات عشرہ بھی اپنے اپنے وقت پڑھتے) صبح کے وقت حاضر ہونے والے یہی گمان کرتے کہ آپ نے ابھی اٹھ کر نماز ادا کی ہے چنانچہ ایک دفعہ سیال شریف میں علی الصبح حاضر ہوا، آپ اسی وقت اٹھے تھے۔ مہر خان درویش وضو کے لئے پانی لایا۔ اس سے فرمانے لگے کہ تو نے آج صبح کے نوافل کیوں ادا نہیں کئے؟ میرے دل میں جو یہ خیال تھا کہ آپ آج عین نماز کے وقت تک برابر سوتے رہے ہیں، معاً رفع ہو گیا۔ یہاں تو باتیں ہی عجیب تھیں۔

"یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم"۔

marfat.com

گفتی شب بخواب تو آیم ولے چہ سود

چوں من بہ عمر خویش ندیدم کہ خواب چیست؟ (جامی)

دوران خواب میں آپ کا دل اکثر بیدار رہتا اور خراٹے لیتے لیتے آپ حاضرین کی باتوں کا جواب دیتے رہتے۔ صبح کی نماز اور اس کے وظائف سے فراغت پا کر آپ برآمدے میں تشریف ارزانی فرماتے۔ زائران، سائلان اور خادمان کا ہجوم رہتا۔ حکایات مہر و محبت اور انوار گوناگوں سے محفل رشک ارم بن جاتی اور حاضرین میں سے کسی کا دل بھی اٹھنے کو نہ چاہتا بلکہ اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے دولت خانے پر تشریف لے جاتے تو سب اس مہ بے حجاب کی واپسی کے نہایت بے قراری سے منتظر رہتے اور حضور میں عین ادب و نیاز سے حاضر ہونے ہی کو ہزار اور لاکھ وظائف کا ایک وظیفہ خیال کرتے (۶۹)

استغراق

حضرت ثانی لاثانی سیالوی پر اکثر اوقات استغراق کی حالت طاری رہتی اور کئی کئی گھنٹے کھانا سامنے پڑا رہتا۔ خادمہ عرض کرتی کہ غریب نواز کھانا آ گیا ہے تو آپ فرماتے کہ یارو، اس نے کیا جان کھا چھوڑی ہے۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے عرس مبارک کے موقع پر آپ مستغرق بیٹھے تھے کہ میاں ملوک علی قریشی درویش نے لنگر شریف کے متعلق کسی بات کا استفسار کیا۔ اس عالی ہمتی سے جو آپ کی طبیعت میں ودیعت تھی، آپ نے اس علو درجہ سے تنزل فرما کر اسے کچھ ہدایات فرمائیں اور بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ ایسے وقت میں مجھے نہ بلایا کرو۔

ایک دفعہ آپ لاہور قیام فرما تھے۔ بر مزار مبارک حضرت داتا گنج بخش ہجویری حاضر ہوئے، واپسی کے وقت جب آپ گاڑی میں سوار ہوئے تو مولانا محمد ذاکر بگوی بھی ہمرکاب تھے۔ احمد مختار

marfat.com

پائدان پر کھڑا ہو گیا۔ مولانا صاحب قبلہ نے عرض کیا۔

غریب نواز! اس لڑکے کی طبیعت پہلے کچھ فرقہ مرزائیہ کی طرف راغب تھی مگر آپ کی عنایت سے خدا نے فضل کیا۔ استغراق غالب تھا، کمال ناز اور جوش سے ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے۔

''بندر را بن میں گوؤاں چرائے''

مگر معاً تنزل فرما کر تبسم کے ساتھ کہنے لگے۔

''جی ہاں مگر صراط مستقیم اور غیر مستقیم میں بھی تو فرق ہوا کرتا ہے اور خوش نصیب ہے، وہ شخص جس کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق ملے''۔

ڈاکٹر فیروز الدین ساکن اٹاری جو اکثر بڑے نیاز سے سیال شریف حاضر ہوا کرتا تھا۔ کہنے لگا کہ ایک دفعہ میں خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا کون ہے؟

عرض کیا، فیروز الدین فرمانے لگے کون فیروز الدین؟ میں نے کہا اٹاری والا۔ ارشاد فرمایا، خیر ہو گا کوئی۔ میں نہایت شکستہ دل اپنے ڈیرے میں آیا۔ بار بار دل میں خیال موج کی طرح اٹھتا تھا کہ اتنی مدت حاضر ہوتے گزر گئی اور ابھی آپ مجھے پہچانتے بھی نہیں اور نام سے بھی واقف نہیں۔ یہاں یہ کچھ ہے تو ادھر کا تو خدا ہی حافظ ہے۔

میں سارا دن اور اس کے بعد رات بھر حیران و پریشان اور اداس و غمگین رہا۔ دوسرے روز علی الصبح کسی کام کے لئے مجھے حضور میں جانا پڑا۔ ایک مولوی صاحب آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ میری طرف اشارہ کر کے ان سے فرمانے لگے۔

''مولوی صاحب، یہ فیروز الدین بڑا اچھا آدمی ہے، اس کے باپ کا نام یہ تھا اور یہ فلاں جگہ کا رہنے والا ہے۔ یہاں میرے حضرت کے دربار میں بڑے نیاز سے حاضر ہوا کرتا ہے وغیرہ''۔

غرضیکہ میری مختصری تاریخ ہی بیان فرما دی، پھر تو میری آنکھیں کھل گئیں۔ میں نہایت ہشاش

marfat.com

بشاش باہر آیا۔ میرے دل میں عجب فرحت پیدا ہوئی ۔ میں نے اپنے خیالات سے توبہ کی اور دل میں کہا کہ ان سرکاروں کی بھی عجیب باتیں ہیں۔

ایک بار سیال شریف کسی نے خدمت اقدس میں عرض کیا۔ غریب نواز! روضہ میں حاضر ہو کر خدام کے لئے بھی دعا فرمایا کریں۔ فرمانے لگے، میرا تو وظیفہ ہی یہی ہے، سب کے لئے دعا کرتا مگر روضہ شریف میں حاضر ہو کر تو میں اپنے آپ کو بھی بھول جاتا ہوں (۷۰)

فنافی الشیخ

مرآۃ العاشقین میں مرقوم ہے۔

سالک کو چاہئے کہ ہر حالت میں پیر کی متابعت میں ثابت قدم رہے، چلنے، پھرنے، اٹھنے، بیٹھنے اور کھانے، پینے میں۔

مرید کو چاہئے کہ اپنے پیر کی متابعت کو آنحضرت ﷺ کی متابعت کے برابر جانے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ

پیشوا اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسے نبی اپنی امت میں۔

فنافی الشیخ کے سوال کے جواب میں فرمایا۔

اپنے شیخ کی ذات میں اس طرح ڈوب جانا کہ وہ اپنے کسی بھی حرکت وسکون کو اپنا نہ سمجھے بلکہ پیر و مرید کی صورت بھی ایک جیسی ہو جائے (۷۱)

حضرت ثانی لاثانی سیالوی مذکورہ بالا فرمودات کا کامل نمونہ تھے۔ محبوب سیال کا مولف لکھتا ہے۔۔

marfat.com

آپ چارپائی پر تشریف رکھتے تھے ۔ چہرہ مبارک نہایت کشادہ اور کھلا ہوا تھا اور رنگ رخسار سرخ و سپید اور کبھی زرد ہو رہا تھا، میں آپ کے پس پشت کھڑا زبان دل سے یہ مصرع پڑھ رہا تھا۔

یوسفا ! رونق بازارِ تو سبحان اللہ

میں نے بگوش خود دو سن رسیدہ بڈھے زمینداروں کو جو میرے قریب ہی کھڑے تھے، یہ کہتے سنا کہ دیکھو، حضرت صاحب اس وقت ہو بہو روضے والے حضرت بنے ہوئے ہیں اور بال برابر بھی فرق نہیں، مجھے بے اختیار خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہٗ کا یہ مصرع یاد آیا اور میں نے خاموش موسیقی کی زبان سے بار بار اس کو پڑھا۔

میانِ عاشق و معشوق موئے در نمی گنجد

ایک بار آپ تونسہ مقدسہ تشریف لے گئے۔ فنافی الشیخ کی حالت طاری تھی اور اس شعر کا وظیفہ تھا۔

میں اپنا آپ نہ رہیا وے
مینوں مل گیا کشن کنہیا وے

اسی عالم میں ایک پرانا معمر پیر بھائی جو حضرت خواجہ تونسوی کی خدمت میں متواتر چھ سال مستفیض ہو چکا تھا۔ عصا کے سہارے آیا اور حضرت ثانی غریب نواز سیالوی کی زیارت سے مشرف ہو کر پہلے تو بہت دیر تک متحیر سا کھڑا رہا اور آخر تھوڑی دیر کے بعد، بے اختیار نعرہ مار کر کہنے لگا یارو! جس کسی نے روضہ والے کی صورت نہ دیکھی ہو، آ کر دیکھ لے۔ میں آج پورے چھپن سال کے بعد اسی صورت منورہ کو دیکھ رہا ہوں۔

یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے سامان ہے یہی
یہ جو صورت ہے تیری صورت جاناں ہے یہی

حضرت ثانی غریب نواز عین حالت ناز میں کمال نیاز کے ساتھ پیشانی مبارک پر ہاتھ رکھ کر سر تسلیم

marfat.com

جھکا دیتے تھے اور بوڑھے کو دلربایانہ ادا سے دیکھتے جاتے تھے۔

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا (۷۲)

کرامات

آپ کا وجود مسعود سراپا کرامات تھا۔انوار شمسیہ ،محبوب سیال اور جذبات سعید وغیرہ کتب میں آپ کی بکثرت کرامات درج ہیں۔شائقین وہاں مطالعہ فرمائیں۔صرف چند ایک کرامات قلمبند کی جاتی ہیں۔صاحب جذبات سعید حضرت مولانا محمد سعید بھیروی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۸۷ھ کا بیان ہے۔

ایک دفعہ نیاز مند اکیلا شاہ پور کی جرنیلی سڑک پر جو ساہی وال کو جاتی ہے، پیدل جا رہا تھا گرمی کا موسم تھا۔دھوپ میں پیاس نے غلبہ کیا۔اس موقع کے قریب کوئی نہر یا کنواں نہیں تھا۔اسی اضطراب اور پیچ و تاب میں دو تین میل کا سفر کرنا پڑا۔آخر بڑی کوشش کے بعد گرتا پڑتا ایک کنوئیں کے قریب پہنچا اور بے طاقتی سے لیٹ گیا اور سایہ اور پانی کے قریب کچھ ٹھنڈک محسوس کی تو ہوش ٹھکانے آیا اور پانی پیا۔اس وقت موت مجھے سامنے دکھائی دے رہی تھی اور مایوسی میں کئی فضول خیال آئے جن کا اس جگہ درج کرنا ٹھیک نہیں۔آخر جب سیال شریف پہنچ کر حضرت کریم ثانی سیالوی کی زیارت سے مشرف ہوا تو حضور نے میرے عرض کئے بغیر ہی تھوڑی دیر بعد فرمایا۔

ایسی گرمیوں میں ساہی وال جیسے ریگستانی علاقہ میں اکیلے سفر نہیں کرنا چاہئے اور تھوڑا بہت پانی ساتھ رکھنا چاہئے ورنہ کئی دفعہ پیاس کی وجہ سے جان کے لالے پڑ جاتے ہیں (۷۳)

صاحب ہوالحمید لکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر ایک شخص نے حضرت

marfat.com

ثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی کو چاندی کا ایک روپیہ نذر کیا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اتنی بھیڑ میں حضرت خواجہ سیالوی ہر ایک کی طرف متوجہ نہیں ہو رہے، میدان حشر کے انبوہ کثیر میں اپنے غلاموں کو کیسے پہچان سکیں گے؟

فراست مومنانہ سے حضرت ثانی سیالوی اس کے خیال سے مطلع ہو گئے۔ روپوں کے ڈھیر سے وہ روپیہ جو اس نے نذر کیا تھا، نکالا اور فرمایا کیا یہی تیرا روپیہ ہے؟ اس شخص نے عرض کیا، حضور یہی ہے۔ آپ نے فرمایا، روپوں کے ڈھیر میں سے اگر تیرا روپیہ ڈھونڈا جا سکتا ہے تو قیامت کے دن تجھے کیوں نہیں پہچانا جا سکے گا؟

حضرت بیخود جالندھری اپنی بے مثل کتاب ''محبوب سیال'' میں رقمطراز ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ نماز میری ہڈیوں میں گھس جائے۔ مسکرا کر فرمانے لگے۔ ''تساں نماز دے ہڈاں وچ وڑ جاؤ'' پھر ساتھ ہی اسے نماز شام کے بعد اسم ''یا رحمٰن'' کی پانچ تسبیح پڑھنے کے لئے فرمایا۔ مولوی صاحب قبلہ فرماتے تھے کہ ایک عرصہ کے بعد وہ شخص مجھ سے ملا اور کہنے لگا کہ اب میں واقعی نماز کی ہڈاں میں گھس گیا ہوں اور اس وقت سے کبھی کوئی نماز قضا یا فوت نہیں ہوئی۔

ایک دفعہ ایک سفر میں کسی غلام نے ضیافت کی اور جو کچھ سامان تھا، پکا کر خدمت اقدس میں لا حاضر کیا۔ حضور بدست خاص تقسیم فرمانے لگے دریں اثنا میاں احمد زوج مائی بانو مرحومہ نے عرض کیا کہ حضور مجھے تو مچھلی کے کباب چاہئے۔ حضور نے بلا توقف نکال کر سامنے ڈال دیئے۔ حضرت مولوی محمد نصیر الدین چاچڑوی فرماتے ہیں کہ اس دعوت میں میں بھی حاضر تھا۔ مجھے خیال آیا کہ گوشت کا خشک کباب ہو تو کیا اچھا ہو؟ اس خیال کا دل میں آنا ہی تھا کہ حضور نے معاً کباب کا بھرا طبق مجھے عطا فرمایا غرضیکہ سب نے کچھ نہ کچھ ضرور مانگا اور آپ نے عطا کیا آخر میں بڑے جوش سے فرمانے لگے کہ جو چیز کسی کو پسند ہو، مانگے انشاء اللہ موجود ہو جائے گی۔ میاں احمد کو بالخصوص

marfat.com

ایک دو دفعہ فرمایا کہ اس وقت جو کچھ مانگنا ہو، مانگ لو، بعد کا میں ذمہ نہیں لیتا لیکن پھر کسی نے کچھ نہ مانگا۔

حضرت مولوی محمد ذاکر بگوی اپنے والد مولانا مولوی عبدالعزیز بگوی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ برموقع عرس مبارک حضرت صاحب اعلیٰ سیالوی میرے دل میں بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ حضرات جو جانشین رسول مقبول سجادۂ کرامت پر تشریف فرما ہیں، سنت کے مطابق ضرور بیٹھے ہوں گے؟ اور چل کر حضرت ثانی سیالوی کو دیکھوں کہ آپ اس وقت کس نشست پر بیٹھے ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی میں معاً اٹھا اور دیوار کی دوسری جانب اس سائبان کی طرف جہاں آپ جانثاروں کے ایک جم غفیر کے ساتھ تشریف رکھتے تھے، گیا۔ بڑے بڑے فضلاء اور علماء حاضر تھے۔ میں نے جھک کر لوگوں کے بیچ میں سے دیکھا اور حالانکہ آپ اور طرف دیکھ رہے تھے مگر فوراً آگے جھک کر میری طرف دیکھا اور فرمایا۔

مولوی صاحب جی! میں اچھی طرح بیٹھا ہوں آپ جا کر اپنا کام کریں۔ مولوی صاحب قبلہ (محمد ذاکر بگوی) فرماتے ہیں کہ ایک بار عرس شریف کے موقع پر اس مہ بے حجاب کے گرداگرد نظر بازوں کا جمگھٹا ہو رہا تھا اور خود بدولت بار بار گھبرا کر فرما رہے تھے۔ بھائیو مہربانی کرو، جاؤ۔ بہت دیکھ چکے مجھے لنگر کا بھی کام کاج کرنے دو مگر زائرین اٹھنے میں نہیں آتے تھے بلکہ لحظہ بہ لحظہ ہجوم اور بڑھتا جاتا تھا۔ آخر ایک دفعہ فرمانے لگے۔ یارو، جاؤ، ادھر پیر صاحب مٹھائی بانٹ رہے ہیں۔ بہت سے لوگ اٹھ اٹھ کر ادھر جانے لگے چنانچہ میں بھی اٹھا، اس خیال سے کہ دیکھوں پیر صاحب کیسی مٹھائی تقسیم کر رہے ہیں؟ وہاں پہنچا تو حضرت موصوف ''بنائے عالم ہمہ بہ محبت است'' کے مضمون پر نہایت فصیح و بلیغ گفتگو فرما رہے ہیں، میں نے سمجھا کہ یہی شیرینی تھی جس کا ذکر آپ نے فرمایا۔

از منطق و از حکمت جز عشق نفہمیدم
چنداں کہ نظر کردم شب ہا بہ کتاب اندر

marfat.com

انوار شمسیہ میں ہے۔

حضرت میاں ملوک علی شاہ کاظمی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت ثانی لاثانی سیالوی چند خدام کے ہمراہ تونسہ مقدسہ بذریعہ گاڑی روانہ ہوئے۔ کوٹ سلطان اتر کر اونٹوں پر سوار ہو کر دریائے سندھ پر جا پہنچے۔ ہر طرف دیکھا لیکن کوئی کشتی بان نظر نہیں آیا بالآخر حضرت ثانی سیالوی نے فرمایا کہ خدا کے توکل پر میرے اونٹ کی مہار پکڑ کر دریا سے گزرو، امید ہے کہ اس جگہ پانی تھوڑا ہوگا چنانچہ خاکسار اونٹ کی مہار پکڑ کر اور لنگوٹ مار کر دریا میں چل پڑا۔ آنجناب کی مہربانی سے وہ پانی میری کمر تک پہنچا۔ پیچھے سارے ہمراہی جو کنارے پر کھڑے تھے، ہمیں دیکھ کر گزرنے لگے۔ خدا کی شان چھوٹے بڑے انسان کو کمر کے برابر ہی پانی رہا۔ کسی جان کا نقصان نہ ہوا جب ہم سب امن وامان سے کنارے جا کھڑے ہوئے تو پیچھے ایک ہندو اس کنارے پر آیا اور ہمیں دیکھ کر اس مقام سے گزرنے لگا مگر پانی غرقاب تھا، وہ گرداب میں جا پڑا۔ غوطے کھا کر بڑی مشکل سے واپس کدھی پر جا لگا۔ خدام نے حیران ہو کر عرض کیا۔ عالیجاہ! یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ شاید طغیانی کا پانی اب پیچھے سے زیادہ آ گیا ہوگا؟

ملک اللہ داد راجڑ ساکن راجڑ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت ثانی سیالوی تونسہ مقدسہ سے واپسی پر راجڑ تشریف لائے تو خادم نے عرض کیا۔ غریب نواز! ایک کنواں جو قریب ہی واقع ہے۔ بندگان نے کافی خرچ سے کھدوایا اور تعمیر کرایا ہے مگر بدقسمتی سے اس کا پانی تلخ اور بے کار ہے۔ دعا فرمائیں۔ آپ نے اسی وقت عنائت اور شفقت سے اس چاہ پر قدم رنجہ فرمایا اور طہارت کا ڈھیلا جو اتفاق سے آپ کے ہاتھ میں تھا، وہ کنوئیں میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اب اس کنویں کا پانی اور کیچڑ نکالا جائے تاکہ اس کا پانی پاک اور صاف ہو جائے پھر بندگان نے حسب ارشاد جب کنویں کو صاف کیا تو بفضل ربانی کنویں کا پانی میٹھا اور شیریں ہو گیا۔

میاں ملوک علی شاہ کاظمی ساکن دلیوالی ضلع میانوالی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ پچاس ساتھیوں

marfat.com

کے ہمراہ پاک پتن شریف سے واپسی پر بارہ کوس کے فاصلہ پر جنگل بیابان میں آرام فرمایا اور حکم دیا کہ جلد تر طعام پکاؤ۔ خدام کے پاس اس وقت صرف بیس سیر آٹا، آٹھ آنہ کا گھی اور ایک روپیہ کی شکر تھی جو پچاس آدمیوں کیلئے کافی ہوسکتی تھی۔ اس وقت آپ کے حکم سے خدام نے روٹی پکانی شروع کردی جو زائرین حضرت گنج شکر کے دربار اقدس سے لوٹتے، حضرت سب کو فرماتے کھانا کھالو۔ ظہر تک ہم روٹی پکاتے رہے۔ تخمیناً تین سو انسان کھانا کھا چکے تو پھر بھی باقی دس روٹیاں بچ رہیں۔

اسفار

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برو ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کی وصیت تھی "تونسہ شریف کی راہ نہ چھوڑنا، میں قبر میں سے تمہیں وہاں جاتے دیکھتا رہوں گا اور میری روح خوش رہے گی اور نیز یہ کہ "پندگی" بندگی سے بڑھ جایا کرتی ہے"۔

آپ عاشق تھے، مطیع تھے، فرمان بردار تھے، سچے مرید بلکہ مراد تھے۔ اس وصیت اور اس ارشاد کو راست روی اور راست کرداری سے عملاً وفعلاً یہاں تک نبھایا کہ اس سے زیادہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ بدر الدجیٰ، اس شمس الضحیٰ کے ہمراہ تو ہمیشہ وہاں جاتا رہا، بعد از وصال مبارک آں شمس الحق والدین بھی کم از کم تیس چالیس سال دفعہ تو ضرور ان راستوں میں چکا اور حالانکہ ریل بھی تیار ہو چکی تھی مگر آپ برابر مدت دراز تک حضرت اعلیٰ سیالوی کے نقش قدم پر ان ہی دور دراز راہوں اور لق ودق بیابانوں میں سے ہو کر تونسہ شریف جاتے رہے۔ سبکساران ساحل کیا جانیں! پیروئ سنت کے علاوہ یہ تو بوئے پیرہن یوسفی تھی جو ان راہوں میں نسیم سحری بن کر نافۂ جاں کے طرے کھولا کرتی تھی اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ ان راہوں میں بڑا لطف اور حظ آتا ہے، بہ یک کرشمہ دو کار، راست آتے تھے ایک

marfat.com

تو اپنا سوز و گداز، پندگی در بندگی، دوسرے ان لوگوں کی مقصد براری، جو التجائے ارنی کے ساتھ اس شمع طور کے جلوہ کے منتظر بر سر راہ بیٹھے رہتے تھے، عجب حالت تھی کہ سخت کمزوری ہے، بخار شروع ہے، کان کا درد ہے مگر تونسہ جا رہے ہیں، خیر تونسہ مقدسہ تو آپ کیلئے سب ہی کچھ تھا (۷۴)

آپ نے اپنے استادگرامی حضرت خواجہ فتح محمد سلیانوی قدس سرہٗ کے ہمرکاب چند سال تبلیغی سفر کیے۔ علاوہ ازیں اجمیر شریف، دہلی، پاک پتن شریف، مہار شریف، تونسہ مقدسہ، لاہور، جلال پور شریف، مکھڈ شریف، مرولہ شریف، گولڑہ شریف، چاچڑ شریف، رودلی شریف، خواجہ آباد شریف (علاوَل، چکوال)، چکوڑی شریف، بھیرہ شریف، بیربل شریف، میانوالی، چکوال اور سلطان باہو شریف وغیرہ مقامات پر تشریف لے گئے۔ آپ کے سفر و سیاحت کے اکثر حالات انوارِ شمسیہ، جذباتِ سعید، محبوبِ سیال، برکاتِ سیال اور نفحات المحبوب وغیرہ کتب میں مرقوم ہیں۔ چند واقعات و حالات پیش خدمت ہیں۔

۱ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت صاحب ثانی سیالوی نے خود ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ایک مولوی صاحب نے مجھ سے ختم خواجگان کی وجہ دریافت کی چونکہ مجھے معلوم نہیں تھا میں نے حضرت خواجہ کریم اللہ بخش تونسوی کی خدمت مبارک میں عرض کیا۔ ارشاد ہوا کہ ہمارے پیران عظام اسی طرح کرتے آئے ہیں، ہم بھی کر لیتے ہیں۔

بعد از مدت مدید جب میں اجمیر شریف حاضر ہوا۔ ایک روز اکیلا میں ہی صرف روضہ شریف کے اندر تھا اور حضرت خواجہ بزرگ کی پائیں کی طرف کھڑا تھا کہ یکایک ایک شخص نے اندر آ کر بآواز بلند جیسے کہ بالکل ظاہری حیات میں زندہ شخص سے پوچھا کرتے ہیں، خدمت خواجہ بزرگ سے یہی بات پوچھی۔ مزار مبارک سے آواز آئی، یہ ختم الہامی ہے اور جس طرح ارشاد ہوا، پڑھا جاتا ہے اور ہم ہی نے شروع کیا تھا (۷۵)

حضرت مولانا محمد سعید بھیروی مصنف جذباتِ سعید اپنی بیاض میں ناقل ہیں۔ ایک بار حضرت اشرف الاولیاء خواجہ محمد الدین سیالوی حضرت ثانی تونسوی کے ہمرکاب اجمیر شریف حاضر ہوئے، وہاں

marfat.com

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی کے خلفاء میں سے ایک معمر شخص نے پالکی کی سواری میں آکر بخدمت حضرت ثانی تونسوی دعوت کی درخواست کی۔ آپ نے کمال مہربانی سے منظور فرمائی اور ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس مکان کے نیچے جس کی دوسری منزل پر حضرت خواجہ ثانی تونسوی تشریف فرما ہوئے۔ معزز پاکدامن خاندانی عورتوں کی ایک جماعت نے حاضر ہو کر آہستہ گانا شروع کیا۔

خواجہ لے لو گگریارے میری ٹوٹی کمریارے

حضرت اشرف الاولیاء ثانی سیالوی کو بڑا ذوق پیدا ہوا اور ان کے قریب جا کر فرمانے لگے۔

''شاباش بہنو شاباش''

مگر دیگر حاضرین اور علماء نے ان کو تنبیہ کی اور انھیں وہاں سے ہٹا دیا۔ دوسرے روز اس واقعہ کا ذکر خواجہ ثانی تونسوی کی خدمت میں ہوا، آپ نے حضرت ثانی سیالوی سے اس مصرع کا مطلب استفسار فرمایا۔

التماس کی کہ میرے خیال میں گگریا سے مراد گناہوں کی گٹھڑی سے ہے اور اس سے سبکدوشی حاصل کرنے کے لئے اس شعر میں خواجہ صاحب سے استمداد کی درخواست کی گئی ہے کہ یا خواجہ !اگر آپ اس گٹھڑی کو ہم سے نہ اتروائیں تو ہماری کمر اس بھاری بوجھ سے ٹوٹ جائے گی۔

حضرت خواجہ ثانی تونسوی نے آپ کی اس تفہیم کو بہت پسند فرمایا اور امر بالمعروف کرنے والے حضرات کو فرمایا۔

جب آواز بلاتعین ایسے رقت انگیز مفہوم اور ایسے نفیس خیال کو دل میں پیدا کر دے تو اس کے سننے میں ایسے صاحب فراست اور صاحب ذوق کیلئے کیا ہرج ہے؟(۷۶)

ایک بار برموقع عرس مبارک خواجہ بزرگ آپ اجمیر شریف حاضر ہوئے۔ مرقد مبارک سے واپسی کے وقت ایک شخص ملا جو سر پر مٹھائی کا تھال اٹھائے درگاہ شریف میں لٹانے کے لئے

marfat.com

جارہا تھا۔ آپ ہاتھ پھیلا کر فرمانے لگے۔

''دلا خواجہ کے نام بتاشہ''

اس نے اس خیال سے کہ اگر یہاں دیا تو لوگ ٹوٹ پڑیں گے، انکار کیا۔ فرمانے لگے، خیر نہ سہی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہی شخص تازہ مٹھائی لئے فرودگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ غریب نواز! مٹھائی حاضر ہے۔ فرمانے لگے۔

''ہاں مگر اب ہم حاضر نہیں''۔

وہ کوئی وقت تھا تو اگر اس وقت ایک ذرہ بھی اس میں سے دے دیتا تو مزا آتا، اب ہمیں یہ نہیں چاہئے۔

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں (اقبال)

جذباتِ سعید کے مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے۔

میرے حضرت کریم ثانی سیالوی نے ایک واقعہ چشم دید دربار اجمیر شریف کے متعلق بیان فرمایا۔

روضہ شریف کے سامنے ایک قلندر فقیر ہاتھ میں ڈنڈا اٹھائے ہوئے دور سے روضہ مبارک کی طرف حملہ کرتے ہوئے آتا اور کہتا۔

''خواجہ جی، آج پانچ روپے دلوادو، کم نہیں لوں گا''۔

اس پر وہاں کوئی دنیادار سیٹھ جو حضور اجمیری کا معتقد تو نہیں تھا مگر سیر و سیاحت کے لئے وہاں آ گیا تھا۔ فقیر کو کہنے لگا، خواجہ صاحب فوت ہو کر مٹی میں مل چکے ہیں، وہ تجھے کچھ نہیں دے سکتے۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک) کئی دفعہ اس کو دہرایا مگر فقیر پر اثر تک نہ ہوا اور وہ اپنے کام میں مشغول

marfat.com

رہا۔ آخر سیٹھ مذکور نے پانچ روپیہ کا نوٹ نکالا اور کہا۔

''خواجہ صاحب تو کچھ دے نہیں سکتے، لے میں تجھے دیتا ہوں''۔

فقیر نے اپنی نگاہ روضہ شریف کی طرف مرتکز رکھی اور سیٹھ سے نوٹ لے لیا اور روضہ شریف کی طرف جھک کر کہا۔

''واہ داتا! کیسے موذی سے دلایا؟''

لفظ موذی سے سیٹھ کی طرف اشارہ تھا۔(۷۸)

۲ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی کا بیان ہے کہ ایک بار مجھے پاک پتن شریف حاضری کا اتفاق ہوا تو دیوان صاحب کو دنیادارانہ وضع سے تکیہ لگائے بیٹھے دیکھ کر میرا دل ان کی قدمبوسی کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ حضرت ثانی سیالوی نے جو وہیں موجود تھے، حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گولڑوی کے کان میں کچھ فرمایا، جس پر حضرت گولڑوی نے اپنے خادم سے روپیہ لے کر حضرت ثانی سیالوی کی خدمت میں پیش کیا، جسے آپ نے لے کر مجھے دیا۔ میں نے سمجھا کہ اس سے یہ ایماء ہے کہ میں یہ روپیہ لے کر دیوان صاحب کی خدمت میں نیاز حاصل کروں۔ میں نے ایسا ہی کیا اور بعد ازاں دیکھا کہ حضرت حافظ صاحب تونسوی تشریف لائے اور گلے مبارک میں کپڑا ڈالے بڑے عجز سے قدمبوس ہوئے۔ دیوان صاحب نے کمال شفقت سے پوچھا۔

''خیر ہے، غریب نواز''

حضرت حافظ تونسوی نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ حضور کی خیریت چاہتا ہوں، یہ سماں دیکھ کر مجھے بڑا حظ آیا اور میں نے اپنی سابقہ نامناسب حرکت پر اپنے آپکو بڑی ملامت کی(۷۹)

جذباتِ سعید کے مصنف رقمطراز ہیں۔

حضرت ثانی سیالوی فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے استادگرامی کی معیت میں پاک پتن

marfat.com

پہنچا تو وہاں ایک مردحقانی ہندوستانی درویش سے ملاقات ہوئی۔آپ کا نام نامی مولانا دادار بخش تھا،آپ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے ،پیر بھائی تھے۔آپ نے میرا وطن اور حسب نسب دریافت کیا،جب میں نے بیان کیا تو سنتے ہی مجھے گلے لگالیا اور وجد کی حالت میں پلٹیاں کھاتے ہوئے کہنے لگے۔''آہا یار کا نشان مل گیا،یار کا نشان مل گیا''۔

دربار شریف کی مسجد کے صحن میں ایک مولوی صاحب وعظ فرما رہے تھے اور غصہ سے ان کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی اور کہہ رہے تھے کہ دیکھو جاہل لوگ جو یہاں زیارت کیلئے آتے ہیں تو بہشتی بننے کی بجائے دوزخیوں کے عمل کئے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کل تو بہشتی دروازہ سے گزر کر بہشتی بن جائیں گے ،آج تو عیش وعشرت کا موج میلہ کیوں نہ کریں؟ یہ کہہ کر سارے شرعی عیب کر لیتے ہیں۔پاس ہی مولانا دادر بخش صاحب سن رہے تھے۔انھوں نے واعظ صاحب کو خطاب کر کے فرمایا کہ''میاں!تمہارا خدا عرش عظیم پر بیٹھا ہوا یہ سب تماشے دیکھ رہا ہے اور غصے میں تمہاری طرح دانت پیس رہا ہے مگر کچھ نہیں کر سکتا''۔یعنی یہ بھی اسی کی یُضلُّ بہ کثیرًا ۝ کی شان کا کرشمہ ہے۔

ایک اور موقع پر قوالی ہو رہی تھی۔قوال سائیں بلھے شاہ کی کافی گا رہے تھے،جس کا مطلع یہ تھا

ہن میں لکھیا سوہنا یار　　جس دے حسن دا گرم بازار

جب کافی کا یہ شعر گانے لگے

جب واحد اک اکلا تھا　　نہ ظاہر کوئی تجلا تھا

نہ رب رسول نہ اللہ تھا　　ہن رب جبار قہار

تو مولانا دادار بخش پر وجد غالب آ گیا اور دیگر بہت سے صوفی رقص کرنے لگے،جب محفل برخاست ہوئی تو ایک مولوی صاحب نے مولانا سے دریافت کیا۔

''جناب ہم کو تو یہ شعر شریعت کی رو سے کفر دکھائی دیتا ہے۔اور آپ کو اس پر وجد آ گیا تھا''۔

marfat.com

مولانا دادار بخش یہ سن کر جوش میں آ گئے اور تصوف کے رنگ میں مسئلہ توحید پر تقریر شروع کر دی اور مراتب توحید میں سے درجہ اطلاق پر روشنی ڈالی اور تقریر کے خاتمے پر سائل کے گلے میں بانہہ ڈال کر فرمانے لگے۔

''آیا خیال شریف میں'' اور مولوی مذکور کو معانقہ میں لے کر میدان کے اونچے حصے سے نیچے کی طرف لڑھکتے گئے پھر نیچے سے اوپر کی طرف انھیں ساتھ لے کر گئے اور دوبارہ وہی تقریر شروع کر دی اور اخیر میں وہی کلمات ''آیا خیال شریف میں''؟ کہہ کر اسے معانقہ میں لئے ہوئے میدان میں پلٹیاں کھانے لگے۔ تین چار دفعہ یہی عمل دہرایا۔ بے چارے مولوی کو جسم پر کئی جگہ خراشیں آئیں اور آخر کار خود حضرت ثانی سیالوی نے مداخلت فرمائی تو مولانا کا جوش ٹھنڈا ہوا (۸۰)

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نے ارشاد فرمایا۔

جب برخوردار محمد الدین سیالوی، میر و قوال اور چند دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ پاک پتن شریف حاضر ہوئے تو برج نظامی میں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔

مہاروی حضرات کے علاوہ بہت سے درویش بھی وہاں موجود تھے۔ میر و قوال نے بڑی سریلی آواز سے یہ غزل پیش خدمت کی۔

خلوت گزیدہ را بہ تماشا چہ حاجتست؟
چوں کوئے دوست ہست بصحرا چہ حاجتست؟

غزل کے خاتمے پر صاحبزادہ غلام فخر الدین صاحب مہاروی نے برخوردار محمد الدین کو کہا، آپ کے قوال کو کلام تو بہت اچھا یاد ہے لیکن علم سے نابلد ہونے کی وجہ سے صحت الفاظ کا التزام نہیں رکھ سکتا (۸۱)

۳ حضور ثانی سیالوی بہ عرس مبارک حضرت قبلہ عالم مہاروی مہار شریف تشریف لے

marfat.com

گئے ،مولوی ولی محمد جالندھری ساتھ تھے۔صبح کے وقت مجلس سماع منعقد ہوئی ۔آپ سب غلاموں کو لے کر محفل خانے کے باہر ایک طرف زمین پر بیٹھ گئے۔صاحبزادگان مہاروی وتونسوی نے جو اندر تشریف فرما تھے،اس طرف کا دروازہ کھلوادیا۔مولوی ولی محمد جالندھری جو تکلف بینی کے عادی تھے بار بار اٹھ کر اندر کی طرف جھانکنے لگے۔آپ نے ان سے فرمایا۔مولوی صاحب آپ کیا کر رہے ہیں؟ عرض کیا۔حضرت میں دیکھتا ہوں کہ صاحب محفل یہاں کون شخص ہے؟فرمانے لگے نیک بخت یہاں صاحبزادگان مہاروی وتونسوی کے سوا کون صاحب محفل ہوسکتا ہے؟ آپ مہربانی کر کے خاموش بیٹھے رہیے۔جب قوالوں نے یہ غزل شروع کی۔

مرا در دل بغیر از دوست چیزے در نمی گنجد
بخلوت خانۂ سلطاں کسے دیگر نمی گنجد

نہایت ذوق سے سر مبارک ہلا کر فرمانے لگے،دیکھو مولوی صاحب! کچھ سنا بھی!انھوں نے عرض کیا۔جی مجھے کون سی سمجھ ہے۔مسکرا کر کہنے لگے۔آپ کہاں آ گئے،آپ سے شرم آتی ہے،ورنہ خوب لوٹوں ،تڑپوں،کودوں اور اچھلوں۔انھوں نے عرض کیا۔غریب نواز غلاموں سے کیسی شرم ؟فرمانے لگے میں تو یونہی کہہ رہا تھا،مجھے تو اچھلنا کودنا نہیں آتا۔

گہہ شادم و گہہ غمگین از حال خودم غافل
می گویم و می خندم چوں طفل بخواب اندر (۸۲)

ایک دفعہ آپ حضرت حافظ محمد موسیٰ تونسوی کے ہمرکاب مہار شریف حاضر ہوئے۔شام کے وقت آپ حافظ صاحب تونسوی کے سامنے بیٹھے ہوئے کبھی آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ لیتے تھے اور کبھی سر جھکا لیتے تھے اور کبھی سینہ بے کینہ سے ہائے اور وائے کی آواز بھی بہ آہستگی تمام نکلتی تھی۔تا بہ دیر یہ حالت رہی۔جب حضرت حافظ تونسوی وہاں سے اٹھ گئے تو آپ نے یہ مصرع پڑھا۔

بہ بازوئے گدائی وصلِ شاہے کردہ ام پیدا

marfat.com

اور احمد قوال سے فرمانے لگے، پڑھ اس غزل کو، اس نے عرض کیا۔ غریب نواز یہ تو مجھے یاد نہیں۔ عجب حسرت سے ارشاد کیا۔ او بیٹا تجھے کیوں یاد نہیں؟ پھر خود ہی دوسرا مصرع پڑھا اور دروازے میں جا بیٹھے۔ میاں فضل لانگری آئے اور عرض کیا۔ غریب نواز کھانا تیار ہے، آپ اندر تشریف لے چلیں چونکہ عجب کیفیت کی حالت میں تھے اور بار بار مذکورہ بالا مصرع پڑھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ مجھے قوالی کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اس سے فرمانے لگے تو ہمیں روٹی نہ دے مگر اس در سے نہ اٹھا۔ اس نے گذارش کی کہ میں وہاں بھی آپ کو حضرت صاحب کے سامنے بٹھاؤں گا۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ کھانا لایا گیا اور آپ کے غلاموں میں سے کسی نے رکابی میں ہاتھ ڈال دیا۔ معاً آپ نے تنزل فرما کر اس کو روک دیا اور اشارہ سے فرمایا۔ ابھی حضرت صاحب نے لقمہ نہیں اٹھایا۔ دوسرے روز اس خادم کے استفسار پر آپ نے فرمایا۔

کل تو حضرت حافظ محمد موسیٰ تونسوی نے کمال کر دکھایا یعنی یہ کہ مجھے اپنے والد اور میرے والد ہر دو بزرگوں کی صورت مبارک دکھادی، ہاں یہ بات تھی۔

شراب لعل کش و روئے مہ جبیناں بیں
خلافِ مذہب آناں جمال ایناں بیں (حافظ)(۸۳)

۴ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی کی زبانی ہے کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودلوی کے مزار پر انوار پر بیٹھے وہ سماں بندھا کہ وہاں سے حضور ثانی سیالوی کا دل اٹھنے کو نہیں چاہتا تھا اور اسی عالم سکر و خود فراموشی میں حضرت شیخ احمد عبدالحق رودلوی نے آپ کو اجازت مرقع و کشکول بلاواسطہ عطا فرمائی اور وہاں وہ عنایات ہوئیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ آپ مستغرق بیٹھے رہے حتیٰ کہ حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی کے سجادہ نشین آپ کو بکمال اصرار و مہربانی اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے اور بعدہٗ آپ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودلوی کے صاحب سجادہ کی خدمت میں فائز ہوئے۔

یہ صاحب بڑے ڈیرے، قنات اور خیموں والے تھے، ہاتھی ساتھ تھا اور مجلس بھی بڑے امیرانہ

marfat.com

ٹھاٹ کی تھی اور خود نہایت پر تکلف غالیچہ اور سنہری مسند پر بیٹھے تھے اور ایک نفیس پیچواں حقہ سامنے رکھا تھا۔ حضور ثانی سیالوی فرماتے تھے کہ میں اس شخص کی یہ شان و شوکت اور وجاہت دیکھ کر دل میں خیال کرنے لگا کہ سبحان اللہ یہ شخص کس رنگ میں ہے اور اس کے والد ماجد کس رنگ میں تھے؟ خیر آپ مع میاں احمد الدین لانگری اور دیگر غلاموں کے "کن فی الناس کاحدمن الناس" کے رنگ میں ڈوبے ہوئے ایک کونہ میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے وقفہ پا کر عرض کیا کہ صاحب! نیاز مند کو توشہ کی اجازت عطا ہو۔ صاحب ممدوح آپ کے حال سے نامحرم ہونے کی وجہ سے مذاقاً کہنے لگے۔ توشہ کھانے کی اجازت چاہتے ہو یا کھلانے کی؟ آپ نے فرمایا۔ کھانے کی اجازت تو فقیر کو پہلے ہی حاصل ہے کہ بفضلہ تعالیٰ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں منسلک ہوں اور حضرت قبلۂ عالم تونسوی کے پیارے خلیفہ کے ہاتھ مبارک پر، جن کا دولت خانہ ضلع شاہ پور ہے، مشرف بہ بیعت ہوں۔ اب آپ سے تو کھلانے اور نذر نمونے کی اجازت چاہتا ہوں۔ انھوں نے اسی وقت کتاب ''مناقب المحبوبین'' نکال کر حضرت خواجہ تونسوی کے خلفاء کے نام ہای نامی دیکھنے شروع کئے اور فرمایا کہ آپ کے خلیفہ جو ضلع شاہ پور میں ہوئے ہیں، ان کا نام تو خواجہ شمس الدین ہے۔

حضرت خواجہ سیالوی کا نام سن کر حضور ثانی سیالوی پر بیخودی کی کیفیت طاری ہوگئی مگر میاں احمد الدین لانگری نے عرض کیا کہ ہاں غریب نواز! یہ اسی شمس کے نور فرزند ارجمند اور صاحب سجادہ ہیں۔ سننے کے ساتھ ہی سجادہ نشین صاحب اپنی مسند سے کود کر حضور ثانی سیالوی کے پاس آپڑے اور اسی بے خودی کی حالت میں آپ کو بغل گیر کر کے اپنی مسند پر جا بٹھایا اور کہنے لگے۔

آپ تو عارف، صاحب ارشاد اور ہر طرح سے جامع اوصاف ہوئے، آپ کو اجازت نہ ہو تو اور کس کو ہو؟ کھانے کھلانے اور نذر وغیرہ کی سب اجازتیں آپ کو ہوئیں۔ بعد ازاں حسب مراسم خاندانی کے تھوڑا سا توشہ اپنے خادموں سے منگوایا اور ایک لقمہ اپنے لب سے لگا کر حضور ثانی سیالوی کے منہ میں ڈال دیا اور کہنے لگے کہ گو بہ سبب حقہ پینے کے میں خود تو توشہ کھانے والوں سے

marfat.com

نہیں ہوں مگر ہماری خاندانی رسم یہی ہے کہ صاحب سجادہ جس کو اجازت دیتے ہیں۔ ایک لقمہ اپنا جھوٹا اسے کھلا دیتے ہیں (۸۴)

۵ ایک بار آپ دھنی کے علاقہ میں تشریف لے گئے۔ چونکہ آپ کو بسبب کمال ضعف بدنی کے سواری کی طاقت نہیں تھی، اس لئے زمرۂ عشاق آپ کو پالکی میں سوار کر کے، اپنے کاندھوں پر اٹھا کر دیہہ بہ دیہہ لے جاتے تھے اور ابھی ایک گاؤں والے اپنے گاؤں میں لے جانہیں چکتے تھے کہ دوسرے گاؤں والے پہلے ہی پالکی لے کر آموجود ہوتے تھے اور کبھی کبھی دو قریب قریب کے گاؤں والوں کی بحث وتکرار بھی ہو جاتی تھی، جس کا تصفیہ خود حضور ثانی سیالوی کرتے تھے۔

اسی سفر میں محرم شریف کی پانچ تاریخ بھی ایک گاؤں میں آ گئی۔ وہاں کے باشندوں نے آپ کی پالکی کو بلند اٹھا کر صلائے عام دے دی کہ جو شخص بہشتی ہونا چاہے، پالکی کے نیچے سے گزر جائے۔ اس پر ہزاروں لوگ فرید فرید پکارتے پالکی کے نیچے سے گزرنے شروع ہوئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے انھیں اس حرکت سے روکا اور میں بہت چلایا کہ بھائیو مجھے کیوں گنہ گار کرتے ہو، مجھے بت نہ بناؤ مگر وہ کب باز آنے والے تھے، اسی طرح شروع رہے۔

نہ دانم ایں دلِ گمراہ را کہ فتویٰ داد
کہ بت پرستی بہ عاشقی روا باشد (خسرو)

آپ فرماتے ہیں مجھ پر سخت رقت طاری ہوگئی اور میں نے دیکھا کہ مسلمان تو خیر، کئی ہندو مرد اور عورتیں بھی پالکی کے نیچے سے گزر گئے۔ میں دل میں کہتا تھا کہ مسلمان تو انشاء اللہ وارث جنت اور مستحق بخشش الٰہی ہیں، یہ ہندو کس اعتقاد سے ایسا کر رہے ہیں؟ میں اسی حالت رقت اور کیفیت میں بدرگاہ باری تعالیٰ عرض کرنے لگا۔ بارخدایا! تو جانتا ہے کہ میں کیا اور میری حیثیت کیا مگر چونکہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس بندہ ناچیز کو تیری درگاہ میں بار حاصل ہے اور تو رحیم وکریم ہے اور ان کے اعتقادات اور نیات کو اچھی طرح سے سمجھتا ہے اور ان کے مطالب کو پورا کرنے والا ہے۔ آپ ہی

marfat.com

اپنے طفیل ان کے حال پر رحم فرما (۸۵)

۶ والی افغانستان کی لاہور میں آمد آمد تھی کہ ادھر سے والی مملکت قلوب پاک پتن شریف سے مراجعت فرماتے ہوئے لاہور تشریف لائے اور درود مبارک بر مزار مقدس شاہ محمد غوث لاہوری ہوا۔ صاحبزادگان عالی تبار اور درویشان صدق شعار ہمرکاب تھے۔ شام کو آپ مزار مبارک کی چار دیواری کے اندر تشریف لے گئے، وہاں یکا یک مولانا مولوی عبدالعزیز بگوی کو عین مزار کے سرہانے کھڑے وجد ہو گیا۔ دوسرے روز خود ہی انھوں نے مولانا محمد ذاکر بگوی سے بیان فرمایا کہ مجھ پر یہ ہوئی کہ میں نے دیکھا۔ حضرت شاہ محمد غوث قادری دست بستہ حضرت ثانی سیالوی کے سامنے کھڑے ہیں اور کمال نیاز برت رہے ہیں۔

چند ایک اہل دل لوگوں سے میں (بیخود جالندھری) نے سنا کہ لاہور اس دفعہ آپ خاص کام پر مقرر ہو کر تشریف لائے ہیں۔ وہ کار خاص کیا تھا میں لکھنا نہیں چاہتا (۸۶)

۷ ایک دفعہ آپ اپنے استاد حضرت مولانا فتح محمد سلیانوی کے ساتھ سیر و سیاحت کے لئے تشریف لے گئے اور راہ میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو کے مزار پر ٹھہرے۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ خانقاہ کا ایک درویش حضرت سلطان باہو کے کمالات کی تعریف اور ساتھ ہی پیران چشت اہل بہشت کی نسبت نہایت گستاخانہ کلمات بلکہ مغلظات استعمال کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سلطان صاحب کی تعریف و توصیف بے شک کر لیکن پیران چشت کی شان میں بکواس کیوں کر رہا ہے؟ اس کی جو شامت آئی تو جواب میں پھر ان ہی ہزلیات سے کام لیا پھر تو حضور ثانی سیالوی کو بالکل تاب نہ رہی، شیر کی طرح جھپٹے اور اسے گردن سے پکڑا اور نیچے گرا کر خوب مارا۔ مردے کی طرح گھسیٹ کر خانقاہ کے اردگرد چکر دیئے اور ساتھ ہی بار بار فرمایا۔ اب نکال اپنے باپ باہو کو، اسے نیم مردہ اور سسکتا چھوڑ کر آپ واپس تشریف لائے۔ (۸۷)

۸ میانوالی میں ایک ہندو سادھو کے پاس بغرض علاج تشریف لے گئے اور رفتار گفتار

marfat.com

سے اس کا اظہار نہ ہوا۔ یہ سفر بالخصوص رفع شکایت ہی کے لئے نہیں تھے بلکہ اس میں کئی حکمتیں مضمر تھیں۔

میانوالی کے ادھر پار کے لوگوں کا بھی جو اکثر حاضری سے قاصر رہتے تھے، خیال مدنظر تھا۔ دو دفعہ آپ میانوالی تشریف لے گئے اور جو لوگ وہاں حاضر ہوئے ہیں، خوب جانتے ہیں کہ علاج کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں تھی۔ زائرین کا رات دن ہجوم رہتا تھا اور مسافرت میں بھی آپ میزبانی کے لباس میں جلوہ گر تھے۔ دریا پار کے لوگ سارا دن کام کاج کر کے رات کے وقت دریا سے پایاب گزر کر اس ماہ معر کو دیکھنے کے لئے آتے۔

گاہے بہ سوئے کوئے غریباں بگذری
مردم بہ انتظار کہ بدر الدجائے ما

بہت سے لوگ ایمان لائے، بہتیروں پر عنایات ہوئیں، بہت لوگوں نے سعادتِ قدمبوسی حاصل کی۔ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی جو وہاں حاضر ہوئے تھے۔ فرماتے تھے کہ ایک روز شام کے وقت پار کا ایک زمیندار حاضر ہوا اور اپنی ناکتخدا لڑکی نذر گزرانی۔

حضور ثانی سیالوی نے اسی وقت لنگر خانہ کے ایک درویش کو بلا کر نکاح پڑھوا دیا اور لڑکی کے باپ کو اپنے پاس سے تیس ۳۰ روپے حق مہر کے عطا فرمائے۔ اس نے تھوڑی دیر بعد روپے واپس کر دیئے اور عرض کیا۔ غریب نواز! یہ بھی میری طرف سے نذر ہیں۔ آپ نے وہ رقم لے کر سنار کو دی اور اس لڑکی کے لئے کوئی زیور بنوا دیا (۸۸)

۹ مولوی ممتاز علی ایم۔اے، چکوال اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں۔

سیال شریف کے گرد و نواح میں ایک سید زادہ صاحب تھے جو ہر وقت ہاتھ میں ٹلی لے کر اسے بجاتے رہتے تھے۔ حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر نظر کرم فرمائی تو اس حالت سے نکل کر باقاعدہ سالک ہو گئے۔

marfat.com

ایک دفعہ حضرت ثانی سیالوی نے انھیں پیغام بھیجا کہ درویشوں کے واسطے کچھ سرکنڈوں کی ضرورت ہے، اس لئے بھیج دیں۔

انھوں نے جواب فرمایا۔ میں کسی کا کمین نہیں ہوں کہ بھیج دوں جب یہ جواب حضرت ثانی سیالوی کو موصول ہوا تو کسی سلسلے میں شاہ صاحب کے گاؤں سے گزرے تو فرمایا۔

''شاہ صاحب! میری چیز مجھے دے دیں اور ٹل بجاتے رہیں''۔

چنانچہ شاہ صاحب اپنی پہلی حالت پر آ گئے اور ٹل بجاتے رہے۔ یہ واقعہ میں نے اپنے ایک مرحوم قوال حافظ مولا بخش سے خود سنا ہوا ہے لہٰذا رقم کر دیا ہے۔

۱۰ حضرت قلندر مخدوم محمد عبدالعزیز چاچڑوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت ثانی سیالوی چاچڑ شریف تشریف لاتے تھے تو گلے میں پٹکا یا دستار مبارک ڈال کر اور ہاتھ جوڑ کر فرمایا کرتے ''یہ میرا یار ہے'' یعنی حضرت مخدوم محمد فضل الدین چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔

صاحب ہوالحمید حضرت میاں عبدالحمید، مکان شریف کی زبانی رقمطراز ہیں۔

حضرت خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ چاچڑ شریف تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا فضل الدین چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے کے لئے ہاتھ اٹھائے تو یکا یک آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا جہاں کھڑے تھے وہاں سے پیچھے ہٹ کر فاتحہ پڑھنے لگے۔ فارغ ہوئے تو خادم نے سبب دریافت کیا۔ فرمایا۔ جب میں مزار کے قریب کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ رہا تھا تو صاحب مزار نے کہا۔ آپ میرے پیرزادہ ہیں، آپ کھڑے ہیں اور میں لیٹا ہوا ہوں۔ یہ گستاخی میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ میں شریعت کا پردہ چاک کرنے لگا ہوں یعنی مزار سے باہر آنے لگا ہوں تو میں اس خیال سے کہ قلندر ہیں، کہیں ایسا کرنہ گزریں، مزار سے دور جا کھڑا ہوا اور فاتحہ پڑھی۔

marfat.com

اہل غیر مذاہب کی حاضری

حضرت ثانی لاثانی سیالوی نہایت وسیع المشرب بزرگ تھے۔آپ کے ہاں ہر مذہب کے لوگ آتے تھے اور آپ ان سے اخلاق سے پیش آتے تھے۔بدمذہبوں کے معاملہ میں بہت سخت گیر تھے۔

صاحب ''محبوب سیال'' تحریر کرتے ہیں۔

ایک دفعہ فرمانے لگے۔ایک انگریز نے مجھ سے پوچھا کہ تم پیروں کے انتقال کی تاریخ کو عرس کیوں کہتے ہو اور **عرس** کے لفظی معنی کیا ہیں؟ میں نے کہا،عرس کے معنی ہیں ''شادی'' اور یہ اس لئے کہتے ہیں کہ **بزرگان دین** کی وفات سے ان کی ایک قسم کی نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ان کے انتقال کا دن بے حجابانہ **وصل** کا مطلع انوار اور ان کو بے انتہا درجات انعام دیئے جاتے ہیں اور یہ حالات پس ماندگان کے **لئے باعث** خوشی وخرمی ہیں نہ کہ مایۂ آلام۔

میرا یہ جواب سن کر حیران سارہ گیا اور پھر کچھ دیر تامل کے بعد کہنے لگا لیکن عورت کی تاریخ وفات کو تم **عرس کیوں** نہیں کہتے ؟ میں نے جواب دیا۔'' کہنے میں ہرج بھی کوئی نہیں اور وہ تو خود ہی عروس ہے''۔وہ خاموش ہو گیا اور پھر کچھ نہ کہا(۸۹)

ایک دفعہ ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس وردی پہنے اور اپنے ساتھ ایک پادری کو لئے محلات میں داخل ہوا۔لوگوں کو تو ایک نئی بات دکھائی دی۔قریب قریب کے دیہات کے لوگ ہزار در ہزار آ جمع ہوئے۔**آپ** نے لوگوں کے لئے چٹائیاں بچھوا دیں اور انگریز صاحبان کو چارپائی پر بٹھایا۔تھوڑی دیر کے **بعد سپرنٹنڈنٹ** صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب آپ سے ہمارے پیر پادری خدا کی باتیں کرنا چاہتے ہیں۔

فرمانے لگے،شوق سے کریں۔پادری صاحب نے ایک لمبی تقریر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

marfat.com

الوہیت اور کفارہ وغیرہ کے متعلق شروع کی اور بہت دیر تک بولتا رہا لیکن آپ نے اس اثناء میں کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالا اور نہ اسے کسی بات پر روکا۔

لوگوں کو اس بات کا بڑا خیال ہوا اور بار بار ادھر ادھر کنکھیوں سے دیکھنے لگے اور آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ اتنے میں نمازِ عصر کی اذان ہوئی۔ آپ اس سے فرمانے لگے کہ پادری صاحب جی! آپ کے خدا کی باتیں تو ہم بہتیری سن چکے، اب اجازت ہو تو اپنے خدا کی بھی سن آئیں۔

اس نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے، کیا آپ کا اور ہمارا خدا کوئی علیحدہ ہے؟ فرمانے لگے۔ ہاں، آپ کا خدا بیوی بچے والا اور ہمارا خدا وحدہٗ لاشریک (۹۰)

ایک دفعہ ایک سادھو مہنت مع چند ایک اپنے چیلوں کے سیال شریف حاضر ہوا اور سلام کر کے چٹائی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے ایک چیلے نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔

جناب میرے گورو پوچھتے ہیں کہ آپ بھی عبادت وغیرہ کے اوقات میں کوئی نشانہ دل میں رکھ لیتے ہیں یا نہیں؟

فرمانے لگے نشانہ وشانہ کیا بلا ہے؟ ہوا ہوا نہ ہوا نہ سہی، نشانہ بے نشانی کوئی شے نہیں (۹۱)

ایک دفعہ مرزا قادیانی کے الہامات کا تذکرہ تھا۔ فرمانے لگے۔ یہ عجیب الہام ہیں۔ ہم نے تو عشاق کی زبانی یوں سنا ہے کہ صوفیہ کرام کے الہام تو زیادہ تر اس قسم کے ہوا کرتے ہیں کہ کبھی کچھ صاف آواز میں ارشاد ہو گیا اور کبھی تحریر سامنے آپڑی (۹۲)

صاحب ''جذباتِ سعید'' ایک جگہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے حضرت غریب نواز ثانی سیالوی کے زمانہ میں ایک نہر کا آفیسر اپنے سرکاری کام کے سلسلہ میں آیا۔ حضور نے اپنے تمام اخلاق کریمانہ کے ماتحت اس کی خاطر مدارات کا حکم دیا اور اس

marfat.com

کے قیام کیلئے آستان شریف میں ہی ایک مکان مقرر فرمایا چونکہ وہ شخص مرزائی عقائد کا پابند تھا اور اپنی عادت کے مطابق ہر ملنے والے کو تبلیغ مرزائیت کرتا۔

حضور نے فرمایا کہ ہمارے پاس اکثر سخت طبیعت کے لوگ، جیسا کہ میانوالی کے پٹھان آتے ہیں اور وہ تمہاری جاوبے جا تبلیغ سے شاید بگڑ کر تمہیں تنگ کرنا شروع کر دیں۔ اس لئے مہربانی کر کے خاموشی سے اپنا وقت گزاریں۔ کچھ دن تو وہ چپ رہا مگر آخر ایک دن ایک پٹھان پیر بھائی سے ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی۔ جب آپ کو خبر پہنچی تو آپ نے اپنے خاص غلام کو بھیج کر پٹھان کا غصہ ٹھنڈا کیا اور اس طرح وفائے عہد کا ثبوت دیا (۹۳)

دراویش وخدام

آپ کے وفادار اور وفا کیش درویش اور خادم جنھوں نے اپنا گھر بار چھوڑ کر آپ کی خدمت کیلئے اپنی زندگیاں وقف کیں اور یہ کھاتے پیتے خاندان کے افراد تھے۔ ان میں سے بعض خوش نصیبوں کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ میاں ملوک علی شاہ کاظمی ساکن دلیوالی ضلع میانوالی

۲ مہر خان نذر بردار

۳ عثمان خان درویش

۴ میاں احمد الدین لانگری

۵ میاں سلطان خان پٹھان

۶ میاں محمد نصیر الدین درویش، انگہ، وادیٔ سون

۷ علی منڈا درویش

marfat.com

۸ جیون خان بلوچ

۹ منشی امیر بخش ساہی والی مولف انوارِ شمسیہ

صاحب ''جذباتِ سعید'' لکھتے ہیں۔

ہم نے حضرت غریب نواز ثانی لاثانی سیالوی کی خدمت میں کئی ایسے حسین اور نوجوان خادم دیکھے ہیں جو گھر بار اور قبیلہ کنبہ چھوڑ کر حضور کی خدمت میں محو اور مست رہتے تھے۔ رات بھر جاگتے اور پنکھا وغیرہ کھینچتے رہتے۔ ان کے حسن و مستی کو، آہو بھی جن کو دیکھ کر مستانہ ہو گیا، سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

میاں سلطان خان پٹھان جس نے اپنی عمر کا بہترین حصہ حضور کی خدمت میں گزار دیا اور اپنے حسنِ ظاہری کی وجہ سے کئی دفعہ عصمت یوسفی کی مثال قائم کی۔

ایک رات حضور کی چارپائی کے پاس کموڈ کی صفائی کر رہا تھا کہ غلطی سے اس نے چارپائی مبارک سے ٹھوکر لگائی۔ حضور نے تکلیف محسوس کی (کیونکہ اس وقت حضور کی طبیعت ناساز تھی) حضور نے اسے غصہ سے سخت سست کہا اور میاں سلطان خان سن کر پھولا جاتا تھا اور ہنس ہنس کر حضور غریب نواز ثانی لاثانی سیالوی کا حکم دہراتا جاتا تھا۔ اس موقع پر مولانا محمد ذاکر بگوی اور نیازمند پاس ہی سے گزر رہے تھے۔ آخر حضور نے بڑے سرور میں فرمایا کہ سبحان اللہ ہم اسے گالیاں دے رہے ہیں اور یہ خوشی سے ہنس رہا ہے۔ سچ ہے۔

جواب تلخ می زیبد لب لعلِ شکر خارا (۹۴)

حضرت میاں احمد الدین لانگری مرحوم حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے دور کے درویش اور خادم تھے۔ حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہٗ نے بندہ مولف کے استفسار پر ارشاد فرمایا۔

ایک دفعہ میاں احمد الدین لانگری حضرت ثانی لاثانی سیالوی کے ہمرکاب جھنگ کے کسی

marfat.com

گاؤں میں گئے ۔دوران سفر سلطان پور کے نزدیک سے گزرے تو میاں احمد الدین لانگری نے عرض کیا۔

غریب نواز! حضرت سید صالح محمد شاہ سلطان پوری سے ملاقات کرتے چلیں۔جس وقت آپ شاہ صاحب کے پاس پہنچے تو شاہ صاحب وظائف میں مشغول تھے۔شاہ صاحب کو اطلاع کرائی گئی۔شاہ صاحب نے جواباً کہلا بھیجا کہ وظائف سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوتا ہوں۔

تھوڑی دیر انتظار کے بعد آپ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔واپسی پر حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نے سفر کے حالات دریافت فرمائے تو ثانی صاحب نے شاہ صاحب کے واقعہ کو مخفی اور پوشیدہ رکھا لیکن میاں احمد الدین لانگری نے واقعہ من وعن بیان کر دیا۔

حضرت خواجہ سیالوی نے ارشاد فرمایا''وظائف ماں دے ہاں) حضرت سید صالح محمد شاہ سلطان پوری سیال شریف حاضر ہوتے تھے تو ہجوم خلائق ان پر ٹوٹ پڑتا تھا لیکن اس واقعہ کے بعد شاہ صاحب کا سارا وقار اور طنطنہ جاتا رہا۔رجوع خلائق ختم ہو گیا اور حضرت سیالوی نے نعمت باطنی سلب کر لی البتہ نعمت ایمان سے فارغ نہ ہوئے۔آپ کا روضہ سلطان پور میں بنا ہوا ہے اور دور سے دکھائی دیتا ہے۔

حضرت سید صالح محمد شاہ سلطان پوری نے حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات بنام شمس الانوار قلمبند فرمائے تھے چنانچہ صوفی نور عالم شمس پوری اپنی بے مثل تصنیف مقامات المحبوب (فارسی) میں ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔

چنانچہ ایں غریب بعضے اوقات اندر جلال پور شریف یکے رسالہ از ملفوظات خواجہ شمس العارفین دیدہ بودم کہ آنرا شمس الانواری گفتند وسیدے بود صالح شاہ نام کہ جمع کردہ وی بود و چند اجزای بخط خام نوشتہ در دست امیر بخش ملتانی بود (صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷)

marfat.com

انوارِ شمسیہ میں ہے۔

مہر خان افغان جو حضور کا غلام صادق الایقان تھا اور جناب کے انتقال پر ملال کے بعد دربار فائض الانوار میں زندگی کے اختتام تک مقیم رہا۔ اس نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ حضرت فیاض زمان کی زیارت کے لئے موسم تابستان میں اپنے مکان سے روانہ ہو کر سیال شریف آ رہا تھا، جب مٹھ ٹوانہ کے شہر سے باہر نکل کر تھل میں چل پڑا تو رستہ میں مجھے ایسی پیاس لگی کہ ہوش وحواس جاتے رہے۔ راستہ کے درمیان بارہ تیرہ میل تک بیابان تھا۔ اس ریگستان میں پانی کا نام ونشان نہ تھا اور درختوں کے سائے کی بجائے خورشید درخشاں تابش افشاں تھا، جس کی تپش سے انسانوں اور چارپایوں کا پوست اور استخوان بریاں اور سوزاں ہو رہا تھا آخر تشنگی کی شدت اور گرمی کی حدت سے لاچار ہو کر بے اختیار زمین پر گر پڑا اور حیات مانوس سے مایوس ہو گیا، اس وقت بحالت غمزدگان اس بے جان نے بارگاہ سبحان میں شمس دوراں کو وسیلہ جمیلہ سمجھ کر درد اور فغان سے پکارا اور اغنی کا نعرہ مارا تو فی الحال بفضل ذوالجلال اور بہ امداد حضرت لج پال اس نحیف کے پاس ایک عورت ضعیف ٹھنڈے پانی کا برتن لائی، جس میں سے ایک کاسہ بھر کر اس پر حزن کو پلایا تو گویا جان بریاں میں از سر نو جان آئی اور تمام کلفت اور حسرت جان ناتواں سے جاتی رہی۔ وہ پانی ایسا شیریں اور خوش ترین تھا کہ ایسا کوئی شربت عجیب اس غریب کو عمر بھر نصیب نہیں ہوا پس وہ عورت پانی پلا کر اور جلد تر برتن اٹھا کر چلی گئی۔ چند قدموں پر میری نظر سے غائب ہو گئی۔ جب میں وہاں سے چل کر حضور کے آستان پر حاضر ہوا اور جناب کی قدمبوسی سے شرفیاب ہو کر بیٹھ رہا تو آپ نے فرمایا کہ اس اثناء میں تپش اور گرما بے انتہا ہو گیا ہے، سنا جاتا ہے کہ اکثر مسافران علاقہ ریگستان میں تشنہ لب ہو کر گر پڑتے ہیں اور پیاس کے اضطرار سے لاچار ہو کر مر جاتے ہیں۔

پروردگار کا ہزار شکر ہے جو اس نے اپنی عنائت سے تجھے تشنگی کی ہلاکت سے بچایا اور اپنی عاطفت اور مرحمت سے اس جگہ پہنچایا۔ میں نے عرض کیا کہ عالیجاہا، جس کا حضور انور رہبر ہے، اس

marfat.com

کو مصائب سے کیا ڈر اور خطرہ ہے۔

بہ پیش عارفاں روشن بود احوال خداماں　　بہ ہمت باطنی باشند ہر جا یار اوشاں (۹۵)

تشریح اشعار

تصوف کے اسرار و رموز کے بیان کرنے میں جو مہارت کاملہ آپ کو تھی، اس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ بات بات سے نکتہ آفرینی اور پنجابی کے اشعار کو معانی کا وہ لباس پہناتے کہ سننے والوں پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی۔ اس سلسلہ کا ایک واقعہ آپ سابقہ صفحات میں اسفار کے عنوان میں پڑھ چکے ہیں۔ ایک واقعہ یہاں پیش خدمت کرتا ہوں۔

حضرت مولانا محمد سعید بھیروی اپنی کتاب ''جذباتِ سعید'' میں لکھتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی آستانہ عالیہ سیال شریف حاضر ہوئے۔ میں ہمرکاب تھا۔ مولانا بگوی نوافل اشراق کے بعد وظائف پڑھنے لگے، اسی اثناء میں میاں احمد خوشابی (مائی بانو کا شوہر) وہاں آ گئے اور کہنے لگے کیا پیر کے مکان پر آ کر بھی وظائف وغیرہ پڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ نے کہا، میاں صاحب! آپ جیسے منتہی دریشوں کا تو یہی مقام ہے لیکن ہم ابھی مبتدی ہیں۔ ہمیں کچھ نہ کچھ اوراد پڑھنے پڑتے ہیں۔ یہ سن کر میاں صاحب پر رقت طاری ہو گئی اور ان کی مخمور آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی ٹپکنے لگے، جوش میں آ کر کہنے لگے، اس وقت میرے حضرت یہاں موجود ہوتے، میں دیکھتا کہ آپ یہاں بیٹھ کر کس طرح وظائف پڑھتے ہیں۔ مولانا بگوی فرماتے ہیں، حضرت خواجہ شمس العارفین کے عہد مبارک کی یاد تازہ ہو گئی اور دل میں ایک حسرت سی اٹھی کہ کاش ہمیں بھی اعلیٰ حضرت کا زمانہ نصیب ہوا ہوتا، ہم نے بھی اس ماہ چہاردہم کا دیدار کیا ہوتا۔ اس اثناء میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت کریم ثانی لاثانی سیالوی ہمارے کمرے کے سامنے سے مشرق کی طرف خراماں تشریف لیجا رہے ہیں۔ فوراً یہ شعر ورد زبان ہو گیا۔

marfat.com

دیدہ صد شکر بجا آورد از دیدن تو
سر کند سجدہ بایں طرز خرامیدن تو !

آپ کے دیکھتے ہی ہم تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ حضرت ثانی لاثانی سیالوی نے نگاہِ التفات فرمائی اور ہماری طرف تشریف لائے اور بچھی ہوئی جائے نماز پر جلوہ افروز ہوئے اور یوں گویا ہوئے۔

مولانا ایک بزرگ تھے، جن کا نام شاہ مراد تھا۔ اہل دل، صوفی اور پنجابی زبان کے مستند شاعر تھے۔ ان کے زمانہ میں ایک شاعر کے دماغ میں ایک مصرع آیا لیکن بڑی کوشش اور سوچ بچار کے بعد وہ دوسرا مصرع نہ لکھ سکا۔ کئی باکمال شعراء کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن کسی نے یہ مشکل حل نہ کی۔ اسے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ مراد صوفی بھی ہیں اور باکمال شاعر بھی چنانچہ اس گرہ کو کھولنے کے لئے وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ قبلہ میں نے ایک مصرع موزوں کیا لیکن دوسرا مصرع موزوں نہیں ہو رہا۔ میں کئی لوگوں کے پاس گیا ہوں لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

آپ کی شہرت سن کر آیا ہوں۔ از راہ کرم میری یہ مشکل آسان کر دیجئے۔ آپ نے پوچھا تو نے کون سا مصرع موزوں کیا ہے؟ تو اس شاعر نے کہا۔

ہیر رانجھن نوں مل کے یارو دسو کھاں پچھو تانی کیوں

یعنی ہیر نے جب اپنے محبوب رانجھا سے ملاقات کی تو وہ کف افسوس کیوں ملنے لگی۔

آپ نے سن کر فی البدیہہ فرمایا کہ دوسرا مصرع یوں ہونا چاہئے۔

گزری دا ارمان لگیو سو، اس رانجھن بانجھ وہانی کیوں

یعنی اسے گزری ہوئی زندگی پر افسوس ہوا کہ اس نے اسے رانجھن کے بغیر کیوں گزارا ہے؟

یہ قصہ سنانے کے بعد آپ نے مولانا کی تشفی کر دی کہ آپ کا پہلے زمانے سے مستفیض نہ ہو سکنے پر افسوس کرنا اس ہیر و رانجھا کی ملاقات کی طرح ہے جو معشوق کے دیدار سے خوش ہو کر اپنے جامہ میں

marfat.com

پھولی نہیں سماتی تھی لیکن گذشتہ زمانہ کی محرومی پر ارمان کرتی تھی۔ اس مضمون کو ایک فارسی شاعر نے خوب بیان کیا۔

نالہ از بہر رہائی نکند مرغ اسیر
خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نبود (۹۶)

معاصرین کرام

صاحب محبوب سیال نے حضرت ثانی لاثانی سیالوی کے متعلق ایک ہندوستانی عالم کا مقولہ نقل کیا ہے۔

سچ کہتے تھے، ایک ہندوستانی مولوی صاحب کہ "پورب سے پچھم تک سارا زمانہ دیکھ آیا ہوں، سب ڈھکوسلے ہیں اور یہاں خود ذات کی جلوہ گری ہے" (۹۷)

مولانا غلام قادر بھیروی اکثر کہا کرتے تھے کہ حضرت ثانی لاثانی سیالوی تو باوجود اس علو شان کے نیستی کے بادشاہ ہیں (۹۸)

جذبات سعید کے مصنف حضرت مولانا محمد سعید بھیروی نے ایک جگہ لکھا ہے۔

ہر ایک بزرگ کی شان اعلیٰ سے اعلیٰ ہوگی مگر ہمارے حضرت ثانی لاثانی سیالوی کی شان سب سے ارفع ہے۔

"میرے پیر جیسا کوئی پیر نہیں، ساری دنیا میں ڈھونڈ رہی"

جب کبھی کسی شیخ کو حضور ثانی سیالوی سے ملاقات کا موقع ملا تو وہ آپ کی غریب پروری اور غریب نوازی کا لوہا مان گیا۔ مولوی صاحب بیربل شریف والے (حضرت مولانا غلام مرتضیٰ بیربلوی) ایک دفعہ بیمار ہو گئے، آپ خانوادہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ غلام نبی احمد للہی قدس سرہٗ کے

marfat.com

خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت ثانی لاثانی سیالوی حضرت خواجہ محمد فضل الدین مخدوم چاچڑوی متوفی ۱۲۹۸ھ کے عرس مبارک پر موضع چاچڑ شریف، جو بیربل شریف کے قریب واقع ہے تشریف لے گئے تو حضرت مولانا بیربلوی کی عیادت کے لئے بیربل شریف تک قدم رنجہ فرمایا۔ مولانا بیربلوی اور ان کے ندماء و مریدین وغیرہ اکثر ہمارے مشائخ چشتیہ کا ذکر کچھ اچھے طور پر نہیں کیا کرتے تھے مگر آپ کی تشریف آوری پر سابقہ خیالات کو سراسر تبدیل کرلیا اور حضور ثانی سیالوی کی خاطر وتواضع میں کوئی کسر باقی نہ رکھی بلکہ اس کے بعد آپ کے ایک صاحبزادے خاص سیال شریف میں حاضر ہوئے اور حضور ثانی سیالوی سے دیگر فیوض باطنی کے علاوہ ایک مصلیٰ حضور کا تبرکاً حاصل کرلیا اور جو انھوں نے حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی کو شاہی مسجد لاہور میں دکھایا تھا (۹۹)

فخر الاولیاء حضرت خواجہ محمد فخر الدین بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قلمی بیاض میں رقمطراز ہیں۔

زبدۃ الواصلین حضرت خواجہ محمد الدین رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین سیال شریف چاچڑ سے حضرت (۱) کی عیادت اور ملاقات کے واسطے تشریف لائے۔ صاحبزادگان عالیشان بھی ہمراہ تھے۔ حضرت صاحبزادہ ضیاء الدین صاحب سجادہ نشین اور آپ کے بھتیجے صاحبزادہ نجم الدین مرحوم کی ریش مبارک اُتر رہی تھی چونکہ آپس میں پہلے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ بعض کم عقل پراگندہ خاطر ناچاقی پیدا کرنے کے الفاظ استعمال کرنے تک بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ اس ملاقات نے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ پہلے اطلاع پہنچ گئی۔ حضرت جدامجد مسجد میں منتظر بیٹھے باقی تمام خاص و عام کو شہر کے باہر آپ کے استقبال کو بھیجا پھر سب آپ کے ہمراہ مسجد میں آئے۔ حضرت جدامجد دوسرے آدمی کے سہارے مسجد کا صحن طے کر کے آپ کے استقبال کو آئے اور جھک کر مصافحہ کیا۔ انھوں نے بعد مصافحہ قدموں کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ ہر دو سرچشمۂ عرفان نے خیر و عافیت دریافت کی پھر جنوبی برآمدہ کے نیچے آپس

(۱) جنید وقت حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

میں دیر تک مجلس قائم رکھی ۔ ہر خاص وعام نے روحانی حظ اٹھایا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مجھے خاندان چشت کے شیخ وقت کی زیارت ہوئی۔ آپ کا لباس کلاہ چارترکی، سفید کرتہ، اور سیاہ تہبند (۱) تھا۔ داڑھی سفید، چہرہ منور، پیشانی سے آثار ھذا حبیب اللہ ظاہر و باہر تھے۔ آپ کے ہمراہ آدمی نہایت متبرک جن کو دیکھنے سے بہ قول مشت نمونہ خروار حضرت خواجہ شمس العارفین خواجہ شمس الدین قدس سرہٗ کے متوسلین اور آپکی خوشبو آتی تھی۔ مُرید کے دیکھنے سے پیر کا رتبہ اور کمال معلوم ہوتا تھا۔ (۲)

حضرت خواجہ محمد فضل الدین چاچڑوی قدس سرہٗ کے دونوں صاحبزادگان حضرت مولانا محمد نصیر الدین چاچڑوی اور حضرت مولانا محمد عبدالعزیز چاچڑوی المعروف قلندر کریم نے حضرت مولانا غلام مرتضیٰ بیربلوی قدس سرہٗ سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ حضرت مولانا محمد عبدالعزیز چاچڑوی نے جس قدر علوم دینیہ کی تحصیل کی، آپ کے ہاں کی۔

آپ اپنے خلوص، وفا اور خدمت کی بنا پر اپنے استادگرامی کے منظور نظر شاگرد تھے۔ اپنے استادگرامی کے گھر میں آپ کی آمدورفت بھی تھی۔

حافظ محمد قاسم چشتی ساکن چیٹھل تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم نے ایک ملاقات کے دوران فرمایا۔ میں نے اپنے مرشد کریم حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز چاچڑوی المعروف قلندر کریم کی زبان مبارک سے خود سنا کہ بیربل شریف کے دور طالب علمی میں اپنے استادگرامی حضرت مولانا غلام مرتضیٰ بیربلوی کی بیحد خدمت کی۔ سخت پردہ ہونے کے باوجود میری حرم سرا میں آمدورفت تھی۔ دودھ بلونا، برتن صاف کرنا اور دیگر امور خانہ میں مائی صاحبہ کا ہاتھ بٹاتا تھا۔ میرے اس اقدام پر حضرت استادگرامی بہت خوش ہوتے تھے حتیٰ کہ مجھے نقشبندی سلسلے کا فیض عطا فرمایا۔

---

(۱) نیلا

(۲) قلمی بیاض صفحہ ۵۷، ۶۷

قلمی بیاض کی فوٹو اسٹیٹ پروفیسر محمد نصر اللہ معینی مدظلہٗ پروفیسر گورنمنٹ کالج راوی روڈ شاہدرہ لاہور نے مہیا کی۔ مولف

marfat.com

حافظ محمد قاسم چشتی نے مولا بخش قوال مرحوم کی زبانی بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مولانا غلام مرتضیٰ بیربلوی علیل ہوئے۔ حضرت قلندر کریم کو علم ہوا تو آپ عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کو مرض اسہال لاحق تھا۔ حضرت قلندر کریم کی موجودگی میں آپکو اسہال کی حاجت ہوئی۔ فراغت کے بعد حضرت قلندر کریم نے نظر بچا کر وہ اسہال اپنے ہاتھوں سے صاف کر کے باہر پھینکا، جب آپ کے استادگرامی کو پتہ چلا تو وہ آپ پر انتہائی مسرور ہوئے۔ دعائے خیر سے نوازا اور ارشاد فرمایا۔

میرے اندر اور باہر جو کچھ تھا، میں نے آپکو ودیعت کیا۔

ایک مرتبہ آپ بیربل شریف اپنے استادگرامی حضرت مولانا غلام مرتضیٰ بیربلوی کی خدمت معلّٰی میں حاضر تھے کہ آپ کی خادمہ نے اطلاع دی کہ آپ کے پوتے کا اسم گرامی محمد فخر الدین تجویز ہوا ہے۔ آپ نام سنتے ہی وجد میں آگئے اور بے اختیار آپ کی زبان مبارک سے نکلا۔ نام تو چشتیوں والا ہے۔ جب حالت وجد فرو ہوئی تو استادگرامی نے سرزنش فرمائی۔ جواباً عرض کیا۔ مجھے علم نہیں کہ میں نے زبان سے کیا ادا کیا ہے؟

مرد قلندر کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ بارگاہ ایزدی میں مقبول ہوئے اور حضرت مولانا محمد فخر الدین بیربلوی قدس سرہٗ حضرت خواجہ احمد میروی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ ہوئے۔

بیربل شریف میں چشتی سلسلہ کی خانقاہ آباد ہے۔ آج کل سجادہ نشین حضرت مولانا پروفیسر محبوب حسین صاحب مدظلہٗ ہیں گورنمنٹ کالج شاہ پور میں پڑھاتے ہیں۔ بندہ مولف نے سیال شریف بر موقع عرس مبارک ان کی زیارت کی ہے۔ متشرع اور نیک آدمی ہیں۔

حضرت مولانا غلام مرتضیٰ بیربلوی کی تحقیق کے مطابق سماع ناجائز تھا۔ ان کے دونوں تلامذہ سماع کے نہایت دلدادہ تھے۔ اس سلسلہ میں آپ ان سے اظہار ناراضگی فرمایا کرتے تھے۔

صاحب ''انوار مرتضوی'' نے آپ کے چند مکتوبات شریف نقل کئے ہیں جو ہدیہ قارئین ہیں۔

marfat.com

۱ بجانب صاحبزادہ عزیز الدین ونصیر الدین بمقام چاچڑ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برخوردار مولوی عزیز الدین ومولوی نصیر الدین سلمہا جاعل الانسان من الطین بعد سلام مسنون الاسلام آنکہ شنیدہ شد کہ امسال قوالان شما نہایت جرأت نمودہ اند وبحرکات ناشائستہ پا از شریعت بیرون نہادہ اند وجمیع آلات محرمہ روبروا کابر حاضر آوردہ اند ونمودند آنچہ نمودند تَبًّا لَّهُمْ تَبًّا لَّهُمْ۔

پری نہفتہ رخ و دیو درکرشمہ و ناز
بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبیست

وعجب تر آنکہ صاحبزادہ صاحب وشما ہر دو برادر رعائت مطربان مقدم داشتند وقول خدا جل وعلا ورسول اللہ ﷺ پس پشت انداختند ورعایت فقیر ہم ہیچ نہ نمودند اُفٍّ لَّكُمْ ثُمَّ اُفٍّ لَّكُمْ۔ تا حال رعایت شما می نمودیم حالا چون پا از شریعت بیرون نہادہ اند انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی بندوبست شما خواہیم نمود غرض کہ قوالان را از حرکات نامشروعہ منع نمائند والا اسماء آن ملحدان برنگارند کہ موافق شرع شریف ایشان را بسر اپر سانیدہ آید وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ دیگر نامہ ہمیں مضمون بموضع سیال شریف نیز خواہیم فرستاد۔ فقط وتم الکلام وجمیع اہل حق را سلام۔ منجانب فقیر غلام مرتضیٰ

۲ بجانب حضرت صاحبزادہ محمد الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا بخدمت بابرکت حضرت صاحبزادہ والا مناقب سلمکم اللہ تعالیٰ فقیر غلام مرتضیٰ کان اللہ لہ اسلمہ مسنونہ اشواق مشحونہ میرساند زبان زد خلائق شدہ کہ آں صاحبان بمقام چاچڑ تشریف آوردہ بودند ودر روز عرس سماع بمزامیر وجمیع آلات لہو برملا بے تحاشا شنیدہ اند وراہ ضلالت برعوام مفتوح ساختہ اند حیف صد حیف کہ سنت سیہ وبدعت تازہ بعد وفات حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ از ایشاں سرزد شدہ کاشکی کہ ایں فقیر را اطلاع نشدہ والا بہر کیف ایشاں را منع ساختمی کہ

marfat.com

ایں ملک شریعت است قبل ازین گاہی از علماء وصلحا این چنیں حرکت نامشروعہ سرزدنہ شدہ معلوم نیست کہ آن جناب این چنیں سماع نامشروع بچہ تقریب شنیدہ اند اگر بطور عوام کالانعام شنیدہ اند تا از مبحث خارج اند واگر بطور صوفیہ شنیدہ اند ولحاظ شریعت ہم دارند تا از علماء وفضلا کہ مرید آں جناب اند تحقیق این مسئلہ نمودہ وہمو اہیر ایشان برآن ثبت کردہ بطرف فقیر ارسال نمایند کہ برآن عمل نمودہ آید غرض کہ اگر این چنین سماع مخالف شریعت است تا آں صاحبان ترک نمایند واگر موافق شریعت است تا از علمائے متدین فتوے نویسا ینده بطرف فقیر ارسال نمایند کہ ما ہم شنویم وازین نعمت محروم نمانیم زیادہ چہ تحریر نمائم اللھم ارنا الحق حقًا وارزقنا اتباعہٗ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہٗ بحرمة سید البشر المبعوث الیٰ الاسود والاحمر۔

غرضکہ قوالان را ازین حرکت شنیع منع نمایند والاموافق شریعت غرا ایشان را تعذیر نمودہ آید واز اہل شریعت باید ترسید وقصہ شہ منصور یاد باید آورد۔ فقط والسلام وبہ تم الکلام

۳ بوقت وفات والد ماجد صاحبزادہ عزیز الدین ونصیر الدین بمقام چاچڑ شریف

برخوردار عزیز وغیرہ اہل تمیز بعد از سلام اعلام آنکہ در اطراف وجوانب معروف ومشہور ونامزد خلائق شدہ کہ مردمان موضع چاچڑ وفات مولوی صاحب مرحوم خراب وبے مزہ ساختہ اند ودر یک مجلس و یک محفل مردمان وزنان مجتمع ومختلط شدہ حرکات ناشائستہ وافعال نامشروعہ برملا بظہور می آرند نعوذ باللہ من ذلک اگر این خبر کاذب است فلعنۃ اللہ علی الکاذبین واگر صادق است فویل لکم ثم ویل لکم شمہ از خدا ورسول شرم باید داشت وطریقہ فقر را بدنام نباید ساخت وبنظر عقل وقیاس باید دید کہ از اجتماع مردان وزنان چہ فساد برپا می شود الحذر ثم الحذر ثم الحذر الحیاء شعبۃ من الایمان بل جزء کلہ وفی الحدیث اذا لم تستحی فافعل ماشئت غیرت نیز جزو ایمان است فی الحدیث انہ لغیور وانی لاغیر منہ وان اللہ لاغیر منی ومن غیرتہ حرم الفواحش ماظہر منہا وما بطن این چند حروف حسبۃً للہ ورفع مداہنت از نفس خود نوشتہ شد والاکل حزب بما لدیھم فرحون۔ والسلام

marfat.com

اولاً وآخراً ظاہراً وباطناً! منجانب فقیر غلام مرتضیٰ (۱۰۰)

ترجمہ نمبرا صاحبزادہ عزیزالدین ونصیرالدین (سلمہا) بمقام چاچڑ شریف کی طرف

برخوردار مولوی عزیزالدین ونصیرالدین (سلمہا) اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔

سلام مسنون کے بعد احباب سے معلوم ہوا ہے کہ اس سال آپ کے قوالوں نے جرات کرتے ہوئے ناپسندیدہ حرکات سے شریعت کا احترام نہیں کیا۔ تمام ساز ممنوعہ بزرگوں کے سامنے لے آئے اور بجا کر قوالی کرتے رہے، ان کا برا ہو، پھر برا ہو۔

پری نے دیو کے منہ میں منہ چھپا کر اپنا کردار ظاہر کیا ہے۔ اس حیرت سے عقل جل گئی کہ یہ کیا بے وقوفی ہے؟

اور اس سے زیادہ حیرت اس بات سے ہوئی کہ صاحبزادہ صاحب اور آپ دونوں بھائیوں نے قوالوں کی دلجوئی کی اور قوالی سنی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کی پرواہ نہیں کی اور نیز بندہ کا خیال بھی آپ نے نہیں کیا۔ افسوس پھر تم پر افسوس۔ اب تک ہم آپ کی طرف سے چشم پوشی کرتے رہے لیکن جب آپ نے شریعت مبارکہ کی برملا مخالفت کی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا صحیح بندوبست کر دیا جائے گا کہ قوالوں کو ایسی غیر شرع حرکات سے منع کر دیں۔ بصورت دیگر ان بے دینوں کے نام لکھ کر شریعت مبارکہ کیمطابق ان کو سزا دی جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ پر کوئی مشکل نہیں۔ اسی مضمون کا خط سیال شریف بھی لکھیں گے۔

فقط والسلام پورا ہوا کلام اور تمام اہل حق کو السلام علیکم قبول ہو۔

منجانب، فقیر غلام مرتضیٰ

marfat.com

اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جنھوں نے اپنے دین کو لہو ولعب بنالیا ہے، بخدمت صاحبزادہ والا شان سلمکم اللہ تعالیٰ از طرف فقیر غلام مرتضیٰ کان اللہ لہٗ۔

محبت شوق سے لبریز السلام علیکم قبول ہو۔ لوگوں سے سنا ہے، جب آپ چاچڑ شریف تشریف لائے، مزامیر کے ساتھ برملا بہت زیادہ قوالی کرائی اور سنی۔ نہایت ہی افسوس کے ساتھ مذکور ہوں کہ عوام کے لئے کیسا گمراہی کا دروازہ کھولا۔ افسوس در افسوس۔

آپ نے اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ایسا طریقہ اختیار کیا جو ان کے زمانہ مبارک میں نہ تھا۔ فقیر کو اطلاع نہ ہوئی ورنہ ضرور منع کرتا کیونکہ اس جگہ یعنی مضافات بیربل شریف میں شریعت مطہرہ کے حکم نافذ ہیں۔ اس لئے اس سے پہلے ایسی ناپسندیدہ بات علماء اور صلحاء سے سرزد نہیں ہوئی۔ آپ نے معلوم نہیں، عرس شریف پر اس طرح قوالی کیوں کرائی ہے؟ اگر عوام سے سن سنا کر ایسا کیا ہے تو خارج از بحث ہے اگر صوفیائے کرام سے سنا ہے جو شریعت کی پاسداری فرماتے ہیں تو حضرت اپنے فاضل علماء مریدوں سے مزامیر کے ساتھ قوالی کے جواز پر فتویٰ لے کر جن پر ان کی مہریں اور دستخط ہوں، فقیر کو بھیج دیں کہ اس پر عمل ہو۔ بات یہ ہے کہ ایسا سماع مخالف شریعت ہے، اس لئے اس کا چھوڑنا ضروری ہے اگر شریعت کے مطابق ہے تو مستند ین علماء کرام سے فتویٰ حاصل کر کے فقیر کو ارسال فرماویں کہ ہم بھی سنیں اور اس نعمت سے محروم نہ رہیں۔ زیادہ کیا لکھوں۔ یا اللہ! حق کو حق دکھا اور اس کی تابعداری کی توفیق عطا فرما اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق سرکار دو عالم ﷺ جو ہر کالے گورے، سرخ کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، کے طفیل عطا فرما۔ صاحبزادہ صاحب براہ مہربانی مزامیر کے ساتھ قوالی کرنے کے ساتھ قوالوں کو منع فرماویں ورنہ وہ سزا کے مستحق ہوں گے۔ شریعت والوں کی طرف سے اور شریعت سے ڈرنا چاہئے۔ شاہ منصور کا واقعہ پیش نظر رہے۔ فقط والسلام اس کے ساتھ پوری ہوئی کلام۔

marfat.com

ترجمہ نمبر۳ صاحبزادہ عزیز الدین ونصیر الدین صاحبان چاچڑ شریف والوں کے والد گرامی کی وفات کے موقع پر۔

برخوردار سمجھ لو، السلام علیکم قبول ہو۔ تمام علاقہ میں یہ بات مشہور ہوگئی ہے کہ آپ کے والد گرامی کی وفات پر عورتوں اور مردوں نے مل کر خلاف شرع حرکات کی ہیں یعنی رقص وسرود اور ماتم وغیرہ۔ اللہ کی پناہ اگر یہ خبر جھوٹی ہے تو جھوٹوں پر لعنت اگر یہ خبر سچی ہے تو تم پر افسوس صد افسوس۔ آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے شرم کرنا چاہئے اور درویشی اور فقر کے طریقہ کو بدنام نہیں کرنا چاہئے۔ عقل اور ہوشمندی سے کام لے کر سوچیں کہ عورتوں اور مردوں کے اجتماع سے کتنے فتنے پیدا ہو جاتے ہیں؟ بچو، پھر بچو، پھر بچو حیاء ایمان کی شاخ ہے بلکہ پورا ایمان ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

ترجمہ حدیث شریف۔ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔ حدیث شریف میں ہے کہ بیشک وہ غیور ہے اور میں اس سے غیرت مند ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہیں اور اللہ تعالیٰ کی غیرت سے ظاہر، باطن بے حیائی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

یہ چند سطریں اَلْحُبُّ لِلّٰہ کے ماتحت اور مداہنت سے بچنے کیلئے لکھ دیئے ہیں ورنہ ہر جماعت اپنے کئے پر خوش ہے۔ اول، آخر، ظاہر، باطن السلام علیکم قبول ہو۔

فقیر غلام مرتضیٰ کان اللہ لہٗ (۱۰۱)

ایک دفعہ سٹیشن پنڈ دادنخان پر حضرت ثانی لاثانی سیالوی گاڑی پر سوار ہونے کیلئے تشریف فرما تھے اور وہیں للہ شریف کے سجادہ نشین (حضرت خواجہ دوست محمد للہی قدس سرہٗ) بھی رونق افروز تھے، خود حضرت غریب نواز ثانی لاثانی سیالوی ان سے ملاقات کرنے کے لئے تشریف لے گئے حالانکہ اگرچہ یہ صاحب اچھے پایہ کے بزرگ تھے لیکن حضور ثانی سیالوی کے رتبہ عالیہ کے پاسنگ بھی نہ تھے۔ (۱۰۲)

حضرت مولوی چراغ دین بھیروی رحمۃ اللہ علیہ جو مولوی صاحب مرچاں والے مشہور تھے۔

marfat.com

حضور ثانی سیالوی کی خدمت معلی میں مرچوں کی گٹھڑی نذر کرتے تھے۔ مولوی صاحب ولی اللہ تھے اور ان کی بہت کرامات مشہور ہیں۔

اپنے والد ماجد حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے پیارے پیارے خلفاء کبار سے آپ کے تعلقات نہایت اچھے تھے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے خلفاء کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے اور ان کی روحانی تربیت اور ظاہری سرپرستی میں کمال فیاضی فرماتے، دیکھنے والے شمس العارفین کے عہد میں اور آپ کے عہد میں بڑی مشکل سے تمیز کر سکتے تھے۔ اس سلسلہ میں قارئین نفحات المحبوب، محبوب سیال، برکات سیال، جذبات سعید، مہر منیر، مکتوبات طیبات المعروف بہ مہر چشتیہ، ملفوظات مہریہ، ذکر حبیب، ھوالمعظم اور فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد اول کا مطالعہ کریں۔

۱۴۱۰ھ

ملفوظات، وارشادات

آپ کے چند ملفوظات اور ارشادات ہدیہ قارئین ہیں۔

۱ جو شخص دنیا کے کاروبار بہ احسن الوجوہ نہیں کر سکتا وہ دین کے کاموں میں بھی قاصر الہمت ہوا کرتا ہے۔

۲ جو شخص بزرگوں کے ارشادات پر عمل نہیں کرتا، ان کے فیض سے محروم رہتا ہے اور جو پیر کے فرمائے ہوئے وظائف ادا نہیں کرتا وہ گویا اپنے پیر کو بھول جاتا ہے اور پیر اسے بھلا دیتا ہے۔

۳ سماع میں اسرار توحید عارف کے دل میں عیاں ہوتے ہیں۔

۴ سب اذکار سے بڑھ کر پیر کا ذکر افضل تر ہے۔

۵ ایمان تو ہے، اس کو مان لینا اور عشق ہے، اس کی طلب میں بے قرار رہنا۔

marfat.com

۶ جب عشق دل میں اپنا ڈیرہ آجماتا ہے تو پھر دعویٰ بھی موجود ہو جاتا ہے۔

۷ اہل دل اور صاحب ذوق ہر ایک شے میں سے اپنے مفہوم کو اخذ کر لیتے ہیں۔

۸ درویش گھر میں مسافر ہے اور گھر سے باہر مقیم۔

۹ خدا کے آگے، خدا ہی کا واسطہ ڈالنا اچھا ہے۔

۱۰ جو کچھ ہے، پیر ہی پیر ہے۔

۱۱ اکثر منکر لوگ کہا کرتے ہیں کہ آجکل کے مشائخ کیا ہیں؟ سب دکانداریاں ہیں۔ غور سے دیکھا جائے تو ان کا یہ قول بالکل صحیح ہے۔ یہ دکانداریاں ہی ہیں، یہاں محبت اور معرفت کا سودا بکتا ہے۔ یہ سودا اگر سردے کر بھی مل جائے تو سستا ہے۔

۱۲ ایمان سلامت ہر کوئی آکھے، عشق سلامت کوئی۔

۱۳ یہ ایک عجیب اعتقاد ہے کہ ایک دربار میں سے اعلیٰ پایہ کے تین ارکان سے بغض ہو اور باقی درباریوں میں سے بھی صرف چند ایک کو تسلیم کر کے دوسروں سے انکار ہو پھر کیا اس دربار کے صدر کا احترام اور اکرام اس سے قائم رہ سکتا ہے؟ بھئی ہم تو دربار نبوی ﷺ کے سب ارکان کے غلام ہیں۔

۱۴ جو شخص مصیبت زدہ ہو وہ یا تو ہر نماز کے ساتھ تسبیح درود شریف اور ایک تسبیح یا کریم کی پڑھتا نہیں ہے اور اگر پڑھتا ہے تو کوئی مصیبت نہیں آئے گی۔

۱۵ توجہ عام ہوتی ہے، عنایت خاص۔ خواہ عنائت سے ہو یا خفگی سے؟ (۱۰۳)

۱۶ جذبات سعید میں ہے۔

میراں بخش قوال مرحوم سناتا تھا کہ ایک دفعہ رات کو اندھیرے میں حضرت ثانی لاثانی سیالوی میرے پاس تشریف لائے اور میرے سر پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا۔ ''یہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا۔ ''میرا سر ہے''۔ پھر کندھوں، بازوؤں کو، گردن اور چھاتی وغیرہ کو چھوتے رہے اور وہی سوال فرماتے رہے۔ آخر ارشاد فرمایا۔

marfat.com

"یہ سب کچھ تو ہوا مگر میراں کہاں گیا؟ اس طرح مجھے میری ہستی موہوم کی حقیقت سمجھادی۔

القاب

اہل دل حضرات نے آپ کو درج ذیل القاب سے یاد کیا ہے۔

۱ قبلہ عالم

۲ غوثِ اعظم

۳ غریب نواز

۴ ثانی لاثانی

۵ اشرف الاولیاء، حضور سراپا نور، لمعہ مطلع انوار، فیض بخش وفیض آثار، ساقی بزم محبت، واقف اسرارِ وحدت، گل گلستان خوبی وشمع بزم محبوبی، محبوب ربانی، قطب صمدانی، خواجہ خواجگان، افتخار العارفین خواجہ محمد الدین رضی اللہ عنہ

۶ حقائق ومعارف آگاہ قدوۃ الانام زبدۃ الکرام

۷ شیخ المشائخ سند الواصلین رئیس الموحدین بحر العشق والیقین

۸ قدوۃ السالکین

۹ قدوۃ العارفین والعاشقین

۱۰ حضرت صاحب ثانی عارف یزدانی

۱۱ قبلۃ السالکین کعبۃ العاشقین

۱۲ لقمانِ زمان

۱۳ بحرِ عرفان اور برگزیدہ دانایانِ جہان

marfat.com

۱۴ قُطْبُ الْاَقْطَاب فَرْدِ الْاَحْبَاب زُبْدَةُ الْعَارِفِیْنَ قُدوَةُ السَّالِکِیْنَ مُستَغرِق بِحَارِ الْمَعْرَفَتِ وَالْیَقِیْنَ حَضْرَتِ خواجه شیخ محمدالدین رحمةالله تعالیٰ علیه

علالت اور کوائف وصال

حضور شیخ الاسلام سیالوی کا فرمان عالیشان ہے۔

حضرت ثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی شدید علیل ہو گئے اور زندگی کے آثار ختم ہونے لگے تو میاں بہاول بخش قصاب مرحوم حضرت محبوب سبحانی جلالپوری کی خدمت معلّٰی میں جلالپور شریف حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ شاہ جی! حضرت ثانی سیالوی سخت علیل ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے۔ آپ اپنے مصلّٰی سے اٹھ کر سیال شریف کی جانب چند قدم چلے اور پھر واپس مصلّٰے پر رونق افروز ہو کر فرمایا۔

بہاول بخش! میری عمر سے ایک سال اور چند یوم باقی تھے، وہ میں نے اپنے پیرزادے کو نذر کر دیئے ہیں جب میاں بہاول بخش سیال شریف پہنچے تو حضرت ثانی سیالوی کو افاقہ ہو گیا اور حضرت محبوب سبحانی جلال پوری تیسرے روز وصال فرما گئے۔(۱)

صاحب محبوب سیال رقمطراز ہیں۔

غریباں را دل از بہر تو خون است
دل خویشاں نمی دانم کہ چوں است (سعدیؒ)

آخری ایام میں جو مرض کانوں کا حضرت ثانی اللہ بخش تونسوی کو ہوا، وہی مرض وصال مبارک سے کچھ مدت پیشتر حضرت ثانی لاثانی سیالوی کو لاحق ہوا یعنی ہر دو کان بہنے لگے اور در دِ کان کا دورہ

(۱) ۵ر جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۵ر جولائی ۱۹۰۸ء بروز یکشنبہ نماز ظہر کے وضو کے بعد آپ کو بخار ہوا اور دوسرے روز ۶ر جمادی الثانی بروز دوشنبہ قبل از ظہر آپ دار البقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ (نفحات المحبوب فی احیاء القلوب، صفحہ ۲۱۵، ۲۱۹)
قرین قیاس یہی ہے کہ یہ واقعہ ۴ر جولائی ۱۹۰۸ء بروز شنبہ کا ہے۔ مولف

marfat.com

پڑنے لگا۔کان کادردالامان! دوچارروز تک ہوتو سخت اضطراب ہوتا ہے اورانسان سب کچھ بھول جاتا ہے چہ جائیکہ عرصہ تک لگاتار ہوتا رہے اور بے خبر آنے جانے والوں کوخبر تک نہ ہو! وہی انداز رہا، وہی گفتگو رہی اور وہی بندہ نوازی۔غضب ہی تو ہے کہ آپریشن پر آپریشن ہورہے ہیں، سفر کی کوفت ہے، کبھی چھاؤنی شاہ پور ڈاکٹر کا علاج ہورہا ہے۔لوگ جوق در جوق حاضر ہورہے ہیں۔لنگر جاری ہے، کبھی سماع بھی شروع ہے۔اور پٹی بھی برابر بندھی جارہی ہے۔دوسال علاج ہوتا رہا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔کوئی افاقہ نہ ہوا، اس کا علاج تو وصال ہی تھا اور بس۔

حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

''بیماری عام کے لئے رفع گناہ، متوسطین کیلئے رفع درجات اور منتہی کے لئے شہود دوام کا باعث ہوتی ہے''۔

جتنا درد زیادہ ہوتا تھا، اتنا ہی حضور ثانی سیالوی کا نیاز ترقی پر ہوتا تھا اور یہ اعلیٰ مقام عارف کا ہے۔نیاز، ادب اور حیا میں رہنا، یہ عبودیت ہے جو افضل المقاصد میں سے ہے۔دوا، دعا اور علاج معالجہ جو کچھ بھی تھا، صبر آزما تھا نہ کہ صبر شکن۔ایک مولوی صاحب ان ایام میں برابر ہر نماز کے بعد کان پردم کیا کرتے تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ بیچارے مولوی صاحب تو بڑی مہربانی فرماتے ہیں مگر شامت گناہ کوئی تدبیر نہیں چلنے دیتی۔وصال مبارک سے دوچار یوم پیشتر آپ کو صحت ہوگئی۔

حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی نے جب اپنا خواب صحت کے بارے میں عرض کیا تو آپ فرمانے لگے جی ہاں، میں نے تو نسہ مقدسہ کی خاک بھی لگائی ہے اور دوسورتیں بھی پڑھی ہیں لیکن بایں ہمہ آپ برزخ میں جانے کے لئے مضطرب بہت مدت سے رہا کرتے تھے۔

جب میر وقوال کی وفات آپ کے قدموں میں ہوئی۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت ، یہی آرزو ہے

marfat.com

لگے۔

''غریب نواز! پیارے پیارے خلفاء کو پاس بلالیا۔ میر قوال بھی حاضر ہو گیا، محفل پوری ہو گئی، مجھے کیوں بٹھا رکھا ہے؟''

دن ہجر دے مکلا گئے، ویلے وصل وصال دے آ گئے

جانم بجاناں شد قریں ، ہذا جنون العاشقین (غلام فرید)

خوب فرماتے ہیں مولانا روم۔

من زتن عریاں شدم او از خیال

می خرامم در نہایات الوصال

ان آخری ایام میں آپ حاضر ہونے والے غلامان سے جو ایک خاصی تعداد میں ہر روز مضافات اور دور دور مقامات سے مرض کا سن کر، حاضر ہوتے رہتے تھے۔ کمال عنایت و مہربانی سے ملتے تھے اور سینہ مبارک سے لگا لیتے تھے اور بسا اوقات اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے اور عجب نوازش کے ساتھ باہیں پھیلا کر ملتے تھے اور دیر تک ہر ایک سے گھر بار کے حالات پوچھتے رہتے تھے۔ یوں تو ہمیشہ اس قسم کی عنایات ہوتی تھیں مگر یہ نوازشیں کچھ خاص قسم کی تھیں جو زبان حال سے پکار پکار کر محبوب الٰہی کے آخری ایام کے اس ارشاد کو ادا کر رہی تھیں۔

می رویم می رویم می رویم

حبیب کی طرف سے برابر صدا آ رہی تھی کہ حبیب ما! مارا اشتیاق تو بسیار است، بیا، بیا، بیا۔ ادھر سے التماس ہو رہی تھی۔ حاضر می شوم، لبیک یا سیدی! آنکھ ظاہری پردوں سے گزر کر خاص حضوری کی طرف لگی ہوئی تھی۔ آتشِ شوق ہر لحظہ تیز تر می شد وی اضطراب ترقی می یافت و بسا اوقات بسیار بے قرار می شد، نہ از درد گوش، بل بہ شوق حضوری، بایں ہماں عالی ہمتی را نظر کن کہ تادمِ وصال

marfat.com

خیال نیازمنداں ہماں بود وعنایات برحال ایشاں ہماں از آئندگان خیریت پرسیدے وہر یک راتسلی وتشفی فرمودے واین حالت تاوقت وصال این چنیں ماند، نہ بے ہوشی راجائے ماند نہ بے خبری را۔

پردہ ہائے دیدہ خواہم از میاں برداشتن
می تواں کردن تماشائے تو امشب بے حجاب

حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی لاہور سے مفتی محمد سلیم اللہ لاہوری حکیم کو لے گئے۔ حکیم صاحب فرماتے ہیں۔

''جو کیفیت اس وقت میں نے دیکھی وہ شاید کسی اور نے نہ دیکھی ہوگی۔ میرا ہاتھ آپ کی نبض پر تھا کہ دفعتاً نبض گرتی معلوم ہوئی۔ میں نے نظر اٹھا کر جو دیکھا تو آنکھیں کھلی تھیں اور لب ہل رہے تھے اگر میری شنوائی مجھے دھوکہ نہیں دیتی تو غالباً اللہ، اللہ کا ذکر تھا۔ یکا یک میں نے کمرے میں تیز روشنی دیکھی اور ساتھ ہی دھیمی دھیمی خوشبو پھیل گئی، میں اس روشنی اور خوشبو کے ذوق میں تھا کہ ادھر روح مبارک پرواز کر گئی۔۔ اس وقت کو میں اب تک نہیں بھولا اور اسی روز سے میرا عقیدہ جو صوفیوں کی نسبت خراب تھا، کچھ درست ہوگیا۔ خیر میں نے بآواز بلند پکار کر لوگوں سے کہا کہ کلمہ شریف پڑھو۔ سب کلمہ پڑھنے لگے اور اس کے بعد تجہیز وتکفین کے اہتمام میں مصروف ہوگئے۔ (۱۰۴)

''جذباتِ سعید'' میں لکھا ہے۔

میرے حضرت کریم ثانی سیالوی کے وصال شریف کے وقت جبکہ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی لاہور سے ایک اہل دل طبیب کو ساتھ لائے تھے اور نیاز مند بھی حاضر تھا تو میں نے دیکھا کہ ہم سب آہ وزاری کر رہے تھے مگر طبیب ممدوح بظاہر پریشان مگر زیر لب تبسم فرما رہے تھے۔ جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے کہ مجھے اس وقت خاص قسم کی خوشبو آرہی ہے جو حضورِ الٰہی سے خیر مقدم کرنے والے ملائکہ کی ہو سکتی ہے۔ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی نے بھی اس کی تصدیق کی اور کمترین نے اپنی کم مائیگی کے باوجود احساس کیا۔ (۱۰۵)

marfat.com

عالمِ رویا کی کیفیات

صاحب ''محبوب سیال'' تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت ثانی لاثانی سیالوی کے وصال شریف سے تقریباً ایک ماہ پیشتر کا ذکر ہے کہ میں نے خواب میں ہزاروں سواروں کے پرے کے پرے دیکھے، جن کے عین درمیان حضرت صاحب ثانی سیالوی زریں نگارزین والے نہایت خوبصورت عربی گھوڑے پر سوار تھے اور کئی ایک پیدل اور سوار سنہری روپہلی پنکھے ہاتھ میں لئے آپ کی مگس افشانی کر رہے تھے۔ میں سواروں کے اوپر سے کودتا اور گھوڑوں کو پھلانگتا آپ کے قریب پہنچا اور عرض کیا کہ ''حضور کہاں تشریف لے چلے''۔ اس کے جواب میں آپ نے ایک ارشارہ سا کیا، جسے میں مطلق نہ سمجھا اور زبان مبارک سے کچھ نہ فرمایا۔ میں حیران کھڑا تھا کہ اتنے میں سب نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور مجھے گرد کی طرح پیچھے چھوڑ گئے۔

دیشب چوی رفتی بتا روکردہ از ما یک طرف
افگندہ کاکل یک طرف زلف چلیپا یک طرف (خسرو)

بیدار ہوتے ہی معاً خیال آیا کہ اب آپ کے وصال کا زمانہ قریب ہے اور یہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے، گروہ ملائکہ تھا یا عالمِ رواح کے مکیں جو نہایت عزت سے آپ کو خلدِ بریں میں لئے جا رہے تھے۔

ایک بار کسی نے ایک کتاب میرے ہاتھ میں دیکر کہا کہ سیال شریف جا کر اسے پڑھو۔ میں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ جواب میں جو کچھ فرمایا۔ میں نہیں سمجھا۔ ساتھ ہی وہیں وہ روپوش ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے کتاب کھول کر جو دیکھا تو اس میں سراسر توحید وجودی کے رموز نظم ونثر میں تھے۔

ایک محفل میں پہنچا، بہت حضرات تشریف فرما تھے اور عین صدر میں تکیہ لگائے ایک سن رسیدہ

marfat.com

بزرگ بیٹھے تھے۔ توحید وجودی کے بارے میں کچھ گفتگو ہونے لگی۔ میں نے بھی کچھ کہا لیکن معاً خیال آیا کہ ایسی بزرگ محفل میں کوئی کلام کرنا پرلے درجے کی بے ادبی ہے۔ میں خاموش ہو گیا اور چپ چاپ ان سب کی آپس میں بحثیں سنتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد چند نقیبوں نے آ کر بہت سے آدمیوں کو باہر نکال دیا۔ بعد ازاں قوال بلائے گئے۔ اس وقت میں کیا دیکھتا ہوں کہ صدر میں وہی تکیہ لگائے خود حضرت اشرف الاولیاء تشریف فرما ہیں۔ میں اشتیاق کے عالم میں قدمبوسی کے لئے آگے بڑھا لیکن ایک غیر معمولی شور سے اسی وقت میری آنکھ کھل گئی (۱۰۶)

وصال شریف

آخر بامر باری تعالیٰ قدوۂ دوران اشرف الاولیاء حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ نے ۲ رجب المرجب ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۰ رجولائی ۱۹۰۹ء ۵ رساون ۱۹۶۶ بکرمی بروز سہ شنبہ بوقت مغرب دارِ فانی سے دار البقاء کی طرف رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تمام دراویش، خدام اور پس ماندگان مفارقت کے بیابان میں پریشان اور سرگرداں ہو رہے۔ آپ کی وفات حسرت آیات سے دنیا میں ایک ماتم رونما ہوا۔ اطراف واکناف عالم میں ایک حشر برپا ہو گیا۔ ہر آدمی نوحہ کناں تھا گویا تمام زمین غمگین ہو کر بصد سوز و گداز، درد کی آواز سے شور مچا رہی تھی۔ (۱۰۷)

حیف در چشمِ زدن صحبت یار آخر شد
روئ گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

منظومات فراقیہ

چوں حیات حضرت ثانی بہ آخر حد رسید

marfat.com

مرض وجع الاذن لاحق گشت تامدت مدید
پس بامر کرد گار از عالمے نا پائدار
رخت خود باعزو حرمت جانب جنت کشید

☆

از فراقش درجہاں برخاستہ شور و فغاں
گشت نالاں جن وانسان ہم زمین وآسماں
خادمانِ درگہش دیوانہ اش پردرد و غم
گاہ افتاں گاہ خیزاں دستِ حسرت می زناں (۱۰۸)

☆

صاحب محبوب سیال نے درج ذیل نوحہ فراق لکھا۔

اٹھ گیا آہ بزم سے وہ ساقیِ گل نار آج
رولے پھر جی کھول کر اے دیدۂ خونبار آج
دل کولذت، روح کوراحت، جاں کوفرحت جس سے تھی
ڈھونڈتی پھرتی ہیں آنکھیں پھر وہی دیدار آج
جا چھپا پردے میں شاید یوسف صد ناز آہ
ورنہ کیوں سُونا پڑا ہے حُسن کا بازار آج
در پسِ دیوار یہاں روتا ہوں خوں لیکن وہاں
مل رہے ہیں شوق سے سرکار سے سرکار آج
چھوڑ کر حسرت سی اک یاشورش بے مدعا
اٹھ گئی دنیا سے آہ وہ لذتِ گفتار آج

marfat.com

بے حجابانہ وہ مے میں عکس ساقی اب کہاں
خونِ دل پیتا ہے جام درد سے مے خوار آج
کل تلک ہمدم تھے سارے اور گل رعنا مگر
چھیڑتا ہے بے کسی میں مجھ کو دستِ خار آج
یہ کیا؟ اے بلبلِ بے دل بجائے بوئے گل
خون میں ڈوبی ہوئی ہے کیوں تیری منقار آج
کیوں نہ مثلِ دل، جرس مائل فریاد جب
جا چھپا وہ لامکاں میں قافلۂ سالار آج
خون ہو کر آنکھ سے ہم رنگِ آنسو گر پڑا
آرزو بھی ساتھ لے کر یہ دلِ بیمار آج
ہائے آ جا او مسیحا! بے کسوں کے چارہ گر
پھر مریضِ ناتواں کا بڑھ گیا آزار آج
اے حبیب پاک سبحاں اے ضیائے شمس دیں
پھر اٹھا کر پردہ آجا برسرِ دربار آج
کیا مزا ہے زندگی کا، حسنِ جاں پرور کے بعد
پھونک دے سارے جہاں کو آہِ آتش بار آج
ہیچ ہے بے تو، یہ سب کچھ ہُل کیا گلزار کیا
درد مندِ عشق کی دارو بجز دیدار کیا

☆

تاقیامت بھول سکتی ہے بھلا صحبت تیری

marfat.com

حشر میں بھی لے کے جاؤں گا یہی صورت تیری
لے گئے آخر بصد اعزاز تجھ کو جانِ جاں
ساکنانِ عرش کو بھی ہے بہت الفت تیری
گل فریب از بس کہ تھی وہ نگہ دز دیدہ مگر
تھی سراپا باغ آراء خوبیِ قامت تیری
ذات تیری رحمت جاناں سراپا حق نما
تھی تجلی گاہ عرفاں نور سی صورت تیری
بلبلاں در شوق رویت نالہ زن تھیں صد ہزار
گل گریباں چاک کن تھا دیکھ کر رنگت تیری

☆

از نقابِ لن ترانی بندِ رو وا کردۂ
برکفِ یک خاک گویا طور پیدا کردۂ
اے کہ در دل ہا ذاق عشق پیدا کردۂ
خود شدی امانہاں طرفہ تماشا کردۂ
درفراقت عاشقاں درخاک وخوں غلطاں شدند
سر وبالا کن بہ بیں خون تمنا کردۂ
بود حفظ ماتقدم تابہ گوشت نہ رسد
نالۂ شب گیر را مائل بہ سودا کردۂ
زائراں از نعرہ ہا باآسماں آویختند
خود شدی غائب ولے فتنہ ہویدا کردۂ

marfat.com

در رہِ غم لنگ کردم توسنِ ادراک را
سوختم از آتشِ دل سینۂ صد چاک را (۱۰۹)

☆ (بیخود جالندھری)

تجہیز و تکفین اور مدفن

حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی کی نعش مبارک کو غسل باطہارت دے کر تجہیز و تکفین کے بعد حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے دربار پر بہ شمولیت ہزاراں ہزار صلحاء اور ابرار نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کا چہرۂ مبارک خورشید کی مثل چمک رہا تھا۔ بے شمار خلقت نے دیدار کیا۔ بعدازاں آپ کو صندوق چوبیں میں بہ عظمت ترین رکھ کر حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے روضہ بریں میں دفن کیا گیا (۱۱۰)

قطعات تاریخ وصال

صاحب انوارِ شمسیہ نے درج ذیل قطعات تحریر کئے، جن سے ولادت باسعادت، عمر اور سال وصال برآمد ہوتا ہے۔

مظہر حق بودہ اش میلاد سال — سال ہای عمر آں گشتہ جمال
۱۲۵۳ھ — ۷۴

انتقالش شد بہ ہنگام اضطرار — خلق نالاں گشت چوں ابرِ بہار
۱۳۲۷ھ

☆

حضرت محمد الدین چو با امر ذوالجلال — بر بست رخت زیں جا بہ بہشت لایزال
تاریخ ہائے ہجری ہر سہ بجست منشی — ہاتف سروش دادہ فی الحال در خیال

marfat.com

میلاد مظہرِ حق عمرش جمال گشتہ — مظہرِ جمالِ حق شد تاریخ انتقال (۱۱۱)

۱۲۵۳ھ ۷۴ ۱۳۲۷ھ

☆

حضرت مولانا محمد سعید بھیروی مصنف ''جذباتِ سعید'' نے درج ذیل قطعۂ تاریخ وفات رقم کیا۔

ملاذ دین وملت قطب عالم شاہ محمد دین
پناہ بے پناہاں غوث اعظم شاہ محمد دین
چوں رُخ پوشید از عالم بناز بے نیازیٔ ش
جہاں برہم زد از گیسوئے پُرخم شاہ محمد دین
سعید زار گفتار سال آں بانا لہائے زار
بہ ہجر جانِ عالم فخر آدم شاہ محمد دین
''باوج چشت آمد آفتابے'' سال پیدائش
۱۲۵۴ھ
وصالش ''رحمت دینی مجسم شاہ محمد دین''
۱۳۲۷ھ

ایضاً دیگر

''ہمہ پاک'' عمرِ پاک تولد ''ہمہ چراغ''
۷۳ ۱۲۵۴ھ
''خورشید حق نمائے ابد'' شد وصالِ اُو (۱۱۲)
۱۳۲۷ھ

علاوہ ازیں بہت سی تاریخیں لکھی گئی، بخوفِ طوالت قلم انداز کرتا ہوں۔

marfat.com

حالات وملفوظات

حضرت ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہٗ کے حالات، کرامات اور ملفوظات میں ایک نہایت قیمتی اور اعلیٰ کتاب ''محبوب سیال الموسوم بہ اشرف الاولیاء'' حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ متوطن دھوگڑی ضلع جالندھر (انڈیا) نے تصنیف کی تھی۔ یہ کتاب جمادی الاخریٰ ۱۳۴۳ھ مطابق جنوری ۱۹۲۵ء میں مطبع مفید عام، لاہور میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب پہلی بار ۵۰۰ کی تعداد میں چھپی۔ اس کے کل صفحات ۱۴۰ ہیں۔

''محشرستانِ خیال''، ''انوارِ شمسیہ'' اور ''برکاتِ سیال'' میں بھی مزید حالات موجود ہیں۔ ''جذباتِ سعید'' میں بھی کافی سوانحی ذخیرہ پایا جاتا ہے۔

سجعِ مہر

آپ کی مُہر کا سجع یہ ہے

''زنور شمس سلیمان عیاں محمد دین'' (۱۱۳)

شادی اور اولاد امجاد

آپ نے یکے بعد دیگرے چار شادیاں کیں۔

۱ پہلی شادی سلطان پا کھڑہ، جھنگ قوم باٹا میں کی جن کے بطن سے ایک فرزند صاحبزادہ محمد امین سیالوی پیدا ہوئے۔ حافظ قرآن اور عالم و فاضل تھے۔ ان کی وفات شریف ۴ر رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۶ر جولائی ۱۹۱۵ء بروز جمعۃ المبارک سیال شریف میں ہوئی۔ مزار شریف روضہ شریف کی چار دیواری میں ایک مکان میں واقع ہے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے۔

marfat.com

۱ صاحبزادہ معظم الدین سیالوی ۲ صاحبزادہ شہاب الدین سیالوی

۳ صاحبزادہ محمد حسن الدین سیالوی

۲ پہلے حرم کے انتقال کے بعد دوسرا عقد گھوڑی والا ضلع جھنگ میں اعوان قوم میں کیا جن کے بطن سے ایک صاحبزادی اصالت خاتون پیدا ہوئی جن کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی سے تھی۔ وفات ۵/ذی قعدہ ۱۳۷۴ھ ہے اور مدفن روضہ شریف کے احاطہ میں ہے۔

۳ دوسرے حرم کی وفات کے بعد کھٹی مزل نزد شاہ پور میں ناتج خاندان میں عقد فرمایا جن کے بطن اطہر سے درج ذیل اولاد ہوئی۔

۱ حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی

۲ حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عبداللہ سیالوی

۳ حضرت صاحبزادہ حافظ محمد سعد اللہ سیالوی

حضرت صاحبزادہ الحاج محمد رب نواز سیالوی مدظلہٗ العالی نے خاکسار مولف کے استفسار پر ارشاد فرمایا۔

ملک جہان خان مرحوم و مغفور نہایت مؤدب انسان تھے گو سادہ زمیندار تھے لیکن تربیت یافتہ تھے، جب کبھی اپنی دختر کو ملنے سیال شریف حاضر ہوتے تو ڈیوڑھی میں بلا کر سلام کرتے، سر پر ہاتھ پھیرنا سوءِ ادبی خیال کرتے تھے کیونکہ حضرت ثانی لاثانی سیالوی کی زوجیت کا انھیں شرف حاصل ہو چکا تھا۔

۴ تیسرے حرم کی وفات کے بعد عقد ردانہ ضلع جھنگ میں اعوان قوم میں کیا جن سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور یہ حرم امّی صاحبہ کے نام سے معروف تھیں۔

marfat.com

حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عبداللہ سیالوی

آپ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۰۷ھ میں سیال شریف میں پیدا ہوئے۔ چھوٹی عمر ہی میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔ قرآن کریم حافظ میاں کریم بخش مرحوم سے اور فارسی و عربی کی ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ کچھ عرصہ حضرت قبلۂ عالم خواجہ سید مہر علی شاہ گولڑوی کے حلقۂ درس میں بھی رہے۔ وہ ان کی ذہانت سے بہت متاثر ہوئے۔ حضرت کریم خواجہ اللہ بخش تونسوی سے شرف بیعت حاصل کیا (۱۱۴)

آپ بدن میں بھاری رنگت میں گورے چہرۂ پر گوشت کشادہ ابرو داڑھی نخشی اس وقت رکھتے تھے۔ مجلس آراء شیریں سخن نہایت خلیق گفتگو میں ظرافت اور مزاج میں چاشنی۔ پنجابی، اردو اور فارسی کے قادر الکلام شاعر۔ قوتِ بدنی کے لحاظ سے مشہور شہ زور۔ شاعری میں شعر کے متفرق اصناف پر آپ کا غیر مطبوعہ دیوان عبدؔ مرحب ہے۔ جس میں غزلیات، قصائد، رباعیات، قطعات، رجز مزاحیات مثنوی، مدائح اور ہجویات مندرج ہیں (۱۱۵)

۱۹۲۰ء میں اپنے برادر بزرگ حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی کے ہمراہ تحریکِ خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور عوامی جلسوں کو اپنی قومی نظموں سے گرمایا۔ فن موسیقی، تعمیرات اور مصوری سے بھی شغف تھا۔ شعر و ادب کی طرح یہ تینوں فن بھی فنون لطیفہ میں شامل ہیں۔ شہسواری اور تفنگ زنی کا بھی شوق تھا۔ اس لئے صید افگنی کا شغل بھی تھا۔ علم فلکیات اور علمِ جفر کے ماہر تھے۔ اس سلسلے میں ان کی تصنیف ''سیر القمر'' شائع ہو چکی ہے۔ شاعری کا شوق عنفوان شباب ہی سے تھا (۱۱۶)

صاحب ''ھو المعظم'' رقمطراز ہیں۔

آپ کا جذبہ متحرک اور ذہن زرخیز تھا۔ بچپن ہی سے شاعری کا ذوق رکھتے تھے اور شاعری کی مناسبت سے موسیقی اور طب و نجوم اور دوسرے فنون میں بھی آپ نے دستگاہ بہم پہنچائی۔ آپ کی

marfat.com

طبیعت ہمہ آمیز اور سیاحت پسند تھی۔ مجلس آرائی اور شکار و تفریح سے بھی کافی دلچسپی رکھتے تھے لہٰذا افتادِ طبع کی بنا پر آپ کی شاعری میں دروں بینی کی بجائے خارج پسندی کا غلبہ نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کہ غزل کی بہ نسبت قطعات آپ نے زیادہ لکھے ہیں۔ (۱۱۷)

''محبوب سیال'' میں ہے۔

حضرت صاحبزادہ محمد عبداللہ صاحب سادگی مزاج بدرجہ کمال رکھتے ہیں۔ ہر وقت طبیعت بشاش، چہرہ بشاش، زندہ دل نہایت خوش اخلاق، شیریں گفتار اور شعر و سخن سے دل بستگی ہے۔ بعض نظمیں جو فارسی زبان میں فی البدیہہ ہوئی ہیں، بلند پایہ ہیں اور ذوقِ علم و طبیعت کا پتہ دیتی ہیں۔ سجادہ نشین صاحب کے فرمانبردار ہیں۔ زندگی درویشانہ ہے اور شگفتگی مزاج اس کی زینت (۱۱۸)

''یادِ ایام'' کا مصنف لکھتا ہے۔

آپکو اللہ تعالیٰ نے حسنِ جسمانی کے ساتھ مکارم اخلاق سے بھی بھرپور نوازا تھا۔ وہ چوٹی کے حافظ کلام اللہ تھے۔ عربی اور فارسی کے پورے عالم تھے۔ زمیندارہ اور زراعت کے ماہر تھے۔ علم موسیقی میں پایہ بلند رکھتے تھے۔ ہارمونیم، ستار، سارنگی اور پیانو تک بجاتے دیکھا۔ خوش آواز بھی تھے۔ موج میں آتے تو گاتے بھی تھے۔ موت سے چند دن پہلے حضرت شیخ الاسلام خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ سے اپنی قبر کے لئے جگہ مانگی۔ آپ نے ان کی پسندیدہ جگہ کو منظور فرمایا پھر علاج کے بہانے سرگودہا تشریف لے گئے وہاں سے وہ سامان خرید اجو ان کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادگان کو ضروری تھے۔ ماہ رمضان تھا۔ آخری عشرہ کی آخری جمعرات تھی اور یہ جمعہ کی رات حسن اتفاق سے لیلۃ القدر کی رات ۲۷ رمضان کو آئی۔ اس رات سیال شریف میں سورۃ الحدید بطور تعویذ کے لکھی جاتی ہے پھر اگلے دن جمعۃ الوداع بھی تھا لہٰذا باہر سے بے انداز متوسلین آستانہ سیال شریف دربار میں موجود تھے۔ آپ نے اسی رات سرگودہا سے واپس آکر جان بہ جاناں سپرد کردی۔ ان واقعات کو دیکھ کر ایک عجوبہ سا ہوتا ہے کہ گویا آپ کے اپنے وصال کی منجانب اللہ اطلاع کردی گئی تھی اور لطف یہ کہ اپنی

marfat.com

مزار کا کتبہ بھی خود لکھ گئے، جو سنگ مرمر کی تختی میں کندہ مزار پر آویزاں ہے۔

اس قسم کی موت خاصان خدا کے حصہ میں آتی ہے اور آپ یقیناً اللہ کے مقبول تھے اور مقبول ہیں۔ مزار شریف پر خوشنما سی چوکھنڈی بنی ہوئی ہے (۱۱۹)

آپ کا وصال شریف ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء بروز پنجشنبہ ہوا۔

حضرت شیخ الاسلام سیالوی ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت حافظ محمد عبداللہ سیالوی مجھے خواب میں ملے۔ میں نے دریافت کیا۔ جناب قبر میں کیا گزری؟

جواباً فرمایا جیسے ہی قبر میں آیا، دیکھا کہ میرے اردگرد بہت سے فرشتے آگئے ہیں جن میں سے بعض مہیب اور ڈراؤنی شکل کے تھے۔ ان کو دیکھ کر میں نے نماز نفل شروع کر دی اور قرأت قرآن پاک میں مشغول ہو گیا۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو کوئی ایک بھی موجود نہ تھا۔ سبحان اللہ اولیاء اللہ کی شان دیکھئے قبر میں تلاوت قرآن اور نوافل ایسے ہی ادا فرما رہے ہیں جیسے کہ دنیا میں۔

الاان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون (۱۲۰)

آپ کی دو نعتیں ہدیۂ قارئین ہیں۔

آنجا کہ جبریل امین ماندست لال وبکم وصم
دربارگاہ آں شہے لاترفعو اصواتکم
حمٓ طٰہٰٓ شانِ او روح الامین دربان او
شد تابع فرمان او جن وملائک کُلُّھم
عرش بریں مسکاہم قاب قوسین است جا
در ذات پاک کبریا ذاتش سراسر گشتہ گم

marfat.com

آں سرور ہردوجہاں از بہر امت پاسباں
زندہ کنندہ مردگاں چوں از زباں گوید کہ قُم
انعام او بیروں زحد احسان اوبس لاتعد
آساں شود کار عبدؔ یک جرعہ گر بخشد زخم

☆

اے سرورِ ہر دوسرا نظرے بفرما از کرم
جملہ پرستارانِ تو افتادہ اندر رنج و غم
در ورطۂ محنت فتادہ کشتۂ مسلم کنوں
کن دستگیری اے شہا در حالت درد والم
ارحم بحالِ زار ماائے رحمت اللعالمیں
حلقہ بگو شانت گر فتارِ بلاہا دم بدم
از امت مرحوم خود چندیں تغافل تابہ کے؟
للہ نظرکن سوئے ما اے ذات پاک محترم
بر بندۂ مسکین عبدؔ از راہ ذرہ پروری
چشمِ عنایت وانما اے صاحب والا نعم (۱۲۱)

☆

حضرت صاحبزادہ محمد سعداللہ سیالوی

آپ کی ولادت ۹ رصفر المظفر ۱۳۱۰ھ میں سیال شریف میں ہوئی۔
تعلیم مسجد اور مکتب کی تھی مگر اپنی ذہانت سے بقدر ضرورت انگریزی بھی سیکھ لی اور پشتو بھی

marfat.com

خاصی بول لیتے تھے۔صوم اصلوٰۃ،اوراد و وظائف کے پابند تھے۔قیام پاکستان کے بعد فریضۂ حج بھی ادا کر آئے اور زیارت حبیب کبریا سے بھی سرفرازی حاصل کی (۱۲۲)

آپ کے چہرہ کے خدوخال اور نقش ونگار میں دیکھنے والوں کو جمال شمس العارفین کا پرتو نظر آتا تھا۔علم مجلسی میں آپ کو کمال مہارت حاصل تھی۔رؤساء کی محفل ہو،علماء کی مجلس ہو یا صوفیاء کی بزم ہو، آپ کا مقام منفرد نظر آتا تھا۔آپ تمام محفل پر چھائے رہتے تھے۔ظرافت اور لطافت آپ کے کلام کی جان تھی،تنقید فرماتے تو چیز کی تہہ تک پہنچ جاتے۔حقیقت کو بیان کرتے لیکن اس انداز میں کہ سننے والا محظوظ ہوتا۔آستانہ عالیہ کی ناموس اور وقار کا از حد پاس تھا۔آپ کو عام پیر صاحبان میں جو بدنظمی اور فرض ناشناسی پائی جاتی ہے،اس سے بڑا دکھ ہوتا اور اس کا اکثر ذکر فرمایا کرتے۔وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔(۱۲۳)

صاحب ''محبوب سیال'' رقمطراز ہیں۔

حضرت صاحبزادہ محمد سعداللہ صاحب بھی زندہ دلی اور فرحت میں کم نہیں،ہشیار اور سمجھ دار ہیں۔باوجود تکلف وزینت بینی کے تکلف وسجاوٹ وہ نہیں جو آج کل کے نوجوانوں کا مایۂ زندگی بن گیا ہے جو غریبوں کی طرف خواہ کوئی غریب لاکھ زبان سے التجا کرے،نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

آئینہ رکھ کے سامنے زلفیں سنوار تُو
تیری بلا سے کوئی مرے پیچ و تاب میں

اخلاق وسیع ہیں۔سینہ میں دل ہے اور دل میں درد اور قبائے تکلف کے نیچے دلق گدا موجود ہے (۱۲۴)

ڈاکٹر تسخیر احمد ناظم اعلیٰ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف نے آپ کی وفات حسرت آیات پر یوں خراج عقیدت پیش کیا۔

marfat.com

حضرت صاحبزادہ محمد سعد اللہ خان سیالوی، حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے، حضرت خواجہ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور حضرت خواجہ محمد محمود تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ اپنی انتظامی صلاحیتوں کی بناء پر علاقہ میں فرقہ وارانہ تنازعات کا بطریق احسن تصفیہ کرانا اور حاجت مندوں کی حاجت براری ان کا شیوہ تھا۔ طبیعت میں بذلہ سنجی اسقدر تھی کہ جس محفل میں شریک ہوتے، اپنی لطیف گفتگو سے اسے گلزار بنا دیتے۔ شروع سے لے کر اخیر عمر تک طبیعت میں مستعدی رہی۔

دار العلوم کے قیام سے اخیر عمر تک ایک سرگرم کارکن کی حیثیت سے اس کے ساتھ وابستہ رہے اور اپنے مفید مشوروں اور تجاویز سے نوازتے رہے۔ (۱۲۵)

سلطان العلماء حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی قدس سرہٗ سے آپ کو بہت محبت تھی اور حضرت گولڑوی بھی آپ کو بہت چاہتے تھے۔

صاحبِ ''مہرِ منیر'' کا بیان ہے۔

''حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے جناب خواجہ محمد سعد اللہ ہمارے حضرت کو نہایت عزیز تھے اور اس پیار میں دونوں جانب کبھی فرق نہیں آیا'' (۱۲۶)

حضرت صاحبزادہ محمد سعد اللہ سیالوی قدس سرہٗ کے لختِ جگر حضرت صاحبزادہ الحاج محمد رب نواز سیالوی مدظلہٗ نے ایک مجلس میں بندہ مولف کو چند ملفوظات سنائے جو ہدیۂ ناظرین کرام ہیں۔ یہ باتیں حضرت خواجہ گولڑوی نے صاحبزادہ محمد سعد اللہ سیالوی کی فرمائش پر بیان فرمائیں۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے وصال شریف کے بعد حضرت گولڑوی کی حالت بیقرار ہوگئی، جنگلوں اور ویرانوں میں ڈیرا کرنے لگے۔ اسی حالتِ بیقراری میں آپ نے درج ذیل نظم کہی۔

marfat.com

اجے بھی اوہ پیاں وسدیاں سانوں ماہی والیاں ٹاہلیاں
نال خوشیاں دے رل مل جتھے راتاں کالیاں جالیاں
ارے تھیں اوہ ہے اریرے ہے پرمیرے پرے تھیں
بے شک آپے آپ ہے اساں سکھے جھوکاں بھالیاں
رات وچ دیہوں ویکھ کے سمجھے کُل شئی ھالک
کجھ نہ وچ سب کجھ ہے ڈٹھڑا ایہہ بیرنگی چالیاں
جے آکھاں توں وسدانا ہیں تیرے بن پھر کون ہے؟
روپ کس دا میں وساں دیویں جو توں ہی وکھالیاں
ہے جو تنزیہہ عین تشبیہ جمع حق مشہود ہے
کرم کیتا غوث اعظم اپنے سر دیاں والیاں
پاکے گل دل پیچیاں زلفاں دے میں روندی وتاں
ساوی پیلی ہو رہیاں گیاں سُرخیاں تے لالیاں
رہندیاں پل پل سکاں دم دم اڈیکاں تیریاں
کنڈ ولا کے ٹرگیوں بجناں پریتاں نہ پالیاں
جھات پاکے دل گیوں ساری رین گذری روندیاں
نین برسن زار رم جھم جیویں بدلیاں کالیاں
فِی الْمَنَامِ ؎ قَدْ تَفَضَّلْتَ عَلَیَّ مُنْیَتِیْ
اَرِنِیْ فَضْلًا جَمَالَکَ فَارْحَمْنِیْ فِی الْعَیَانِ
دِل دا وھڑا خانہ اکھیاں داد وہاں توں انتظار
قدم پاویں جیوندیاں جیوندیاں تد ہوون خوش حالیاں

؎ خواب میں تو میری مراد مجھے عطا فرمائی، بیداری میں بھی اپنا جمال دکھا کر راحت بخش

marfat.com

دیکھ لو رج رج کے اکھیو کجھ وساہ نہیں دم دا
پھر بھی پیاں ویکھسن کوئی خوش نصیباں والیاں
مہر ہے ساری علی دی شک نہ رہیا اک ذرہ
تاہیں اوہ پیاں وسدیاں سانوں، ماہی والیاں ناہیاں

یہ نظم مہر منیر کے صفحہ ۴۹۸ پر موجود ہے۔

حضرت صاحبزادہ الحاج محمد نواز سیالوی مدظلہٗ کا بیان ہے کہ سیال شریف میں اس دور میں شیشم کے درخت بکثرت موجود تھے۔ حکیم غلام احمد میانوی مرحوم مولف ''دربار سیال شریف'' لکھتے ہیں۔

''حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی نے اپنے آبائی گاؤں سیال شریف میں جو لمبے شیشم کے درختوں میں آباد ہے''

مزید ارشاد فرمایا۔

جب حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گولڑوی نے مرآۃ العاشقین کا مطالعہ فرمایا تو ارشاد فرمایا۔ اچھی کوشش ہے لیکن حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کی ذات والا صفات سے صحیح انصاف نہیں ہوا ہے۔

میں بھی اس طرح کی کوشش کا ارادہ رکھتا ہوں لیکن جب حضرت صاحب کی ذات والا صفات کی طرف نظر جاتی ہے تو زبان پر بے اختیار جاری ہو جاتا ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حضرت گولڑوی یوں تو حضرت سیالوی کے جملہ خلفاء سے نیاز مندانہ تعلقات رکھتے تھے لیکن حضرت خواجہ محمد معظم الدین معظم آبادی سے ملاقات کے دوران ان کے پائے مبارک چھو لیتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے اپنے شیخ کریم کے حسب ارشاد ان سے فیض صحبت اٹھایا تھا اور حضرت معظم

marfat.com

اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے اپنے شیخ کریم کے حسب ارشاد ان سے فیض صحبت اٹھایا تھا اور حضرت معظم آبادی نے ان کی روحانی تربیت کی تھی۔ آپ کی مشہور زمانہ نعت جس کا مطلع ہے۔

آج سِک مِتراں دی ودھیری اے
کیوں وِلڑی اُداس گھنیری اے؟

کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ نعت آپ کی آمد ہے، آورد نہیں ہے۔ حضرت گولڑوی نے یہ نعت بطرز بہاگ گا کر حضرت صاحبزادہ محمد سعد اللہ سیالوی کو سنائی۔ حضرت گولڑوی بڑے خوش گلو تھے۔ یاد رہے آپ نے نعت بہاگ کی طرز پر لکھی تھی۔

بندہ مولف ۲۴ رمئی ۱۹۶۸ء مطابق ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۸۸ھ بروز جمعہ المبارک بعد از نماز عصر حضرت شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت سے مشرف ہوا۔ الحمد للہ علی ذلک۔ سیال شریف آمد و رفت رہی۔ اس دوران حضرت صاحبزادہ محمد سعد اللہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا ہوں۔ بڑی بارعب شخصیت اور حُسن و جمال کا پیکر تھے۔

آپ کا وصال شریف ۵ رصفر المظفر ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۵ رجنوری ۱۹۷۷ء بروز منگل بعمر ۸۷ سال ہوا۔ مزار شریف روضہ انور کی چار دیواری میں واقع ہے۔

حضرت صاحبزادہ الحاج محمد رب نواز سیالوی مدظلہٗ بندہ مولف کے مہربان ہیں۔ آپ صاحب علم و فضل ہیں۔ گفتگو میں بہت تاثیر اور مٹھاس ہوتی ہے۔ متوسلین آستانہ عالیہ کی تربیت بڑے شائستہ اور مؤثر انداز میں فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ آمین

حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری مدظلہ کا بیان ہے۔

الحاج محمد رب نواز سیالوی اپنی شکل و صورت اور عادات و اطوار میں اپنے اسلاف کا بہترین نمونہ ہیں۔ دین و ملت کے لئے دل میں بڑا درد رکھتے ہیں اور ہر قومی سانحہ پر پریشان و مضطرب

marfat.com

ہو جاتے ہیں بظاہر آپ خاموش طبع ہیں لیکن آپ کے نہاں خانۂ دل میں جذبات وافکار کا تلاطم برپا رہتا ہے، گفتگو کرتے ہیں تو بڑی متانت اور وقار کے ساتھ، جس میں بڑی گہرائی اور سنجیدگی ہوتی ہے۔ اوراد و وظائف کی ادائیگی بڑی پابندی سے کرتے ہیں، ان کی خدمت میں بیٹھنے سے قلب اور ذہن دونوں شاد کام ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس گوہر آبدار کو ہمیشہ سلامت باکرامت رکھے (۱۲۷)

حضرت ثانی سیالوی کی صاحبزادی مسماۃ اصالت خاتون کی شادی حضرت صاحبزادہ محمد نجم الدین سیالوی متوفی ۲۲ر صفر المظفر ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۲ر فروری ۱۹۱۲ء بن خواجہ محمد فضل الدین سیالوی سے ہوئی۔

صاحب ''جذباتِ سعید'' نے ایک جگہ لکھا ہے۔

حضرت ثانی لاثانی سیالوی فرماتے تھے کہ ایک دفعہ بیماری کی وجہ سے ہمیں کافی دنوں تک صدر شاہ پور میں ڈاکٹر جیل کے زیر علاج رہنا پڑا۔ اسی عرصہ میں صاحبزادی صاحبہ کے دو شاہزادے فوت ہو گئے جب آپ بعد حصولِ صحت اپنے اہل بیت میں تشریف لائے تو صاحبزادی صاحبہ سے بچوں کی فوتیدگی پر اظہار افسوس فرمایا۔ صاحبزادی صاحبہ نے کمال اخلاص اور محبتِ فرزندانہ سے عرض کیا کہ حضور کی صحت کی خوشخبری سے میرے سارے غم بھول گئے ہیں۔ اولاد بھی جگر کا ٹکڑا ہوتی ہے مگر خداوند کریم اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ آپ سے مہربان والد کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ حضور ثانی سیالوی نے مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی سے ایک مجلس میں بیان فرمایا تھا۔

حضور ثانی سیالوی فرماتے تھے۔ میری لڑکی میری عاشق ہے۔ یہ الفاظ فرماتے ہوئے آپ کی مبارک آنکھیں حظ کے نشہ سے مخمور ہو رہی تھیں (۱۲۸)

سجادہ نشین

آپ کے وصال شریف کے بعد مجاہد اعظم حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ

marfat.com

زیب سجادہ ہوئے۔

منقاء کرام

آپ کے درج ذیل خلفاء کرام کا علم ہو سکا۔

۱ حضرت مولانا حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی

۲ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی

۳ حضرت مولانا سید احمد الدین گانگوی

۴ حضرت شیخ محمد ابراہیم گجراتی

۵ حضرت خواجہ سید قائم علی شاہ ترمذی

۶ حضرت خواجہ سید غلام فرید شاہ کاظمی

۷ حضرت خواجہ سید غلام نصیر الدین شاہ کاظمی

۸ حضرت آغا سید محمد سعید جان پشاوری

۹ حضرت آغا سید تجمل حسین شاہ پشاوری

۱۰ حضرت خواجہ سید امیر علی شاہ خوارزمی

۱۱ حضرت خواجہ سید رسول بولوی

۱۲ حضرت مولانا محمد شریف چشتی

۱۳ حضرت خواجہ فیض رسول فاروقی چکوڑوی

۱۴ حضرت میاں دوست محمد چنیوٹی

marfat.com

۱۵ حضرت خواجہ نور حسین شکر کوٹی وادیٔ سون مدفون شکر کوٹ

۱۶ حضرت میاں عبدالرحمٰن چشتی

۱۷ حضرت خواجہ سید غلام مرتضیٰ شاہ بخاری

۱۸ حضرت قاضی امیر عبداللہ ناڑوی (وادیٔ سون)

۱۹ حضرت مولانا غلام حسین مگھیانوی، مگھیانہ، جھنگ (۱۲۹)

۲۰ حضرت قاضی محمد سعد الدین موہڑوی

۲۱ حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی

۲۲ حضرت مولانا محمد اکرم بہاولپوری (۱۳۰)

۲۳ حضرت مولانا خوشی محمد سیال

۲۴ حضرت مولانا غلام خواجہ کلوروی، کلور شریف ضلع میانوالی

۲۵ حضرت خواجہ سید علی محمد شاہ کاظمی

۲۶ حضرت میاں امین علی ساکن میانہ محلہ میانوالی شہر

۲۷ حضرت خواجہ سید ملوک علی شاہ کاظمی، دلیوالی ضلع میانوالی

۲۸ حضرت میاں اللہ داد چنیوٹی ساکن گٹی سیداں ضلع جھنگ

مریدین و مخلصین

آپ کے چار مخلصین کے حالات کتاب کی زینت ہیں، جو صاحب تصنیف ہیں۔

۱ حضرت مولانا محمد سعید بھیروی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

۲ حضرت مولانا امیر بخش منشی ساہی والی رحمۃ اللہ علیہ

۳ حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

۴ حضرت مولانا سلطان محمود گنجوی رحمۃ اللہ علیہ

ماخذ و مراجع

۱ مولانا امیر بخش منشی انوارِ شمسیہ المسمی بہ اسم تاریخی خطبہ چشتیہ مطبوعہ مطبع مفید عام، لاہور ۱۹۱۶ء (باراول)، صفحہ ۷

۲ ایضاً، صفحہ ۸۷

۳ مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری محبوب سیال مطبوعہ مطبع مفید عام، لاہور، ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء، صفحہ ۲۸، ۲۹، ۳۰

۴ مولانا محمد سعید بھیروی جذباتِ سعید مطبوعہ تعمیر پرنٹنگ پریس، راولپنڈی، صفحہ ۱۵۲

۵ مفتی غلام احمد سیالوی انوارِ قمریہ مطبوعہ لاہور (باراول)، صفحہ ۲۶۳

۶ مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری محبوب سیال، صفحہ ۳۰

۷ حضرت خواجہ مولانا فتح محمد سلیانوی کے حالات کے لئے مولف کی کتاب فوز المقال فی خلفاء پیر سیال، جلد اول کا مطالعہ کریں

☆ نفحات المحبوب میں آپ کے ایک استاد گرامی کا نام مولانا فضل الدین صاحب ملتا ہے۔ صفحہ ۱۳۰

۸ حالات کے لئے دیکھئے۔ ''فوز المقال فی خلفاء پیر سیال'' جلد اول ۱۴۱۰ھ

marfat.com

۹ مولانا محمد امام الدین گجراتی مراۃ السالکین فی حالات الکاملین مطبوعہ میکی پریس، گوجرانوالہ ۱۳۱۳ھ، صفحہ ۱۶۳

۱۰ محبوب سیال، صفحہ ۳۰، ۳۱

۱۱ جذباتِ سعید، صفحہ ۸۹، ۹۰، محبوب سیال، صفحہ ۶۲

۱۲ مرآۃ العاشقین (اردو)، مطبوعہ معارف پرنٹنگ پریس، لاہور، ۱۳۹۷ء مطابق ۱۹۷۷ء، صفحہ ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲

۱۳ مرزا نواب بیگ دہلوی تحفۃ الابرار، جلد دوم مطبوعہ مطبع رضوی دہلی، ۱۳۲۳ھ، صفحہ ۱۴۶

۱۴ جذباتِ سعید، صفحہ ۱۰۷

۱۵ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۸۹

۱۶ محبوب سیال، صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹

۱۷ ایضاً، صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶

۱۸ ایضاً، صفحہ ۱۲۹

۱۹ ایضاً، صفحہ ۱۳۱

۲۰ حکیم علی محمد دہلوی حیات الضیاء مطبوعہ در ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (شمس العارفین نمبر) مجریہ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ مطابق جنوری ۱۹۸۰ء، صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷

۲۱ جذباتِ سعید، صفحہ ۴۵

۲۲ ڈاکٹر تنخیر احمد روئداد دار العلوم ضیاء شمس الاسلام (رجسٹرڈ) سیال شریف مطبوعہ ثنائی پریس، سرگودہا مجریہ بابت یکم محرم تا ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ (سوم)، صفحہ ۷

۲۳ ڈاکٹر تنخیر احمد دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف کی ۱۲۵ سالہ خدمات مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس، لاہور ۱۹۶۴ء، صفحہ ۵، ۶

marfat.com

۲۴ محبوب سیال، صفحہ ۳۹

۲۵ ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی: خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۹ء، صفحہ ۲۰۷

۲۶ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (شمس العارفین نمبر)، صفحہ ۱۴۶

۲۷ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۱۰۰

۲۸ مرآۃ السالکین، صفحہ ۱۶۴

۲۹ تحفۃ الابرار جلد دوم، صفحہ ۱۴۷

۳۰ مولانا محمد ذاکر بگوی: کیا ایمان و اسلام و اعمال صالحہ و مناہی سے پرہیز کے علاوہ بھی کوئی عمل ہے جو عنداللہ قرب کا باعث ہوتا ہے (مقالہ)، مطبوعہ در ماہنامہ صوفی پنڈی بہاؤالدین مجریہ اگست ۱۹۱۰ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ، جلد نمبر ۴، شمارہ نمبر ۳، صفحہ ۲۷

۳۱ انوار قمریہ، صفحہ ۲۶۴، ۲۶۵

۳۲ بیاض مولوی ممتاز علی ایم۔اے، صفحہ ۱۱۲۔۱۱۳، ۱۱۴

۳۳ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، شمس العارفین نمبر، صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷

۳۴ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۸۸

۳۵ تحفۃ الابرار، صفحہ ۱۴۷

۳۶ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۸۷

۳۷ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، شمس العارفین نمبر، صفحہ ۱۴۶

۳۸ تحفۃ الابرار جلد دوم، صفحہ ۱۴۷

۳۹ مرآۃ السالکین، صفحہ ۱۶۴

۴۰ ایضاً، صفحہ ۱۶۴

۴۱ محبوب سیال، صفحہ ۱۲۶، ۷۲

marfat.com

۴۲ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۹۹، ۱۰۰

۴۳ ماہنامہ صوفی پنڈی بہاؤالدین، بابت ماہ اگست ۱۹۱۰ء، صفحہ ۲۵

۴۴ ایضاً، صفحہ ۲۹، ۳۰

۴۵ جذباتِ سعید، صفحہ ۱۱۹

۴۶ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲

۴۷ محبوب سیال، صفحہ ۵۸، ۵۹، ۶۰

۴۸ مرآۃ السالکین، صفحہ ۱۶۳

۴۹ تحفۃ الابرار جلد دوم، صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷

۵۰ مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری لمعات انوار الموسوم بہ برکاتِ سیال مطبوعہ نگینہ پریس، جالندھر (انڈیا) بار اول ۱۳۴۴ھ، صفحہ ۱۲، ۱۳

۵۱ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، شمس العارفین نمبر، صفحہ ۱۴۶

۵۲ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۸۷

۵۳ مہرِ منیر، صفحہ ۳۹۴

۵۴ ماہنامہ صوفی پنڈی بہاؤالدین، بابت ماہ اگست ۱۹۱۰ء، صفحہ ۲۲، ۲۳

۵۵ ماہنامہ ضیاء حقیقت بھیرہ بابت ماہ مئی ۱۹۲۰ء، صفحہ ۴، ۵

۵۶ محبوب سیال، صفحہ ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۹

۵۷ برکات سیال، صفحہ ۱۳

۵۸ جذباتِ سعید، صفحہ ۳۱

۵۹ انوارِ قمریہ، صفحہ ۲۶۲

۶۰ محبوب سیال، صفحہ ۷۲

marfat.com

۶۱ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۸۹

۶۲ سلسلہ شریف خاندان عالیہ چشتیہ مطبوعہ گوجرانوالہ، صفحہ ۳

۶۳ محبوب سیال، صفحہ ۴۰، ۴۱، ۴۲

۶۴ ایضاً، صفحہ ۷۸، ۷۹

۶۵ ایضاً، صفحہ ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲

۶۶ ایضاً، صفحہ ۷۳

۶۷ انوار شمسیہ، صفحہ ۸۸، ۸۹

۶۸ محبوب سیال، صفحہ ۱۳۴

۶۹ ایضاً، صفحہ ۶۳، ۶۴، ۶۵

۷۰ محبوب سیال، صفحہ ۶۶، ۶۷، ۶۸

۷۱ مرآۃ العاشقین، صفحہ ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸

۷۲ محبوب سیال، صفحہ ۴۱، ۱۰۷

۷۳ جذباتِ سعید، صفحہ ۸۲

۷۴ محبوب سیال، صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳

۷۵ محبوب سیال، صفحہ ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۳

۷۶ محبوب سیال، صفحہ ۱۰۱

۷۷ محبوب سیال، صفحہ ۱۳۰

۷۸ جذباتِ سعید، صفحہ ۱۴۵

۷۹ محبوب سیال، صفحہ ۹۴

۸۰ جذباتِ سعید، صفحہ ۹۰، ۹۱

marfat.com

۸۱ مرآۃ العاشقین، صفحہ ۶۱

۸۲ محبوب سیال، صفحہ ۹۰

۸۳ ایضاً، صفحہ ۸۶، ۸۷

حضرت خواجہ شیخ احمد عبدالحق رودلوی قدس سرہٗ چشتیہ صابریہ کے مقتدر شیخ طریقت تھے۔ رودلی میں ان کی خانقاہ رشد وہدایت کا بڑا اہم مرکز تھی اور شمالی ہندوستان کے لوگ کثرت سے حاضر ہوتے تھے۔ آپ نے ۸۳۷ھ میں رودلی ضلع بارہ بنکی، انڈیا میں وصال فرمایا اور مزار شریف مرجع خلائق ہے۔

آپ بڑے صاحب استغراق تھے چنانچہ مرآۃ العاشقین میں مرقوم ہے۔

ایک دن شیخ احمد عبدالحق رودلوی ایک درخت کے سائے میں بیٹھے تھے۔ اس درخت پر ایک خوش الحان پرندہ تسبیحیں پڑھ رہا تھا۔ اس کی آواز کی لذت آپ کے دل پر غلبہ کرتی رہی اور پھر تمام عمر وہ اسی ذوق میں مستغرق رہے۔

(مرآۃ العاشقین، صفحہ ۲۴۵، ۲۴۶)

۸۴ محبوب سیال، صفحہ ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵

۸۵ ایضاً، صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶، جذباتِ سعید، صفحہ ۹۴

☆ امیر حبیب اللہ خان مرحوم ومغفور والی کابل ۲ر جنوری ۱۹۰۷ء میں سیر وسیاحت کے لئے ہندوستان آیا۔ مولف

۸۶ محبوب سیال، صفحہ ۵۲، ۵۳

۸۷ ایضاً، صفحہ ۶۱

۸۸ ایضاً، صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱

۸۹ ایضاً، صفحہ ۱۲۷

marfat.com

۹۰ ایضاً، صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰

۹۱ ایضاً، صفحہ ۱۲۸

۹۲ ایضاً، صفحہ ۱۲۷

۹۳ جذباتِ سعید، صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱

۹۴ ایضاً، صفحہ ۶۳، ۶۴

۹۵ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲

۹۶ جذباتِ سعید، صفحہ ۸۲، ۸۳

۹۷ محبوب سیال، صفحہ ۱۱۰

۹۸ محبوب سیال، صفحہ ۳۷.

۹۹ جذباتِ سعید، صفحہ ۵۷

☆ حافظ محمد قاسم صاحب بڑے مخلص، بذلہ سنج اور درویش منش بزرگ ہیں۔ چاچڑ شریف سے گہری عقیدت رکھتے ہیں۔ سیال شریف ہر عرس مبارک پر حاضر ہوتے ہیں۔ مولف

۱۰۰ انوارِ مرتضوی، صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷

۱۰۱ مولانا ظہور احمد نقشبندی: انوارِ مرتضوی (اردو ترجمہ مکتوبات عربی و فارسی) مطبوعہ صفحہ ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱

۱۰۲ جذباتِ سعید، صفحہ ۲۳

۱۰۳ محبوب سیال، صفحہ ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۳۴، جذباتِ سعید، صفحہ ۲۳، ۳۱، ۹۷، ۱۰۱

۱۰۴ محبوب سیال، صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶

۱۰۵ جذبات سعید، صفحہ ۱۵۷

۱۰۶ محبوب سیال، صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳

marfat.com

۱۰۷ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۱۰۲

۱۰۸ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۱۰۲

۱۰۹ محبوب سیال، صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹

۱۱۰ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۱۰۲

۱۱۱ انوارِ شمسیہ، صفحہ ۸۷، ۱۰۳

۱۱۲ جذباتِ سعید، صفحہ ۱۵۸

۱۱۳ مرآۃ العاشقین (فارسی)، صفحہ ۲۳۴

۱۱۴ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، جنوری ۱۹۸۰ء، صفحہ ۲۸۲

۱۱۵ یادِ ایام، صفحہ ۴۰، ۴۱

۱۱۶ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، جنوری ۱۹۸۰ء، صفحہ ۲۸۲

۱۱۷ ہوالمعظم، صفحہ ۳۲۰، ۳۲۱

۱۱۸ محبوب سیال، صفحہ ۳۴

۱۱۹ یادِ ایام، صفحہ ۴۷، ۴۸

۱۲۰ انوارِ قمریہ، صفحہ ۱۲۸

۱۲۱ مکتوب گرامی حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی بنام مولف

۱۲۲ یادِ ایام، صفحہ ۴۸، ۴۹

۱۲۳ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، جنوری ۱۹۸۰ء، صفحہ ۱۴۷

۱۲۴ محبوب سیال، صفحہ ۳۴، ۳۵

۱۲۵ روئداد دار العلوم سیال شریف ۱۹۷۷ء، صفحہ ۹

۱۲۶ مہر منیر، صفحہ ۳۹۷

marfat.com

۱۲۷ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، جنوری ۱۹۸۰ء، صفحہ ۱۴۷

۱۲۸ جذبات سعید، صفحہ ۱۴۷

۱۲۹ حضرت مولانا غلام حسین مگھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بھی بسیار کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہوئے البتہ امر معروف پر ان کے تائیدی دستخط ملتے ہیں۔ مولف

۱۳۰ حضرت حکیم مولوی محمد اکرم بہاول پوری رحمۃ اللہ علیہ کا بہاول پور، دروازۂ ملتانی میں مطب تھا۔ محمد علی چشتی: سرکاری جنتری ۱۹۱۷ء مطبوعہ صادق الانوار سٹیم پریس، بہاول پور، (حکماء وڈاکٹر شہر بہاولپور)

حضرت حکیم مولوی محمد اکرم بہاول پوری کے ایک فرزند حکیم مولوی محمد اشرف مرحوم تھے۔ جناب محمد حسن میرانی نوشاہی ساکن بہاول پور نے حکیم صاحب مرحوم کے حالات وسوانح کی تلاش میں بڑی سرگرمی دکھائی لیکن کامیابی حاصل نہ ہوئی تاہم تلاش و جستجو جاری ہے۔ مولف

مکتوبات مہریہ میں آپ کا ایک مکتوب میں ذکر ملتا ہے، جو درج ذیل ہے۔

معظمی ومکرمی جناب صاحبزادہ محمد امین صاحب ومحمد چراغ صاحب لازال محفوظین ومسرورین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امابعد حسب تحریر مخلصی مسمی مولوی محمد اکرم حال مقیم ریاست بہاول پور مکلفِ ام کہ بعد ملاحظہ رقیمہ او کہ داخل لفافہ ہذا مرسولہ خدمت است سفارش نامہ بجانب عبدالمالک بحق نامبردہ ترقیم فرمایند والسلام راقم الحروف آج بشب شنبہ تونسہ شریف کو بعد ازاں پاک پتن شریف کو روانہ ہو جائے گا۔

الراقم داعی ومستدعی مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

مذکورہ مکتوب شریف حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد امین چکوڑوی اور حضرت مولانا محمد چراغ چکوڑوی کی طرف تحریر فرمایا جس میں مولوی عبدالمالک مشیر مال ریاست

marfat.com

بہاول پور کی طرف حضرت مولوی محمد اکرم بہاول پوری کی سفارش کے لئے فرمایا ہے۔

محبوب سیال صفحہ ۹۹ پر لکھا ہے۔

اَیک دفعہ مولوی محمد اکرم صاحب نے جو ریاست بہاول پور میں ملازم تھے، عرض کیا۔ غریب نواز! اتنی مدت حاضر ہوتے گزری لیکن اب تک کچھ حاصل نہ ہوا، سمند عمر رواں رواں ہے اور ہم اسی طرح ہیں، نہ حصول، نہ وصول چونکہ قسمت سیدھی تھی اور آپ پر کوئی خاص وقت تھا، نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا، بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

بیخود اسے دیکھ کے انساں ہو تو کیا ہو؟
وہ آنکھ تھی، اعجاز تھا، جادو تھا، کیا تھا!

ہوش میں آیا تو سارا دن تالاب پر بیٹھ کر روتا رہا، شام کے قریب آپ نے بلوا کر خلافت عطا کی۔

گاہے بہ سلامے بہ رنجند و گاہے بہ دشنامے انعام دہند

marfat.com

خلفاءِ کرام

marfat.com

حضرت خواجہ سیّد قائم علی شاہ ترمذی

ولادت اور خاندان

آپ ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۸۱۰ء کو غور غشتی ضلع اٹک، علاقہ چھچھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ترمذی سادات خاندان سے ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید مردان علی شاہ ترمذی ہے، جن کے آباؤ اجداد غزنی (افغانستان) سے ہجرت کر کے پنجاب میں غور غشتی کے مقام پر رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ یہیں انہوں نے زمینیں خریدیں اور کھیتی باڑی شروع کر دی۔

غزنی میں آپ کے جدامجد حضرت سید محمد روحانی رحمۃ اللہ علیہ مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کا شجرۂ نسب چند واسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

پاکستان میں آپ کے ایک بزرگ حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا کوہستانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جن کا مزار شریف بُنیر، صوبہ سرحد میں مرجع خلائق ہے۔ آپ سلسلۂ چشتیہ میں حضرت سید سالار رومی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ حضرت سید علی ترمذی (م ۹۹۱ھ) کے مزار شریف سے لاتعداد مخلوقِ خدا اب بھی فیض یاب ہو رہی ہے۔ آپ کی اولاد تقریباً ہر علاقہ میں ملتی ہے۔

تعلیم و تربیت

آپ نے علوم مروّجہ کی تحصیل غور غشتی اور چھچھ کے علماء سے کی۔

marfat.com

برادر کلاں

آپ کے بڑے بھائی کا نام حضرت سید غازی احمد شاہ ترمذی ہے جو حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے مُرید اور خلیفہ تھے۔ ساری عمر سیال شریف میں گزاری۔ سیال شریف علیل ہوئے تو اپنے مرشد کریم سے رخصت طلب کی اور غور غشتی واپس آ گئے۔ غور غشتی میں وصال ہوا(۱) جناب سید منور شاہ صاحب مزید لکھتے ہیں۔ حضرت سید غازی شاہ بردار سید قائم شاہ نے شادی نہیں کی تھی۔ اُن کے متعلق صرف اتنے ہی کوائف معلوم ہیں کہ وہ اوائل عمر میں ہی گھر سے چلے گئے تھے۔ بعد میں کسی ذریعے سے پتہ چلا کہ وہ سیال شریف میں ہیں۔ اب یہ کسی کو معلوم نہیں کہ وہ سیال شریف کیسے اور کس کے ذریعے سے پہنچے۔ پیر سید قائم شاہ صاحب بعد از اطلاع سیال شریف روانہ ہو گئے۔ اس زمانے میں اکثر سفر پیدل یا اونٹوں پر ہی ہوتا تھا۔ منزلِ مقصود پر پہنچنے کے بعد بھائی سے ملاقات ہوئی اور ان کی وساطت سے اعلیٰ حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوئے، اب معلوم نہیں وہاں کتنا عرصہ گزارا، البتہ یہ بتایا جاتا ہے کہ بھائی کے بیمار ہونے پر سید قائم شاہ صاحب انہیں لے کر گھر آ گئے جہاں ان کا وصال ہوا۔ انہیں گاؤں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس زمانے میں قبریں پختہ نہ ہوتی تھیں۔ اب کسی کو وہ جگہ بھی معلوم نہیں۔

سیال شریف حاضری اور بیعت

جب حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کی فیض گستری کا شہرہ صوبہ سرحد میں پہنچا تو حضرت سید قائم علی شاہ صاحب کے دل پر اس کا بہت اثر ہوا۔ ایک روز آپ کھیت میں ہل چلا رہے تھے کہ جذبۂ شوق نے سینہ کے اندر جوش مارا۔ آپ نے اپنے بیلوں وغیرہ کو وہیں چھوڑا اور سیال شریف کی طرف پاپیادہ چل پڑے، جب جان جوکھوں کے سفر کے بعد سیال شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ جس محبوب کی محبت انہیں کھینچ لائی ہے وہ تو وصال فرما گئے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی نے

marfat.com

آپ کو بہت تسلی دی اور بیعت فرما کر رخصت کر دیا۔(۲)

شیخ سے محبت

آپ کو اپنے مرشد سے والہانہ عشق تھا، پاپیادہ سیال شریف تشریف لے جاتے تھے۔آپ کی اولاد کی بھی سیال شریف اور شیخ کامل سے محبت وخلوص اور سپردگی کس حد تک تھی؟ایک واقعہ آپ کے پوتے سید منور شاہ صاحب ڈائریکٹر (ریٹائرڈ) واپڈا، لاہور اپنی پھوپھی صاحبہ سے اس طرح نقل کرتے ہیں۔

ایک دفعہ سیال شریف کے قوال غور غشتی آئے۔والدِ ماجد کے گھر ٹھہرے۔ان دنوں میں بھی والدین کے گھر آئی ہوئی تھی۔قوالوں کے کپڑے میلے ہو گئے تو میں نے منگوا کر دھونے شروع کیے، اتنے میں میرا شوہر آیا تو انہوں نے پوچھا کہ یہ کس کے کپڑے ہیں؟

میں نے کہا۔ہمارے مرشد کامل کے ہاں سے قوال آئے ہیں، ان کے کپڑے ہیں جو میں دھو رہی ہوں۔انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا کہ آپ نامحرموں کے کپڑے کیوں دھو رہی ہیں؟میں نے انہیں جواب دیا۔یہ تو انسان ہیں اگر میرے شیخ کا کتا بھی آتا تو میں اس کے پاؤں دھونے میں اپنی سعادت سمجھتی۔جس رویہ کا اظہار آپ نے میرے مرشد کامل کے متعلق کیا ہے، اس کے بعد میرے اور آپ کے راستے جدا ہو گئے پھر ساری عمر اپنے شوہر کے گھر نہیں گئی اور بقایا عمر اپنے والدین کے گھر گزار دی۔

جناب سید منور شاہ صاحب سے ہی منقول ہے۔جب میں بچہ تھا اور غور غشتی میں پھوپھی جان کے پاس رہتا تھا تو ایک عورت ان کے پاس آئی اور کہا کہ میری بچی کا بچہ ہونے والا ہے، وہ اس وقت بہت تکلیف میں ہے۔آپ کچھ دم کر دیں تو میری پھوپھی صاحبہ کپڑے میں لپٹی ہوئی جوتیوں کا جوڑا لائی۔اس کی ایڑی پانی میں ڈبو کر اس عورت کو دے دیا۔

marfat.com

میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ جوتیاں میرے چچا جان حضرت سید غازی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ بوقت وصال پہنے ہوئے تھے اور ان ہی میں وہ سیال شریف سے واپس آئے تھے۔ انہوں نے کھدر کا ایک کرتا بھی دکھایا جو کافی بڑے سائز کا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے چچا جان ایک پہلوان تھے، کافی تن وتوش کے مالک تھے۔ (۳)

تونسہ مقدسہ حاضری اور عطائے خلافت

آپ نے حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی کے ہمراہ تونسہ مقدسہ کا سفر پاپیادہ طے کیا اور مرشد کامل کی محبت کا یہ عالم تھا کہ حضرت خواجہ سیالوی نے حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ کے مزار اقدس پر آپ کا سر غلاف کے اندر کر کے خواجہ تونسوی کی حضوری میں پیش کر دیا۔ جب واپس سیال شریف آئے تو حضرت ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہ نے آپ کو خلافت عطا فرما کر علاقہ ونہار میں تبلیغ دین کے لئے بھیجا۔

سلسلۂ رشد وہدایت

آپ نے علاقہ ونہار کے شہر چک مصری کو اپنا مرکز بنایا اور اس علاقہ کے لوگوں کو مُرید بنا کر اپنا سلسلۂ طریقت جاری کر دیا۔ آپ وہاں کافی عرصہ قیام پذیر رہے۔ بے شمار مخلوق خدا کو فیض یاب کیا۔ بعد ازاں کلر کہار تشریف لائے۔ یہاں مستقل قیام کر کے لوگوں کو راہِ حق کی تبلیغ کی۔

حضرات چاچڑوی سے عقیدت

خواجہ محمد نصیر الدین چاچڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے صحبتی پیر تھے۔ حضرت ثانی لاثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسب الارشاد آپ نے ان سے فیضانِ صحبت اٹھایا

marfat.com

تھا۔آپ کو حضرت خواجہ نصیرالدین چاچڑوی اور حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز چاچڑوی سے بہت محبت تھی، ان کی صحبتیں اٹھائیں۔سفروحضر میں ان کے ساتھ رہے۔

مولوی ممتاز علی ایم۔اے لکھتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت قلندر صاحب کے ہمراہ شاہ صاحب اور میں دونوں اکٹھے سیال شریف جارہے تھے۔اس وقت شاہ صاحب کی عمر مبارک ۱۲۰ سال سے زیادہ تھی لیکن کمر باندھ کر میرے ساتھ پیدل چلتے تھے۔کمر بالکل سیدھی تھی اور چہرہ سرخ وسفید تھا۔راستے میں ایک درخت دیکھ کر فرمانے لگے۔مجھے اس کے پتوں اور شاخوں میں ہر رنگ کی روشنیاں نظر آرہی ہیں۔(۴)

آپ کو حضرت خواجہ محمد نصیرالدین چاچڑوی قدس سرہ سے غایت درجہ محبت اور الفت تھی، جس کا اظہار ایک موقع پر مولوی ممتاز علی صاحب (چکوال) سے بایں الفاظ کیا۔

ایک روز فرمانے لگے۔حضرت مولوی محمد نصیرالدین چاچڑوی صاحب کا مجھ پر اتنا احسان ہے کہ میں چاہتا ہوں، ایک ٹوکرے میں حضرت مولوی صاحب کا پاخانہ بھرا ہو، وہ ٹوکرا میں نے سر پر اٹھا رکھا ہو، وہ پاخانہ رس رس کر میری داڑھی کے بالوں کو تر کر رہا ہو تو تب میرے دل کی حسرت پوری ہوتی ہے۔

حضرت حافظ محمد قاسم صاحب ساکن جیٹھل نے اپنے جدِ امجد فقیر مہدی خان مرحوم کی روایت سے بیان کیا۔ایک بار حضرت خواجہ محمد نصیرالدین چاچڑوی، حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ کی معیت میں تونسہ مقدسہ تشریف لے گئے تو حضرت سید قائم علی شاہ بھی تونسہ مقدسہ پہنچ گئے۔تونسہ مقدسہ سے روانگی ہوئی تو آپ پاپیادہ کافی دنوں بعد چاچڑ شریف پہنچے۔راستہ میں کسی سے روٹی طلب نہ کی۔دو مقامات پر بہت تھوڑی روٹی ملی۔چاچڑ شریف پہنچے تو نہایت نحیف ونزار حتیٰ کہ زبان مبارک سے بات نہ نکلتی تھی۔

marfat.com

حضرت چاچڑوی نے پوچھا۔

کیا راستے میں کہیں سے روٹی بھی کھائی؟

عرض کیا۔ جناب نے روٹی مانگنے سے منع فرمایا تھا لہٰذا کہیں سوال نہ کیا۔

اسی لمحہ حضرت چاچڑوی نے آپ کو گلے لگا کر تُوڑ علی تُوڑ کیا اور فرمایا۔

''قیامت تک آپ کو روٹی کی کمی نہ ہوگی''۔ آپ کو حضرت خواجہ محمد نصیر الدین چاچڑوی کی محبت ،شفقت کا وافر حصہ بھی ملا۔

حلیہ اور لباس

آپ کا رنگ پٹھانوں کی طرح بالکل گورا یعنی سرخ و سفید تھا۔ قد نہ دراز نہ پست بلکہ درمیانہ درجہ سے کچھ کم۔ خدوخال اور اعضاء نہایت نرم و نازک ،لباس بالکل سادہ غالباً کھادی کا۔ سر پر کبھی ٹوپی، کبھی پگڑی۔ (۵)

بقول سید منور شاہ صاحب آپ کا قد قریباً پانچ فٹ تھا۔ رنگ سفید، آنکھیں بھوری اور جسم ہلکا تھا۔ آپ ہمیشہ کھدر کا لباس پہنتے تھے۔ کھدر کی شلوار، کُرتا اور واسکٹ ہوتی تھی۔ سر پر ٹوپی کے اوپر ململ یا کھدر کا کپڑا جو گئے یا سبز رنگ کا لپیٹتے تھے اور کپڑے کے دونوں کناروں کے شملے بنا لیتے تھے۔ خوراک بہت سادہ تھی اور اکثر فاقہ کشی ہی کرتے تھے۔ آخری عمر تک بینائی صحیح تھی اور صحت بھی۔

معمولات

آپ ہمہ وقت قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے یا دیوان حافظ اور دیوان رحمان بابا، جو پشتو زبان میں ہے۔ زیر مطالعہ رہتا تھا۔ وظائف چشتیہ کے بھی پابند تھے۔ آپ کی عمر مبارک ۱۲۰ سال سے زیادہ ہی تھی۔ اتنی عمر کے باوجود دور دراز کے سفر پیدل کرتے تھے۔ (۶)

marfat.com

اخلاق واطوار

آپ انتہائی عبادت گزار، شریعت مطہرہ کے پابند اور پابند صوم وصلوٰۃ بزرگ تھے۔ نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا۔ آپ صاحب وجد وسماع بزرگ تھے۔

حضرت مولوی ممتاز علی ایم۔اے لکھتے ہیں۔

مجھے ان سے کئی بار ہمسفر و ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے لیکن میں نے انہیں نہایت سادہ مزاج، کم گو، بے ریا اور صدق وصفا سے مملو پایا۔(۷)

مختلف اطراف و جوانب سے آنے والے برادرانِ طریقت جو براستہ کلر کہار سیال شریف جاتے تھے، ان کے ہاں ہی قیام کرتے تھے اور آپ پیر بھائیوں کی خوب خاطر مدارات کرتے تھے۔ بہترین گھڑسوار تھے۔

کرامات

آپ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے، بے شمار خوارق آپ سے ظہور میں آئے۔ آپ کے ایک مخلص مُرید ملک محمد انور صاحب ساکن کلر کلہار نے مؤلف کو بتایا۔

غلام حبیب پشاوری باغات کی ٹھیکیداری کا کام کرتے تھے۔ ایک دفعہ مکڑی کا حملہ ہوا۔ خوش قسمتی سے حضرت خواجہ سید قائم علی شاہ صاحب پشاور میں مقیم تھے۔ غلام حبیب پشاوری نے خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مکڑی نے سخت تباہی مچا رکھی ہے۔ اس کے انسداد اور ازالہ کے لئے دعا فرمائیں۔

آپ نے ٹین پر ایک تعویذ لکھ دیا۔ ٹین بجانے سے مکڑی نے دوسرے باغوں کو برباد کیا لیکن

marfat.com

غلام حبیب پشاوری کا باغ صحیح وسالم رہا۔

کلر کہار کے ایک آدمی نے عرض کیا کہ میرے کھیتوں میں سانپ بہت ہیں۔آپ نے ایک تعویذ لکھ کر دیا تو سانپ آناً فاناً غائب ہو گئے اور سانپوں کا نام ونشان تک ختم ہو گیا۔آج تک اس کے کھیتوں میں سانپ نہیں دیکھا گیا۔

مولوی ممتاز علی ایم۔اے، چکوال لکھتے ہیں۔

ایک دفعہ سید قائم علی شاہ صاحب بھون (چکوال) تشریف لائے تو میں نے اپنے ایک ہجولی مسمّی اللہ دتہ ساکن بھون کو ان سے بیعت کرانے کے بعد شرارتاً عرض کیا کہ مجھے آپ بیعت فرمائیں۔کچھ دیر توقف وتامل کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

''تم نے پہلے کسی سے بیعت کی ہوئی ہے کہ نہیں''؟

میں نے شرمسار ہو کر عرض کیا۔

''میں نے پہلے بیعت کی ہوئی ہے''۔(۸)

مُریدین

آپ کے مُریدین کی تعداد بے حساب ہے، جو برصغیر پاک وہند کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں مثلاً دہلی، کلکتہ، بمبئی، کراچی، پشاور، علاقہ ونہار، دھنی اور کہون وغیرہ۔

مرض

جب آپ بیمار ہوئے تو آپ کے فرزند ارجمند حضرت سید غازی احمد شاہ صاحب نے آپ کی بیماری کی اطلاع حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز چاچڑوی المعروف قلندر کریم قدس سرہ کو چاچڑ شریف بذریعہ مکتوب دی۔آپ نے جوابی مکتوب میں تحریر فرمایا۔

marfat.com

میرے پیارے شاہ صاحب غازی شاہ

السلام علیکم۔ مدت کے بعد آپ کا کارڈ آیا، دُعا خیر کی گئی ہے اور ہر وقت دعا گو ہوں۔ خداوندِ کریم جناب شاہ صاحب کو صحت کاملہ بخشے اور خیریت کی خبر سناوے۔ آمین

گھر میں دعوات، عزیزوں کو پیار۔ جناب کی خدمت میں سلام عرض کریں اور بہت بہت بیمار پرسی کریں۔ (۹)

وصال شریف

آپ چند دن بیمار رہ کر ۲۸۔ ذی قعدہ ۱۳۴۷ھ مطابق ۹۔ مئی ۱۹۲۹ء بروز پنجشنبہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مدفن

آپ کو پہلے گاؤں کے قبرستان میں امانتاً دفن کیا گیا۔ بعد میں جب گھر کے قریب جگہ بن گئی تو یہاں منتقل کیا گیا۔ ایک سال کے بعد جب آپ کا تابوت مبارک نکالا گیا تو اصلی حالت میں صحیح وسالم تھا۔ سبحان اللہ

قطعہ تاریخ وصال

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے تاریخ وصال کہی ہے۔

خواجہ سید قائم علی شاہ صاحب

۱۹۲۹ء

خواجہ قائم علی افتخارِ جہاں
سیدِ ذی علیٰ زبدۂ کاملاں

marfat.com

بست وہشتم زذی قعدہ پنج شنبہ روز
بست رخت حیات از جہاں ناگہاں
سالِ ترحیل اوگفت فیض الامیں
رفت قائم علی سوئے دارالجناں

۱۳۴۷ھ

حضرت چاچڑوی کا تعزیت نامہ

میرے پیارے مہربان غازی شاہ صاحب

السلام علیکم۔ کارڈ آمدہ سے معلوم ہوا کہ جناب شاہ صاحب رحلت فرما گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

دل کو سخت صدمہ پہنچا کہ ایسے بزرگ چیدہ آدمی آپ کے سر کے تاج جدا ہو گئے۔ خیر بجز صبر کوئی چارہ ہی نہیں آخر کار ہر بشر کا یہی راستہ ہے۔

خداوند کریم ان کو غریق رحمت فرماوے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے آمین۔ اب آپ بجائے شاہ صاحب ہو۔ ہر طرح کا خیال ضروری درکار ہے۔ آپ دانا ہیں۔ دیگر آپ نے کچھ بھی نہیں لکھا کہ کس تاریخ، کس دن، کس وقت اور کس طرح وفات ہوئی؟ صرف لکھا ہوا تھا کہ شاہ صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ بندہ بیمار ہے ورنہ حاضر ہو کر ہمدردی کی جاتی۔ لاچار ہوں، معاف فرمادیں۔ میری طرف سے گھر میں بہت بہت پرچا دیں۔

دُعا گو، محمد عبدالعزیز چشتی نظامی سلیمانی شمسی از چاڑ شریف، شاہ پور (۱۰)

(مورخہ ۱۱ر مئی ۱۹۲۹ء)

marfat.com

ایک دوسرے مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

میرے پیارے شاہ صاحب

السلام علیکم۔ دوبارہ کارڈ ملا۔ پہلے کا جواب کل دیا گیا تھا۔ آج تمام حال روشن ہوا مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ خداوند کریم شاہ صاحب کو غریق رحمت فرماویں۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔

اب آپ شاہ صاحب کی جگہ ہو۔ خداوند کریم آپ کو بمع بال بچہ سلامت رکھے۔ اندرون خانہ دعوات کے بعد واحد مضمون۔

جناب شاہ صاحب کی پیاری پیاری صورت اور میٹھی میٹھی گفتگو یاد آتی ہے تو ناگہاں آہ نکل جاتی ہے مگر کیا چارہ ہے۔

دعا گو، محمد عبدالعزیز چشتی نظامی سلیمانی شمسی (مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۹ء) (۱۱)

اولاد امجاد

آپ کے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

۱ حضرت سید محمد عظیم شاہ ترمذی

آپ حضرت پیر قائم شاہ ترمذی کے بڑے بیٹے تھے۔ ان کا قیام غور غشتی میں ہی رہا۔ جوانی میں ملازمت کے لئے کراچی رہے پھر واپس گاؤں آ گئے۔ والدہ کی وفات کے بعد بہن اور اس کے بچوں کو اپنے گھر لے آئے تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کریں۔ انہوں نے شادی نہیں کی۔ خاموش طبیعت اور عبادت گزار تھے۔ اُن کا دستور تھا کہ صبح کی نماز کے بعد بلاناغہ والدہ کی قبر پر فاتحہ کے لئے جاتے تھے وہاں سے واپس آ کر مسجد میں چاشت کی نماز ادا کرتے تھے۔ یہ اُن کا معمول تھا۔ کچھ دنوں کے لئے کلر کہار بھی آتے تھے مگر زیادہ وقت بہن کے ساتھ غور غشتی میں رہا۔ اُن کی خوراک نہایت سادہ،

marfat.com

مشغلے کے طور پر چارپائیوں کی پھولدار بُنائی کرتے تھے۔لوگ شادی کے لئے چارپائیاں اُن سے بُنواتے تھے مگر یہ تو نہ کسی سے اجرت لیتے تھے اور نہ ہی کسی کے گھر کا کھانا کھاتے تھے۔لوگوں کے کاموں میں اتنی محنت کرتے تھے مگر کھانے کے وقت اپنے گھر آجاتے تھے اور بُنائی میں جو پھول بناتے تھے وہ حیران کن ہوتے تھے اور بُنائی بھی ایسی کہ اگر چارپائی پر پانی گرایا جائے تو نیچے نہ نکل سکے، سب خدمت خلق کے لئے جس دن اُن کی وفات ہوئی تھی، اس دن والدہ کی قبر پر جانے سے پہلے اپنی بہن کو کہا کہ آج پانی گرم کر رکھنا میں آکر نہاؤں گا اور میرے لئے کپڑے بھی نکال رکھیں اور دوسرے یہ کہ آج میرا چاول کھانے کو جی چاہتا ہے۔یہ بتا کے وہ حسب معمول والدہ کی قبر پر فاتحہ کے لئے چلے گئے ۔ایک شخص نے ان کی وفات کے بعد بتایا کہ عظیم شاہ والدہ کی قبر کے ساتھ لیٹے ہوئے تھے۔فاتحہ کے بعد وہ مسجد آئے اور چاشت کی نماز ادا کی ان کے دوست آشنا ہر روز کی طرح جمع تھے۔ان سے تبادلۂ خیال کرتے رہے حتی کہ وہ ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے جب یہ اکیلے رہ گئے تو چادر اوڑھ کر چارپائی پر لیٹ گئے جب دوپہر کے کھانے کا وقت ہوا تو ان کی بہن نے اپنی پوتی کو باہر بھیجا کہ بابا کو کھانے کے لئے بُلا لاؤ جب وہ حجرہ میں گئی تو بابا کو آوازیں دینے لگی تو جواب نہ ملا۔ایک شخص اتنے میں آگیا۔اس نے دیکھا کہ بابا نے چادر تان رکھی ہے اور ایک پاؤں سرک کر چادر سے باہر نکلا ہوا ہے۔اس نے بھی آوازیں دیں جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے چادر اٹھائی تو بابا پرسکون ابدی نیند سوئے ہوئے تھے۔وہاں سے لوگ اٹھا کر گھر لائے۔صبح جو نئے کپڑے نکلوا کر گئے تھے، وہ پہنائے گئے۔گرم پانی سے غسل دیا گیا اور چاول مسکینوں کو کھلائے گئے۔اپنے والد کی جائیداد میں اپنا حصہ بھی چھوٹے بھائی سیّد غازی شاہ کے نام کر دیا تھا۔ان کی قبر غور غشتی میں قرآن وحدیث کے جید علماء کے پہلو میں ہے۔

سیّد محمد عظیم شاہ ترمذی ۲۳ صفر ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۴۴ء بروز ہفتہ فوت ہوئے۔(۱۲)

حضرت سیّد محمد عظیم شاہ ترمذی کی قبر کے قریب دو مشہور عالم حدیث وفقہ مدفون ہیں، ان کے

marfat.com

نام حضرت مولانا شہاب الدین صاحب (بڑے مولوی صاحب) اور حضرت مولانا نصیر الدین صاحب (چھوٹے مولوی صاحب) ہیں۔ ان حضرات کے درس میں افغانستان اور آزاد قبائل کی کثرت تھی۔ ان کا شہرہ دور دور تک تھا۔ ان حضرات نے اپنی زندگیاں حدیث اور فقہ کی تبلیغ کے لئے وقف کی ہوئی تھیں۔ صبح کی نماز سے ظہر کی نماز تک درس ہوتا تھا۔ عام طور پر طلباء گاؤں کے قبرستان کے نزدیک ایک بڑے میدان میں ان کے گرد دائرے کی شکل میں بیٹھتے تھے۔ یہ سلسلہ اب بھی ان کی اولاد نے جاری رکھا ہوا ہے۔ مگر وہ بات نہیں جو ان کے زمانے میں تھی۔ طلباء کی تعداد بہت کم ہے۔ (۱۳)

حضرت سید غازی احمد شاہ ترمذی

حضرت سید منور شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ سید قائم علی شاہ کے چھوٹے فرزند تھے۔ ان کا نام آپ نے اپنے مرحوم بھائی کے نام پر رکھا تھا۔ یہ چونکہ آخری اولاد تھے، اس لئے والدین کی بھرپور محبت اور توجہ کا مرکز تھے جب وہ تھوڑے سے ہوشمند ہوئے تو حضرت سید قائم علی شاہ نے ان کو ہمیشہ اپنے پاس رکھا اور ان کی ذاتی طور پر تربیت کی تاکہ آئندہ جو ذمہ داری ان کو سونپی جانی ہے اس کے لئے وہ اخلاقی اور روحانی طور پر تیار ہو سکے۔ ان کی پہلی شادی پشاور میں حافظ غلام غوث صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی، جو آپ کے والدِ ماجد کے مُرید تھے۔ شادی سے پہلے سید قائم علی شاہ صاحب بمعہ سید غازی شاہ صاحب کلر کہار میں ایک مُرید کے گھر میں رہتے تھے۔ اب اپنی جگہ کی ضرورت تھی جس کے لئے غازی شاہ صاحب نے غور غشتی میں اپنی کچھ زمین فروخت کی اور اپنا علیٰحدہ گھر بنایا۔ یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں کلر کہار میں سید قائم علی شاہ صاحب اور سید غازی شاہ صاحب کا مزار ہے۔ سید غازی شاہ صاحب کی سکولی تعلیم واجبی سی تھی صرف اردو لکھ پڑھ لیتے تھے۔ بچپن سے لے کر جوانی تک ان کی ہر قسم کی تربیت اپنے والد

marfat.com

صاحب کے ہاتھ سے انجام پذیر ہوئی۔ آپ بہت خوبصورت اور جامہ زیب انسان تھے۔ جوانی میں لمبی مونچھیں رکھتے تھے اور داڑھی منڈھاتے تھے۔ چاچڑ شریف تحصیل خوشاب کے خواجہ محمد عبدالعزیز چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی آپ پر توجہ خاص تھی۔ ان ہی کے حکم پر آپ نے داڑھی رکھ لی۔ ان کی بیعت سیال شریف تھی البتہ ہم دو بھائیوں کی بیعت ہماری نابالغی کے زمانے میں ہی خواجہ محمد عبدالعزیز چشتی رحمہ اللہ علیہ کے دستِ حق پر کروائی تھی سید غازی شاہ صاحب نے دوسری شادی پشاور کے ایک سید گھرانے سے کی مگر ان سے کوئی اولاد نہ تھی۔ ان کی وفات کلر کہار میں ہوئی۔ تیسری شادی کلر کہار کے ایک اعوان گھرانے کی بیوہ سے کی جن سے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ آپ کے مُرید علاقہ ونہار اور پشاور میں ہیں۔ جس رات آپ کا وصال ہونا تھا۔ اس شام کو آپ نے اپنے چند مخصوص مُریدوں کو بلا کر کہا کہ ایک مُرید نے عرس کے لئے ایک درخت دیا ہے۔ آپ لوگ کل صبح اپنے ساز و سامان کے ساتھ تیار ہو کر آئیں تا کہ وہ درخت کاٹ کر لے آئیں۔ شام کی نماز باہر روضے میں ہی ادا کی اور کام کے متعلق لوگوں کو ضروری ہدایات دیتے رہے۔ اس کے بعد گھر کے اندر آ گئے۔ اتنے میں عشاء کا وقت ہو گیا۔ آپ نے بیوی صاحبہ کو کہا کہ میری طبیعت اچھی نہیں، میرا کھانے کو جی نہیں چاہتا البتہ آپ ایسا کریں کہ ایک چھوٹا سا روٹی کا ٹکڑا چولہے کی آگ کے سامنے رکھ دیں کہ وہ سوکھ جائے اور جی چاہا تو عشاء کی نماز کے بعد کھائیں گے پھر آپ نے عشاء کی نماز گھر میں ہی شروع کی جب آخری رکعت ختم ہوئی تو آپ ایک طرف جھک گئے۔ بیوی صاحبہ گھر میں اکیلی تھیں۔ تینوں بچے چھوٹے تھے۔ آپ نے باہر نکل کر شور مچایا۔ محلے کے لوگ آ گئے۔ اس وقت آپ بے ہوش تھے۔ آپ کو چارپائی پر لٹایا گیا اور اس طرح ان کا سفر انجام پذیر ہوا۔ آپ ۲۶ جنوری ۱۹۵۵ء کو فوت ہوئے۔ (۱۴)

حلیہ

سید غازی شاہ صاحب میانہ قد اور فربہ جسم کے تھے۔ آپ کا رنگ سفید تھا۔ شروع میں داڑھی

marfat.com

منڈھاتے تھے مگر مونچھیں بہت بڑی بڑی تھیں جس کی وجہ سے ان کے چہرے پر جلال اور نکھار تھا۔ آپ مردانہ حُسن کے بہترین شاہکار تھے۔ آپ کے مرشد حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ان سے عشق کی حد تک محبت کرتے تھے۔ بعد میں مرشد کے حکم پر داڑھی رکھ لی مگر مشین پھروا تے تھے۔

لباس وخوراک

آپ ہمیشہ بہت قیمتی لباس پہنتے تھے۔ زندگی کے آخری دم تک بوسکی کی قمیض اور لٹھے کی شلوار پہنتے تھے۔ پنجابی جوتی تلے دار یا مقیش استعمال کرتے تھے۔ کوٹ درمیانے سائز کا سر پر تلے دار کلاہ اور مشہدی لنگی ہوتی۔ ٹوپی کبھی نہیں پہنی۔ پشاور کے ایک مشہور ٹیلر سے اکٹھے کپڑے سلواتے۔

۱۹۳۶ء میں ہم دوں بھائیوں نے جب وہ پشاور آئے انہیں مجبور کیا کہ آپ ہمارے ساتھ تصویر اتروائیں۔ اس سے پہلے انہوں نے تصویر نہیں اتروائی تھی۔ انہوں نے ہماری بات مان لی لیکن اس شرط پر کہ پشاور کے سب سے بہترین اور مہنگے فوٹو گرافر سے تصویر کھوائیں چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد انہوں نے کوئی تصویر نہیں کھوائی۔

خوراک تھوڑی لیکن بہترین کھاتے تھے۔ وہ خود شکار کرتے تھے کلر کہار میں شکار کی فراوانی تھی۔ اس لئے شکار کا گوشت بھی استعمال کرتے تھے۔ مرغی یا بکرے کا گوشت بھی استعمال کرتے تھے۔ گائے کا گوشت شاذ و نادر، صرف کباب کی شکل میں۔

معمولات

آپ صبح کی نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے پھر درود شریف اور اسمائے ربانی کا ورد کرتے اور آخر میں شجرہ خاندان چشتیہ پڑھتے تھے۔ دعا کے بعد ناشتہ کرتے جس کتاب سے پڑھتے وہ ہاتھ سے لکھی ہوئی خوبصورت رسم الخط میں تھی۔ اس کے اوراق بہت ضعیف ہو گئے

marfat.com

تھے۔ میں نے کلر کہار سے لاکر ورق پر پلاسٹک کا کور چڑھا دیا جیسے شناختی کارڈ پر ہوتا ہے۔ اب یہ تحفہ محفوظ ہو گیا ہے۔ یہ کام ان کی وفات کے بہت بعد ہوا کیونکہ کتاب کلر کہار میں تھی۔ اب میرے پاس ہے۔

دن کو عام لوگوں اور مُریدوں سے ملتے تھے، تعویذ دیتے، دم کرتے۔ دوستوں کا جمگھٹا رہتا۔ کبھی شکار کو نکل جاتے۔

اخلاق واطوار

آپ بہت نرم دل اور مخلص تھے۔ ہر ایک سے ہمدردی کرتے۔ انتقامی جذبہ نام کو نہ تھا اگر کوئی برائی بھی کرتا تو کچھ نہ کہتے۔

ذوق سماع

آپ قوالی شوق سے سنتے تھے۔ سارنگی کی آواز کو پسند کرتے تھے۔ اچھے شعراء کا کلام خوش آواز گویوں سے سننے کا موقع ملتا تو اس سے استفادہ کرتے تھے۔

شیخ طریقت سے محبت

حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز چاچڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مُرید سید غازی شاہ صاحب سے بہت ہی محبت کرتے تھے بلکہ عشق کی حد تک۔ باقاعدگی سے خطوط سے نوازتے تھے۔ والدہ بتا رہی تھیں کہ حضور کے خطوط میں نے تو سنبھال کر رکھے تھے۔

غازی شاہ صاحب بھی اپنے مرشد سے والہانہ پیار کرتے تھے جب حضور چوباسیدن شاہ میں مزار کے قریب خیمہ زن ہوئے تو غازی شاہ صاحب اکثر وہاں جاتے اور کئی کئی دن مقیم رہتے اور مرشد

marfat.com

سے راز و نیاز کی باتیں ہوتیں۔ یہ حضور کا آخری پھیرا تھا۔ اس کے بعد ان کا وصال ہوا۔ اپنے مرشد کو اپنی نوازشات سے بھرپور حصہ دیا ایک دفعہ ہم دونوں بھائیوں کو بھی ساتھ لے گئے۔

جنازہ

آپ کی وفات ۲۶ جنوری ۱۹۵۵ء کی رات عشاء کی نماز ختم کرنے کے فوراً بعد ہوئی۔ آپ کو ۲۷ جنوری ۱۹۵۵ء کو موجودہ مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ قبر انہوں نے اپنی زندگی میں پہلے سے تیار کروا رکھی تھی اور اس میں ریت بھروادی تھی۔ جنازہ میں کلر کہار کے علاوہ قرب و جوار کے دیہات سے بھی لوگ جنازے میں شریک ہوئے۔ میں پشاور میں تھا۔ آپ کی وفات کی رات کو میری بیوی بیمار ہوئی اور صبح میرا دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ اسی وقت میں اور مُریدوں کی معیت میں کلر کہار روانہ ہو گیا۔ اس وقت جنازہ ہو چکا تھا۔ آپ کا جسد خاکی قبر میں رکھ دیا گیا تھا۔ قبر کو بند نہیں کیا گیا تھا۔ میرے پہنچنے کے بعد قبر کو بند کر دیا گیا۔ روضے میں داخل ہوں تو دائیں طرف پیر سید قائم شاہ صاحب اور بائیں طرف پیر سید غازی شاہ صاحب محوِ خواب ہیں۔ (۱۵)

حضرت سید غازی احمد شاہ کی اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے۔ آپ کی پہلی شادی جو حافظ غلام غوث صاحب کی صاحبزادی سے پشاور میں ہوئی۔ دولڑکے منور شاہ ۱۵ اپریل ۱۹۱۸ء اور عالم شاہ پیدا ہوئے۔ شادی کے بعد پہلے ڈھائی تین سالوں میں بچوں کے سر سے والدہ کا سایہ اٹھ گیا۔ کچھ عرصہ تو بچے اپنے والد سید غازی شاہ صاحب کے پاس کلر کہار رہے مگر بعد میں ان کی پھوپھی نے ان کی پرورش کی ذمہ داری قبول کی اور اس طرح یہ بچے پشاور منتقل ہو گئے جہاں ان کے ننھیال بھی تھے۔ منور شاہ برائے حصول تعلیم پھوپھی زاد بھائی جو سکول ٹیچر تھا، غور غشتی چلے گئے اور میٹرک وہیں سے پاس کیا۔ مزید تعلیم کے لئے پشاور آ گئے اور بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد گورنمنٹ ملازمت اختیار کی اور ڈائریکٹر کے عہدہ تک ترقی کر کے ریٹائر ہوئے۔ ان سے چھوٹے بھائی سید عالم شاہ نے

marfat.com

پھوپھی کے ساتھ پشاور رہ کر میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور پھر گورنمنٹ ملازمت اختیار کی۔ آپ ۲۰ مئی ۱۹۵۰ء مطابق ۲ شعبان ۱۳۶۹ھ بروز ہفتہ ۲۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ (۱۶)

حضرت سید میر احمد شاہ ترمذی

حضرت سید غازی احمد شاہ کی تیسری بیوی جس کا تعلق کلر کلہار کے اعوان خاندان سے ہے۔ تین بچے پیدا ہوئے۔ پہلے دو لڑکیاں اور تیسرا لڑکا سید میر احمد شاہ۔ تاریخ پیدائش ۱۹۵۰ء۔

حضرت سید غازی احمد شاہ کی بیعت و خلافت حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ حضرت سید غازی احمد شاہ صاحب کی وفات کے فوراً بعد کلر کہار کے کچھ لوگوں نے پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ چونکہ وہ چاچڑ شریف کے خلیفہ تھے اور بڑا لڑکا سرکاری ملازم ہے یہاں رہتا نہیں اور چھوٹا لڑکا نابالغ ہے اس لئے غازی شاہ صاحب کے گھرانے سے خلافت ختم ہو گئی مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ والد صاحب کے چالیسویں سے ایک دن پہلے اچانک حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب سیالوی سے لوگوں نے استفسار کیا کہ یہ گدی سیال شریف کی ہے یا چاچڑ شریف کی۔ اُن لوگوں کو جو حضور سیالوی نے جواب دیا، وہ یہ تھا کہ یہ گدی سیال شریف کی ہے۔ یہ بات میری موجودگی میں ہوئی اور اس وقت حضرت مولوی محمد یعقوب صاحب سجادہ نشین چاچڑ شریف بھی موجود تھے۔ اس کے بعد آپ نے میرے برادر خورد سید میر احمد شاہ صاحب کی دستار بندی کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ (۱۷)

حضرت سید میر احمد شاہ نے دینی تعلیم مقامی مسجد میں حاصل کی اور پھر میٹرک تک سکولی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد ان کی شادی سید غازی صاحب کے بھانجے کی لڑکی سے غور غشتی میں ہوئی لڑکی کا بھائی امریکہ میں تھا۔ اس نے اپنی بہن کا ویزہ بھجوایا اور اس کے طفیل سید میر احمد شاہ صاحب بھی امریکہ کی ریاست کیلی فورنیا منتقل ہو گئے اور گذشتہ دس سال سے وہیں مقیم ہیں۔ اس وقت ان کی ایک

marfat.com

لڑکی اور ایک لڑکا ہیں۔(۱۸)

حضرت سید میر احمد شاہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ۲ فروری ۱۹۹۲ء کو کلر کہار میں ہوا۔ بعد ازاں چہلم پر حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی تشریف لائے۔

مکاتیب عزیز

حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز چاچڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض مکاتیب گرامی کی نقل یہاں درج کی جاتی ہے۔

(۱) از چاچڑ شریف ضلع شاہ پور
۲۷۔۵۔۲۳

مجی مخلصی جناب شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ ملفوف خط پہنچا۔ خوشی ہوئی۔ دعا خیر کی گئی اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے مکانات کا کام بخیریت سرانجام فرمائے۔ آمین اور آپ کو آپ کے دینی دنیوی مقاصد میں فائز المرام فرمائے۔ ثم آمین

گاہ بگاہ حالات سے خبر دینی موجب مسرت ہوتا ہے۔

بخدمت جناب شاہ صاحب (۱) مدظلہ، پیر بخش، کرم دین، غلام محمد، غلام عباس کو السلام علیکم از مولوی چنن الدین صاحب (۲) مدظلہ، محمد عبدالحکیم بخدمت جناب شاہ صاحب و آپ کو السلام علیکم قبول ہو۔ جملہ پرسندگان کو سلام مسنون

المرسل۔ محمد عبدالعزیز چشتی نظامی فخری سلیمانی نقشی

---

(۱) حضرت خواجہ سید قائم علی شاہ ترمذی رحمۃ اللہ علی، مولف

(۲) خانقاہ معلی چاچڑ شریف کی مسجد کے امام اور منشی دربار شریف

marfat.com

(۲) بخدمت جناب غازی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد السلام علیکم کے احوال یہ ہے، خط پہنچا، مزاج سے آگاہی ہوئی الحمد للہ خدا تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی ہے اور کمزوری کو رفع فرما کر صحت کامل بخشی اور اپنا کرم۔

اور جناب شاہ صاحب کی خدمت میں بھی السلام علیکم دیگر عبداللہ خان، کرم الدین، غلام عباس و دیگر جملہ پیر بھائیوں کو السلام علیکم باد۔

میاں چنن دین، میاں رانجھ، اللہ دتہ و دیگر قوالان سے السلام علیکم۔

معذور غلام محمد سے جناب شاہ صاحب اور آپ کو دست بستہ السلام علیکم عرض باد۔

المرسل۔ محمد عبدالعزیز چشتی نظامی فخری سلیمانی شمسی (۷ ستمبر ۱۹۲۳ء)

۷۸۷

(۳) از چاچڑ شریف

بخدمت جناب سید غازی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد تسلیمات مسنونہ کے واضح ہو کہ ہر دو جانبین کے خیریت ہو۔ مہربانی نامہ صادر ہوا خداوند کریم آپ کی خیریت فرماوے۔ نہایت ہی یاد آوری کا ممنون و مشکور ہوں۔ قدرے پاؤں کو درد کا آرام ہے مگر درد رہتا ہے بہت آرام ہوتا جاتا (ہے) دعا فرمایا کریں اللہ پاک اپنا فضل و کرم فرماوے اور خیریت ہو اور بیماری کا زور شور ہو رہا ہے ۹۰ آدمی تک فوت ہو چکے ہیں۔ ہمشیرہ صاحبہ والہ بی بی بیمار ہو گئی تھیں۔ اللہ پاک نے مہربانی فرمائی ہے آئندہ بھی خیریت فرمائے دعا فرمایا کریں زیادہ والسلام

جناب شاہ صاحب کی خدمت میں ہزار ہزار تسلیمات مسنونہ قبول ہو۔ غلام عباس خان و پیر بخش اور مکانات کے مبارک مبارک ہو۔ مستری نور محمد و حیات محمد و کرم بخش وغیرہ تمام معرکہ کو

marfat.com

تسلیمات مسنونہ پہنچے۔ تمام معرکہ سے تسلیمات مسنونہ پہنچے۔ ہر ایک کو واضح نہیں لکھا جاتا ہے ہاتھ کو لرزہ ہوتا ہے۔

اگر یاد رہے تو عرق یاد رکھیں اوّل درجہ کا ہو، موسمی پھول ہوں تو اچھا ہوگا۔

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی فخری سلیمانی شمسی

۲۰، ۷، ۱۳۴۲ھ (۲۶ فروری ۱۹۲۴ء)

(۴) میرے پیارے شاہ صاحب السلام علیکم

اُمید آپ خیریت سے گھر پہنچ گئے ہوں گے اور ایک تکلیف دیتا ہوں برداشت کریں مورخہ ۷ ماہ فروری سے لے کر ۱۴ فروری ۱۹۲۵ء تک تین چار کارڈ روزمرہ کوئی میرے کوئی نام توالوں کے نام کوئی میاں عنایت کے نام ضرور تحریر کرتے رہنا ہوگا اور تمام معرکہ کو یہ بات فرمادیویں۔ ۷ تاریخ سے لے کر ۱۴ تاریخ تک روزانہ کاروائی کریں۔ بخدمت شریف جناب شاہ صاحب السلام علیکم عرض کریں۔ عزیزان کو دیدہ بوسی تمام معرکہ کو نام بنام السلام علیکم کے بعد مضمون واحد ہے باقی خیریت ہے ازطرف چنن دین السلام علیکم بخدمت اقدس جناب شاہ صاحب دست بستہ السلام علیکم قبول باد۔

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی فخری سلیمانی از چاچڑ شریف، شاہ پور (۷ فروری ۱۹۲۵ء)

(۵) میرے مہربان شاہ صاحب السلام علیکم بڑی مدت کے بعد لفافہ آیا الحمدللہ کہ خیریت سے واپس گھر آئے ہو۔ اب پہلے کی نسبت آرام ہے مگر کمزوری بہت ہے رفتار سے معذور ہوں دعا بکار ہے از حد درجہ دل اداس ہے خداوند کریم جلدی ملاقات کراوے آمین۔

بخدمت اقدس شاہ صاحب دست بستہ السلام علیکم عرض کردیویں اور دعا کراویں خداوند کریم صحت کاملہ بخشے عزیزان کو دیدہ بوسی و پیار، کرم دین و پیر بخش و فتح شیر و ملک محمد خان و غلام عباس و عالم شیر وغیرہ تمام معرکہ کو السلام علیکم ازطرف میاں چنن دین السلام علیکم تمام معرکہ سے السلام علیکم جواب

marfat.com

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف، تحصیل شاہ پور (۳۱ مئی ۱۹۲۵ء)

(۶) میرے پیارے مہربان شاہ صاحب جی السلام علیکم مزاج شریف مرسلہ آپ کا پہنچا مندرجہ پایا خوشی ہوئی ہے کہ خیریت کی خبر آئی بہت دن انتظار رکھا کہ خط میں کیوں دیر ہوگئی شوق ملاقات بدرجہ کمال خداوند کریم خیریت سے ملاوے آمین پہلے تو آرام رہا اب..... کر کے تمام جوڑوں میں درد ہے دعا بکار ہے اور مظفر شاہ صاحب (۱) تحریر کیا تھا کہ نسوار ہمیشہ روانہ کرتا رہوں گا ایک دفعہ کچھ نسوار روانہ کی بعد ازاں خط و کتابت بھی بند، ان کو تحریر کرو کہ نسوار کی ضرورت نہیں ہے اپنی خیریت کی خبر دیا کرو تا کہ تسلی کا باعث ہو ہر وقت ان کی طرف خیال ہے۔ اب میرے پاس نسوار ختم ہے۔ آپ براہ مہربانی نسوار جلدی لے کر روانہ کریں باقی خیریت عزیزان کو پیار دیدہ بوسی ہر وقت داعی بالخیر ہوں بخدمت اقدس جناب شاہ صاحب السلام علیکم قبول باد ان کو کہو کہ دعا کریں آگے دعائیں فرشتہ کو دیویں گے اس جگہ آدمی کو دعائیں دیا کرو مکرر ضروری امر آنکہ آپ کا شش ماہی وظیفہ ہے وہ آگیا بڑے زور شور سے پورا کریں مورخہ ۷ ماہ اگست لغایت ۱۴ اگست ۲۵ء تک چھٹیات کی از حد ضرورت ہے آٹھ نو چھٹیات روزانہ کی اشد ضرورت ہے یہ بوجھ ضرور برداشت کریں اگر تمام معرکہ رل مل کر آٹھ نو چھٹیات روزانہ قوال معرکہ وغیرہ کے نام روانہ کرتے رہیں تو ہفتہ میں دو روپیہ خرچ آوے گا وہ دو روپیہ میرے کھاتہ میں درج کریں انشاء اللہ بوقت حساب ضرور دو روپیہ دے دوں گا تسلی کریں دل فراخ کر کے یہ امر پورا کریں۔

غلام عباس و عالم شیر و محمد بخش و کرم دین و کرم بخش و فتح شیر و محمد خان وغیرہ معرکہ کو السلام علیکم کے بعد مضمون واحد

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف، شاہ پور (۱۶ اگست ۱۹۲۵ء)

(۱) حضرت سید غازی احمد شاہ ترمذی (مکتوب الیہ) کے حقیقی بھانجے اور گورنمنٹ ہائی سکول حضرو (اٹک) میں استاد تھے۔ مؤلف

marfat.com

(۷) میرے پیارے غازی شاہ صاحب جی السلام علیکم قبل ازیں ایک کارڈ روانہ کیا تھا جواب سے جواب مائیش بالخیر باد میرے پاس نسوار نہیں ہے۔ حضرو سے نسوار منگوا کر جلدی روانہ کریں میں بیمار ہوں دعا بکار ہے۔ بخدمت شریف جناب شاہ صاحب السلام علیکم کے بعد دعا طلبی کی عرض کریں تمام معرکہ کو السلام علیکم نسوار کی تاکید عزیزان کو پیار

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف (۱۷ اگست ۱۹۲۵ء)

(۸) میرے پیارے شاہ صاحب السلام علیکم بڑی مدت کے بعد آپ کا خط آیا مندرجہ پایا یاد آوری کا مشکور ہوں اور میرا حال بدستور گاہ چناں گاہ چنیں کبھی اسہال کبھی خون کبھی بخار کبھی کھانسی کبھی درد جوڑ الحمدللہ جو کچھ ہے اچھا ہے، ہر چہ از دوست رسد نکوست الحمدللہ دعا بکار ہے اگر ہفتہ وار اپنا حال لکھا کریں تو کون (سا) حرج ہوتا ہے ہاں پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ بخدمت شریف جناب شاہ صاحب السلام علیکم عرض کریں اور شاہ صاحب عظیم شاہ کو بھی السلام علیکم شاہ صاحب نے مدت سے فراموش کر دیا خدا جانے کون (سی) ناراضگی ہے عظیم شاہ صاحب سے دریافت کریں کون سی ناراضگی ہے ظاہر کریں تاکہ معافی طلب کی جائے باقی خیریت عزیزان کو پیار دعوات غلام عباس پیر بخش و محمد بخش وغیرہ حال پرسان کو السلام علیکم۔

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف شاہ پور (یکم اپریل ۱۹۲۷ء)

(۹) میرے پیارے مہربان غازی شاہ صاحب

السلام علیکم مرسلہ لفافہ آیا مندرجہ پایا الحمدللہ کہ بادشاہ زادی صاحبہ (۱) کو آرام ہے اور دعا گو ہوں کہ خداوند کریم جناب شاہ صاحب کو بھی کلی صحت یابی فرماوے اور عزیزان کو خداوند کریم

---

(۱) (مکتوب الیہ کی دوسری بیوی جس کا تعلق پشاور کے سادات خاندان سے تھا۔ انہوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ مؤلف

نوٹ: مکاتیب میں آنے والے دیگر ناموں میں اکثر حضرت پیر قائم علی شاہ ترمذی کے مُرید تھے اور بعض حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز قلندر چاچڑوی کے مُرید تھے۔ یہ حضرات صبح و شام ایک مقام پر اکٹھے ہو کر دین کے متعلق تبادلۂ خیال کرتے تھے مؤلف)

marfat.com

علم باعمل نصیب فرماوے دوسرا اب موسم آگیا اور زمین باغ واسطے تیار کی گئی ہے براہ مہربانی بوٹیاں عمدہ بدرجہ اوّل پیلے چنبے کی بوٹی گلاب کی بوٹیاں موسمی اور سفید ہوں یا دوسرا اگر موسمی قلمان نہ ہوں بوٹیاں ہوں اور دیگر کوئی عمدہ بوٹیاں ہوں اور کوئی عمدہ بی بوٹیاں سب چیز لے کر تمام کام چھوڑ کر کسی آدمی کو دے کر روانہ کر دیویں مگر جلدی ضروری دیر ہرگز نہ کریں ہزار تاکید ہے جناب شاہ صاحب کی خدمت میں السلام علیکم عرض کریں باقی خیریت جواب کی جگہ بوٹیاں کھانسی کا زور ہے دعا بکار ہے۔

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف شاہ پور (۱۰ فروری ۱۹۲۸ء)

(۱۰) میرے پیارے جناب شاہ صاحب السلام علیکم کارڈ مرسلہ آیا مندرجہ پایا پیشتر بھی کارڈ ارسال کیا گیا اور دوبارہ دعائے خیر کی گئی ہے خداوند کریم نوکر کو صحتِ کاملہ بخشے اور خیریت سناوے آمین بادشاہ زادی کو دعوات ہر وقت دعا گو ہوں از طرف چھن دین السلام علیکم۔

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف شاہ پور (۲ر جولائی ۱۹۲۸ء)

(۱۱) میرے پیارے مہربان شاہ صاحب

السلام علیکم خیریت نامہ آیا مندرجہ پایا میں سیال شریف جارہا ہوں نسوار سیال شریف ہمراہ لاویں اور مَیں نے ایک کارڈ محمد امین صاحب کے نام روانہ کیا تھا اُس سے معلوم کر کے عمل کریں ضروری ہے باقی تمام معرکہ کو السلام علیکم اور تمام معرکہ کو تاکید کریں محمد امین کے کارڈ والی تعمیل کریں۔

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف شاہ پور (۵، اگست ۱۹۲۸ء)

(۱۲) مجی ام میرے پیارے غازی شاہ صاحب

السلام علیکم بڑی مدت کے بعد آپ کا کارڈ بنام محمد نذیر آیا مَیں سفر سے گھر آیا ہوں امید محمد امین صاحب نے آپ کو کہہ دیا ہوگا مگر بیمار ہوں دعا بکار ہے براہ مہربانی کارڈ خود لکھا کرو بہت عمدہ آپ لکھ سکتے ہیں۔ چٹھیات آمد کی ۱۴/ اگست تک ضرورت ہے تمام معرکہ سے روزانہ چٹھیات روانہ کرایا کریں

marfat.com

بخدمت شریف جناب شاہ صاحب السلام علیکم عرض کریں منشی غلام عباس پیر بخش محمد امین و محمد خان وغیرہ تمام معرکہ نام بنام السلام علیکم خط ضرور خود لکھا کرو جس طرح لکھو منظور ہے۔

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی فخری سلیمانی از چاچڑ شریف تحصیل شاہ پور (۹/ اگست ۱۹۲۸ء)

(۱۳) میرے پیارے شاہ صاحب غازی شاہ صاحب

السلام علیکم مَیں بدھوار گھر آیا مگر بیمار لاچار بخار و کھانسی و درد جوڑ اور جو گھوڑی والی چوٹ ہے اس کا بھی درد ہے لاچار ہوں دعا بکار ہے۔ ایک لفافہ میاں صاحب نے آپ کی خدمت میں لکھا امید نظر سے گزرا ہوگا تعمیل ضرور بلکہ فرضِ عین ہے آپ بھی کوشش کریں اور آشناؤں مُریدوں سے بھی کوشش کرائیں ایسا نہ ہو کہ آپ تیار ہوتے رہو تو موقع گزر جاوے۔ شیخ محمد امین و غلام یٰسین وغیرہ تمام آشناؤں کو خبر کر دیویں اور تمام کو السلام علیکم از چھن دین السلام علیکم۔

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی فخری سلیمانی از چاچڑ شریف شاہ پور (۲۶/ اگست ۱۹۲۸ء)

(۱۴) میرے پیارے مہربان جناب غازی شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ پیش تر ازیں ایک لفافہ مرسل خدمت کیا تھا مگر تا حال جواب سے جواب ہے۔ خدا جانے کیا وجہ خیر باد۔ عزیزان کو پیار گھر میں دعوات سب معرکہ کو السلام علیکم۔ میں اس وقت بیمار ہوں۔ دعا بکار ہے اپنی خیریت سے آگاہ کریں اگر شاہ صاحب تشریف لائے ہوں تو السلام علیکم عرض کریں۔ جواب ضروری۔

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی فخری سلیمانی

از چاچڑ شریف شاہ پور

یکم ستمبر ۱۹۲۸ء

(۱۵) میرے پیارے مہربان جناب غازی شاہ صاحب

marfat.com

السلام علیکم کارڈ آیا مندرجہ پایا کرم بخش وغیرہ معرکہ پہنچ کر کام لگے ہوئے ہیں گھر بیٹھ کر باتیں نہ کرو آپ کے اور شاہ صاحب کے پیر کا مکان گرا پڑا ہے تمام مُریدان وغیرہ معرکہ کو بلا کر اکٹھا کرو اور ان کو ہمراہ لے کر جلدی پہنچ جاؤ خالی کارڈوں سے کچھ نہیں بنتا جلدی حاضر حضور ہو جاؤ شاہ صاحب کو السلام علیکم کے بعد عرض کریں اب دعا اور امداد کا وقت ہے امداد جلدی دو اور میں ۱۵۔۱۶ یوم سے بیمار لاچار ہوں مرض قولنج سے مبتلا ہوا ہوں بعد ازاں اسہال ہیں لاچار ہوں سب معرکہ کو السلام علیکم

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف (۸/ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

(۱۶) بخدمت جناب غازی شاہ صاحب سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا لفافہ ملا، احوال معلوم ہوا، شاہ صاحب کی حالت سُن کر دل کو سخت تکلیف ہوئی اللہ جل شانہٗ اُن کا سایہ آپ پر ہمیشہ قائم رکھے آمین۔ بندہ ہر وقت اُن کے لئے دعائے خیر کرتا ہے خدا کرے کہ ان کی صحت کاملہ کا مژدہ جلدی سنائے آمین۔ بندہ تا حال بدستور بیمار ہے۔ کچھ تخفیف نہیں ہوئی۔ خدا معلوم کیا وجہ ہے؟ آپ بھی میرے لئے دعائے خیر فرمادیں۔ شاہ صاحب کو بصد آداب السلام علیکم عرض کریں۔

مرسلہ محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف ضلع شاہ پور (۳۱/ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

(۱۷) میرے پیارے مہربان شاہ صاحب غازی شاہ صاحب

السلام علیکم مرسلہ آیا پاجامہ ملا تھا دعا خیر کی گئی ہے خداوند کریم ہر دو بیمار کو صحتِ کاملہ بخشے ہر وقت دعا کر رہا ہوں میری طرف سے جناب شاہ صاحب و بادشاہ زادی صاحبہ کو پوچھنا خداوند کریم خیریت کی خبر سناوے اور خیریت سے ملاوے آمین۔

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف (۱۵/ دسمبر ۱۹۲۸ء)

(۱۸) میرے پیارے مہربان شاہ صاحب

marfat.com

السلام علیکم لفافہ مرسلہ ملا مندرجہ پایا الحمد للہ کہ بادشاہ زادی صاحبہ کو آرام ہے ہر وقت دعا گو ہوں خداوند کریم کلی صحت فرماویں اور دیگر کوئی بوسنہ کی قسم کا عمدہ ہے تو وہ بھی روانہ فرماویں۔ جناب شاہ صاحب کی خدمت میں السلام علیکم

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف (۲۴/فروری ۱۹۲۹ء)

(۱۹) میرے پیارے شاہ صاحب غازی شاہ

السلام علیکم مدت کے بعد آپ کا کارڈ آیا دعا خیر کہی گئی ہے اور ہر وقت دعا گو ہوں خداوند کریم جناب بڑے شاہ صاحب کو صحت کاملہ بخشے اور خیریت کی خبر سناوے آمین گھر میں دعوات عزیزان کو پیار جناب کی خدمت میں سلام عرض کریں اور بہت بہت بیمار پُرسی کریں۔ ازطرف چھن دین السلام علیکم جناب شاہ صاحب کو خداوند کریم صحت یاب فرمائے اور خیریت کی خبر سناوے آمین۔ میری طرف سے سلام عرض کریں اور بہت بیمار پُرسی کریں۔

دعا گو: محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف (۲۴ اپریل ۱۹۲۹ء)

(۲۰) میرے پیارے مہربان کا اللہ حافظ ناصر باد

السلام علیکم لفافہ سے آگاہی پائی اور دعا خیر کہی گئی ہے اور ہر وقت دعا گو ہوں خداوند کریم بادشاہ زادی کو کامل صحت یاب فرمائے اور خیریت کی خبر سنائے اور کوئی زنانی کام کرنے والی عطا فرمائے ہر وقت دعا کرتا ہوں۔ خداوند کریم آپ کے تمام مصائب دور فرمائے اور ہمیشہ خیریت کی خبر سناوے آمین اور مَیں خود بیمار ہوں دعا بکار ہے گھر میں دعوات زیادہ دعا والسلام

دعا گو: محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف (۲۷ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

(۲۱) میرے پیارے شاہ صاحب

السلام علیکم لفافہ ملا مندرجہ پایا خداوند کریم ہمیشہ خیریت کی خبر سناوے دکھاوے آمین۔ مَیں اس

marfat.com

وقت سخت بیمار ہوں۔ پاؤں پر درد ہے اور تمام جوڑوں میں درد ہوتا ہے بخار بھی ہے دعا کرو خداوند کریم صحت بخشیں آمین۔ بخدمت شریف جناب شاہ صاحب السلام علیکم قبول باد تمام معرکہ حال پُرسان کو السلام علیکم جواب ضروری باقی خیریت۔

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف شاہ پور (۱۴ مارچ ۱۹۲۹ء)

(۲۲) میرے پیارے شاہ صاحب جی

السلام علیکم لفافہ آیا دعا خیر کہی گئی ہے خداوند کریم بادشاہ زادی صاحبہ کو صحت یاب فرمائے اور تھلہ شاہ کا خیریت سے سرانجام فرمائے آمین۔ عرس شریف نزدیک آگیا خداوند کریم ملاقات خیریت سے کرائے آمین۔ مسجد شریف کا کام شروع ہے کوئی مستری ملے یا معرکہ کوئی آجائے تو بہتر ہے دعا کریں میری زندگی میں مسجد شریف تیار ہو جائے خرچ بڑا ہے اور بندہ بیمار لاچار ہے بخار ہے اسہال ہے۔ کھانسی ضعف بدرجہ کمال دعا بکار ہے۔ گھر میں دعوات معرکہ کو السلام علیکم از چنن دین السلام علیکم

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف (۵ دسمبر ۱۹۲۹ء)

(۲۳) میرے پیارے مہربان شاہ صاحب غازی شاہ

السلام علیکم۔ لفافہ مندرجہ پایا۔ الحمد للہ خیریت کی خبر آئی۔ دعا خیر کہی گئی ہے۔ خداوند کریم جناب شاہ صاحب کا کام خیریت سے سرانجام فرمائے اور آپ کے واسطے ہر وقت دعا کر رہا ہوں کہ خداوند کریم آپ کو ہر دو جہان کی کامیابی فرمائے اور اس وقت بندہ بیمار اور لاچار ہے۔ بخار و کھانسی اسہال ضعف میں درجہ کمال ہے۔ منہ کی طرف کوئی چیز کی جائے تے اس قدر آتی ہے کہ بے ہوش ہو جاتا ہوں۔ گھر میں دعوات

دعا گو: محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف ضلع شاہ پور (۱۹ اپریل ۱۹۳۰ء)

(۲۴) میرے پیارے مہربان جناب شاہ صاحب

marfat.com

السلام علیکم بڑی مدت گزر گئی آپ نے یاد نہیں فرمایا۔ براہ مہربانی اپنے تمام حالات سے آگاہ کریں اور عزیزان کے حال سے بھی خبر دیں تا کہ تسلی ہو۔ بندہ بیمار رہتا ہے زندگی کا بھروسہ نہیں خداوند کریم زندگی میں ملاقات کرائے آمین۔ اس ضلع میں تمام ڈاکخانجات کی آمد و رفت شمار ہو رہی ہے۔ میرے ڈاک خانہ میں شمار چھٹیات ٹکٹ پارسل و منی آرڈر وغیرہ ہو رہا ہے۔ براہ مہربانی تمام اپنے آشناؤں سے امداد لے کر جس قدر ہو سکے۔ روانہ امداد کرو اور تمام پیر بھائیوں کو یہ کارڈ سنا دینا یہ امداد ضروری ہے۔

۳۰۔۱۰۔۲۵ تک ضرورت ہے..... فراموش نہ کریں اور یہ کارڈ بر سرِ طاق نہ چھوڑیں۔ روزانہ بہت کوشش کریں ہزار تاکید ہے۔ تمام معرکہ کو السلام علیکم کے بعد مضمون واحد

دعا گو: محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف (۱۹ اکتوبر ۱۹۳۰ء)

(۲۵) میرے پیارے غازی شاہ صاحب

السلام علیکم آپ کا ملفوف ملا مندرجہ پایا الحمد للہ کہ طرفین خیریت ہے برگان دو عدد پہنچ گئے ہیں۔ تسلی کریں خداوند کریم آپ کو خوش رکھے آمین۔ مَیں بیمار ہوں بخار و کھانسی ہے ضعف بہت ہے دعا بکار ہے بخدمت جناب شاہ صاحب کی خدمت میں السلام علیکم عرض کریں اور دعا کرا دیں۔ ہمیشہ جلدی جلدی یاد کیا کرو تا کہ تسلی رہا کرے باقی خیریت اللہ دتہ کی شادی بخانہ شمیر قوال ہوگئی ہے۔ مبارک ہو۔ عزیزان کو پیار۔ جواب ضروری۔ پیر بخش فتح الدین عالم شیر غلام عباس محمد بخش محمد خان وغیرہ سب حال پُرسان کو السلام علیکم

محمد عبدالعزیز چشتی نظامی از چاچڑ شریف تحصیل شاہ پور (مُہر کی تاریخ پڑھی نہیں گئی) (۱۹)

(۲۶) حضرت مولانا محمد نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۳۴ء) کی شہادت پر درج ذیل تعزیتی مکتوب تحریر فرمایا۔

marfat.com

خبر پڑھتے دلِ پژمردہ پاش پاش ہوگیا۔اس وقت بندہ بے ہوش ہوگیا۔اپنی حالت کیالکھوں۔دلِ من راند من دانم۔ہائے افسوس! کربلا کا میدان میری آنکھوں کے سامنے ہے گویا حشر برپا ہوگیا بجز صبر چارہ نہیں مگر دل پژمردہ حیران و پریشان ہے"۔(۲۰)

عُرس مبارک

آپ اپنی ظاہری حیات میں کلر کہار میں مستقل قیام سے پہلے اور بعد میں ۲۔رجب المرجب کو عرس مبارک منایا کرتے تھے۔جب آپ کا وصال شریف ۲۸۔ذی قعدہ کو ہوا تو اس کے بعد سال میں دو عرس منعقد ہونا شروع ہوئے اور یہی سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

عرس کے دن سب سے پہلے ختم قرآن شریف ہوتا ہے۔انفرادی طور پر مُریدین جتنا ختم کریں وہ اس کے علاوہ ہے۔

دور دراز سے زائرین دعا کے لئے آتے ہیں۔ان کے لئے اور گاؤں کے لئے طعام کا انتظام ہوتا ہے۔نمازِ ظہر کے بعد فاتحہ خوانی ہوتی ہے اور لنگر کھول دیا جاتا ہے۔شام تک سب کام ختم ہو جاتا ہے۔عرس پاک کا دورانیہ صرف ایک دن رہتا ہے۔

سجادہ نشین

آپ کے وصال شریف کے بعد حضرت سید غازی احمد شاہ ترمذی سجادہ نشین ہوئے۔ان کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ سید میر احمد شاہ صاحب سجادہ نشین ہیں۔

روضہ مبارک

مؤلف نے ۲۵۔جون ۱۹۸۸ء کو کلر کہار آپ کے روضہ مبارک پر حاضری دی ہے۔عالیشان

marfat.com

اور شاندار روضہ بنا ہوا ہے۔ روضہ شریف میں دائیں جناب آپ کی اور بائیں طرف حضرت سید غازی احمد شاہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے۔

حواشی

۱ مکتوب سید منور شاہ بنام مؤلف مورخہ ۱۱ ستمبر، ۳ نومبر ۱۹۹۰ء از غالب کالونی سمن آباد، لاہور

۲ مکتوب مولوی ممتاز علی ایم۔اے بنام مؤلف مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۹۰ء از چکوال

۳ مکتوب سید منور شاہ صاحب مؤلف مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۰ء از لاہور

۴ مکتوب مولوی ممتاز علی بنام مؤلف مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۹۰ء از چکوال، ۱۹۲۶ء میں سیال شریف کا سفر ہوا۔

۵ مکتوب ایضاً

۶ مکتوب سید منور شاہ بنام مؤلف مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۰ از لاہور

۷ مکتوب مولوی ممتاز علی بنام مؤلف مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۹۰ء از چکوال

۸ مکتوب مولوی ممتاز علی بنام مؤلف مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۹۰ء از ڈھوک مومن، چکوال

۹ مکتوب حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز چاچڑوی بنام سید غازی احمد شاہ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۹ء از چاچڑ شریف

۱۰ ایضاً، مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۲۹ء، از چاچڑ شریف

۱۱ ایضاً، مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۹ء، از چاچڑ شریف

نوٹ یہ مکتوبات سید منور شاہ صاحب A۔19 غالب کالونی، سمن آباد، لاہور کی مہربانی سے دستیاب ہوئے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

marfat.com

۱۲ مکتوب سید منور شاہ بنام مؤلف مرقومہ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۰ء از 19.A غالب کالونی، سمن آباد، لاہور،

۱۳ مکتوب مورخہ ۳ نومبر ۱۹۹۰ء از لاہور

۱۴ مکتوب مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۰ء از لاہور

۱۵ مکتوب مورخہ ۵ جنوری ۱۹۹۱ء از لاہور

۱۶ مکتوب مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۰ء از لاہور

۱۷ مکتوب مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۹۱ء از لاہور

۱۸ مکتوب مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۰ء از لاہور

۱۹ مکاتیب خواجہ محمد عبدالعزیز چاچڑوی بنام سید غازی شاہ ترمذی کلر کہار تحصیل چکوال ضلع جہلم از چاچڑ شریف ضلع شاہ پور۔

نوٹ یہ مکاتیب بصورت پوسٹ کارڈ ہیں۔ پہلے مکتوب شریف کے علاوہ جملہ مکاتیب کی تاریخیں پوسٹ کارڈ پر ثبت شدہ مواہیر کی مدد سے تحریر کی ہیں۔

پوسٹ کارڈ پر پتے (ایڈریس) اس طرح تحریر ہیں۔

☆ بخدمت شریف شاہ صاحب غازی شاہ صاحب برسد کلر کہار تحصیل چکوال، ضلع جہلم

☆ درخدمت جناب مجی مخلصی سید غازی شاہ صاحب خلف جناب سید قائم شاہ صاحب مدظلہٗ کلر کہار تحصیل چکوال، ضلع جہلم

۲۰ تذکرہ مشائخ بگویہ، صفحہ ۷۷

marfat.com

حضرت خواجہ سیّد غلام فرید شاہ کاظمی

پیدائش اور خاندان

آپ کی پیدائش ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء خواجہ آباد شریف ضلع میانوالی میں ہوئی۔ آپ پیدائشی ولی اللہ تھے اور بچپن میں ہی ان کی یہ شہرت عام تھی۔

آپ کا سلسلہ نسب ۳۲ واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت سیّد محمد پیر بخش شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے مُرید اور خلیفہ تھے۔

تعلیم

آپ کی تعلیم صرف ونحو اور فقہ کی ابتدائی کتب تک محدود تھی۔ مزاج قلندرانہ تھا۔

بیعت وخلافت

آپ کی بیعت اشرف الاولیاء ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔ منازل سلوک طے کر کے ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء سند خلافت حاصل کی۔

شیخ سے محبت

آپ کے مزاج میں شیخ کی محبت کا عنصر بہت غالب تھا اور اکثر اوقات سیال شریف میں رہ کر

marfat.com

شیخ کامل کی خدمت کیا کرتے تھے۔

اوصاف

خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد آپ کا فیض ہر خاص وعام کے لئے یکساں حیثیت رکھتا تھا۔ اکثر اوقات دریائے سندھ سے گزرنے کے لئے کشتی کا انتظار نہ فرمایا کرتے تھے بلکہ کبھی پانی پر مصلّی بچھا کر اس پر بیٹھ جایا کرتے اور کبھی یونہی دریا سے چلتے ہوئے گزر جایا کرتے تھے۔ انتہائی وجیہہ وشکیل تھے۔ جسمانی طاقت سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

ایک دفعہ لوگوں کے اصرار پر اپنے اونٹ کو جس پر بوری گندم بھی لدی ہوئی تھی، اٹھالیا تھا۔

انتہائی سادہ طبیعت اور عبادت گزار تھے۔ (۱) تذکرۂ سادات دوست محمد خیل کا مؤلف لکھتا ہے۔ آپ شکیل وجمیل، صاحب سلوک وصفا، اپنے والد کے قدم بقدم صاحب سجادہ ہوئے۔ حضرت خواجہ سید غلام فرید شاہ صاحب نے خواہ تھوڑی عمر پائی لیکن مختصر عرصہ حیات میں ولایت کے آفتاب بن کر چمکے۔ جسمانی طاقت کے اعتبار سے آپ مثال کی حیثیت رکھتے تھے۔ (۲)

اولاد امجاد

آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے۔

۱ حضرت سید غلام نظام الدین شاہ کاظمی ۲ حضرت سید غلام کمال الدین شاہ کاظمی

۳ حضرت سید محمد حسن شاہ کاظمی

وصال شریف

آپ نے ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۲۴ء بروز شنبہ وفات پائی۔

marfat.com

قطعہ تاریخ وفات:

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے درج ذیل تاریخ وفات کہی ہے۔

محبوبِ سبحان سید غلام فرید شاہ
۱۹۲۴ء

جہاں سے گیا سوئے خلدِ بریں
غلام فرید اختر اہلِ دیں
زہے تاجِ مجلس غلامِ فرید
۱۹۲۴ء
کہو سالِ رحلت یوں فیض الامیں

عرس مبارک

۱۱ جمادی الثانی کو عرس منایا جاتا ہے۔

حواشی

۱ مکتوب حضرت صاحبزادہ سید محمد جمال الدین شاہ کاظمی بنام مؤلف مورخہ ۳۰/ اگست ۱۹۹۰ء از قمر العلوم فریدیہ رضویہ، کراچی (سندھ)

۲ حکیم عطا محمد شاہ کاظمی، تذکرۂ سادات دوست محمد خیل مطبوعہ امروز پرنٹنگ پریس، ملتان، صفحہ ۱۱۴

۳۔ مکتوب ایضاً

نوٹ خواجہ آباد شریف کا قدیمی نام ''دندی'' ہے۔
بحوالہ تذکرۂ سادات دوست محمد خیل، صفحہ ۱۱۴

marfat.com

باب چہارم

حضرت خواجہ سیّد غلام نصیر الدین شاہ کاظمی

ولادت

آپ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء خواجہ آباد شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ سید غلام فرید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ خورد ہیں۔

ابتدائی تعلیم

آپ کی ولادت سے پانچویں سال آپ کو والدِ ماجد نے قرآن مجید پڑھانا شروع کرایا۔ کچھ مدت کے بعد قرآن شریف پڑھ لیا۔ بعد ازاں خواجہ آباد شریف کے نزدیک دلیوالی میں حضرت مولانا علی محمد شاہ کاظمی ساکن دلیوالی کے پاس ابتدائی تعلیم کے لئے بھیجا گیا۔ آپ روزانہ دن کو پڑھ کر خواجہ آباد شریف واپس آجایا کرتے تھے۔ غالباً تین سال کے عرصہ میں آپ نے ابتدائی کتب بہترین طریقہ سے پڑھ لیں۔

علومِ متداولہ کی تحصیل

اب آپ کی عمر تقریباً بارہ سال ہوگئی تھی۔ آپ پوری کوشش اور محنت کے ساتھ اسباق میں منہمک رہتے تھے۔ آپ نے علومِ متداولہ کے حصول کے لئے ضلع بنوں اور بھیرہ ضلع سرگودھا میں مقیم رہ کر کتب کا درس لیا۔ بعد ازاں منتہی کتب جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں پڑھیں۔

marfat.com

بیعت

آپ نے اشرف الاولیاء خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ آپ کو اپنے شیخ کامل سے بیحد محبت تھی۔

مجاہدات وعبادات

ایک بار آپ اشرف الاولیاء ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی کی خدمت میں بارادۂ زیارت حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا۔

شاہ صاحب! کونسی کتابیں پڑھتے ہو؟

آپ نے جواباً عرض کیا۔ فلاں کتب پڑھتا ہوں۔

حضور ثانی لاثانی سیالوی نے فرمایا۔

شاہ صاحب! اب آپ نے علمِ ظاہری کافی حاصل کرلیا ہے، اب میدان عبادت وریاضت میں آیئے۔ واپس آکر آپ نے اپنے والدِ ماجد کو حضرت ثانی لاثانی سیالوی کے ارشادِ گرامی سے مطلع فرمایا۔

والدِ ماجد نے فرمایا۔

جانِ من! اس سے بڑھ کے اور کون سی سعادت ہے؟ بعدازاں آپ نے اکثر مدت ملاخیل ضلع میانوالی کے پہاڑوں اور وادیوں، کچھ کے علاقہ اور اپنے جدِ امجد حضرت دوست محمد شاہ قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر چلّے کاٹے۔ اپنے مُرشد کامل کی خدمت میں بھی کافی عرصہ رہے۔ آپ کی خدمت کی اور مجاہدے کئے۔

ہمہ وقت عبادت میں مشغول رہتے۔ نوافل، نماز، اوراد اور وظائف کبھی قضا نہ ہوئے۔ (۱)

marfat.com

صاحب تذکرہ سادات دوست محمد خیل لکھتا ہے۔

حضرت خواجہ سید غلام نصیر الدین شاہ بے حد ریاض و صاحب مجاہدہ تھے۔ چلہ کشی میں ضرب المثل تھے۔ (۲)

اکثر چلے چالیس (۴۰) دن کے ہوتے تھے۔ ان دنوں خوراک، پانی اور کچھ بھنے ہوئے جَو اور ستّو کے بغیر کچھ نہ ہوتی تھی۔

خلافت

آپ کو خلافت حضرت ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔ اپنے برادرِ کلاں کے وصال شریف کے بعد والدِ ماجد کے سجادہ پر بیٹھے۔

مقبولیت

آپ بہت ہر دلعزیز بزرگ تھے۔ عقیدت مندوں کا ہمہ وقت ہجوم رہتا تھا۔

صاحب ''تذکرۂ سادات دوست محمد خیل'' لکھتا ہے۔

ان کے عہد میں دربار کو بڑی ترقی ملی اور مُریدین و معتقدین کا سلسلہ چھن چھناتے چشموں اور خم کھاتی وادیوں کی شفاف سرزمین پشاور سے لے کر ترش و تلخ سمندر اور اس کا سینہ پھاڑتے ہوئے لانچروں، بل کھاتی ہوئی شاہراہوں اور فراٹے بھرتی ہوئی گاڑیوں کی سرزمین کراچی تک، دہشت کے وطن وزیرستان سے لے کر علم کے مرکز لاہور تک پھیل گیا۔ (۳)

اخلاق و اطوار

آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ سخاوت میں بے مثل تھے۔ بہادر، نڈر اور بے باک انسان

marfat.com

تھے۔آپ کو یتیموں ،مسکینوں اور خصوصاً علماء اور طلباء سے بہت محبت اور پیار تھا۔ بڑے مستجاب الدعوات اور سیف زبان تھے۔ بدعقیدہ لوگوں سے سخت نفرت تھی۔ بہترین مناظر اور متبحر عالم تھے۔

شریعت مصطفوی علیہ التحیۃ والثناء پر پورا پورا عمل تھا۔اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے والے تھے۔(۴)

صاحب ''تذکرہ سادات دوست محمد خیل'' لکھتا ہے۔خوش خُلق ایسے کہ بیگانہ بھی ملے تو یگانہ ہو جائے۔(۵)

علمی وروحانی مقام

آپ ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے۔اپنے وقت کے قطب اور غوث تھے۔کئی بزرگوں نے آپ کو بیک وقت خواجہ آباد شریف اور مدینہ منورہ میں دیکھا۔(۶)

جہادِ کشمیر

آپ نے تحریکِ خلافت اور تحریکِ پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔

جہادِ کشمیر میں آپ نے اپنے بھتیجے حضرت سیّد غلام کمال الدین شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کو کافی مسلّح آدمی دے کر روانہ کیا۔ان آدمیوں کی تعداد تقریباً تین صد تھی۔وہاں یہ مسلّح آدمی سپاہِ پاکستان میں شامل ہوئے۔(۷)

حجِ بیت اللہ شریف

۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں آپ نے حضرت مجلدِ اعظم خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ کی معیت میں حج بیت اللہ شریف اور روضہ رسول مقبول ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

marfat.com

حضرت خواجہ سیالوی نے فرمایا:

شاہ صاحب! آپ کا ذکر جہر بڑا مشہور ہے، آج ذکر جہر کر کے دکھائیں۔

الامر فوق الادب کے تحت ذکر جہر کا آغاز کیا۔ جب لَا اِلٰہَ فرمایا تو جہاز ایک سمت پر جھک گیا۔ تمام عازمین حج نے شور مچایا اور اکثر عورتیں اور بچے رونے لگے۔ جب آپ نے اِلَّا اللّٰہَ فرمایا تو جہاز سیدھا ہو گیا۔ اسی طرح دو بار کیا تو حضرت خواجہ سیالوی نے فرمایا۔

واہ شاہ صاحب واہ: مشہوری سنتے تھے، آج دیکھا۔ ذکرِ جہر کا لطف تو آیا۔ (۸)

کرامات

آپ بڑے صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ ''تفریح الروائح'' کے مؤلف نے آپ کی تقریباً چالیس (۴۰) کرامات نقل کی ہیں، جن میں سے صرف ایک ہدیۂ قارئین کی جاتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت پیر حافظ مُرید احمد صاحب ساکن پھاتھی ضلع میانوالی حج پر گئے۔ آپ کے ساتھ بھی کافی آدمی تھے۔ دورانِ طواف حضرت خواجہ سید غلام نصیر الدین شاہ کاظمی کو بھی طواف کرتے دیکھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی متوجہ کیا۔

''وہ دیکھئے شاہ صاحب طواف فرما رہے ہیں''۔

تمام ہمراہیوں نے یہ منظر دیکھا۔ بغرضِ ملاقات وہاں پہنچے تو حضرت صاحب کو نہ پایا۔

واپسی پر خواجہ آباد شریف آئے تو طواف والا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے جواباً فرمایا۔

آپ کو مغالطہ لگ گیا ہوگا۔ آدمیوں جیسے آدمی ہوتے ہیں۔

اپنے وصال شریف سے چند سال قبل آپ پھر حج پر باطنی طور پر حاضر ہوئے۔ ہر سال ایسے واقعات سننے میں آتے رہے ہیں۔ (۹)

marfat.com

تحریکِ پاکستان

آپ تحریکِ پاکستان کے عظیم مگر گمنام رہنما تھے جن کی قیام پاکستان کے لئے گرانقدر خدمات ہیں۔غوثِ زماں حضرت خواجہ سید غلام نصیر الدین شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی جہاں راتیں عبادتِ الٰہی سے معمور ہوتی تھیں، دن خدمتِ خلق میں گزرتے تھے وہاں برِصغیر کے مسلمانوں کی حالت زار پر آبدیدہ رہتے تھے۔انگریزوں کی مضبوط گرفت، ہندوؤں کے جارحانہ عزائم، سکھوں کے مظالم اور غیروں کے زرخرید ملاؤں کی منافقانہ چالیں ایسے محرکات تھے جس کی وجہ سے یہ مردِقلندر سیاست کے میدان خارزار میں قدم رنجہ ہوئے۔آپ نے پنجاب میں مسلم لیگ کو پذیرائی دینے کے ساتھ صوبہ سرحد جس کو کانگرس اپنا گڑھ سمجھتے تھے، طوفانی دورے کر کے وہاں کے غیور پٹھانوں کو کانگرس کے ملحدانہ عزائم سے آگاہ کیا۔فرنگی اور ہندو سامراج کے ایجنٹوں اور وظیفہ خواروں کے اصل چہروں کو عوام کے سامنے بے نقاب کیا۔کانگرس کو متعصب ہندو جماعت قرار دے کر مسلم لیگ کو مسلمانوں کی نمائندہ جماعت قرار دے کر مسلم لیگ کے حوالہ سے منفی پروپیگنڈوں کا سدِ باب کیا۔

صوبہ سرحد وقبائلی علاقہ جات میں خواجہ آباد شریف کے لاکھوں مُریدین ہونے کی وجہ سے سرحد کے عوام نے ہر شہر وقصبہ میں آپ کا فقید المثال استقبال کیا اور آپ کے حکم پر سرِتسلیم خم کیا۔آپ کی سرحد میں عوامی رابطہ مہم اس حد تک کامیاب رہی کہ پاکستان کے حکم یا انڈیا سے الحاق کے لئے ہونے والے ریفرنڈم میں مسلم لیگ نے تاریخی کامیابی حاصل کی، کانگرس کو ذلت آمیز شکست کا سامنا ہوا اور سرحد کے غیور وباضمیر مسلمانوں نے آپ، پیر صاحب زکوڑی شریف، پیر صاحب مانکی شریف، حضور شیخ الاسلام سیالوی اور مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ودیگر مشائخ عظام کے حکم پر لبیک کہی اور پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔

آپ نے قیام پاکستان کے لئے صرف جلسے جلوسوں اور عوامی رابطہ مہم پر اکتفا نہیں کیا بلکہ

marfat.com

عسکری محاذ پر بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ مہاجرین کی آبادکاری میں حکومت کے ممد و معاون بنے۔ (۱۰)

کوائف وصال

آپ کی طبع مبارک کچھ علیل ہوئی پھر تقریباً معمول پر آ گئی۔ دوسرے روز زیادہ علیل ہوگئی۔ ہفتہ عشرہ کے بعد آپ روبصحت ہو گئے اور سب مطمئن ہو گئے کہ آپ صحت یاب ہو گئے ہیں۔

ایک روز بوقتِ عصر آپ نے اپنے تمام نواسوں، نواسیوں اور دیگر افراد خاندان کو بلایا۔ سب کو پیار کیا اور ان میں رقم تقسیم کی۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ ملاقات آخری بار ہے۔ عشاء تک آپ کی طبیعت بالکل صحیح رہی۔ بوقتِ عشاء آپ نے دریافت فرمایا۔

آج کیا تاریخ ہے؟

حاضرین نے جواباً عرض کیا۔ آج یکم رجب المرجب ہے۔

آپ نے فرمایا۔ اچھا پھر تو تاریخیں مل گئیں۔ حضرت ثانی لاثانی سیالوی کا وصال شریف ۲ رجب المرجب کو ہوا تھا۔

شب کے دس بجے آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

آپ کے انتقال پر ایک شور برپا ہوا۔ مختصر آندھی، بوندا باندی اور چند زلزلے کے جھٹکے بھی آئے۔ ہاتف غیبی نے آپ کے وصال کی خبر ہر جگہ پہنچا دی۔

جب آپ کا جنازہ باہر لایا گیا تو بوندا باندی شروع ہوگئی۔ ایک عجیب سماں تھا اور بہت زیادہ ہجوم تھا۔

آپ کا رنگ بعد از وصال بالکل سرخ تھا اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ نیند کی حالت میں ہیں۔

marfat.com

رات کے بارہ بجے آپ کے چہرۂ انور کا رنگ زرد تھا۔ علی الصبح فیروزہ نما بعد ازاں سرخ ہو گیا۔ اس کے بعد سفید اور بوقتِ جنازہ بالکل سرخ اور آخر دم تک یہی حالت رہی۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

جب آپ کو لحد مبارک میں اتارا گیا تو آپ کا چہرہ مبارک از خود قبلہ رُخ ہو گیا۔ روضہ شریف میں کہرام مچ گیا۔ تمام لوگ بے ہوش ہو کر گرنے لگے۔ تمام نظام درہم برہم ہونے لگا۔ حضرت سید غلام کمال الدین شاہ کاظمی نے تمام حضرات کو حوصلہ دیا۔ صندوق میں آبِ زم زم اور خاکِ شفا بکثرت ملی گئی۔ (۱۱)

وصال شریف

آپ کا وصال شریف یکم رجب المرجب ۱۳۷۴ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۵۵ء بروز چہار شنبہ بوقت دس بجے شب خواجہ آباد شریف میں ہوا۔ (۱۲)

قطعہ تاریخِ وصال

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی مونیاں شریف ضلع گجرات نے تاریخ وصال کہی ہے۔

زہد لاجواب سید غلام نصیر الدین شہ

۱۹۵۵ء

پیکرِ زہد وتقا سید غلام نصیرالدین شاہ
بے نیازِ دولت دنیا و حبِّ مال و جاہ
شد زدنیا ازیکم ماہ رجب شنبہ چہار
برمزارش دائما کن ابر رحمت یاالٰہ

marfat.com

معرع سالِ وصالش گفتہ ام فیض الامین
معدنِ لطف وکرم سید نصیر الدین شاہ

۱۳۷۴ھ

مدفن

آپ کو اپنے والدِ ماجد حضرت خواجہ سید محمد پیر بخش شاہ کاظمی قدس سرہٗ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

حضرت شیخ الاسلام سیالوی کی تشریف آوری

دو تین دن کے بعد حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ تشریف لائے۔ آپ نے پرانا لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ آتے ہی آپ سیدھے روضہ شریف میں تشریف لے گئے۔ کافی وقت روضہ شریف میں رہے۔ بعد ازاں باہر تشریف لائے۔

ایک کمرہ میں تشریف فرما ہوئے اور اپنے خدام سے فرمایا۔ میرے صاف کپڑے لے آؤ۔ میں سخت غمگین تھا کہ میرے مکرم چچا جان ہماری نظروں سے غائب ہو گئے ہیں۔

سبحان اللہ۔ میرے روضہ شریف میں داخل ہوتے ہی آپ نے اُٹھ کر میرے ساتھ مصافحہ کیا اور پھر یہاں تک پہنچا گئے۔ اس لئے میری ساری پریشانی دور ہو گئی۔ (۱۳)

خلفاء

آپ کے چند خلفاء کا علم ہو سکا، جو درج ذیل ہیں۔

۱ حضرت مولانا مُرید حسین رحمۃ اللہ علیہ ساکن پھاتھی ضلع میانوالی

۲ حضرت مولانا غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ ساکن بنوں، صوبہ سرحد

marfat.com

اولاد

آپ کی اولادِ نرینہ نہ تھی۔

عُرس مبارک

آپ کا عرس مبارک ۶، ۷ رجب المرجب کو ہر سال خواجہ آباد شریف میں انتہائی عقیدت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

سجادہ نشین

آپ کے وصال مبارک کے بعد آپ کے بھتیجے حضرت خواجہ غلام نظام الدین شاہ کاظمی اور حضرت خواجہ غلام کمال الدین شاہ کاظمی سجادہ نشین ہوئے۔ انہوں نے اپنے دورِ سجادگی میں دربار شریف کو بہت ترقی دی۔ سلسلہ کی اشاعت کی اور بہت سی تعمیرات کیں۔

آج کل حضرت صاحبزادہ سید محمد جمال الدین شاہ صاحب کاظمی زیب سجادہ ہیں۔

حواشی

۱ مولانا محمد حسین چشتی، تفریح الروائح مطبوعہ پرواز پرنٹنگ پریس فیصل آباد، ۱۹۶۵ء (اوّل) صفحہ ۱۲، ۱۳، ۱۴

۲ حکیم عطاء محمد شاہ کاظمی، تذکرۂ سادات محمد خیل مطبوعہ امروز پرنٹنگ پریس، ملتان (بار اوّل) صفحہ ۱۱۴

۳ ایضاً، صفحہ ۱۱۵

۴ مولانا محمد حسین چشتی، تفریح الروائح مطبوعہ پرواز پرنٹنگ پریس، فیصل آباد، ۱۹۶۵ء (ملخصاً)

marfat.com

۵ حکیم عطاء محمد شاہ کاظمی، تذکرۂ سادات دوست محمد خیل مطبوعہ امروز پرنٹنگ پریس، ملتان، صفحہ ۱۱۵،۱۱۴

۶ مولانا محمد حسین چشتی، تفریح الروائح مطبوعہ پرواز پرنٹنگ پریس، فیصل آباد، صفحہ ۲۴، ۲۶

۷ ایضاً، صفحہ ۱۷

۸ ایضاً، صفحہ ۳۴

۹ ایضاً صفحہ ۲۶

۱۰ مکتوب میر نادر خان مروت بنام مؤلف از قمر العلوم فرید یہ رضویہ کراچی۔

۱۱ تفریح الروائح صفحہ ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، (ملخصاً)

۱۲ ایضاً صفحہ ۱۱

۱۳ ایضاً، صفحہ ۷۹

۱۴ ایضاً، صفحہ ۷۲، ۷۳

۱۵ ایضاً، صفحہ ۸۰

نوٹ: حضرت صاحبزادہ سید محمد جمال الدین شاہ کاظمی خاکسار مؤلف کے نام اپنے مکتوب گرامی میں لکھتے ہیں

حضرت خواجہ غلام نصیر الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کے لئے تفریح الارواح بھیج رہا ہوں جس سے تقریباً تمام ضروری معلومات حاصل ہو سکتی ہیں خواہ اس میں عبارت کی بے شمار غلطیاں ہیں لیکن مقصد واضح طور پر حاصل ہو جاتا ہے

آپ کو بھی خلافت حضرت قبلۂ عالم ثانی غریب نواز سے حاصل تھی مَیں چونکہ کراچی میں ہوں اس لئے مجھے آپ کے اس سوال کا جواب لکھنے کے لئے وہ افراد میسر نہیں ہیں جو معمر ہوں اور ان سے مَیں صحیح صورت حال معلوم کر کے آپ کو لکھ سکوں بہر حال یہ حقیقت بے ریب ہے کہ حضرت خواجہ غلام نصیر الدین شاہ صاحب کو خلافت حضرت ثانی غریب نواز نے ہی دی تھی

marfat.com

حضرت آغا سیّد محمد سعید جان پشاوری

پیدائش اور خاندان

آپ تقریباً ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء کو پشاور (سرحد) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد حضرت آغا سید سکندر شاہ چشتی قادری پشاوری قدس سرہٗ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ آپ حسنی حسینی سیّد ہیں۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ ماجد سے حاصل کی۔ پشاور کے علماء سے بھی پڑھا۔ بعدازاں حدیث شریف اور ادب علی گڑھ (بھارت) میں حضرت مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۸/ اکتوبر ۱۹۱۶ء) سے پڑھا اور سندِ فضیلت حاصل کی۔ (۱)

بیعت اور خلافت

آپ سلسلۂ قادریہ میں اپنے والدِ ماجد سے بیعت اور خلافت رکھتے تھے۔ (۲)

سیال شریف میں قیام اور عطائے خلافت

چشتیہ سلسلہ میں اشرف الاولیاء ثانی لاثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ سے بیعت تھی اور خرقۂ خلافت ارزانی ہوا تھا۔

marfat.com

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہ کا بیان ہے۔حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کے عہد ہمایوں میں حضرت آغا سیّد سکندر شاہ پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں صاحبزادے سیال شریف میں مقیم رہے اور آپ کے فیضِ صحبت سے بہرہ ور ہوئے۔(۳)

علمی مقام

آپ علمی لحاظ سے ایک بلند پایہ محقق عالم تھے۔علومِ متداولہ کی تکمیل کی ہوئی تھی اور بے نظیر فقیہ تھے۔(۴)

اخلاق

آپ نہایت ہی خوبصورت، بارعب اور انتہائی صاحب عقل سلیم تھے۔نہایت ہی پاکیزہ اور ستھرا لباس زیب تن کرتے۔

آپ کو فن خطاطی میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی۔تین قسم کے طرز تحریر کے ماہر تھے۔نہایت متقی، پرہیز گار، پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔شاہانہ زندگی بسر کی۔راہِ طریقت میں تیز گام، حقیقت ومعرفت کے رموز و حقائق کے عالم اور شعرائے متصوفین کے کلام پر کافی عبور تھا۔لاہور، چونیاں، قصور (پنجاب) اور صوبہ سرحد میں سلسلہ کی اشاعت وترویج کی۔

جس مجلس میں علماء ومشائخ کا اجتماع ہوتا اور آپ بھی موجود ہوتے تو کسی کو جرأت نہ ہوتی کہ آپ کے سامنے بات کر سکے۔نہایت قیمتی کتب خانہ جمع کیا۔کمال درجے کے سخی اور سنجیدہ ترین بزرگ تھے۔(۵)

marfat.com

وصال شریف

آپ ۷/ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱/ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو پشاور میں فوت ہوئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ(۶)

مدفن

آپ خانقاہ حضرت خواجہ سیّد حسن شاہ پشاوری کے مشرقی احاطہ میں دفن ہوئے۔(۷)

قطعۂ تاریخ وفات

آپ کا قطعۂ تاریخ وصال جناب عبدالرشید برقؔ نے کہا جو کہ لوح مزار پر درج ہے۔

آں ولی ابن ولی آقائے ماسیّد سعید
رفت درباغ جناں ماند باراں درجنوں
امتثال امر حق راہیچ تاخیرے نہ کرد
زاں سال وفاتش گشت لایستاخرون(۸)
۱۳۵۸ھ

اولاد امجاد

آپ نے دو شادیاں کیں۔ جن کے بطن سے تین فرزند ہوئے۔

۱۔ حضرت آغا سیّد شریف حسین شاہ شاکر پشاوری

۲۔ حضرت سیّد حسن سعید بی۔ ایس۔ سی

۳۔ حضرت سیّد علی سعید(۹)

marfat.com

حواشی

۱ محمد امیر شاہ قادری، تذکرۂ مشائخ قادریہ حسینیہ مطبوعہ حاجی سنز پرنٹرز ۱۹۹۱ء باردوم، صفحہ ۱۴۱

۲ ایضاً، صفحہ ۱۴۱

۳ حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہ نے مؤلف کی درخواست پر اپنے عم محترم حضرت صاحبزادہ محمد عبداللہ سیالوی کی زبانی بیان کیا۔

۴ محمد امیر شاہ قادری، تذکرۂ علماء ومشائخ سرحد جلد اول، مطبوعہ ملک دین محمد پریس، لاہور ۱۹۶۴ء صفحہ ۲۰۵

۵ محمد امیر شاہ قادری، تذکرۂ مشائخ قادریہ حسینیہ، مطبوعہ حاجی سنز پرنٹرز، ۱۹۹۱ء، صفحہ ۱۴۱

۶ ایضاً

۷ احمد بدر اخلاق، تذکرۂ حضرت آغا سید سکندر شاہ گیلانی، مطبوعہ خادم پرنٹنگ پریس، لاہور ۱۹۹۲ء (بار اوّل)، صفحہ ۵۱

۸ ایضاً

۹ ایضاً

marfat.com

باب ششم

حضرت آغا سیّد تجمل حسین شاہ پشاوری

ولادت باسعادت

آپ ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۱ء کو پشاور (سرحد) میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت آغا سیّد سکندر شاہ پشاوری کے چھوٹے فرزند تھے۔(۱)

تعلیم

آپ نے پشاور کے بڑے بڑے اکابر علماء سے تکمیل علوم کی۔ فقہ، منطق اور فلسفہ مولانا محمد احسن صاحب المعروف حافظ دراز قدس سرہٗ سے پڑھا۔ حدیث شریف شیخ المحدثین مولانا محمد ایوب صاحب اور صوبہ سرحد کے مشہور و معروف محدّث عالم مولوی عبدالقادر صاحب سے پڑھ کر سندِ فضیلت حاصل کی۔ تفسیر خطیب مسجد اہل حدیث مولوی محمد عثمان سے پڑھی۔ فن خطاطی میں پیر گوہر علی شاہ صاحب کے شاگرد تھے۔(۲)

علمی مقام

آپ بہت بڑے عالم، فقیہ اور معقولی تھے۔(۳) مؤرخ لاہور حضرت میاں محمد الدین کلیم مرحوم لکھتے ہیں۔ آقا سید تجمل حسین بہترین عالم فاضل ہونے کے علاوہ نہایت اعلیٰ درجہ کے خوش نویس بھی تھے۔(۴)

marfat.com

بیعت وخلافت

قادری سلسلہ میں اپنے والدِ ماجد سے بیعت اور خلافت رکھتے تھے۔ چشتی سلسلہ کی خلافت حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ سے عطا ہوئی تھی۔

مُرشد سے عشق

آپ کو اپنے شیخ سے انتہائی محبت اور عقیدت تھی۔ سیال شریف بڑے ادب اور نیاز مندی سے حاضر ہوتے تھے۔

گورنر پنجاب کی سیال شریف میں آمد

گورنر پنجاب سردار عبدالرب نشتر مرحوم حضرت آغا سیّد تجمل حسین شاہ پشاوری کے حلقۂ ارادت میں داخل تھے اور مُرید صادق تھے، جب آپ پنجاب کے گورنر مقرر ہوئے تو پہلا دورہ سرگودھا کا رکھا اور سیال شریف حاضری دی۔

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی فرماتے ہیں کہ سردار صاحب نے بتایا کہ میرے پیر و مرشد حضرت آغا سید تجمل حسین شاہ پشاوری کا حکم تھا کہ آپ پنجاب کے گورنر کے عہدہ پر فائز ہوں گے تو پہلی حاضری سیال شریف دینا لہٰذا میں نے اپنے مُرشدِ کامل کے حکم کی تعمیل کی ہے اور پہلی حاضری سیال شریف دی ہے۔

میرے بھائی جان کا دورِ سجادگی تھا، سردار صاحب کمال نیاز مندی سے حاضر ہوئے۔ روضہ شریف میں حاضری دی۔ بھائی جان نے بڑی پُر تکلف اور شاندار دعوت کا انتظام کیا۔ واپسی پر بعض تحائف مثلاً مصلّٰی، قرآن مجید وغیرہ عطا فرمائے۔

marfat.com

حضرت صاحبزادہ محمد عبداللہ سیالوی قدس سرہٗ نے گورنر کی آمد پر ایک نظم لکھی جو حسب ذیل ہے۔

گذارش، گورنر صاحب مغربی پنجاب کی تشریف آوری پر

کرتا ہوں عرض آپ کو بے لاف ہے گذاف
ازراہِ لطف کیجئے گستاخیاں معاف
اکثر ہیں خود غرض یہ نمائند گانِ قوم
رند خراب مشرب و زاہد بہ اعتکاف
سب اپنے پیٹ کے دھندوں میں ہیں پھنسے
سید پٹھان شیخ ٹوانے سفید باف
مطلب پرستیوں میں ہوئی لیڈری بھی ختم
دیوار قوم میں بھی کیا آپ نے شگاف
مدت سے جن کو میش سمجھتے رہے ہیں ہم
درپردہ تھے وہ گُرگ ہوا آج انکشاف
ملت کو اختلاف کا پھوڑا نکل پڑا
مجھ کو یقین ہے کہ وہ نشتر سے ہوگا صاف
ممدوٹ دولتانہ کی جب صلح ہوگئی
سمجھو کہ ختم ہوگیا صوبے کا اختلاف (۵)

گورنر صاحب کی آمد پر حضرت شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ نے اپنے ارشادات گرامی اس طرح پیش کیے

حضرت قبلہ سجادہ نشین صاحب سیال شریف کے ارشادات گرامی مغربی پنجاب کے درویش صفت گورنر کی آمد پر،

marfat.com

بنازیم بر نیک بختے امیر

کہ نِعْمَ الْاَمِیْرُ بِبَابِ الْفَقِیْرِ (۱)

اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (۲) ہمیں حاکم است

کہ بر ما اطاعت بجاں لازم است

خدائے سماؤ زمین و زماں

کہ فرمان او در مکین و مکاں

بحفظ خودت دارد و دراماں

کہ پنجاب جسم است و تو روح وجاں

تُرا در بنا ہمت تزاید دہد

بفتح مبین ہم کنارت کند!

الوالعزم پندارمت اے جواں

کہ عزم تو آید بروں از گماں

بہ بیں سوئے آں دختراں اسیر

ترا کرد ایزد امیر کبیر

اعدو! (۳) بفرما بزودی کہ من

سرِ فقر بینم بہ شمشیر زن

---

۱ بہترین امیر وہ ہے جو فقیر کے دروازہ پر (حدیث)

۲ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (قرآن)

۳ واعدو الھم ما استطعتم الخ ترجمہ: جہاد کے لئے حسب طاقت تیار ہو۔

marfat.com

سراسر رعایا بود عسکری
کہ ہر فردِ ملت شود لشکری
زجادوے افرنگیاں دہ خلاص
کہ مسحور گشتند ہرعام وخاص
فلاح درلباس زناں دیدہ اند
کہ فوزِ تبرک سناں دیدہ اند
بیامادۂ وہن(۴) را دُور کُن
بتریاق اسلام معمور کُن (۶)

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہٗ نے بھی ایک رُباعی لکھی تھی، جس کا ایک مصرع ہے:

کہ نعم الامیر بہ باب الفقیر

افسوس مکمل رُباعی نہ مل سکی۔ حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی لکھتے ہیں۔

سردار عبدالرب نشتر (مرحوم ومغفور) خود شاعر تھے۔ سب اشعار سُن کر بڑے خوش ہوئے اور جواباً یہ کہا۔

''ایں خانہ ہمہ آفتاب است''

آفتاب ''شمس'' ہی کو کہتے ہیں لہٰذا یہ ضرب المثل کتنی موزوں ہے؟''

سردار عبدالرب نشتر اپنی تقرری کے بعد ۲۔ اگست ۱۹۴۹ء کے روز کراچی سے بذریعہ ٹرین لاہور تشریف لائے۔ انہوں نے گورنری کے منصب پر فائز ہو کر مسلم لیگ کے دونوں متحارب دھڑوں کے لیڈروں اور کارکنوں کے دلوں میں اپنے عقیدت واحترام کے جذبات جس انداز سے پیدا کئے، وہ انہی کا حصہ تھا۔

۴: حب الدنیا وکراہت الموت

marfat.com

استغراق اور ذوقِ سماع

آپ کی طبیعت مبارک پر سوز و گداز اور عشقِ الٰہی کا جذبہ غالب تھا۔ فراغت تعلیم کے بعد آپ کی زندگی کا اکثر حصہ استغراق اور محویت میں گزرا۔ جب آپ پر یہ عالم طاری ہوتا تو آپ دنیا و مافیہا سے بالکل بے خبر ہو جاتے۔ بیوی صاحبہ، بچوں، احباب اور مُریدین سے قطع تعلق ہو جاتا اور بے خبری کے عالم میں کئی کئی مہینے بلکہ سال تک گزر جاتے۔ آخری مرتبہ ۱۹۴۶ء میں جب یہ عالم وارد ہوا تو چھ ماہ تک نہ کھانے کی خبر نہ پینے کا علم بلکہ آپ نے چھوٹا پیشاب کیا اور نہ بڑا۔ اسی عالم میں حضرت نور المشائخ ملا شور بازار کابلی آپ کو دیکھنے کے لئے چونیاں تشریف لائے مگر آپ نے کوئی بات وغیرہ نہیں کی۔ حضرت نور المشائخ نے آپ کے لئے دعا کی اور واپس ہوئے۔

محفلِ سماع میں آپ پر ایک عجیب کیفیت کا عالم ہوتا، آپ توحید وجودی مسلک رکھتے تھے۔ (۷)

سماع سے آپ کو بہت شغف بلکہ والہانہ عشق تھا۔ (۸)

اخلاق

آپ نہایت عابد، زاہد اور نیکوکار انسان تھے۔ بہترین لباس زیب تن فرماتے اور نہایت وقار و تمکنت سے رہتے تھے۔ شہرت اور نام و نمود سے آپ کو شدید نفرت تھی مگر اس کے باوجود سرحد اور پنجاب میں ایک معروف ترین ہستی بن گئے تھے کیونکہ ان صوبوں کے مشائخ سے آپ کے تعلقات نہایت اچھے تھے۔ (۹) آپ بلند اخلاق اور عشقِ الٰہی کے روحانی اثرات سے تسخیر قلوب فرماتے رہے۔ اکل حلال و صدق مقال اُن کا سیف تھا۔ آپ کا ارشاد تھا "دل بایار و دست با کار"

marfat.com

معاصرین

پنجاب کے سجادہ نشینوں اور صوفیاء سے آپ کو ملاقات کرنے کا انتہائی شوق تھا۔ اس سلسلہ میں آپ نے سرحد و پنجاب، دہلی اور یو۔ پی تک کے سفر اختیار کئے اور سینکڑوں صوفیاء سے ملے اور ان عظیم شخصیتوں سے آپ نے استفادہ بھی کیا۔ ان میں شیر ربانی میاں شیر محمد شرق پوری، حضرت سیّد وارث حسن چشتی صابری لکھنوی، حضرت عبدالحق شاہ مجذوب گوالیاری، حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی اور حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ (۱۰)

حضرت محبوب سبحانی جلال پوری قدس سرہٗ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں۔

پیر سید حیدر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کئی سال تک اپنے شیخ خواجہ محمد شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ کے گھوڑے کی خدمت بجالاتے رہے اور خود فرماتے کہ جب سے مسندِ خلافت پر متمکن ہوا۔ سیال شریف سے بااجازت واپس آیا ہوں۔ آج تک کبھی سیال شریف کی طرف پیٹھ نہیں کی گویا عظمت پیر کا اس قدر پاس رکھنے والے بزرگ تھے۔ (۱۱)

رشد و ہدایت

آپ نے پشاور اور لاہور کو رشد و ہدایت کا مرکز بنایا اور اپنے سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت کا بھرپور انداز میں کام کیا۔ آپ کے بے انتہا مُرید تھے کیونکہ آپ کی شخصیت انتہائی طور پر جاذب نظر تھی۔ نظر جس طرف ایک دفعہ اٹھ جاتی، لوگوں کو مسخر کر لیتی، صوبہ سرحد، لاہور، چونیاں، قصور اور دوسرے اضلاع میں ہزارہا آپ کے مُرید ہیں۔ (۱۲)

marfat.com

وصال شریف

وصال سے تقریباً نو ماہ قبل آپ پر حالت جذب طاری ہوگئی تھی اور اس کی ابتداء چونیاں میں ہوئی، جہاں آپ اپنے مُریدین کی دعوت پر تشریف لے گئے تھے۔ جب وہاں حالت زیادہ خراب ہوگئی تو آپ کو علاج کے لئے لاہور لایا گیا، جہاں آپ کا ۲۱/ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ مطابق ۸/ اگست ۱۹۴۷ء کو وصال ہوا۔ (۱۳)

مدفن

آپ اپنے جدِ امجد حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، جن کا مرقد مبارک بیرون دہلی دروازہ میں ہے، کے جوار میں دفن ہوئے۔ مؤلف آپ کے مزار شریف پر حاضر ہوا ہے۔ بڑا لطف اور سرور حاصل ہوا۔

قطعۂ تاریخ وفات

گورنر پنجاب سردار عبدالرب نشتر رحمۃ اللہ علیہ نے قطعہ تاریخ وفات کہا جو آپ کی لوح مزار پر کندہ ہے۔

تاریخ وفات حضرت آقا سید تجمل حسین صاحب مرحوم و مغفور بن آقا سید سکندر شاہ صاحب حسنی، حسینی، قادری چشتی بغدادی ثم پشاوری

چوں تجمل حسین آقائیم
پیکرِ فقرو مخزن عرفاں
جانِ شیریں بحق سپرد آں روز
بود شنبہ وبست ویک رمضاں

marfat.com

گفت تاریخ رحلتش نشتر

"مشعلِ معرفت دل ایماں"

۱۳۶۶ھ

اولاد امجاد

آپ کے دو بیٹے تھے۔

۱۔ سید محمد احمد شاہ

۲۔ سید محمد جواد شاہ

حواشی

۱ ماہنامہ سلیسل لاہور، تذکرۃ الاولیاء جدید مطبوعہ جنوری، فروری ۱۹۷۳ء، صفحہ ۱۲۳

۲ محمد امیر شاہ قادری، تذکرہ مشائخ قادریہ حسینیہ مطبوعہ حاجی سنز پرنٹرز ۱۹۹۱ء، صفحہ ۱۴۲

۳ ایضاً

۴ ماہنامہ سلیسل لاہور، تذکرۃ الاولیاء جدید، مجریہ جنوری، فروری ۱۹۷۳ء، صفحہ ۱۲۳

۵ حکیم علی محمد خان دہلوی (مدیر مسئول) سہ روزہ ندائے اعوان، سرگودہا، مورخہ ۵/ستمبر ۱۹۴۹ء مطابق ۱۱/ذی قعدہ ۱۳۶۸ھ، جلد ۲، شمارہ ۳۲، صفحہ ۵

۶ ایضاً، صفحہ ۱

۷ محمد امیر شاہ قادری، تذکرہ مشائخ قادریہ حسینیہ، صفحہ ۱۴۲

۸ ماہنامہ سلیسل لاہور، تذکرۃ الاولیاء، جدید، صفحہ ۱۲۴

marfat.com

۹ ایضاً، صفحہ ۱۲۴

۱۰ ایضاً، صفحہ ۱۲۴

۱۱ تذکرہ انوار الشیخ، قلمی، صفحہ ۷۶، بحوالہ تذکرہ حضرت آغا سید سکندر شاہ پشاوری مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء، صفحہ ۷۶

۱۲ ماہنامہ سلسبیل لاہور، تذکرۃ الاولیاء جدید، صفحہ ۱۲۴

۱۳ ایضاً، صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵

marfat.com

باب ہفتم

حضرت خواجہ سیّد امیر علی شاہ چشتی

پیدائش اور خاندان

آپ تخمیناً ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۸۵۲ء کو مدینہ متصل گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت سید حیدر علی شاہ کی بیعت حضرت خواجہ سید محمد اکرام شاہ قدس سرہٗ مدفون سلہو کی شریف ضلع گوجرانوالہ (پنجاب) سے تھی۔ آپ جید عالم، کامل واکمل درویش اور صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ سیّد مہر علی شاہ مدظلہٗ راوی ہیں۔

حضرت قدوۃ السالکین قطب زمان خواجہ سیّد محمد اکرام شاہ قدس سرہٗ العزیز اپنی مسجد میں اوراد و وظائف میں مشغول تھے کہ مسجد کے عقب سے بلوچوں کا ایک تجارتی قافلہ گزرا جب اونٹ مسجد کی نالی عبور کرنے لگے تو بلوچ نے اپنی بولی میں آواز دی۔

''ڈھل او بچیا ڈھل''

جب آپ نے بلوچ کی آواز سماعت فرمائی تو جواباً فرمایا:۔

''تینوں کابل جاندیاں، ذرا نہ لگے ڈھل''

جب قافلہ کابل سے واپس ہوا تو قافلہ کے سردار نے بیان کیا کہ جب ہم نے مسجد کی گلی پار کی تو سامنے کابل کی گلیاں نظر آئیں۔

گفتہ او گفتۂ اللہ بود

(رومی)

marfat.com

آپ حسینی سیّد ہیں۔ آپ کے اجداد میں سے حضرت سیّد احمد شاہ مدینہ جمال پور ضلع گجرات میں تشریف لائے۔

نسب نامہ

آپ کا شجرۂ خاندانی اس طرح ہے۔

سید امیر علی شاہ بن سید حیدر علی شاہ بن سید قادر شاہ بن سید ہدایت اللہ بن سید نذر محمد شاہ بن سید حنیف اللہ بن سید والی بن سید عمر شاہ بن سید قطب الدین بن سید داؤد الدین بن سید احمد شاہ(۱) بن سید نظام الدین تلمی بن سید میاں تلمی بن سید یٰسین تلمی بن سید جلال الدین تلمی بن سید بہاؤ الدین تلمی بن سید جلال الدین ملتانی بن سید حمید الدین ملتانی بن سید محمد صدر رجل ملتانی بن سید احمد ملتانی بن سید عبداللہ شاہ ملتانی بن سید محمد خوارزمی ملتانی بن سید علی مستانہ خدا خوارزمی بن سید محمد خوارزمی اول بن سید عبداللہ مصری بن سید حسن مصری ثم بغدادی بن سید محمد بغدادی بن سید علی عریض مدنی بن امام جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔(۱)

تعلیم اور اساتذہ

آپ نے حسب ارشاد حضرت خواجہ سید محمد اکرام شاہ قدس سرہٗ قرآن پاک اور بعض دینی کتب کی تعلیم میاں دسوندی مرحوم سے حاصل کی۔ علاوہ ازیں چکوڑی شریف میں حضرت خواجہ محمد امین فاروقی قدس سرہٗ سے پڑھا۔(۲)

بیعت وخلافت

حضرت خواجہ سید محمد اکرام شاہ قدس سرہٗ سے بیعت کی۔ آپ نے اپنی آخری عمر میں حضرت

---

(۱) آپ مدینہ جمال پور میں تشریف لائے۔ خاندان سادات مدینہ جمال پور کے مورث اعلیٰ آپ ہیں۔ مولف

marfat.com

سید امیر علی شاہ کو خرقۂ خلافت پہنا دیا تھا۔ اس موقع پر حضرت خواجہ سید محمد حیات شاہ ہمدانی قدس سرہٗ خواجہ آباد شریف متصل علاؤل ضلع چکوال اور میاں علی محمد حجام موضع لنگیانوالہ موجود تھے۔

حضرت سید غلام فرید شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سلھو کی شریف اپنی یادداشتوں میں لکھتے ہیں۔

جب ایک دفعہ حضرت خواجہ سید محمد اکرام شاہ صاحب بیمار ہوئے تو سید محمد علی شاہ خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا۔

تم نے مائی صاحبہ کی خدمت کی تو تجھے بیعت کی اجازت ہے۔ ایک دفعہ حضرت سید محمد حیات شاہ ہمدانی نارگ والے تشریف لائے تو آپ نے حضرت سید اکرام شاہ سے پوچھا۔

یہ لڑکا آپ کا کون ہوتا ہے؟

ارشاد فرمایا۔ مائی صاحبہ کا رشتہ دار ہے۔ اس کا دوسرا بھائی سید امیر علی شاہ ہمارا داماد ہے۔

حضرت سید محمد حیات شاہ ہمدانی نے فرمایا۔

آپ کی نظر کرم ہو تو علم کیا مشکل ہے؟

اس موقع پر آپ نے سید امیر علی شاہ صاحب کو خرقۂ خلافت پہنایا اور بیعت کی اجازت بخشی۔ اس وقت حضرت سید محمد حیات شاہ صاحب ہمدانی اور میاں علی محمد حجام لنگیانوالہ موجود تھے۔

آپ نے فرمایا امیر علی شاہ کتابوں کا سبق لیا کرو، اللہ تعالیٰ تجھے سب کچھ عطا کرے گا۔

بعد ازاں سید امیر علی شاہ صاحب نے میاں دَسُوندِی سے قرآن پاک اور بعض دیگر کتابیں پڑھیں۔

آپ نے فرمایا۔

امیر علی شاہ اگر کسی کو مٹی دم کر دے گا تو ہزار تعویذ جیسی ہوگی۔ لوگوں کو سید امیر علی شاہ پر اعتبار نہ آتا تھا کیونکہ علم کم تھا اور صحبت بھی کم تھی۔

marfat.com

آپ نے فرمایا۔

سید امیر علی شاہ کے علم اور صحبت کی طرف نہ دیکھنا۔ بلکہ میری بات یاد رکھنا، چند دنوں تک زندہ ہو جائے گی۔ مزید ارشاد فرمایا۔

امیر علی شاہ یہ خیال نہ کرنا کہ خلافت لے کر بڑا آدمی بن گیا ہوں اگر تو نے مائی صاحبہ، صاحبزادیوں اور درویشوں کی خدمت کی تو تیرا فیض جاری ہوگا۔ (۳)

سیال شریف حاضری اور عطائے خلافت

حضرت خواجہ سید محمد اکرام شاہ قدس سرہٗ کے وصال کے بعد آپ مائی صاحبہ اور حضرت سیدہ نور صاحبہ کی معیت میں سیال شریف حاضر ہوئے تو حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ نے اپنی خاص توجہ اور نظر کرم سے خرقۂ خلافت ارزانی فرمایا۔ آپ کو علم لدنی حاصل تھا۔ مائی صاحبہ اور سیدہ نور صاحبہ کو مرقع شریف اور کشکول شریف کی اجازت مرحمت فرمائی نیز ارشاد فرمایا۔ خواجہ سید محمد اکرام شاہ صاحب کا عرس قضا نہ کرنا، سیال شریف کی حاضری ناغہ نہ کرنا اور عبادت و ریاضت میں سستی اور غفلت نہ کرنا۔

دونوں نے اس پر پورا پورا عمل کیا۔ کبریت احمر شریف کی دو زکوتیں روضہ شریف حضرت خواجہ سید محمد اکرام شاہ پر نکالیں۔ (۴)

مراجعت وطن

سیال شریف سے مراجعت پر لوگ بغرض بیعت اور دعا جوق در جوق حاضر ہونے لگے۔ وہ علماء جو آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں پس و پیش کرتے تھے، انھوں نے اس سے رجوع کیا اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ (۵)

marfat.com

حضرت خواجہ چکوڑوی کی معیت میں سیال شریف حاضری

آپ نے حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کے حسب ارشاد چکوڑی شریف میں تعلیم وتربیت کیلئے کافی عرصہ قیام کیا۔حضرت خواجہ محمد امین فاروقی قدس سرہٗ عالمانہ وجاہت اور رکھ رکھاؤ کے مالک تھے۔شاہانہ لباس اور طلائی پاپوش پہنتے تھے۔

ایک بار دونوں استاد شاگرد عازم سیال شریف ہوئے تو حضرت سید امیر علی شاہ نے خواجہ چکوڑوی کی پاپوش اٹھالی۔خواجہ چکوڑوی نے پاپوش نہ پہننے کا فیصلہ کرلیا کہ ایک سیدزادے کا ہاتھ اس کو چھو گیا ہے۔یہ معاملہ حضرت ثانی لاثانی سیالوی کی بارگاہ عالی وقار میں پیش ہوا تو حضرت سیالوی نے اپنا نیا پاپوش مبارک آپ کو عطا فرمایا اور وہ اپنے پاس رکھ لیا۔

حضرت چکوڑوی نے حضرت سیالوی کے اس تبرک کو حرز جان بنایا۔(۶)

معمولات اور اخلاق

آپ اوراد و وظائف کے پابند تھے۔ذکر جہر بکثرت کرتے تھے۔ذکر جہر کا وظیفہ حضرت خواجہ سید محمد اکرام شاہ قدس سرہٗ کا عطا کیا ہوا تھا۔

آپ حسین وجمیل، بہادر، دلیر اور سخی تھے۔عبادت وریاضت میں بے مثل تھے۔اپنے شیخ سے حد درجہ محبت تھی۔درا ویش اور اپنے خسر کی اولاد کی خدمت کو وجہ افتخار اور باعث نجات سمجھا۔بڑے زیرک اور دانا تھے۔آپ نے مسند سجادگی کو بحسن وخوبی نبھایا۔(۷)

حضرت غلام علی کھمان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

امیر علی تے مہر اللہ دی دن دن بڑی صفائی اے
لُوں لُوں بہہ شکرانہ پڑھدا مشکل نام کشائی اے(۸)

marfat.com

شادی اور اولاد

آپ کی شادی خواجہ سید محمد اکرام شاہ قدس سرہٗ کی بڑی صاحبزادی مسماۃ سیدہ نور صاحبہ سے ہوئی۔ جن کے بطن سے تین فرزند اور چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

۱ خواجہ سید غلام فرید شاہ (م ۱۹۸۸ء)

۲ خواجہ سید غلام حسین شاہ (م ۱۴۰۶ھ)

۳ سید سلطان شاہ صاحب مدظلہٗ

سجادہ نشین

آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند کلاں حضرت خواجہ سید غلام فرید شاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ حضرت خواجہ سید امیر علی شاہ خوارزمی نے اپنی حیات مبارکہ میں انھیں اپنا جانشین منتخب کرلیا تھا اور حضرت ثالث سیالوی قدس سرہٗ نے خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمادیا تھا۔ موجودہ سجادہ نشین آپ کے پوتے حضرت سید مہر علی شاہ صاحب مدظلہٗ ہیں۔ بڑے زندہ دل، فیاض اور مہمان نواز ہیں۔

دو تین سال سے ان کے صاحبزادے، صاحبزادہ سید غلام نصیر الدین شاہ سیال شریف اعراس پر حاضر ہو رہے ہیں۔ بلند اخلاق، ہنس مکھ اور خوش لباس ہیں اللہ تعالیٰ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ ﷺ

وصال شریف

آپ نے ۴ ذی قعدہ ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۸ جون ۱۹۲۳ء بروز دوشنبہ بعد از مغرب رحلت فرمائی (۹)

marfat.com

مدفن

حضرت خواجہ سید محمد اکرام شاہ خوارزمی قدس سرہٗ کے پہلو میں شرقی جانب آرام گاہ بنی۔ عالیشان روضہ مبارک بنا ہوا ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

محبّ گرامی حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی ایم۔اے نے قطعہ تاریخ وصال کہا ہے۔

رئیس اولیاء سید امیر علی شاہ خوارزمی
۱۹۲۳ء

کامل دہر سید امیر علی — افتخار زماں پیکر آگہی
فیض یاب از کرم ہائے خواجہ سیال — زبدۂ کاملاں عابد و متقی
بد چہارم زذی قعد دوشنبہ روز — گفت واصل بحق آں مکرم ولی
روح پاکیزہ چوں پیش داور رسید — حکم حق آمدہ وادخلی جنتی

مصرع رحلش گفت فیض الامین

"بادشاہ سخا بد امیر علی"
۱۳۴۱ھ

کرامات

آپ کی چند کرامات یہاں درج کی جاتی ہیں۔

۱ میاں مولا بخش سنادھہ ساکن بھابڑہ ضلع سرگودہا آپ کا مخلص مرید تھا اور ڈاک خانہ بھابڑہ میں ملازم تھا۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ سید امیر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں مولا بخش سنادھہ کو کسی گاؤں میں امانت پہنچانے کا حکم دیا۔ جب وہ دریا کے کنارے پہنچا تو وہاں موجود چند افراد سے

marfat.com

دریا عبور کرنے کا آسان راستہ پوچھا چونکہ اس کے پاس امانت بصورت چاندی کے روپے تھی دیکھ کران افراد کی نیت میں فتور آ گیا اور میاں مولا بخش سنادھہ کو غلط راستے پر ڈال دیا۔ جب میاں صاحب وہاں سے گزرے تو دلدل میں پھنس گئے اور اچانک غیبی طور پر دریا کے دوسرے کنارے پر نمودار ہو گئے۔

جب میاں مولا بخش سنادھہ سلھو کی شریف واپس آئے تو آپ نے فرمایا۔

''مولا بخش! راستہ سے خوب واقف ہو کر دریا پار کرنا چاہئے''۔

نیز اپنی کمر میاں مولا بخش کو دکھائی جس پر خراش کے نشان تھے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز (اقبالؔ)

۲ سلھو کی شریف کا دستور تھا کہ لنگر کا غلہ گاؤں کے کسان پیتے تھے۔ بابا پیر بخش تھہیم اپنی باری پر خراس جوتنے کے لئے اپنے بیل مویشی خانہ سے لینے گیا تو بیل وہاں موجود نہیں تھے۔ سیر اسیمگی کی حالت میں حضرت سید امیر علی شاہ کی خدمت معلّٰی میں حاضر ہوا اور زار و قطار رونے لگا۔ آپ نے اسے تشفی دیتے ہوئے فرمایا۔

''باہر جا کر دیکھو، تمہارے بیل آ رہے ہیں''۔ چنانچہ جب وہ باہر گیا تو واقعی بیل آ رہے تھے ۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ حاکم خان چور نے بابا پیر بخش تھہیم کے بیل چوری کر لئے اور ایک ندی عبور کرتے ہوئے دلدل میں پھنس کر رہ گیا اور وہیں فوت ہو گیا۔ اس طرح بیل سلھو کی شریف واپس آ گئے۔ (۱۰)

marfat.com

حواشی

۱ ماخوذ، شجرہ خورز میاں معین الدین پور، مدینہ جمال پور (قلمی)، صفحہ ۳۰۰ مملوکہ حاجی سید محمد رضا شاہ بن حاجی احمد شاہ ساکن معین الدین پور ضلع گجرات حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ صاحب مدظلہٗ سجادہ نشین آستانہ عالیہ چشتیہ حسینیہ سلہو کی شریف، مہتمم جامعہ رضویہ قمر المدارس، جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ نے شجرہ مہیا فرمایا۔

۲ راوی حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ سلہو کی شریف

۳ یادداشتیں (قلمی) مرتبہ حضرت سید غلام فرید شاہ بن سید امیر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مملوکہ سید مہر علی شاہ سجادہ نشین سلہو کی شریف، صفحہ ۲۸، ۲۹

۴ ایضاً، صفحہ ۳۹، ۴۰

۵ راوی حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ مدظلہٗ سلہو کی شریف

۶ ایضاً

۷ ایضاً

۸ میاں غلام علی کھمانؔ، سلسلہ شریف خاندان عالیہ چشتیہ مطبوعہ نیو آفاق پریس ٹھاکر سنگھ گیٹ، گوجرانوالہ، صفحہ ۳ ناشر سید غلام فرید شاہ سلہو کی شریف، ضلع گوجرانوالہ

۹ راوی حضرت علامہ سید مراتب علی شاہ خوارزمی، سلہو کی شریف

۱۰ راوی حضرت صاحبزادہ سید مہر علی شاہ مدظلہٗ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلہو کی شریف، گوجرانوالہ (پنجاب)

marfat.com

باب ہشتم

حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی

آپ کی تعریف میں حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

ذکر مذکور تو ہے جاں کی تجلی کے لئے ذکر ذاکر بھی ہے اک دل کی تسلی کے لئے

طاق ابرو تو بنا قبلہ صاحب نظراں اور یہ کعبہ بنا قبلہ مصلی کے لئے

دل اشفتہ ہوا دعوت غم پہ مامور

ساغر درد سے ہے اس کو تمنائے سرور (۱) (بیخود)

خاندان

حکیم شیخ غلام احمد میانوی کا بیان ہے۔

آپ کھوکھر قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد عرب شریف سے نقل مکانی کر کے پنجاب کے ضلع جہلم میں دریائے جہلم کے کنارے بگہ گاؤں میں مغلیہ دور میں قیام پذیر ہوئے جو بارہ پشت سے حافظ اور عالم گھرانہ مشہور استاذ العلماء ہے۔ (۲)

ولادت

سید العاشقین مولانا محمد ذاکر بگوی قدس سرہٗ ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء بھیرہ شریف ضلع سرگودہا میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام ''گل رنگین محمد ذاکر'' ۱۲۹۳ھ ہے۔ بر موقع ولادت آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد عبدالعزیز بگوی قدس سرہٗ نے یہ شعر پڑھا۔

ہاتف خدا آوازہ داد

لذاکرہ ''کشادہ باد''

۱۲۹۳ھ (۳)

marfat.com

مولف جذبات سعید نے درج ذیل مصرع سے سن ولادت نکالا۔

اے عارف وذاکر ش تولد! (۴)
۱۲۹۳ھ

تعلیم

آپ نے کتب مروجہ معقول ومنقول اپنے والد ماجد کے مدرسہ میں پڑھیں۔علوم دینیہ سے فارغ ہوکر دہلی کا رخ کیا۔ جہاں طبیہ کالج دہلی میں حاذق الملک حکیم عبدالمجید خان مرحوم سے علم طب حاصل کیا۔ واپسی پر اپنے عم بزرگوار اور خسر مولانا غلام محمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لاہور میں قیام کیا اور تصوف کی کتب پڑھیں۔(۵)

حکیم شیخ غلام احمد میانوی طبیب امراض روحانی، گوجرانوالہ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی کے تلامذہ حضرت سید بہادر شاہ اور مولوی نور احمد میلووالی کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔

آپ علوم دینی سے فراغت پر علم طب کے حصول کے لئے دہلی تشریف لے گئے مگر کتب طب کو چھوا تک نہیں۔ روزانہ کسی نہ کسی بزرگ کے مزار مبارک پر یا مجالس اہل اللہ میں حاضری دینے اور فیضان باطن سے سرشار رہنے میں وقت گذارا حتیٰ کہ امتحان کا دن آگیا اور رات کو طب کی کتاب دیکھی تو تمام سفید صرف دو صفحات نظر سے گزرے۔ان ہی صفحات سے امتحان صبح بہ نظر عنایت بزرگان ہوا۔سو فیصدی نمبر حاصل کئے اور سنہری سند شریفی خاندان سے عطا ہوئی۔(۶)

لاہور ان دنوں اعتقادی کش مکش سے گزر رہا تھا مگر آپ ان فرقہ وارانہ مباحث سے علیٰحدہ ہی رہے اور مسائل تصوف پر غور فرمایا کرتے۔

چودہ سال کی عمر میں پنجاب یونیورسٹی سے ۱۳۰۷ء مطابق ۱۸۹۰ء میں مولوی فاضل کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔(۷) آپ کے اساتذہ میں شمس العلماء علامہ عبداللہ ٹونکی اور حضرت علامہ فیض الحسن سہارنپوری شامل تھے۔

marfat.com

بیعت

''محبوب سیال'' کے مصنف نے آپ کی طالب علمی کا واقعہ انھی کی زبانی اس طرح لکھا ہے۔

اوائل زمانے میں جب کہ میں طلب علم میں مصروف تھا۔ایک روز مجھے سخت بے چینی ہوئی اور کشش سیال شریف طبیعت پر غالب آئی۔حضرت قبلہ والد صاحب کی خدمت میں عرض کیا مگر آپ نے اجازت نہ فرمائی۔میں اسی حالت اضطراب میں حجرے کا دروازہ بند کر کے لیٹ گیا اور روتے روتے سو گیا۔

خواب میں دیکھتا ہوں کہ خلق خدا انبوہ در انبوہ ایک طرف کو جا رہی ہے۔میں نے ان سے پوچھا۔تم کدھر جا رہے ہو؟ کہنے لگے رسول اکرم ﷺ تشریف فرما ہوئے ہیں اور ہم زیارت کیلئے جا رہے ہیں۔

میں نے کہا۔زہے نصیب !اور ساتھ ہولیا۔آگے جا کر کیا دیکھتے ہیں؟ کہ ایک بڑی فراخ مسجد کے صحن میں لوگ قطار در قطار اژدھام کئے کھڑے ہیں۔میں نے ان سے پوچھا۔کدھر تشریف فرما ہیں،رسول کریم ﷺ ؟ جواب ملا کہ یہ آپ کے جانشین حضرت صاحب سیالوی ہیں۔میں نے جھک کر دیکھا کہ اپنے حضرت صاحب تشریف فرما ہیں۔بہت حظ پیدا ہوا اور فوراً ہی میری آنکھ بھی کھل گئی۔ادھر سے اسی وقت میرے والد صاحب تشریف لائے اور بغیر میرے عرض کئے مجھے خرچ دے کر فرمایا۔

''جاؤ سیال شریف''(۸)

صاحب برکات سیال نے آپ کی بیعت کا واقعہ اس طرح بھی لکھا ہے۔

بھیرہ میں ایک صاحب حال درویش آیا کرتے تھے۔ان کی طرف طبیعت راغب ہوئی ۔والد ماجد نے فرمایا کہ بیٹا! خوانچہ فروشوں سے کیا لینا چاہتے ہو؟ مٹھائی کی اعلیٰ مکان پر پہنچو، کچھ نہ

marfat.com

بھی ملے تو دماغ تو خوشبو سے معطر رہے، یہ بات سیدھی دل میں اتر گئی۔ ان کے ہمراہ سیال شریف حاضر ہوئے اور حضرت اشرف الاولیاء کے قدم میمنت لزوم پہ سر رکھ دیا۔ مخمور و مدہوش واپس ہوئے۔(۹)

سیال شریف حاضری کا ایک واقعہ

جذبات سعید کے فاضل مصنف رقمطراز ہیں۔

ایک دفعہ حضرت کریم ثانی سیالوی بعد از نماز ظہر ختم شریف میں مشغول ہونے والے تھے کہ مولوی محمد ذاکر بگوی مع ہم غلاموں کے رخصت کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے، حضور نے ختم پڑھنا شروع کر دیا اور ہم بھی شامل ہو گئے۔ بعد فراغت ختم حضور نے مولانا بگوی کو مخاطب فرما کر دعائے خیر فرمائی اور جلدی میں معانقہ وغیرہ کئے بغیر ہی باہر چلے گئے کیونکہ اس دن حضور سیالوی نے اپنے رشتہ داروں میں کہیں باہر تشریف لے جانا تھا اور کچاوہ وغیرہ بستی سے باہر تیار تھا۔ مولانا بگوی کی طبیعت پر اس بے توجہی کا بڑا اثر ہوا اور فرمانے لگے کہ واقعی ہم اس قابل ہیں کہ دور ہی سے دھتکار دیئے جائیں۔ سب حاضرین حضور سیالوی کے پیچھے پیچھے مشائعت کے لئے جا رہے تھے۔ مولانا بگوی نے فرمایا کہ چلو بھئی ہم کو تو رخصت مل گئی ہے، سامان اٹھائیں اور چلیں۔ وہیں پر حضرت مولوی عبدالعزیز چاچڑوی بھی تھے۔ انھوں نے کہا "واہ صاحب آپ کا دل کس طرح برداشت کر رہا ہے کہ بغیر قدمبوسی اور معانقہ کے چلے جا رہے ہیں۔ بھئی یہ حضرات تو اس طرح کی لاپرواہی دکھاتے ہیں مگر عاشق کا فرض تو یہ ہے کہ پھر بھی شمع پروانے کے طریقہ پر عمل کرے۔ بہر حال ہم سب بھی حضور کی مشائعت میں داخل ہو گئے جب حضور کچاوہ میں سوار ہونے لگے تو سب کی طرف متوجہ ہو کر دعائے خیر فرمائی۔ اس وقت حضرت میاں عبداللہ صاحب نے جو ابھی بالکل بچے ہی تھے، سبقت فرمائی اور حضور سیالوی کے قدموں پر گر پڑے۔ آپ نے ان کو اٹھا کر گلے لگا لیا پھر کیا تھا سب حاضرین پر رقت طاری ہو گئی اور باری باری دولت قدمبوسی سے مشرف ہونے لگے اور سب قبض کی

marfat.com

خشکیاں دور ہو گئیں۔

شیخ سے محبت

آپ اپنے بلند پایہ شیخ کے جانثار عاشق صادق تھے۔ سیال شریف کی باقاعدہ حاضری آپ کا خصوصی وظیفہ تھا۔ اور ہمیشہ کوشش یہی فرماتے کہ زیادہ سے زیادہ بندگان خدا کو اپنے شیخ (۱۰) کا حلقہ اسیر بنائیں اور یہ جوہر صرف فنافی الشیخ سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے ایسا دل گداختہ اور قلب خشیہ بھی درکار ہے جو رب العزت اور اس کی مخلوق کی محبت میں مخمور ہو۔ ان کے دلوں کے ظرف اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ قلیل مقدار تو کیا، استطاعت سے زیادہ انعام واکرام بھی حاصل ہوں تو چھلکنے نہ پائیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ عالیہ سیال شریف سے تعلق مثالی ہے۔ ان کے عشق کے واقعات پڑھیں تو یقین نہیں آتا کہ مدرسہ حمیدیہ کا صدر مدرس آتش عشق میں اس قدر جل سکتا ہے کہ انھیں اپنے مقام اور اپنی ذات کا سر مو ہوش نہیں رہتا۔ ان کے لئے دیدار یار بھی عبادت ہے۔ (۱۱)

آپ سیال شریف بڑے ذوق وشوق سے حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عالم وجد میں ایک میل کے قریب سر کے بل گئے۔ زمانہ طالب علمی میں کئی دفعہ رات کو نماز عشاء کے بعد مولانا محمد ذاکر بگوی شہر بھیرہ سے باہر چہل قدمی کے لئے تشریف لاتے اور اکثر طلبہ ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ جب بھیرہ سے باہر جرنیلی سڑک پر (جو بھیرہ سے صدر شاہ پور سے ہوتی ہوئی سیال شریف جاتی ہے) آتے تو یکا یک اس کا منتہائے سفر آپ کے سامنے آجاتا اور اسی حالت میں پاپیادہ سیال شریف چل پڑتے اور زادِ راہ وغیرہ کا انتظام بھی راستے میں خود فرما لیتے۔ (۱۲)

ایک دفعہ رمضان شریف میں جب کہ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی اور دیگر درویش زکوتوں کے چلے نکال رہے تھے۔ بہاول بخش قصاب خبر لایا کہ اجمیر شریف کے گدی نشین سیال شریف آئے ہوئے تھے اور ان کی استدعا پر حضرت ثانی لاثانی سیالوی ان کو ساتھ لے کر جلال پور شریف تشریف

marfat.com

لائے ہیں۔ مولانا ذاکر بگوی نے فرمایا کہ ہم تو چلہ میں ہیں ورنہ حضور کے ہم رکاب اس سفر میں حاضر ہوتے۔ اس پر بہاول بخش نے گانا شروع کر دیا۔

ہاتھوں میں میرے کنگنا، کنگنا نہ کہوں تو کیا کہوں
جتھے یار مورا بسدا، ونجنا نہ کہوں تو کیا کہوں

یہ سن کر آپ پر رقت طاری ہوگئی اور اسی وقت تیاری کا حکم دے دیا۔

حضرت ثانی لاثانی سیالوی مع سجادہ نشین صاحب اجمیری کے جلال پور شریف سے واپس آرہے تھے اور دریائے جہلم کے اس کنارے پر آپ نے مع درویشان دولت قدم بوسی حاصل کی۔ بہاول بخش قصاب نے مناسب موقع پر یہ پنجابی شعر گا کر عرض کئے۔

د درشن تیرے درس بھلائے ملاں مفتیاں قاضیاں نوں
صرفی نحوی بھل بھل جاوندے پڑھن مضارع ماضیاں نوں

اس طرح سارا جلوس وہاں سے منڈی بہاؤالدین کے سٹیشن تک ذوق وشوق میں آیا۔ ساتھ ساتھ قوال گاتے جاتے تھے۔ (۱۳)

حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی کا عام شغل اورادو وظائف کے علاوہ اپنے پیران عظام کا ذکر مبارک ہی ہوتا تھا اور اسی ضمن میں تصوف کے اعلیٰ سے اعلیٰ کمالات بیان فرما جاتے تھے۔

بادشاہی مسجد لاہور میں کئی راتیں ایسی آئیں کہ نماز عشاء کے بعد جوں بیٹھے، انھی اذکار بادہ گسار کی مستی میں رات گزر گئی۔ (۱۴)

صاحب محبوب سیال لکھتے ہیں۔

ملفوظات زیادہ تر سید العاشقین حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی روایات سے لکھے گئے ہیں۔ آپ کے اوقات گرامی توحید وعشق اور اپنے پیران عظام کے ذکر سے معمور تھے۔ حضرت اشرف الاولیاء خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کے تو وہ نہ صرف مرید تھے بلکہ مراد تھے، اس

marfat.com

لئے آپ کے ذکر حالات میں ان کو وہ لذت اور وہ چاشنی ملتی تھی جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔(۱۵) آپ اپنے ایک مقالہ میں رقمطراز ہیں۔

خاکسار نابکار کو جب سے حضور قبلہ عالم سیالوی (روحی فداہ) کی خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا ہے۔ سوا ملفوظات مشائخ و ذکر شرین حضرت قبلہ عالم سیالوی کوئی شغل باعث فرحت دل حزیں نہیں ہوتا اسلئے مضامین نویسی و تقریر آرائی سے اکثر طبیعت مکدر ہو جاتی ہے اور حتی الوسع ان سے طبعاً احتراز رہتا ہے۔(۱۶)

حکیم غلام احمد میانوی ساکن زین پور میانی نواح بھیرہ حضرت سید شہابل شاہ اور مولوی نور احمد میلووالی کی زبانی رقمطراز ہیں۔

ایک دفعہ ہم تینوں بھیرہ کی جرنیلی سڑک جو شاہ پور کو جاتی ہے۔ برائے سیر نکلے تو سید بہادر شاہ صاحب نے کمال ذوق اور خوش بیانی سے عشقیہ دوہڑا پڑھا تو حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی پر وجدانی حالت طاری ہوگئی اور اسی حالت میں دوڑ پڑے کہ جھاوریاں بیس میل پر جادم لیا۔ دوسرے دوہڑے پر شاہ پور سے آگے بیس میل دور جا کے دم لیا۔ تیسرے دوہڑے پر بیس میل طے کر کے سیال شریف دربار مرشد میں کمال ذوق میں حاضری دی۔(۱۷)

صاحب جذبات سعید اپنے ایک مضمون میں تحریر کرتے ہیں۔

آپ کو جو شفقت اور فریفتگی اپنے پیر سیال حضرت غریب نواز خواجہ ثانی محبوب لاثانی سے تھی، کسی محب کو اپنے محبوب سے کم ہوگی۔ ہر وقت بیٹھتے اٹھتے جاگتے سوتے حضرت کا خیال مبارک ہی آپ کو آئینہ خاطر میں جلوہ گر رہتا اور سفر و حضر میں بھی قیل وقال آپ کا ورد زبان ہوتی کیوں نہ ہو؟ "مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہ"۔

سعید ذکر پیران کرام اپنے میں رہ ذاکر اگر دنیا میں خواہاں ہے شراب حوض کوثر کا

آپ خیال فرمایئے کہ ایسے محبوب دلنواز اور مطلوب ہمراز کا داعی فراق آپ جیسے عاشق

marfat.com

صادق کے حق میں کیسا شاق گزرا ہوگا؟ مجھے خیال تھا کہ اس سانحہ ہوشربا پر تو آپ کے ظاہری ہوش وحواس بجا نہیں رہ سکتے مگر نہیں۔ حضور کے وصال کے موقع پر بھی آپ ہی وہ مردمیدان تھے جنھوں نے باقی عشاق کی حالت مالایطاق کو سنبھالا اور فرمایا۔

''اہل اللہ جب اس دنیا سے سبکدوش ہوجاتے ہیں تو عالم روحانیت (عالم برزخ) میں اپنے مستفیضین کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ مبذول فرماتے ہیں'' (۱۸)

حضرت خواجہ غلام فخرالدین سیالوی نے عشاق کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ یہ لوگ جس قدر محنت کرتے ہیں، مقصود صرف ذات خداندی ہوتا ہے، کسی قسم کا لالچ حتیٰ کہ ثواب کی بھی ان کو پرواہ نہیں ہوتی اور فرمایا کہ عبادت یقیناً وہی نتیجہ خیز ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کیلئے ہو، باقی تو وقت کا ضیاع بھی ہے اور تحصیل حاصل بھی۔ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان کیا کہ آپ حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو دبانے لگے۔ اس وقت مولانا بگوی بادشاہی مسجد لاہور میں خطیب تھے، حضور ثانی سیالوی کی ظاہر بینائی کمزور ہوگئی تھی۔ آپ نے پوچھا کون ہے؟ مولانا بگوی نے اپنا بتایا تو حضرت ثانی غریب نواز نے فرمایا کہ مولانا صاحب آپ تکلیف نہ کریں! حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ حضور ان کو ثواب لینے دیجئے۔ یہ سن کر مولانا بگوی کہنے لگے۔

''ارے یہ بات کر کے تو نے میرا سواد ضائع کر دیا، مجھے ثواب سے کیا کام''

تونسہ مقدسہ کی حاضری

آپ طبعاً صوفی منش اور درویش تھے۔ ابتدائی عمر میں ہی اہل اللہ کے عقیدت مند تھے۔

ایک دفعہ والد محترم سے التجاء کی کہ اپنے ساتھ تونسہ شریف لے چلیں مگر سفر کی تکلیف کے پیش نظر والد ساتھ لے جانے پر رضامند نہ ہوئے۔ ادھر ذوق غالب تھا، پیدل روانہ ہوئے۔ آبلہ پا، غبار آلود چہرہ، پھٹے کپڑے اور نڈھال بدن۔ یہ تھی وہ متاع جو آپ لے کر تونسہ شریف جا پہنچے۔ واقفیت نہیں تھی، مسجد کے صحن میں سو رہے۔ نماز صبح کے بعد مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ گئے۔

marfat.com

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی کی زیارت کی تدبیر سوچ ہی رہے تھے کہ خواجہ تونسوی خود ہی ادھر آ نکلے۔ مولانا قدمبوسی کو آگے بڑھے تو خواجہ صاحب نے اس غبار آلود مسافر کو گلے لگا لیا اور ساتھ لے کر مجلس میں جا بیٹھے۔ والد محترم نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو مجسمہ حیرت بن گئے۔

خواجہ تونسوی نے فرمایا۔

''مولوی صاحب! آپ کا فرزند بلند اقبال اور عالی ہمت ہوگا۔ اللہ کے نزدیک ایسے لوگوں کا رتبہ بڑا اونچا ہوتا ہے''۔(۱۹)

شیخ کی نوازشات

حضرت ثانی لاثانی سیالوی کو آپ سے خصوصی الفت تھی۔ ایک دفعہ آپ بنگلہ شریف کے برآمدہ کے نیچے صحن میں مسند ناز پر تشریف فرما تھے۔ مہر خان نذر بردار، عثمان خان درویش اور نیز میاں محمد دین موج اور دیگر لوگ حاضر تھے۔ مہر خان نے عرض کیا۔ غریب نواز! مولوی صاحب آئے ہیں۔ حضرت سیالوی نے کمال عنایت سے دست مبارک پھیلا دیئے۔ مولوی صاحب نے قدمبوسی کی۔(۲۰)

حضرت خواجہ سیالوی آپ کی درخواست پر بھیرہ تشریف لے گئے اور دو دن وہاں قیام فرمایا۔(۲۱)

حضرت مولانا بگوی نے دل بہلاوے کے طور پر مدرسہ حمیدیہ لاہور کی اول مدرسی کا شغل رکھا ہوا تھا اور بہت سے غلام بھی مدرسوں، کالجوں اور دفتروں میں ملازم تھے۔ اکثر تعطیلات میں اپنے ارادت مند عشاق کو ساتھ لے کر آستانہ عالیہ سیال شریف کا سفر اختیار فرمایا کرتے تھے اور اکثر دفعہ لنگر شریف کے لانگری میاں احمد دین مرحوم نے مولانا بگوی کے سیال شریف پہنچنے پر بتایا کہ آج پہلے ہی حضرت ثانی لاثانی سیالوی نے مجھے فرمایا تھا کہ آج ہمارے عزیز مہمان آ رہے ہیں، ان کی خاطر تواضع کا خیال رکھنا۔ کئی دفعہ کھانے کا وقت گزر چکنے کے بعد حاضر ہوئے تو دیکھا کہ کھانا محفوظ رکھا تھا۔(۲۲) حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی کا اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی

marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ سے اسقدر تعلق روحانی تھا کہ جب بھی آپ لاہور روانہ ہوتے تو حضرت ثانی لاثانی ،لانگری دربار میاں احمد دین کو فرماتے۔

میرا پیارا محبوب چل پڑا ہے ،اتنے بستر اور کھانا تیار رکھو اور سلانوالی حضرت مولانا بگوی کیلئے گھوڑی بھیج دیتے۔

حضرت مولانا بگوی ،گھوڑی پر بوجہ ادب سوار نہ ہوتے اور پیدل بمعہ ہمراہیاں روساء امراء چل پڑتے اور دھوپ نکلنے پر ہمرایوں کے کوٹ کمبل گھوڑی پر لاد لیتے ،بیس میل کا سفر پیدل ذوق وشوق سے فرماتے اور حضرت ثانی لاثانی میل دو میل حضرت مولانا بگوی کے استقبال کے لئے تشریف فرما ہوتے۔سب ہمراہیوں کو سفر کی تھکان محسوس نہ ہوتی۔(۲۳)

جذبات سعید کے صفحہ ۷۶ پر مرقوم ہے۔

حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں حضرت کریم ثانی سیالوی قدمبوسی کے وقت مجھے جھکنے نہ دیتے تھے اور قوت مبارک استعمال فرما کر دونوں ہاتھوں سے روک لیتے مگر بعد میں جب جذبات شوق اپنے کمال پر پہنچ گئے تو اس اقدام میں کوئی مزاحمت نہ فرماتے۔

سر بسجدہ گر پڑے محراب ابرو دیکھ کر — رو کو مت عاشق نماز اپنی ادا کرنے لگے
ساجد محراب ابروئے صنم میں ہی نہیں — بت پرستی اچھے اچھے پارسا کرنے لگے

خلافت

مولانا محمد ذاکر بگوی قدس سرہٗ نے ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ سے خلعتِ خلافت حاصل کی اور ان سے مجاز ہوئے۔(۲۴)

وصال شیخ پر حالت

marfat.com

اشرف الاولیاء ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کے وصال شریف کے موقع پر آپ کی جو حالت اور کیفیت ہوئی، اس کا حال مصنف محبوب سیال کی زبانی سنئے۔

مولوی صاحب قبلہ فرماتے تھے کہ اس وقت میری نسیں سرد ہو گئیں۔ نماز عشاء نہ پڑھی گئی اور اضطراب کی حالت میں کبھی قبر پر جاتا تھا اور کبھی اپنے کمرے میں آ کر اندھے منہ لیٹ جاتا تھا۔ ساری رات اسی طرح قلق اور بے چینی رہی اور روضہ مبارک میں کچھ بھی نظر نہ آیا۔

علی الصبح جو میں پھر حاضر ہوا تو آپ کو موجود پایا۔ رو کر عرض کیا۔

''غریب نواز! ہمیں کس کے سہارے چھوڑ کر چل دیئے''

آپ نے صاحبزادہ صاحب کی طرف اشارہ فرمایا۔

میں نے دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب بھی اس وقت تیز نظر سے میری طرف دیکھ رہے ہیں پھر تو اطمینان قلب پیدا ہو گیا اور میں خوش خوش باہر آیا۔

مولوی صاحب چاچڑوی کی خدمت میں روضہ مبارک میں حاضر ہونے کے لئے تاکید اً عرض کیا اور ساتھ ہی بے ساختہ زبان سے یہ فقرہ نکل گیا۔

''آپ اب جا کر دیکھیں کر معراج محمد آیا'' (۲۵)

انداز تربیت

آپ لوگوں کو اتباع سنت کی تلقین فرمایا کرتے چونکہ آپ خود پابند شریعت تھے اس لئے آپ کی ساری زندگی یہی آرزو رہی کہ آپ کا ہر ارادت مند پابند شرع ہو۔ توجہ کی تیزی اسقدر تھی کہ بے دیکھے چین نہیں پڑتا تھا۔

''برکات سیال'' میں ہے۔

امر بالمعروف اور تلقین میں اگر دیگر مولوی صاحبان آپ کی پیروی کریں، (اور یہ خود خدا و رسول کے احکام کی پیروی ہے) تو ہرگز زمانے کے شاکی نہ رہیں۔ بہت تعلیم یافتہ جنٹل

marfat.com

مین، کالجوں کے طالب علم، دفاتر کے ملازمین اور غریب و بے کس بھی، آپ کے پاس آتے اور خود اپنی برائیاں سن کر برا نہ مناتے، صاف گو تھے لیکن دل آزار نہیں تھے۔ صاف گوئی اور بے عزتی میں حد فاصل قائم رکھتے تھے۔

داڑھی منڈے، باوضع نوجوانوں کو اس طرح فرماتے کہ داڑھی سے مونچھیں بڑھ جانے والی ضرب المثل خوب صادق آتی ہے۔

پرنس آف ویلز لاہور آئے تو آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ واقعی داڑھی عزت و وقار کی نشانی ہے۔ دیکھ لو، ان کے بھی یہ لوگ یعنی بادشاہ اور پادری سب داڑھی رکھتے ہیں۔

کریم بخش آپ کا ایک مرید تھا، بہت عرصہ سے آپ کی خدمت میں آیا کرتا تھا لیکن کبھی کچھ نہیں کہا، جب اس کی شادی ہوئی اور وہ مٹھائی لے کر آیا تو متبسم ہو کر فرمانے لگے۔ اب تو شادی بھی ہو چکی، اب داڑھی رکھ لو۔

توجہ اور محبت میں محمود و ایاز کا امتیاز نہیں تھا۔ ہر ایک بجائے خود یہی سمجھتا کہ مجھ سے بڑھ کر آپ کو کسی سے محبت نہیں۔ (۲۶)

حکیم غلام احمد میانوی رقمطراز ہیں۔

حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی کی نظر جن جن اشخاص پر پڑی، ان کی زندگی کی کایا ہی پلٹ دی۔ لاہور اور گردونواح میں بہت سے اشخاص حضور کے فیضان سے رنگے گئے جو آج تک اس بات کے شاہد ہیں کہ جس جس نے حضرت مولانا بگوی کی مجلس کی حاضری دی، کوئی خالی نہیں گیا۔ ہزاروں شیدایان فیض الٰہی عشق رسول ﷺ سے جھولیاں بھر کر لے گئے جو آج تک اس سرور کی کیفیت کو نہیں بھولے آپ کے عقیدت مندوں کو پاکستان بننے پر جو ہندوستان میں تھے، آپ کے روحانی تصرف نے پوری حفاظت سے پاکستان پہنچایا۔

ایک اور مقام پر تحریر کرتے ہیں۔

marfat.com

حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی عاشق رسول ﷺ مرد مومن ہوئے جن کے فیضان سے ہزار ہا بندگان خدا عشق رسول میں رنگے گئے۔ سیال شریف کے دربار عالیہ سے حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے عطا کئے گئے تجلیات روحانی کو کس طرح چار دانگ عالم میں پھیلایا جن کو سن کر عقل ششدر رہ جاتی ہے کہ یہ عاشقان رسول مرد مومن کس قدر مجاہدہ بالنفس کر کے اپنے مرشد روشن ضمیر کے تصرف باطن کے تصدق درجات عبور کر کے دربار رسالت ﷺ میں منظور ہوئے اور اس تقرب روحانی سے دربار نبوی ﷺ سے روحانی موتیوں سے جھولیاں بھر کر مختصر سی حیات میں کس قدر فیضان روحانی کی بارش برسائی کہ لاہور خاص اور دیگر اضلاع کے مسلمانوں کو فیضان الٰہی اور عشق رسول سے مالا مال کر دیا جو ابد الآباد تک مخلوق خدا میں بطور روحانی مشعل یادگار رہیں۔ (۲۷)

سفر حج

حج اکبر خاص بیت اللہ نمود

باعنایت و رحمت رب الودود (منشی امیر بخش)

آپ ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں حضرت مجاہد اعظم خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ کی معیت میں حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ اس سفر مبارک میں حضرت خواجہ محمد نصیر الدین چاچڑوی، حضرت میاں عبدالرحمٰن محمدی شریف، حضرت خواجہ سید نصیر الدین شاہ کاظمی، خواجہ آباد شریف، حضرت مولانا محمد سعید بھیروی مصنف جذبات سعید، حافظ نصیر الدین اخگوی، حضرت مولوی محمد یحییٰ بگوی، حضرت خواجہ سید جندوڈا شاہ گیلانی، حضرت میاں محمد حیات قریشی آف صابووال، میاں سجاول دھوبی، مولوی اشرف علی باغبان پوری اور دیگر بہت سے حضرات شامل تھے۔ (۲۸)

حضرت مولوی محمد سعید بھیروی اپنے مضمون "اطمینان قلب" میں ایک مقام پر رقمطراز ہیں۔

سفر حرمین شریفین میں جبکہ حضرت حافظ محمد ضیاء الحق والدین دام اللہ برکاتہ جیسے پیرزادہ

---

۱۰ ذی الحجہ مطابق ۲ دسمبر بروز جمعہ (تقویم تاریخی صفحہ ۳۳۳) مولف

marfat.com

وغیور شہزادہ کے ہمرکاب بہت سے عاشقین و مخلصین اور خلفاء و فضلاء تھے۔ سب میں حضرت مولانا بگوی ہی تھے جو اول سے لے کر آخر تک ہشاش بشاش رہے اور سارے قافلے کی مسرت اور طمانیت کا ذریعہ بنے رہے۔ اس سفر مبارک میں راقم اثم بھی بقول ؎

سوار جاتا ہے وہ شرابی میں حاضر اس کی رکاب میں ہوں

سعادت رکاب بوسی سے مشرف تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سارے قافلے میں ایک امیر قافلہ حافظ صاحب قبلہ اور ایک حضرت مولانا ہی تھے جو صعوبات سفر اور تغیرات بحر و بر سے متاثر نہیں ہوئے تھے ورنہ ہر ایک شخص کی مزاج میں علیٰ قدر کچھ چڑچڑاپن اور خشکی کی جھلک دکھائی دیتی تھی حالانکہ حضرت حافظ صاحب بنفس نفیس مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک کے لمبے اور دشوار سفر میں بعارضہ بخار مبتلا رہے اور حضرت مولانا کے بھائی (مولوی محمد یحییٰ بگوی) جن کا آپ سے دو قالب ایک جان کا سا تعلق تھا، سخت بیمار تھے اور حضور کے پیارے خلفاء میں سے حضرت مولوی صاحب محمدی والے اور حضرت مولوی محمد نصیر الدین صاحب چاچڑوی کے مزاج وہاج بھی ناساز تھے جو بالآخر یہاں آکر کچھ وقفوں سے یکے بعد دیگرے راہی ملک بقا ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

الغرض اطمینان قلب ہی ایک ایسا معیار ہے جو اہل اللہ کی پہچان کا مابہ الامتیاز کہا جا سکتا ہے اور محبوب حقیقی کا لگاؤ ہی ایک ایسا راز ہے جو دنیا و مافیہا کے لاگ سے بچا سکتا ہے۔

چو دل بادلبرے آرام گیرد زوصل دیگراں کے کام گیرد (۲۹)

بقول حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی حضرت ثالث خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ حاضری کے دوران حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قیام فرمایا۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی نے ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء میں مدینہ منورہ مستقل قیام فرمایا۔

marfat.com

صاحب انوار شمسیہ کی نظر میں

حضرت منشی امیر بخش چشتی مصنف ''انوار شمسیہ'' نے آپ کی عظمتوں کو اس طرح خراج تحسین پیش کیا ہے۔

''جناب فضائل مآب مولوی محمد ذاکر صاحب بگوی ،مولوی محمد ذاکر صاحب جو سالک باکمال اور فاضل بے مثال تھے اور حضرت صاحب ثانی عارف ربانی سے خلافت کے مجاز اور عالم میں ممتاز تھے، صاحب عرفان اور راسخ الایمان'' وغیرہ (۳۰)

درس وتدریس

تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے والد ماجد کے مدرسہ میں بھیرہ شریف تعلیم وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء میں لاہور کے مدرسہ حمیدیہ ،نیلا گنبد میں عربی کے صدر مدرس مقرر ہوئے۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں مشہور مدرس کی حیثیت سے نام پایا۔ تشنگان علوم دینیہ دور دور سے آپ کے درس میں پہنچنے لگے۔ (۳۱)

تلامذہ

آپ کے تلامذہ کی تعداد بے شمار ہے، چند حضرات کے نام یہ ہیں۔

۱ پروفیسر خواجہ دل محمد مرحوم، ایم۔اے پروفیسر اسلامیہ کالج، لاہور

۲ عبدالقادر سابق گورنر سٹیٹ بنک آف پاکستان

۳ ڈاکٹر غلام محی الدین مرحوم سابق رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی لاہور

۴ مولانا صلاح الدین احمد مرحوم سابق مدیر ''ادبی دنیا'' لاہور

۵ حضرت مولانا غلام مرشد مرحوم سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور (۳۲)

۶ حضرت مولانا محمد نصیر الدین بگوی (برادر)

marfat.com

۷ حضرت مولانا محمد سعید بھیروی مصنف ''جذبات سعید''

۸ حضرت مولانا غلام دستگیر بیخود جالندھری مصنف برکات سیال، محبوب سیال اور محشرستان خیال، وغیرہ

۹ حضرت مولانا سید بہادر شاہ

۱۰ حضرت سید شہابل شاہ

۱۱ حضرت مولانا محمد یحییٰ بگوی (برادر)

۱۲ حضرت مولانا ظہور احمد بگوی (برادر)

۱۳ مولانا نظیر حسین

۱۴ حکیم مولانا سلطان حبیب قادری ساکن پنڈ دادنخان (۳۳)

۱۵ میاں امیر الدین صدر انجمن حمایت اسلام، لاہور

میاں امیر الدین مرحوم اپنی آپ بیتی ''یادایام'' میں رقمطراز ہیں۔

ہمارے عربی کے استاد (سکول میں) مولوی محمد ذاکر صاحب بگوی تھے جو ضلع سرگودہا کے مشہور اور قدیم قصبہ بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے ایک بھائی مولوی محمد یحییٰ صاحب تھے۔ ہمارے استاد مولوی ذاکر صاحب کا حلقہ ارادت مندی بھی تھا۔ اس طرح سے وہ گویا سجادہ نشین بھی تھے۔ ان کے چچا مولوی غلام محمد بگوی صاحب لاہور کی بادشاہی مسجد کے امام تھے۔ ان مولوی غلام محمد صاحب کے فرزند شفیق صاحب بھی عربی کے استاد تھے اور چیفس کالج لاہور میں تعینات تھے۔ وہ بڑے ہی زندہ دل اور بہار طبع شخص تھے۔

(نوائے وقت میگزین لاہور صفحہ ۷، کالم ۲)

۱۶ محرم علی چشتی، ایڈووکیٹ، لاہور

۱۷ مفتی زین العابدین ریلوے اکاؤنٹ آفیسر لاہور

marfat.com

۱۸ مفتی محمد افتخار آفیسر پاکستان گورنمنٹ لاہور

۱۹ میاں احمد علی سجادہ نشین حضرت شاہ گدالاہور

۲۰ چوہدری فتح محمد رئیس بٹالہ

۲۱ خلیفہ عمر دین ڈائریکٹر محکمہ تعلیم

۲۲ ڈاکٹر فیروز الدین ویٹرنری ساکن اٹاری ضلع گجرات

۲۳ مولوی اشرف علی باغبانپوری، انسپکٹر

۲۴ مولوی حسن الدین، پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

۲۵ ماسٹر علی بخش کرتار پوری

۲۶ ماسٹر شیخ عبدالحق جالندھری

۲۷ ملک اللہ دتہ اوورسیئر برمانیشز، ضلع جالندھر کے کسی قریہ کے باشندہ تھے۔

۲۸ حکیم غلام احمد میانوی

۲۹ مولوی نور احمد ساکن میلووال ضلع سرگودہا

۳۰ سید خلیل احمد جالندھری

۳۱ شیخ علی محمد جالندھری، رنگ والے، سرگودہا

۳۲ حضرت صاحبزادہ محمد عبداللہ سیالوی، سیال شریف (۳۴)

۳۳ مرزا محمد نذیر عرشی حنفی مولف مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم، کنز الآثار، خطبات عرشی، کلید مطب، بیاض کریمی، مفردات عرشی، انمول علاج، کلید عطاری اور تحفۂ سعدیہ متوطن دھنولہ ریاست نابھ (۳۵)

مدرسہ حمیدیہ لاہور

ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی لکھتے ہیں۔

marfat.com

انجمن حمایت اسلام، لاہور نے ایک مدرسہ تعلیم القرآن کے نام سے ۱۸۸۷ء میں جاری کیا تھا، جس میں خاص کر قاضی خلیفہ حمید الدین (م ۱۸۸۷ء) بحیثیت معلم قابل ذکر ہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کے نام پر مدرسہ حمیدیہ کہلانے لگا۔

یہ مدرسہ ۱۹۱۱ء سے انجمن کی خواہش پر بادشاہی مسجد لاہور سے ملحق کر دیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ اس وجہ سے مولانا محمد ذاکر بگوی کا قیام اکثر اسی مسجد میں رہتا حالانکہ وہ مدرسہ حمیدیہ سے متعلق تھے۔

میں شاہی مسجد لاہور میں ۱۵-۱۹۱۴ء کے سالوں میں جب مولانا محمد شفیق بگوی شاہی مسجد کے خطیب تھے، ان کے زمانے میں اکثر ایک فرشتہ سیرت وصورت شخص کو مسجد کے دروازہ کے قریب ہی بڑ کے درخت کے نیچے عام طور پر نماز میں اکثر مصروف دیکھا کرتا تھا۔ آپ کا اسم گرامی الحاج محمد ذاکر بگوی ہے۔

آپ دراصل مولانا عبدالعزیز بگوی (برادر اصغر مولانا غلام محمد بگوی) کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کی تعلیم بھی دہلی میں ہوئی تھی، آپ کا دیکھنا کسی بزرگ مقدس کا دیکھنا تھا۔ میں نے ایسا نورانی چہرہ آج تک نہیں دیکھا۔ لاہور میں مدرسہ حمیدیہ میں پڑھاتے تھے اور اکثر طلبہ شاہی مسجد میں آپ سے اسباق لیتے تھے۔ (۳۶)

لباس

آپ لباس سفید اور اجلا زیب تن کرتے۔ ہاں کبھی کبھی میلا بھی ہو جاتا تو پہنے رکھتے لیکن ایسا موقع شاذ و نادر ہی پیش آتا تھا۔ پہلے سر کے بال چھوڑ رکھے تھے لیکن بعد میں منڈوا دیئے۔ (۳۷)

ذوق سماع اور وجد

برکات سیال میں ہے۔

marfat.com

ذوق سماع بہت تھا اور اسقدر کرخت آواز والوں سے بھی سن لیا کرتے تھے۔ آپ کا ذوق خوش آوازی کا مقید نہیں تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ سماع سننے کے بعد اگر دل شریعت پر پہلے سے زیادہ مستحکم نہ ہو تو ایسے شخص کو ہرگز نہیں سننا چاہیئے۔ نیز فرمایا کرتے کہ اکابر کی تو اور بات ہے۔ ہمارے لئے سماع ایسا ہی ہے جیسا کہ لڑائی کے وقت باجا بجایا جاتا ہے تاکہ نامردوں کو بھی جوش آجائے۔ (۳۸)

ایک دفعہ بھیرہ شریف مسجد املی والی میں جہاں حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ قیام فرما تھے۔ ایک کابلی درویش، جو بہت ہی خوش پوش اور خوش منظر تھے، آپ کے پاس تشریف لائے۔ ایک صحبت میں انھوں نے شانہ وغیرہ کرنے کے بعد اپنا آئینہ نکالا اور اس کی جھلک حاضرین پر ڈالی، جس سے حضرت مولانا بگوی پر وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ (۳۹)

حضرت حکیم غلام احمد میانوی کا بیان ہے۔

حضرت مولانا بگوی جس مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو سامعین اور حاضرین مجلس پر وہ وجدانی حالت طاری ہوتی کہ جیسے سرور کونین ﷺ کی خاص فیضان رحمت بانٹی جارہی ہے جس پر حضرت ثانی لاثانی سیالوی نے خوش ہو کر سبز ریشمی لنگی عطا کی۔ ایک دفعہ آپ کی طبیعت علیل تھی اور عین ذوق کی حالت میں آرام کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت مولانا محمد معظم الدین مرولوی فرمانے لگے کہ سارا ذوق اور وجدان آپ کے اٹھتے ہی جاتا رہا۔ (۴۰)

صاحب تذکرہ مشائخ بگویہ لکھتے ہیں۔

ایک دفعہ گلی میں کوئی شخص گا رہا تھا۔ اس کا گانا سن کر عالمِ وجد میں سہ منزلہ عمارت سے کود پڑے۔ ایڑیوں سے خون جاری ہوگیا، باقی جسم ضرب سے محفوظ رہا مگر اسی حالت میں بے اختیار دوڑے اور آخر سیال شریف میں حاضر ہو کر اپنے جذبۂ عشق کے لئے تسکین کا سامان حاصل کیا۔ (۴۱)

جذبات سعید کے مصنف رقمطراز ہیں۔

ایک دفعہ لاہور میں مولوی محمد ذاکر بگوی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت مولوی

marfat.com

محرم علی چشتی وکیل کے مکان پر تشریف لے جارہے تھے اور نیازمند کو بھی ساتھ چلنے کا اشارہ کیا وہاں ایک قوال نے مولانا جامی کی فارسی غزل۔

نرگس اندر باغ حیراں از نگاہ چشم تو　　مست آہو در بیابان از نگاہ چشم تو

پڑھی جس سے حاضرین پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔

حضرت صاحبزادہ محمد عبداللہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیاض میں حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی کی سیال شریف حاضری کا ایک واقعہ بدین الفاظ بیان فرماتے ہیں۔

ایک دن حضرت استادمن مولانا محمد ذاکر صاحب بگوی ثم بھیروی دربار سیال شریف پر حاضر ہوئے اور بعد نماز پیشیں اپنے پیرومرشد حضرت ثانی صاحب علیہ الرحمۃ کی مجلس میں بیٹھ گئے۔ میں بندہ محمد عبداللہ تالاب کی جنوبی پٹڑی پر جو اس محفل عرش منزل کے قریب تھی، بیٹھا ہوا تھا اور مبتدیانہ کتاب گلستان یا سکندر نامہ لے کر سبق یاد کر رہا تھا اور حضرت کے ملفوظات بھی سن رہا تھا۔

مجلس فیض مقتبس میں نقالوں کا تذکرہ ہوا تو حضرت ثانی صاحب علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد ذاکر صاحب کو فرمایا۔

مولوی صاحب! یہاں ایک دفعہ نقال (نٹ) آئے۔ انھوں نے مجرا کیا، گاتے بجاتے رہے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اپنے مرشد کی تعریف سناؤں؟ دوسروں نے کہا کہ ہاں سنا۔ اس نے یہ شعر سنایا۔

مرشد ندی نوردی میرے من تے برس رہی
جاگ لگی دودھ جمیا میں کیتا رب سہی

مولوی صاحب جی! جب اس نے اپنے مرشد کی تعریف سنائی تو ان میں سے دوسرے نقال نے کہا کہ بھائی، میرے مرشد کی بھی تعریف سنو، میں سناتا ہوں۔ سب نے کہا۔ سنا۔ تب اس نے یہ شعر سنایا۔

marfat.com

مرشد چھٹی لون دی اوتے ڈھیے پئی
ایداں ہلایاں ہلے نائیں وچے بیڑی بڈ گئی

جب حضرت غریب نواز نے مولوی صاحب کو یہ شعر سنایا تو اپنے ہاتھ مبارک کو "وچے بیڑی بڈ گئی" کے جملے پر زور سے زمین کی طرف جھٹکا دیا۔ یہ شعر سنتے ہی مولوی صاحب اللہ اکبر کا نعرہ مار کر زمین سے دو گز اوپر اچھل گئے پھر حضرت نے پاس خاطر مولوی صاحب کے، دوبارہ یہی شعر پڑھا اور ہاتھ کا بھی اسی طرح اشارہ فرمایا۔ مولوی صاحب بدستور سابق نعرہ مار کر اچھلے اور حضرت کے بھی آنسو امنڈ آئے۔

میں حیران و سرگرداں ہو گیا کہ پہلا شعر تو پر مغز اور عمدہ معنے والا تھا، اس کے سننے پر تو مولوی صاحب کو کچھ اثر اور وجد نہ ہوا، اس پچھلے لغو اور پوچ شعر کے سنتے ہی ان کی یہ حالت کس لئے ہو گئی؟

میری طبیعت پہلے دن سے کچھ ایسی تھی کہ میں ہر چیز کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرتا تھا، جب یہ محفل برخاست ہوئی اور نماز عصر کیلئے سارے حاضرین مجلس اٹھے تو میں بغرض تجسس مولوی صاحب ممدوح کے پاس گیا اور بڑی التجا و تمنا سے استفسار کیا کہ جناب! یہ کیا حقیقت ہے کہ شعر تو پہلا تھا، جس کا مطلب و مقصد پر ذوق اور تاثیر والا تھا۔ اس کے سننے سے آپ کو کوئی اثر نہ ہوا اور پچھلا شعر جو سراسر تمسخر و استہزا اور مزاح والا تھا، اس کے سنتے ہی آپ پر وہ کیفیت طاری ہوئی کہ میں تو حیران و ششدر رہ گیا۔

حضرت مولوی صاحب کے آنسو بہہ نکلے اور فرمانے لگے کہ صاحبزادہ صاحب! حضرت غریب نواز نے مجھے مسئلہ سمجھا دیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کون سا مسئلہ ہے؟

فرمانے لگے کہ مرشد کو جو "چھٹی لون" کی نسبت دی گئی ہے یہی تو اصل حقیقت ہے۔ مرشد کو کسی اور بھاری چیز پتھر یا لوہا یا سکہ وغیرہ سے مثال نہیں دی، محض لون کی تشبیہ دی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے مرشد کی نمک والی خاصیت ہے جو کوئی بھی اس سے ملے، اس کو اپنے جیسا بنا لیتا ہے۔

marfat.com

ہر کہ در کان نمک رفت، نمک شد

دوسرا ٹکڑا اس شعر کا ہے ''اوتے ڈھیہ پئی'' اس کا مقصد ہے کہ میری اپنی کچھ استعداد یا توفیق نہیں، یہ سب میرے مرشد ہی کی مہربانی ہے جو خود بخود مجھ پر کرم وفضل فرما دیا اور یہ مصرع پنجابی کا پڑھا۔

ہیر جٹی میں کون بیچاری رانجھن دیاں بھلیائیاں

دوسرے مصرع کا پہلا جملہ ہے۔ ''ایداں ہلایاں ہلے نائیں'' اس کا مفہوم ہے۔ میرا مرشد اتنی رحمت وبخشش والا ہے کہ اگر مجھ سے خطا سرزد ہو جائے تو وہ معاف فرماتا ہے اگر میں نافرمانی بھی کروں تو وہ مہربانی ہی کرتا ہے پھر مولوی صاحب نے یہ شعر پڑھے۔

اصیلاں سندی دوستی تِل جتنی توڑے
پکڑی دی لاج رکھن چھوڑ ایاں مول نہ چھوڑے
غلام ہمت آں خاندانِ باکرم
کہ یک ثواب نہ بیند صد خطا بخشند

دوسرا جملہ ہے۔ ''وچے بیڑی بڈ گئی'' یعنی مرشد کی ذات میں اپنی ذات فنا ہو گئی۔ اپنی ہستی کا نام ونشان ہی نہ رہا اور بِسی یَسْمَعُ وَبِی یُبْصِرُ کا رتبہ حاصل ہو گیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ حضرت غریب نواز نے مجھے یہ مسئلہ سمجھایا ہے، جب میں نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تشریح سنی تو سمجھ لیا کہ ایں عبارت را معنی دیگر ست۔ سچ ہے۔

مختلف الفاظ را معنی یکسیت (۴۲)

حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری کا بیان ہے۔

ایک شب حضرت صاحب بنگلہ میں پلنگ پر دراز تھے، بندہ درگاہ، محمد نصیر درویش، مہر خان نذر بردار اور نیز عثمان خان درویش حاضر تھے، میں پاؤں دابنے لگا، ارشاد ہوا کہ رہنے دو، سر میں درد

marfat.com

ہو رہا ہے۔ میں پرے ہٹ کر بیٹھ گیا۔ یکا یک دو کمسن لڑکوں نے دروازے کے اندر آ کر پنجابی کی ایک غزل جس کا ایک مصرع مجھے یاد رہ گیا ہے، گانا شروع کی۔

دے فقیر کو چھوڑیا ئی ڈھولا

حضور اٹھ بیٹھے، بہت سے لوگ بھی اندر آ گئے، مولوی صاحب قبلہ بھی تشریف لے آئے، یہ غزل اس وقت ایسی بھلی اور وہ لطف ہوا کہ اس قدر زمانہ گزر جانے پر بھی مجھے وہ وقت ابھی تک نہیں بھولا تین دفعہ بار بار وہی غزل پڑھوائی گئی، اس کے بعد بخشہ قوال کو حکم ہوا اس نے عجب لے کے ساتھ یہ غزل پڑھی۔

دکھا دے مجھ کو جمال اپنا میں جاں بہ لب ہوں یہ حال کیا ہے

مفصلہ ذیل شعر کا تو خوب ہی رنگ جما اور مولوی صاحب قبلہ (مولانا محمد ذاکر بگوی) کا بے اختیار نعرہ نکل گیا۔

تمہارا رخسار حق نما ہے یہ آئینہ ہے جمال حق کا
کہ جس نے دیکھا ہے تم کو صاحب، خدا کا ملنا محال کیا ہے (۴۳)

اخلاق

صاحب ''برکات سیال'' نے آپ کے اخلاق و اطوار کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

آپ حسن و جمال میں یکتا، نزاکت و لطافت میں منفرد، علم و عمل میں کامل، شریعت اور عشق سے بہرہ وافر حاصل تھا۔ نہایت خوش مذاق اور خوش مزاج تھے۔ دل اگر ذکر و فکر سے معمور تھا تو زبان پیران عظام کے تذکروں سے تر تھی اگر حرص تھی تو یہی کہ خلائق خدا اور رسول کے احکامات کو حرز جان بنائیں اور لالچ تھا تو یہ کہ لوگ عشق مولا میں سرشار نظر آئیں، اس کے سوا نہ کسی سے مطلب نہ کسی سے کوئی غرض۔ کسی کی غیبت یا برائی سے کوسوں دور۔ کبھی منکر و فحش سے زبان آلودہ نہ کی۔ کالج کا وقت نکال کر رات دن مسجد میں ہی رہا کرتے تھے اگر کبھی وہاں سے نکلتے تو کسی درویش کو ملنے یا کسی مزار پر

marfat.com

فاتحہ کیلئے۔ کہیں سن لیتے کہ کوئی درویش باہر سے آئے ہوئے ہیں تو جا کران سے ملتے، کچھ دیر بیٹھتے پھران سے محبت پیر اور محبت خدا اور رسول کی دعا کرا کر واپس ہوتے۔

داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مرقد مبارک پر اکثر جایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ یہ بزرگ نفی واثبات کا سبق خوب پختہ کرادیتے ہیں۔ ابتدا میں بہت اضطراب رہتا تھا مگر یہ آہستہ آہستہ کم ہوتا گیا۔

صابر وشاکر، مرنج مرنجاں، صاحب ذوق، شریں گفتار، خوش اطوار، حلیم الطبع اور ملنسار تھے۔ صاحب عفو، راست گو اور راستی پسند تھے۔ مبالغہ آمیز گفتگو سے پرہیز کرتے۔ آپ کی زندگی کا نمایاں پہلو عشق پیر تھا۔ نماز کبھی اضطراب کے عالم میں ادا کرتے اور کبھی نہایت سکون سے بھی، فرمایا کرتے تھے کہ نماز میں مزہ اور بدمزگی پر نظر نہیں رکھنی چاہئے۔ گھر کے کاروبار سے بے تعلق تھے۔ مولوی محمد یحییٰ بگوی قدس سرہٗ جب تک لاہور رہے، بڑے خوش رہے کیونکہ سارا انتظام انھی کے سپرد تھا۔ کبھی ہفتہ عشرہ کے بعد گھر جانا ہوتا تھا۔ آپ متقی، راست گو اور عالم باعمل تھے۔ (۴۴)

حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی حسن ظاہر و باطن اور نزاکت ولطافت کا مجسمہ تھے۔ کئی دفعہ زیارات متبرکہ کے سفروں میں آپ کے ساتھ چلنے کا اتفاق ہوا۔ ہمیشہ آپ جوان اور طاقت ور ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ جاتے تھے جو جذبۂ عشق کا نتیجہ تھا ورنہ گھر پر کبھی بھی محنت شاقہ کا اتفاق نہیں ہوتا تھا۔ (۴۵)

حضرت ثانی لاثانی سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے خلفاء راشدین میں سے حضرتی ومولائی مولانا مولوی محمد ذاکر صاحب بگوی بھیروی ثم لاہوری رضی اللہ عنہٗ نے اپنی پاک زندگی سے وہ جلوہ دکھایا کہ اگرچہ آپ کا عہدِ ارشاد عین عنفوان شباب میں وصال ہوجانے کی وجہ سے کبرنا گذر گیا مگر ابھی تک اس نور کے دیکھنے والوں کی آنکھیں چکا چوند ہورہی ہیں۔ واللہ اس خوبی کا کوئی بزرگ نہ دیکھا نہ سنا۔ حسن صورت آپ کی وہ تھی کہ آنکھیں دیکھتے دیکھتے سیر نہ ہوتی تھیں اور حسن سیرت یہ کہ بے ربط شخص کو بھی اگر کبھی آپ کی صحبت فیض اثر میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا تو عمر بھر کیلئے آپ کا درم ناخریدہ غلام بن جاتا۔

marfat.com

جس نے دیکھے نین متوالے تیرے
مست بے خود وہ نہ ہوتو کیا کرے

علم ظاہری میں آپ صرف خاندانی عالم ہی نہیں تھے بلکہ اپنے شجرہ علمی سے علم باطنی میں وہ ید طولیٰ حاصل کیا کہ بڑے بڑے ادق مسائل اور تصوف اور علم معارف کے نکات کو اپنی مجالس روزمرہ میں اہل مجلس پر اس وضاحت سے بیان فرماتے کہ جاہل آدمی بھی ان سے آشنا ہو جاتے۔ لڑکپن سے آپ کی طبیعت جذبہ محبت سے محبوب حقیقی کی طرف مجذوب رہی اور مجذوب سالک کا صحیح مصداق آپ ہی کی ذات بابرکات تھی۔ آپ کی مجلس میں کسی وقت بھولے سے بھی دنیا کا ذکر آتا اور دنیادار آدمی بھی آپ کی خدمت میں بیٹھ کر اعلیٰ درجہ کا باذوق صوفی بن جاتا۔

خاندان چشتیہ میں حضرت غریب نواز سیالوی علیہ الرحمۃ سے اور خاندان نقشبندیہ میں اپنے عم بزرگوار کی معرفت حضرات تیراہ شریف سے خلافت واجازت حاصل کی اور دونوں سلسلوں میں طالبان حق کی ایک بہت بڑی تعداد کو مستفیض فرمایا۔ آخر میں حرمین شریفین کی حقیقی زیارت سے اپنے پیرزادہ صاحب سجادہ کی ہمرکابی میں ظاہری و باطنی حج اکبری کی دولت حاصل کی، جس کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں یکا یک اس دار فانی سے کوچ فرما کر وصل الحبیب الی الحبیب کا اعلیٰ درجہ حاصل کیا۔ (۴۶)

ایک دفعہ آپ کے دولت خانہ میں چوری ہوگئی اور سوائے ایک آدھ معمولی کپڑوں کے جوڑے کے کوئی چیز بھی نہ بچی۔ اس دن حسب معمول آپ رات کو شاہی مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ علی الصباح جب خادم نے اس واقعہ کی اطلاع دی تو نہایت کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے گھر تشریف لائے اور آتے ہی گھر والوں سے ایسی مسرت انگیز اور دلآویز باتیں شروع کیں کہ سب کو عین رونے کی حالت میں ہنسا دیا۔ (۴۷)

روحانی مقام

marfat.com

حکیم غلام احمد میانوی مرحوم کا بیان ہے۔

مرشد کامل نے جو عارف باللہ تھے۔آپ کا کمال ذوق دیکھ کر تمام منازل سلوک طے کروا کے دربار رسالت مآب ﷺ میں رسائی فرمادی حتیٰ کہ فنافی الشیخ سے فنافی الرسول اور فنافی اللہ کے مقامات طے کروالئے اور قطب لاہور کے مقام پر پہنچ کر کمال حاصل کیا۔آپ کا ضبط اسقدر تھا کہ کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ چرچا اس وقت ہوا جب ۱۹۰۰ء کے قریب جناب حضرت سجادہ نشین صاحب غوث پاک بغداد سے ہندوستان تشریف لائے۔حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی اس وقت انجمن حمایت اسلام کے اسلامیہ سکول میں عربی فاضل کی حمیدیہ شاخ کے پرنسپل کے عہدے پر پانچ صد علماء کرام کو ایم۔اے عربی (مولوی فاضل) کی تعلیم پر مامور تھے انجمن نے آپ کا پانچ صد روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کیا مگر حضرت مولانا بگوی تنخواہ کو ہاتھ نہ لگاتے ،رجسٹر پر دستخط فرمادیتے اور فرمادیتے کہ پچاس روپیہ میرا خانگی خرچ ہے ،نوکر کے ہاتھ بھیج دو اور ساڑھے چار صد روپیہ خزانہ انجمن میں داخل کردو۔میں غریب مسلمانوں کا روپیہ ضائع نہیں کرنا چاہتا۔اس پچاس روپیہ سے اپنا گھر کا خرچ اور مرشد کے دربار کی حاضری شامل تھی۔تمام عمر یہی طریقہ جاری رکھا۔بادشاہی مسجد میں بطور خطیب فی سبیل اللہ خدمت ادا کی۔آپ کا قیام بھی بادشاہی مسجد کی ڈیوڑھی کے جنوبی چبارہ میں رہا۔

جب حضرت سجادہ نشین صاحب دربار غوث پاک ہندوستان کے دوسرے شہروں سے بزرگان دین کی حاضری دے کر لاہور تشریف فرما ہوئے۔بمبئی کے بڑے بڑے تاجر سیٹھ عقیدت مند غوث پاک کے ہمراہ تھے جب آپ حضرت شیخ علی ہجویری صاحب المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر انوار پر حاضر ہوئے۔فاتحہ خوانی اور فیض روحانی سے فراغت پاکر باہر تشریف لائے۔بمبئی کے عقیدت مند تاجروں اور ہر ایک نے آپ کو اپنی قیام گاہ پر آرام کے لئے سواریاں پیش کیں مگر آپ سوار نہ ہوئے اور پیدل چل پڑے جب آپ سرکلر روڈ پر پہنچے تو آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے۔

marfat.com

''لاہور میں صرف دو چیزیں ہیں۔ایک حضرت داتا گنج بخش کا دربار اور دوسرا چھوٹا سا مولوی محمد ذاکر صاحب جو کمال عشق میں حضرت داتا کے پایہ کو پہنچ رہا ہے اور بس''

یہ الفاظ جونہی آپ کی زبان مبارک سے نکلے تو سامنے سے حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی مدرسہ تشریف لا رہے تھے کہ آپ کی نگاہ ان پر پڑی اور حضرت مولانا بگوی اپنی باطن بین نگاہ سے پہچان کر قدموں میں گرے تو حضرت سجادہ نشین صاحب کو ہمراہ بادشاہی مسجد لاکر اپنے چوبارہ میں لے گئے اور دونوں بزرگوں میں وہ راز و نیاز کی گفتگو ہوئی، دربار نبوی ﷺ تک رسائی اور فیضان عشق نبوی ﷺ سے وہ کیفیت طاری ہوئی کہ جتنے دن لاہور رہے حضرت مولانا بگوی سے جدا نہ ہوئے۔

لاہور روانگی پر روسائے شہر نے حضرت سجادہ نشین صاحب کی خدمت میں الوداعی پارٹی میں عرض کیا۔قبلہ آپ نے لاہور میں کیا دیکھا؟اس پر حضرت سجادہ نشین صاحب نے جواب دیا۔

''لاہور میں میں نے صرف دو چیزیں دیکھیں۔ایک حضرت داتا گنج بخش کا دربار گوہر بار، دوسرا مولانا محمد ذاکر بگوی صاحب جو داتا کے پایہ کو پہنچ رہے ہیں۔مرد مومن اور عاشق کامل اور بس''

یہ کلمات جن جن لوگوں کے کانوں میں پڑے، انھوں نے عقیدت سے حضرت مولانا بگوی کی خدمت میں حاضری دینا شروع کر دی۔خاص کر ڈاکٹر محمد اقبال وکیل کے کانوں نے ان الفاظ کو گوش دل میں جگہ دی اور حاضری شروع کر دی۔حضرت مولانا بگوی کی نگاہ باطن بین نے طلب صادق ڈاکٹر محمد اقبال کو دیکھ کر وہ کرم بخشی فرمائی، عشق رسول ﷺ کی بھٹی میں رنگ عطا فرمایا کہ بے ساختہ عشق رسول ﷺ کی مستی میں فرمایا۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں (۴۸)

کوائف وصال

''جذبات سعید'' کا مصنف لکھتا ہے۔

marfat.com

حج بیت اللہ شریف سے فراغت کے بعد الوداعی طواف کے وقت مجھے یاد ہے کہ مولانا مولوی محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ کعبہ شریف کا غلاف پکڑ کر نہایت رقت سے دعا مانگ رہے تھے۔

''مولا! پھر بھی اس درگاہ کی حاضری نصیب فرمائیو''۔

آپ کی مرض الموت کی خبر سن کر مجھے آپ کے اس قول کے مطابق صحت ہو جانے کا یقین تھا مگر یہ خیال نہیں تھا کہ جسمانی حج کے بجائے روحانی حج سے وعدہ وصال پورا ہوگا۔(۴۹)

۱۹۱۶ء میں جب آپ کو بخار ہوا تو مرض جان لیوا ثابت ہوا۔ مولوی محرم علی چشتی ایڈووکیٹ عیادت کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا کہ ہم جمعہ کو بھیرہ پہنچ جائیں گے۔ فوراً خان بہادر ڈاکٹر اللہ جوایا کو بلایا گیا اور ان کے ساتھ دیگر نامور اطباء ڈاکٹر بلوائے گئے مگر افاقہ نہ ہو سکا اور آپ رات کو تین بجے انتقال فرما گئے۔ بعد نماز ظہر جنازہ اٹھایا گیا۔ ہزار ہا لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ لمبے لمبے بانس باندھے گئے مگر مشتاقان جمال کا اسقدر ہجوم تھا کہ جنازہ کو کندھا دینا مشکل تھا۔ مسجد وزیر خان لاہور میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور دوسرے دن صبح بذریعہ ریل جسد اقدس بھیرہ میں لایا گیا۔(۵۰)

''برکات سیال'' میں ہے۔ ابھی بڑھاپے کا آغاز بھی نہیں تھا کہ بلاوا آ گیا۔ تپ غم نے گوشت میں ہڈیاں تک نہ چھوڑیں۔ بستر مرگ پر غزل سنی'' آسودہ دلا حال دل زار چہ دانی''۔(۵۱) بروز بدھ مورخہ ۱۳ ربیع الاول بزرگان دین وسلف صالحین کے ارواح طیبہ کی تشریف آوری کی اطلاع دیتے رہے۔ بوقت عصر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ فرمایا کہ اٹھو، نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مکان خوشبو سے بھر گیا اور حاضرین پر رقت و بے خودی کا عالم طاری تھا۔ آپ نے اپنے عم زاد بھائی مولانا محمد شفیق صاحب بگوی کا ہاتھ پکڑ لیا اور عربی میں ایک فصیح و بلیغ تقریر فرمائی جس میں تصوف کے باریک مسائل، عالم برزخ کے لئے تیاری اور مطلوب حقیقی کے وصال کی تمنا کا اظہار فرمایا۔ آخری لفظ جو زبان مبارک سے نکلے وہ الفضل و الصبر تھے۔ بعد ازاں چارپائی پر رُو بہ قبلہ لیٹ گئے۔ پاس انفاس اور ذکر میں شاغل رہے۔ ڈاکٹر اللہ جوایا صاحب نے سر کو پکڑ کر پہلو بدلنا چاہا۔ اشارہ سے منع

marfat.com

حالت میں رات تین بجے آپ کا وصال ہوگیا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون.

شہر لاہور میں ایک مجذوب رہتے تھے جو کسی سے کلام نہ کرتے تھے۔ وصال کے بعد لوگوں نے انھیں حضرت مرحوم کے مکان کے سامنے دردانگیز اشعار پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جنازہ کے ہمراہ بھی یہی مجذوب صاحب دوڑتے تھے اور راستہ کو تنکوں اور دیگر اشیاء سے صاف کرتے تھے اور بار بار فرماتے تھے۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے (۵۲)

وصال

آپ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۱۶ء کو بروز پنجشنبہ انتقال فرما گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون.

مدفن

آپ جامع مسجد بگویہ بھیرہ میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد عبدالعزیز بگوی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

مولف کئی بار آپ کے مزار پرانوار پر حاضر ہو چکا ہے، مزار مبارک سے عشق و محبت کی بو آتی ہے۔

مرثیہ

آپ کی وفات حسرت آیات پر حضرت مولانا غلام دستگیر نامی مرحوم نے ایک دردناک مرثیہ لکھا جو درج ذیل ہے۔

رسول اللہ کا عاشق وہ مرد باخدا ذاکر — بوقت عُسر تھا صابر بوقت یسر تھا شاکر
وہ عالم تھا وہ فاضل تھا وہ عابد تھا وہ زاہد تھا — زمانہ اس پہ شاہد ہے کہ وہ نیکوں کا شاہد تھا

marfat.com

ہوا عہد شباب اس کا بسر یاد الٰہی میں — کبھی پڑنے دیا اس نے نہ نفس اپنا تباہی میں
یقیناً ہر نفس اس کا ترانہ سنج ہو حق تھا — رجا سے رنگ اودھا سرخ گاہے خوف سے فق تھا
نہ اپنے بلکہ بیگانے بھی اس ذاکر پہ عاشق تھے — عنادل کی طرح اس گل پہ پروانے بھی عاشق تھے
ہوا جس دم نہاں وہ چشم ظاہر بین مردم سے — ہوئے اس صدمہ جانکاہ سے سب بکم اور صم سے
اٹھا جب سے وہ، بزم اصفیاء سے اٹھ گئی رونق — اور اپنوں کی جہاں پر فضا سے اٹھ گئی رونق
ہمارے درمیاں تھا رشتہ خالص حب للہ کا — اجل کے ہاتھ سے بھی جو شکستہ ہو نہیں سکتا

سوال سال رحلت پر بتا یا دل نے نامی کو
پسند اولیا ذاکر ہوا واصل بحق کہہ دو
۱۳۳۴ھ

''عاشق عجب برنگ معشوق'' سے بھی مادۂ تاریخ ہجری برآمد ہوتا ہے۔
۱۳۳۴ھ

مادہ تاریخ عیسوی ''ذاکر، ذاکر نبی بود'' سے نکلتا ہے
۱۹۱۶ء

حضرت مولوی امیر بخش ساہی والی نے درج ذیل تاریخی مادہ نکالا۔

غاب المنیر
۱۳۳۴ھ

صاحب جذبات سعید نے آپ کے وصال مبارک پر درج ذیل مرثیہ لکھا۔

اے عاشق روئے ورنگ معشوق — بیں شوخی شان شنگ امعشوق
چوں آمدہ ازعرب بہ اجمیر — آں مایۂ نام ونگ معشوق
درہند بہ پردۂ حجازی ! — شدنغمہ سرائے چنگ معشوق
محبوب جہاں شدہ بہ دہلی — زد دردل ماخدنگ معشوق
از سنگر چشتیاں سیالاں — برجست چوآں نہنگ معشوق

marfat.com

صیدش ہمہ ماہیان پنجاب — شد کشتۂ بے درنگ معشوق
ازبگہ۸ و بھیرہ تابہ لاہور ! — افتاد چناں تفنگ معشوق
درشان محمد۹ است ذاکر — ہرذرۂ کوہ وسنگ معشوق
ہرسمت جریح او است بسمل — چوں مرغ تپاں۱۰ بچنگ معشوق
افسوس ! کہ آں مہ دل افروز — تصویر جمیل ژنگ۱۱ معشوق
پوشید رخش ۔حیات شد تنگ — برماچو دہاں تنگ معشوق
درعرصہ علم و عشق و عرفاں — سہ اسپہ۱۲ دواں کرنگ معشوق

---

۱ شنگ، بمعنی شوخ۔ یہاں شان کی صفت ہے

۲ پردہ، بمعنی سُر (راگنی)، پردہ حجازی، ایک خاص راگنی کا نام بھی ہے

۳ چنگ، نام ساز (سارنگی)

۴ حضرت محبوب الٰہی دہلوی کی طرف اشارہ

۵ سنگوشریف کا مفرس ہے، فارسی میں پتھر کی دیوار = مورچال۔ باڑ، یہاں پہاڑی نالہ کے معنی (محاورہ پنجاب مشہور ہے اور اسی وجہ سے تونسہ شریف کے پہاڑی علاقہ کو کہتے ہیں۔ جو حضرت پیر پٹھان کا اصلی وطن ہے)۔

۶ ریاست بہاول پور میں حضرت خواجہ مہاروی کا قریہ ہے، مہار شریف آپ کا اصلی وطن بھی پاس ہی ہے۔

۷ سیال شریف، خواجہ سیال کا وطن مبارک ہے۔

۸ بگہ شریف دریائے جہلم کے شمالی کنارے پر بھیرہ کے محاذ سے کچھ مغرب کی طرف واقع ہے۔ مولوی صاحب کے بزرگوں کا وطن ہے۔ وہاں سے وہ بزرگ بھیرہ اور لاہور تشریف لائے۔

۹ آپ کے اسم شریف محمد ذاکر کا کنایہ ہے

۱۰ یہاں چنگ بمعنی پنجہ ہے

۱۱ مالی نقاش کی مشہور کتاب (البم)

۱۲ سہ اسپہ، تیز۔ کرنگ گھوڑا یعنی سرخ رنگ کا۔ دواسپہ دواں، اسم فاعل ترکیبی، بہت تیز دوڑنے والا۔

marfat.com

ناگاہ عناں بتافت ازما　　باجذبۂ پا ۱۳ لہنگ معشوق
بس صبر بکن سعیدؔ نالاں!　　چوں شہد بخور شرنگ ۱۴ معشوق
گو "ہادی طیب" است عمرش　　آگہ زاداء وہنگ ۱۵ معشوق
۴۱
"اے عارف وذاکرش" تولد　　شد ہرکہ بدید دنگ ۱۶ معشوق
۱۲۹۳ھ

تاریخ وصال آں ولا را

عاشق ہمگی ۱۷ برنگ معشوق　　(۵۳)
۱۳۳۴ھ

دیگر

گل رنگین محمد ذاکر بود تولد آں رعنا　　عمرش طلب از طیب بطحا ہادی طیب داں اورا
۱۲۹۳ھ　　۴۱　　۴۱

خاتمہ اش برضاؤ دعائے دلبر قدسی گردیدہ　　تاریخ وصالش گفت سعیدؔ او بر ضا لب بدعا
۱۳۳۴

حضرت مولوی محمد ابراہیم انجمؔ، فیصل آباد نے تاریخ وفات کہی۔

انجمؔ از بہر تاریخ وصالش ایں چنیں گفتہ　　بنزدیک حبیب اللہ محمد ذاکرم ماندہ
۱۳۳۴ھ

برائے سال تاریخ وفاتش نیز او گفتہ　　محمد ذاکر صوفی بخدام نبی بادا　　(۵۴)
۱۹۱۶ء

---

۱۳ پالہنگ، باگ ڈور، گھوڑے کی لگام کی رسی۔

۱۴ اندرائن پھل ایلوا یعنی پنجابی کوڑ تمبا

۱۵ مخفف ہے آہنگ کا، ارادہ، طریقہ

۱۶ فارسی میں بھی حیران کے معنی میں ہے۔　　۱۷ ہمہ سے صفت نسبتی، سارے کا سارا

"محمد سعید بھیروی"

جذبات سعید، صفحہ ۱۶۱

marfat.com

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی کی بھیرہ شریف تشریف آوری

حضرت خواجہ ثالث محمد ضیاء الدین سیالوی ایک حسین وجمیل قد آور جوان تھے۔ چہرہ باعظمت اور پرجلال تھا۔ مجلس میں ایسا سکوت گویا حاضرین کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور لاترفعوا صواتکم پر عمل ہو رہا ہے باوجود اس کے انتہائی خلیق اور درویشوں کے ساتھ نہایت مروت سے پیش آتے۔ انگریزوں کے جانی دشمن تھے۔ حضرت ثالث سیالوی کی غیرت اسلامی اس حد تک تھی کہ انگریز کو دیکھنا بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ بقول صاحب انوارِ قمریہ

حضرت خواجہ محمد سعد اللہ خان سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔

اس وقت انگریز حکومت کا سب سے زیادہ دشمن جس کا انھیں ہر وقت رات دن خطرہ رہتا تھا، وہ حضرت ثالث سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات تھی۔ انگریز یہ بات نہ صرف زبانی کہتے بلکہ ان کی تحریریں اخباروں اور اشتہاروں میں بھی ہوتی تھی اور سی آئی ڈی اتنی تھی کہ جب حضرت ثالث سیالوی کا وصال ہوا تو اتفاقیہ نواب خدا بخش ٹوانہ انگریز گورنر کے پاس گیا تو اس انگریز نے نواب صاحب کو بتایا کہ سجادہ نشین سیال شریف کا وصال ہو گیا ہے۔

نواب خدا بخش ٹوانہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ ابھی تک ہمیں معلوم نہیں ہوا، تمہیں کیسے معلوم ہو گیا؟ بلکہ یہ خبر ہم ماننے کو تیار بھی نہیں ہیں۔

گورنر نے کہا۔ ابھی ابھی میرے پاس وائرلیس ہوئی ہے۔

اس سے یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ ہر وقت دن رات سیال شریف میں انگریز کے جراثیم رہتے تھے جن کا سوائے دشمن کے کسی کو علم نہ تھا۔

بقول حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی انگریز آپ سے اسقدر تنگ تھا کہ حضرت ثالث سیالوی کے وصال کی خبر سن کر لندن میں جو بلی منائی گئی۔

marfat.com

آپ کے وصال شریف کے بعد حضرت مجاہد اعظم خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ فاتحہ خوانی کے لئے بھیرہ شریف تشریف لائے۔(۵۵)

حضرت حکیم شیخ غلام احمد میانوی کا بیان ہے۔

حضرت ثالث خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سید العاشقین عالم ربانی مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر بے حد قلق ہوا۔ فرمایا کہ میرا دایاں بازو ٹوٹ گیا۔ آپ حضرت مولانا بگوی کے جنازہ پر نہ پہنچ سکے جب آپ بھیرہ فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے تو عجب سماں بندھا۔ قوالوں نے یہ مصرع پڑھنا شروع کیا۔

بجنازہ گر نیائی بہ مزار خواہی آمد

حاضرین پر عجب وجدانی حالت طاری ہوگئی۔ دیر تک مخلوق خدا آہ وفغاں اور بے تابی کی کیفیت میں مبتلا رہی۔(۵۶)

مریدین

آپ کے حلقہ عقیدت مندان میں بالواسطہ اور بلاواسطہ ہر طبقے اور ہر ذوق کے اصحاب شامل تھے۔ آپ کے چشمہ فیض سے کوئی بے فیض نہ تھا۔ آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی۔(۵۷)

شادی اور اولاد

آپ کی شادی اپنے عم محترم حضرت مولانا غلام محمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر سے ہوئی، جن کے بطن سے دو صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ حکیم مولانا مختار احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۳ء) پیدا ہوئے۔

اجازت وظائف

حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ نگینوی قادری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۴ء) مدفون

marfat.com

موچھ ضلع میانوالی نے آپ سے درود کبریت احمر شریف کی اجازت حاصل کی تھی۔(۵۸)

قادیانی معرکہ

سید العاشقین حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ قادیانی معرکہ لاہور میں سلطان العلماء حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ناصرین اور مجاہدین میں شامل تھے ۔(۵۹)

عرس مبارک

حضرت مجاہد ملت مولوی ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں عرس کی تقاریب بڑی دھوم دھام سے منعقد ہوتی تھیں۔ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین لاہور، لدھیانہ ،لائل پور ، جالندھر، ہوشیار پور، سرگودہا اور دیگر مقامات سے بڑی کثیر تعداد میں شریک ہوتے تھے ۔بعض اوقات عرس شریف میں سیال شریف سے کوئی نہ کوئی بزرگ ضرور شامل ہوتے تھے۔

اب حضرت صاحبزادہ ابرار احمد بگوی کی سرپرستی و نگرانی میں یوم وصال پر عرس شریف کی محفل انعقاد پذیر ہوتی ہے۔

حواشی

۱ برکات سیال، صفحہ ۳۷

۲ حکیم غلام احمد میانوی: دربار شریف مطبوعہ آفاق پریس گوجرانوالہ، صفحہ ۵

۳ مولانا ظہور احمد بگوی: تذکرہ مشائخ بگویہ مطبوعہ منوہر سٹیم پریس، سرگودہا ۱۹۳۴ء صفحہ ۳۷

marfat.com

۴ مولوی محمد سعید بھیروی: جذبات سعید مطبوعہ تعمیر پرنٹنگ پریس، راولپنڈی، صفحہ ۱۶۰

۵ تذکرہ مشائخ بگویہ، صفحہ ۳۷

۶ دربار سیال شریف، صفحہ ۷

۷ علامہ اقبال احمد فاروقی: تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور مطبوعہ مکتبہ جدید پریس، لاہور بار اول ۱۹۷۵ء صفحہ ۲۳۳

۸ محبوب سیال، صفحہ ۹۵، ۹۶

۹ برکات سیال، صفحہ ۳۸

۱۰ حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی وساطت سے سیال شریف غوث زمان اشرف الاولیاء ثانی لاثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت معلّٰی میں حاضر ہو کر مشرف بہ بیعت ہوئے چنانچہ خود لکھتے ہیں۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید

دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد (حافظ)

یہ محض فضل ایزدی اور کشش محبوب اور نیز سرآمد عاشقان و کشتگان خنجر تسلیم حضرت مولانا مولوی محمد ذاکر بگوی رضی اللہ عنہٗ کی عنایات تھیں جو مجھے سیال شریف بر در دولت آں محبوب بارگاہ لم یزلی و بہرہ اندوز انوار ازلی و فیوضات الٰہی خواجہ خواجگان اشرف الاولیاء حضرت شیخ محمد الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ لے گئیں، دولت سعادت و دیدار نصیب ہوئی۔

وہی تو ہے شعلہ تجلّی کہ دشت ایمن سے تنگ ہو کر

جب اس نے اپنی نمود چاہی کھلا حسینوں پہ رنگ ہو کر (امیر)

حضور سراپا نور نے میری بیعت کی استدعا کو شرف قبولیت بخشا۔ (محبوب سیال، صفحہ ۲۲)

۱۱ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، رجب ۱۴۰۲ھ، صفحہ ۱۰، ۱۱

marfat.com

۱۲ جذبات سعید، صفحہ ۸۶

۱۳ جذبات سعید، صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰

۱۴ جذبات سعید، صفحہ ۴۷، ۴۸

۱۵ محبوب سیال، صفحہ ۲۶

۱۶ ماہنامہ صوفی پنڈی بہاؤالدین، شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ مطابق اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۴

۱۷ دربار سیال شریف، صفحہ ۷

۱۸ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، جون ۱۹۲۵ء، صفحہ ۳۲

۱۹ تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، صفحہ ۲۳۳، ۲۳۴

۲۰ محبوب سیال، صفحہ ۳۶

۲۱ جذبات سعید، صفحہ ۱۰۲

۲۲ جذبات سعید، صفحہ ۵۷، ۵۸

۲۳ دربار سیال شریف، صفحہ ۱۰، ۱۱

۲۴ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، رجب ۱۴۰۲ھ، صفحہ ۱۱

۲۵ محبوب سیال، صفحہ ۱۱۷

۲۶ برکات سیال، صفحہ ۳۹، ۴۰

۲۷ دربار سیال شریف، صفحہ ۶، ۹، ۱۰

۲۸ جذبات سعید، صفحہ ۴

۲۹ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، جون ۱۹۲۵ء، صفحہ ۳۲

۳۰ انوار شمسیہ، صفحہ ۴، ۹۵، ۹۶، ۹۹

۳۱ تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، صفحہ ۲۳۳

marfat.com

۳۲ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، رجب ۱۴۰۲ھ، صفحہ ۱۱

۳۳ جذبات سعید وغیرہ کتب سے اخذ شدہ ہیں۔ مولف

۳۴ دربار سیال شریف، صفحہ ۱۰

۳۵ مرزا محمد نذیر عرشی: تحفہ سعدیہ مطبوعہ کریمی پریس، لاہور ۱۳۵۱ھ صفحہ ۸۷ بحوالہ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، ستمبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۹

۳۶ بادشاہی مسجد، صفحہ ۳۵، ۳۶

۳۷ برکات سیال، صفحہ ۴۱

۳۸ برکات سیال، صفحہ ۴۰

۳۹ جذبات سعید، صفحہ ۲۴

۴۰ دربار سیال شریف، صفحہ ۱۱

۴۱ تذکرہ مشائخ بگویہ، صفحہ ۳۸

۴۲ صاحبزادہ محمد عبداللہ سیالوی: حضرت ثانی علیہ الرحمۃ کی ایک یادگار مجلس، مطبوعہ در ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، صفر المظفر ۱۴۰۰ھ، صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴

۴۳ محبوب سیال، صفحہ ۴۲

۴۴ برکات سیال، صفحہ ۵، ۳۷، ۳۹، ۴۰، ۴۱

۴۵ جذبات سعید، صفحہ ۴۴، ۴۵

۴۶ مولوی محمد سعید: حقیقت محمدیہ (مضمون) مطبوعہ در ماہنامہ ضیاء حقیقت بھیرہ، شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ مطابق مئی ۱۹۲۰ء، جلد ۱، شمارہ ۱، صفحہ ۵، ۶، مدیر مولانا محمد نصیر الدین نظامی سلیمانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

۴۷ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، جون ۱۹۲۵ء، صفحہ ۲۸۔

marfat.com

۴۸ دربار سیال شریف صفحہ ۷، ۸، ۹، ۱۰

۴۹ جذبات سعید، صفحہ ۱۰۱

۵۰ تذکرہ مشائخ بگویہ، صفحہ ۴۱، ۴۲

۵۱ برکات سیال، صفحہ ۴۱

۵۲ تذکرہ مشائخ بگویہ، صفحہ ۴۲

۵۳ جذبات سعید، صفحہ ۱۶۰

۵۴ تذکرہ مشائخ بگویہ، صفحہ ۴۲، ۴۳

۵۵ جذبات سعید، صفحہ ۱۲۴

۵۶ دربار سیال شریف، صفحہ ۱۵

۵۷ ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ، رجب ۱۴۰۲ھ، صفحہ ۱۱

۵۸ ساجد اللہ خان احقر: النور، ناشر فیروز علی نوروز علی ڈوسا صفحہ ۴۰

۵۹ مولانا فیض احمد فیض: مہر منیر مطبوعہ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور ۱۹۷۳ء (بار اول)، صفحہ ۲۳۸

نوٹ: سود کے متعلق انجمن نعمانیہ لاہور کی طرف سے طبع شدہ رسالہ ''سود کی مختلف صورتوں کے متعلق استفتاء اور اس پر حنفی علمائے اسلام کے فتوے۔ حسب ایمائے انجمن نعمانیہ ہند لاہور مطبوعہ کریمی پریس لاہور، صفحہ ۱۵ پر آپ کے دستخط اس طرح ثبت ہیں۔

الجواب صحیح فماذا بعد الحق الا الضلال

عبدہٗ محمد ذاکر بگوی عفی عنہٗ خطیب مسجد شاہی لاہور (۱۵ر دسمبر ۱۹۰۷)۔

marfat.com

باب نہم

حضرت شیخ محمد ابراہیم گجراتی

ولادت اور خاندان

آپ کی ولادت موضع پنڈی الہانی نزد آہلہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء کو ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت حافظ عمرالدین رحمۃ اللہ علیہ نیک اور درویش صفت انسان تھے۔ خاندان چشت اہل بہشت میں بیعت رکھتے تھے اور پنڈی الہانی کے معروف زمیندار خاندان جٹ گوندل کے متمول فرد تھے۔ آپ کے خاندان کے ایک بزرگ حضرت قاضی کریم اللہ عہد مغلیہ میں قاضی کے منصب پر فائز رہے۔

آپ کے اجداد موضع آہلہ کے رہنے والے تھے، وہاں سے آپ کے ایک بزرگ نقل مکانی کر کے پنڈی الہانی میں آباد ہوئے۔

شجرہ نسب

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔

شیخ محمد ابراہیم بن حافظ عمرالدین بن محمد اعظم بن قاضی غلام علی قدا بن قاضی کریم اللہ بن اللہ بخش بن محمد طہر بن اللہ یار بن حبیب بن مانک بن گھولا بن صاحبہ بن اچل بن جہدا بن میناں بن شیخا بن انبل بن بوچہ بن دہیر بن گھنو بن کلس بن کولی بن جیرت بن تلہ بن بنیس بن بھوراں بن سکھو بن فخر الاولیاء گوندل زمیندار (۱)

تعلیم و تربیت

پانچ چھ سال کی عمر میں قرآن مجید اپنے والد ماجد سے پڑھا۔ بعد ازاں اپنے ماموں جان

marfat.com

حضرت مولانا احمد الدین رحمۃ اللہ علیہ ساکن پانڈووال نزد کٹھیالہ شیخاں ضلع منڈی بہاؤالدین سے علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ نین رانجھا نزد کٹھیالہ شیخاں میں بھی کسی عالم سے پڑھا۔ سیال شریف میں حضرت خواجہ محمد معظم الدین مرولوی قدس سرہٗ سے شرح تہذیب اور بعض دیگر کتب کا درس لیا۔ حضرت ثانی لاثانی محمد الدین سیالوی اور مولانا نور محمد نقشبندی آپ کے ہمدرس تھے۔

حضرت مولانا احمد الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا احمد الدین رحمۃ اللہ علیہ پانڈووال ضلع منڈی بہاؤالدین کے رہنے والے تھے۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم قدس سرہٗ کے حقیقی ماموں جان تھے۔ آپ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ (م ۱۲۳۹ھ ۱۸۲۴ء) کے تلامذہ میں سے تھے۔ مولانا احمد الدین بہت بڑے عالم، مفتی اور پنجابی، فارسی اور عربی کے بلند پایہ شاعر تھے۔ کنز الدقائق کے باب کتاب النکاح کا منظوم عربی ترجمہ کیا۔

کوائف دور طالب علمی

پانڈووال میں دوران طالب علمی ایک شادی کے موقع پر ایک رقاصہ آئی۔ آپ مسجد میں درس لے رہے تھے، جب رقاصہ کی نظر آپ پر پڑی تو وہ آپ پر فریفتہ اور مفتون ہوگئی۔ مولانا احمد الدین نے آپ کو مسجد کے کسی حجرہ میں چھپا دیا اور مسجد کا دروازہ بند کر دیا۔ کافی دیر تک طائفہ مسجد کے دروازہ پر بیٹھی رہی۔ اس کے دوسرے ہمراہیوں نے بصد منت سماجت اسے وہاں سے اٹھایا۔

صاحب ''انوار شمسیہ'' نے آپ کی زبانی ایک واقعہ یوں تحریر فرمایا ہے۔

ابتدا زمانہ میں خود اور میاں نور محمد دونوں طالبان حضرت کے مکان پر آمنا زجانی میں حضرت صاحب ثانی کے ہم سبق تھے اور مولوی صاحب مرولوی سے شرح تہذیب تحقیق مزید سے پڑھتے تھے اور خاص کر مجھے علم پڑھنے کا شوق بے اندازہ تھا۔ محض اس خیال پر جو مولوی بن

marfat.com

کر دنیا میں ایک بڑا سرفراز اور ممتاز ہوں گا۔ میری بیعت خود حضرت شمس دوراں سے تھی اور نور محمد کی بیعت نقشبندی خاندان میں تھی مگر وہ غبی الذہن اور بطی الفہم تھا۔ اکثر اس کو میں سمجھاتا اور سبق یاد کراتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن شہر سے باہر ایک درخت سایہ دار کے نیچے دونوں سبق کا تکرار کر رہے تھے ۔ میں اس کو تفریحاً اور خوش طبعی سے مزاحاً کہا کہ تجھے کچھ آتا جاتا نہیں کیوں بے فائدہ مغز کھپاتا ہے۔

وہ بولا کہ اگر مجھے کچھ بھی نہ آیا تو تیرے سے تو پہلے ہی مولوی بن جاؤں گا۔ میں نے سبب پوچھا تو اس نے کہا، اس لئے کہ میرا دادا صاحب بڑا عالم ہے۔ میں نے کہا کہ میرا بھی ماموں صاحب فاضل ہے اور میرا ذہن بھی پڑھنے کے لائق ہے لہذا میرا کام تیرے سے فائق ہے۔

الغرض اسی ذکر اذکار میں دیر تک ہمارا تکرار رہا، جب وہاں سے اٹھ کر لنگر خانہ میں آئے اور روٹی کھا کر باہر جانے لگے تو میاں خدا بخش درویش خیر اندیش نے جو اُن ایام میں شمس دوراں کی خدمت میں رہتا تھا، مجھے بلایا اور بتلایا کہ اب تھوڑی ہی دیر ہوئی ہے کہ میں اکیلا حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا۔

ابراہیم اور نور محمد دونوں دوستدار باہم تکرار کر رہے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ پہلے میں عالم بنوں گا، دوسرا کہتا ہے کہ پہلے میں فاضل بنوں گا۔ تم ابراہیم کو کہو کہ خدا کی رضا کے لئے علم پڑھنا چاہئے ، ناموری کیلئے مولوی نہ بننا چاہئے ۔ مولویان تو جہاں میں ہزاراں ہیں۔ اصل مطلب تو خدا کی رضا ہے اور علم پڑھنے سے یہی مدعا ہے۔

یہ امر سن کر خاکسار بہت شرمسار ہوا اور تین دن شمس الانوار کے دربار میں حاضر نہ ہو سکا۔ چوتھے روز آنحضور نے عنایت موفور سے اس مفرور کو بلایا اور شفقت اور مرحمت سے مسرور فرمایا اور ندامت کا خیال اس پائمال کے دل سے اٹھایا۔ (۲)

marfat.com

بیعت

آپ نے طالب العلمی کے دور میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی اور حضرت خواجہ سیالوی نے چند وظائف تلقین فرمائے تھے۔

شیخ سے عقیدت

آپ کو اپنے شیخ طریقت سے انتہائی محبت اور عقیدت تھی ☆۔ کافی عرصہ سیال شریف مقیم رہے اور شیخ کی اتباع، لنگر شریف کی خدمت اور ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہے۔ آپ نے وفور عقیدت اور شوق و وارفتگی میں چند اشعار لکھے جو ہدیہ قارئین ہیں۔

وَلاوَے ساربانا واگ میری
سیالیں وَنج پہنچا فریاد میری
سیال اس وقت ہے چوں کعبۃ اللہ
زیارت کرتے ہیں کئی مرد اللہ
سیال اس وقت ہے موسیٰ کا کوہ طور
جو ہر شے اس جا نُور علیٰ نور
ملک آسمان کے کہتے صادہ
کہ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ
سیالیں چل کے دیدار کریئے
کہ دامن قطب ربانی دا پھڑیئے
اوہ سالک سالکاں تے عابداں دا
او ہی ہے پیشوا سب کاملاں دا

marfat.com

☆ مرآۃ العاشقین کے صفحات ۶۱، ۱۱۲، ۲۶۷ پر ضیاء الدین قوال، میرؔ، خیر محمد قوال اور غلام حسین قوال کا ذکر آیا ہے۔

''اس کے بعد ضیاء الدین قوال نے عرض کیا، دعا فرمائیں کہ میں فن موسیقی پر قدرت حاصل کرلوں۔ خواجہ شمس العارفین نے فرمایا۔ تمام کاموں کی بنیاد علم پر ہے جب تک تم حصول علم میں استقامت نہیں دکھاؤ گے، فن موسیقی کو کیا خاک پاؤ گے؟

پھر فرمایا جب برخوردار محمد الدین، میرؔ و قوال اور چند دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ پاک پتن شریف حاضر ہوئے تو برج نظامی میں حضرت خواجہ فرید بخش تونسوی کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ مہا روی حضرات کے علاوہ بہت سے درویش بھی وہاں موجود تھے۔ میرؔ و قوال نے بڑی سریلی آواز سے یہ غزل پیش خدمت کی۔

خلوت گزیدہ را بہ تماشا چہ حاجت؟
چوں کوئے دوست ہست بصحراچہ حاجت؟

غزل کے خاتمے پر صاحبزادہ غلام فخر الدین صاحب مہا روی نے برخوردار محمد الدین کو کہا۔ آپ کے قوال کو کلام تو بہت اچھا یاد ہے لیکن علم سے نابلد ہونے کی وجہ سے صحت الفاظ کا التزام نہیں رکھ سکتا''۔

ضیاء الدین قوال، مرحوم پنڈی الہانی کے باسی تھے۔ حضرت شیخ محمد ابراہیم گجراتی کی معیت میں سیال شریف حاضر ہوئے اور حضور اعلیٰ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ضیاء الدین قوال نے حضرت بلھے شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کافی گا کر پیش کی چونکہ نہایت سریلی اور پاٹ دار آواز تھی۔ حضرت اعلیٰ سیالوی نے بہت پسند کی۔

بوقت رخصت آپ نے ضیاء الدین قوال کو روک لیا اور وہ سیال شریف میں ایک سال مقیم رہے۔ میرؔ اور خیمر کی تربیت کی۔ حضور سیالوی نے اپنے دست مبارک سے غزلیات تحریر فرما کر دیں۔ درود مستغاث شریف، درود کبریت احمر، تہجد، اوابین اور حفظ الایمان نوافل کی حضور اعلیٰ سیالوی سے اجازت تھی اور پابندی سے ان کی تلاوت کرتے تھے۔ (راوی محمد عنائت قوال ساکن آہلہ)

ایک بار صوفی محمد حسین قوال نے سیال شریف درویشوں کی فرمائش پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

قوالی کی صورت میں پڑھنا شروع کیا تو ایک درویش بھاگم بھاگ آیا اور کہنے لگا کہ حضور شیخ الاسلام سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ کلام بند کردو۔

صوفی محمد حسین قوال کا بیان ہے کہ میں یہ حکم سن کر خوف زدہ اور پریشان ہوا کہ شاید کیا غلطی ہوگئی ہے؟ تھوڑی دیر بعد حضور تشریف لائے اور ارشاد ہوا کہ اب پڑھو۔ فقیر اس وقت وضو میں نہ تھا اور بغیر وضو اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ کا کلام سننا بے ادبی ہے۔

(راوی صوفی محمد حسین قوال جلالپوری بن محمد عنائت قوال مرحوم ساکن تبہ ضلع منڈی بہاؤ الدین)

marfat.com

خلافت

حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کے زیر تربیت رہ کر منازل سلوک طے کیں اور اجازت بیعت اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

صاحب انوار شمسیہ نے لکھا ہے۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن پنڈی الہانی جو حضرت صاحب ثانی عارف ربانی سے مجاز اور ممتاز ہیں۔(۴)

پنڈی الہانی میں قیام اور سلسلہ رشد وہدایت

حضرت ثانی لاثانی سیالوی سے حصول خلافت کے بعد پنڈی الہانی میں رشد وہدایت اور تبلیغ وارشاد کا سلسلہ جاری کیا۔ دور دراز سے لوگ آپ کی خدمت میں آنے لگے اور خلقت کا ہجوم ہونے لگا۔ حلقۂ ارادت وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ آپ نے مخلوق خدا کو بہت فیض پہنچایا۔

درس وتدریس

آپ نے پنڈی الہانی اور سویہ میں درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری کیا۔ درس وتدریس مسجد میں ہوتی اور آپ اکثر مسجد کے حجرہ میں قیام فرمایا کرتے تھے۔

تلامذہ

بے شمار لوگوں نے آپ سے علم دین حاصل کیا، چند تلامذہ کے اسمائے گرامی دستیاب ہوئے ہیں۔

۱ مولانا نور محمد چشتی، مدفون سویہ شریف ضلع گجرات

۲ مولانا سید محمد سوار شاہ ساکن جگنا چٹھہ، حافظ آباد

۳ خواجہ سید محمد حسین شاہ نظام آبادی ساکن نظام آباد متصل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

marfat.com

۴ مولانا سید محمد عمر شاہ ساکن چنگس نزد ہیڈ رسول ضلع منڈی بہاؤالدین

۵ قاضی محمد عالم چشتی مدفون سویہ شریف، ضلع گجرات

شیخ کی نوازشات

حضرت خواجہ سیالوی آپ پر بہت کرم اور مہربانی فرماتے تھے۔ انوار شمسیہ میں ہے۔

میں ایک بار کسی کاروبار کیلئے دکھن کی دیار میں گیا۔ ایک برخوردار خدمت گزار میرے ہمراہ تھا۔ وہاں سے جب واپس ہوا تو چک بھٹی کے شہر سے میرا گزر ہوا۔ اس جگہ مولوی غلام حسن صاحب جو نقشبندی فقیر روشن ضمیر تھے اور مشاہیر بزرگوں سے اس علاقہ میں بڑے پیر تھے۔ اس کی ملاقات کا مجھے اشتیاق ہوا کہ اتفاق سے اس صاحب اخلاق کا دیدار کیا جاوے مگر پھر دل میں خیال گزرا کہ دوسرے سلسلہ کے بزرگوار کے پاس خاکسار کا جانا شاید شمس الانوار کو ناگوار گزرے اور وہ فضائل آثار خاکسار سے غیرت سلسلہ کے باعث کئی لاحل مسائل استفسار کرے، جس سے مجھے نادم اور شرمسار ہونا پڑے اور وہ نقشبندی اس چشتی کی کم علمی سے سب چشتیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھے لہذا اس خیال نے میرے ارادے کو ٹال دیا۔ اس جگہ سے میں نے سیدھا راستہ لیا چونکہ وہ شاہراہ عام اس شہر کے درمیان سے جاتا تھا اور اس فقیر صاحب کا مقام بھی خاص اس راستہ کے کنارے پر نمایاں تھا۔ بنابر بندہ ناگہاں اس کے مکان کے پاس جا نکلا تو وہ فی الآن اپنے مکان سے نکل کر راستہ پر بڑی تعظیم اور اکرام سے میرے پاس آیا اور عنایت بے غایات سے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی نشست گاہ پر جا بٹھایا اور نام اور مقام سے تفصیل وار استفسار فرمایا تو میرے ہمراہی نے جلدی سے کہہ دیا کہ یہ فلاں جگہ سے مولوی صاحب ہیں اور حضرت صاحب سیال شریف والوں سے مجاز اور ممتاز ہیں۔ اس بات کے اظہار سے بندہ دل میں شرمسار ہوا جو اس بزرگوار کی خدمت میں فوقیت کا جتلانا بہت ہی ناگوار تھا۔ اس لئے لاچار یہ خاکسار نادمانہ اور افسردگانہ دوسرے مکان کی جانب نگراں ہوا اور شمس دوراں کی امداد کا خواہاں ہوا۔ سبحان اللہ، اسی آن میں شمس درخشاں کو ہوا کے

marfat.com

درمیان بصورت عیاں دیکھا جو اس کے انوار کا چمکار فلک تک جھلک رہا تھا اور آپ کا چہرہ منور خورشید انور کی مثل چمک رہا تھا۔

خاکسار آپ کے دیدار فائز الانوار سے ایسا خمار ہوا کہ سب فکر افکار اور اضطرار دل سے فرار ہو گیا اور حقائق اور معارف کا علم یکدم اس کے کرم سے دل پر نمودار ہوا، کوئی لحظہ اس کے مشاہدہ میں نگران اور حیران رہا جب اس شمس تاباں سے چشمان کو پھیرا تو اس صورت درخشاں کا نشان غائب ہو گیا۔ تب اس آشفتہ حال نے فقیر صاحب کی جانب خیال کیا تو اس صاحب حال نے میرے پر سوال کیا کہ جب سالک منزل احدیت میں قرب پاتا ہے تو وہ کس نسبت سے منسوب ہوتا ہے؟

میں نے جواب دیا۔

هُوَ الشَّاهِد هُوَ الْمَشْهُوْد

پھر اس نے پوچھا کہ تنزلات چندیں ہیں اور کون کون ہیں؟

میں نے جواب دیا۔

پانچ۔ ایک اجمالی دوسرا تفصیلی تیسرا عالم ارواح چوتھا عالم مثال پانچواں عالم اجسام

کہنے لگا کہ درست ہے لیکن اس سے پہلے میں ان کا قائل نہیں تھا۔ کچھ عرصہ گزرا ہے کہ ایک قلندر اس شہر کے اندر آیا، اس نے اسی کوچہ میں ایک دکان ویران پر قیام کیا۔ میرا بھی اس جگہ سے اکثر گزر ہوتا تھا اور اس کو ننگے بدن پڑا ہوا دیکھتا تھا۔ تین چار روز کے بعد وہ مسجد میں میرے پاس آیا بدیں حالت کہ کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی۔ صرف چھوٹی سی لنگوٹی کمر پر باندھی ہوئی تھی۔ استغنائی اور بے پروائی کی حالت میں بیٹھ رہا اور کتابوں کا بستہ جلد تر میرے آگے دھر دیا پھر ان میں سے ایک ورق نکال کر فی الحال میرے پیش کیا۔

میں حیران ہوا کہ اس کے پاس تو کچھ سامان نہ تھا۔ یہ بستہ اس نے کہاں سے نکال لیا ہے؟ خیر میں نے دیکھا تو اس پر تنزلات کے حالات درج ہیں چونکہ میرا پہلے ہی ان سے انکار تھا۔ ان کے

marfat.com

دیکھنے سے اعتبار نہ آیا تو اس نے جلد تر اٹھ کر میرے سر کو پکڑ کر آسمان کی طرف نمایاں کیا تو بقدرت کریم میری آنکھوں کا نور عرش عظیم تک جا پہنچا۔ جب لوحِ محفوظ کو دیکھا تو تنزلات کے کلمات ویسے ہی مرقوم ہیں جیسا کہ اُس ورق سے مفہوم کئے تھے۔

میں تو یہ حالات عجائب اور غرائب دیکھ کر حیرت کے گرداب میں بے تاب ہو رہا اور وہ عارف رحمان اس گمنام تماشا دکھا کر کہیں مقام کو چلا گیا۔ اس والا شان کے پیچھے میں بہت دن سرگردان اور پریشان ہو کر پھرتا رہا مگر اس کا کوئی پتہ نشان نہ ملا پھر اس کے بعد میرا اعتقاد فاسد اس صاحب ارشاد کی عنایت سے واثق ہو گیا اور اس کی نظر کا اثر میرے دل پر جلوہ گر ہوا چونکہ وہ فقیر صاحب عالم متبحر اور غیر سلسلہ کے شیخ نامور تھے اس لئے پہلے ان سے مجھے ڈر اور حذر تھا مگر پھر شمس دوران کے فیضان سے وہ ایسے مہربان ہوئے کہ میرے جسم اور جان پر قربان ہو رہے اور میری تقریر پر نہایت شادمان ہوئے۔ (۵)

برادران

حضرت شیخ مولانا محمد ابراہیم گجراتی قدس سرہٗ کے دو حقیقی بھائی تھے، جن کے نام یہ ہیں۔

۱ مولوی جلال الدین مرحوم

۲ مولوی محمد اسماعیل مرحوم

آپ کی چار بہنیں تھیں۔

۱ پہلی کی شادی چک نمبر ۴۲ بار تحصیل و ضلع فیصل آباد میں مولوی شمس الدین سے ہوئی۔ ان سے مولانا نور محمد پیدا ہوئے۔

۲ دوسری بہن کا نکاح موضع کھر کا تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں ہوا۔ ان کے بطن سے ایک بہت بڑے عالم، حافظ مولانا محمد ابراہیم پیدا ہوئے۔ علوم دینیہ لاہور میں حاصل کئے اور زمیندارہ کالج، گجرات میں عربی اور اسلامیات کے پروفیسر رہے۔

marfat.com

۳ تیسری بہن کا عقد برج اگرہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں ہوا۔

۴ چوتھی کی شادی نواحی بھیرہ میں ہوئی۔

آپ کے دو دادا پوتے بھائی تھے جو ولی اللہ تھے۔

۱ غلام قادر بن محمد یٰسین زاہد بن رکن الدین بن قاضی غلام علی فدا، ان کی بیعت حضرت محبوب سبحانی جلال پوری قدس سرہٗ سے تھی اور خرقۂ خلافت بھی ارزانی ہوا تھا۔

۲ عالم الدین بن قاضی ابن یامین شمس العلماء بن مفتی شرف الدین بن قاضی غلام علی فدا۔ عالم الدین اپنے دور کے ولی اللہ تھے۔

آپ کے خاندان میں عالم، مفتی، حافظ اور طبیب بھی پیدا ہوئے مثلاً سراج دین شاہی طبیب، محمد حسن شمس الحکماء، بدرالدین حکیم حاذق وغیرہم

موضع آہلہ، پنڈی الہانی اور دیگر مقامات پر ان کی ملکیتی اراضی بھی ہیں۔(۶)

شادی

آپ نے دو شادیاں کیں۔

پہلی شادی پانڈووال میں اپنے ماموں جان مولانا احمد الدین رحمۃ اللہ علیہ کی دختر سردار بی سے یکم شعبان المعظم ۱۲۹۲ھ کو ہوئی۔ ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ سردار بی کی وفات ۴ر جمادی الاول ۱۲۹۵ھ کو پنڈی الہانی میں ہوئی۔

پہلی بیوی کی وفات کے بعد دوسری شادی رسول بی بی سے کی جن کے بطن سے ایک فرزند اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ رسول بی بی کی وفات ۱۳ر شوال المکرم ۱۳۱۵ھ کو پنڈی الہانی میں ہوئی۔

حضرت شیخ محمد ابراہیم قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ ۹ر ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ کو پنڈی الہانی میں فوت ہوئیں۔

marfat.com

حلیہ

آپ کا قد لمبا، جسم پتلا، رنگ گندمی، ناک ابھری ہوئی، چہرہ نورانی خوبصورت، گول اور بارعب تھا۔ ریش مبارک گھنی نہ پتلی اور آنکھیں خوبصورت تھیں۔

لباس

آپ سفید لباس جو کرتے اور تہبند پر مشتمل ہوتا تھا، زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ سر پر کلاہ قادری، دوش مبارک پر چادر اور ہاتھ میں عصا رکھتے تھے۔

مرتے دم تک بینائی ٹھیک رہی، رات کو ہمیشہ سرمہ استعمال فرماتے تھے۔

معمولات

آپ اپنے شیخ طریقت کے معمولات اور فرمودہ اوراد و وظائف پر پوری زندگی کاربند رہے۔ نماز تہجد کے بعد نماز فجر باجماعت ادا فرماتے۔ اسبوع شریف، کبریت احمر شریف، سلسلہ شریف اور درود مستغاث شریف پڑھتے تھے۔ نماز چاشت کے بعد ناشتہ کرتے بعد ازاں عام مجلس ہوتی۔ اس کے بعد آرام کرتے۔ نماز ظہر کے بعد ختم خواجگان پڑھتے، سوا پارہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ نماز عصر کے بعد ایک ہزار مرتبہ درود شریف کا وظیفہ کرتے۔ نماز مغرب کے بعد اوابین اور حفظ الایمان ادا فرماتے بعد ازاں کھانا تناول فرماتے اور نماز عشاء کے بعد آرام فرماتے تھے۔

عقیدت مندوں کے ہاں بھی تشریف لے جاتے تھے۔ جب حضرت مولانا مخدوم محمد عالم چشتی (۵ رمضان ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۹۶۱ء) کے صاحبزادے کی پیدائش ہوئی تو حضرت شیخ محمد ابراہیم چشتی قدس سرہٗ مخدوم صاحب کی دعوت پر چک مجاہد جنوبی میں تشریف لائے اور نومولود کا نام ''محمد ظہور الحق'' تجویز فرمایا۔ جس سے سنہ ولادت ۱۳۴۲ء نکلتا ہے۔ تبلیغ وارشاد، درس وتدریس اور عبادت وریاضت کے ساتھ ساتھ فارغ اوقات میں مختلف علوم وفنون کی کتب اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔

marfat.com

بندہ مولف نے آپ کے کتب خانہ میں فارسی اور عربی کے مخطوطے دیکھے ہیں۔ مثلاً عمدۃ القاری (قلمی) مکتوبہ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۰۲ھ بروز جمعۃ المبارک بوقت عصر در موضع پنڈی الہانی پر ''فقیر محمد ابراہیم'' دستخط ثبت ہیں۔ بہت خوش نویس اور اچھے کاتب تھے۔

شجرۂ طریقت کو فارسی میں منظوم کیا۔ کنز الدقائق کا منظوم عربی ترجمہ جو آپ کے ماموں جان مولانا احمد الدین کا ہے۔ حضرت شیخ محمد ابراہیم قدس سرہٗ کے دست مبارک سے لکھا ہوا، موجود ہے۔ جو تقریباً تین صد ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے بندہ مولف نے ان نوادرات کی زیارت سویہ شریف میں آپ کے ذخیرہ کتب میں کی ہے۔ یہ ذخیرہ کتب آپ کے سجادہ نشین مولانا مظفر حسین صاحب کی تحویل میں ہے۔ (۷)

مختلف اجتماعات مثلاً جنازہ، عیدین وغیرہ پر اصلاحی تقریر فرمایا کرتے تھے اور موقع محل کی مناسبت سے بھی تقریر اور تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔

اخلاق

آپ انتہائی خوش اخلاق، سخی، ملنسار، خوش جمال اور سادہ مزاج تھے۔ آپ کی رفتار خوبصورت اور گفتگو میں شرینی اور ٹھہراؤ تھا۔ بوقت استراحت اور نیند اپنے وجود مسعود کو لفظ ''محمد'' (ﷺ) کی صورت میں تبدیل کر لیتے تھے۔ اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اپنی رشتہ دار مستورات کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے۔

آپ ماہر طبیب بھی تھے۔ روحانی علاج کے ساتھ ساتھ جسمانی علاج بھی کرتے تھے۔ پوری عمر زہد و تقویٰ اور قرآن و سنت کی اتباع میں بسر کی۔ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ آپ بہت حسین و جمیل تھے۔ چہرہ مبارک سے نور کے شعلے اٹھتے دکھائی دیتے تھے۔

بقول حاجی خدا بخش صاحب المعروف وڈے میاں صاحب ساکن بولا بالا نواحی ملکوال ضلع منڈی بہاؤ الدین

marfat.com

آپ بڑے حاضر جواب تھے۔ ہر مسئلہ اور بات کا فی البدیہہ جواب دے دیا کرتے تھے۔ بڑے صابر و شاکر، بے نفس، طمع و حرص سے پاک اور متوکل درویش تھے۔ بڑے سخی اور مستغنی تھے۔ جید عالم اور برگزیدہ انسان تھے، جو فتوحات آتے، حاضرین اور حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ لنگر شریف کی خدمت بطور وظیفہ کرتے۔ لنگر شریف کی گندم کاٹتے اور سیال شریف کے قیام کے دوران پاؤں میں جوتا نہ پہنتے تھے۔ صاحبزادگان کی خدمت میں بڑی عقیدت سے دست بستہ حاضر ہوتے اور نذر و نیاز پیش کرتے تھے۔

کسی دنیادار کا خوف آپ کے دل میں کبھی نہ آیا۔ صرف اللہ تعالیٰ کا خوف رکھا۔ بڑی بڑی آزمائشوں کو کمال صبر و تحمل سے برداشت کیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے احکامات سے سرمو انحراف نہ کیا۔

شریعت مطہرہ پر سختی سے کاربند رہے اور یہی جذبہ اور استقامت مخلوق خدا کے دلوں میں راسخ کی۔ بڑے مستجاب الدعوات اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ (۸)

سادات کا احترام

آپ سادات کا بہت احترام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ سویہ شریف کے خاندان سادات کا ایک فرد مسمی محمد کرم شاہ جو رافضی تھا، حاضر خدمت ہوا تو آپ تعظیماً کھڑے ہوئے اور اسے چارپائی پر بٹھایا۔ اس نے دعا کے لئے التجا کی اور چلا گیا۔

طالب علموں نے عرض کیا کہ آپ تو شیعہ فرقہ کے سخت مخالف ہیں اور آج اس شیعہ کا اسقدر ادب و احترام چہ معنی دارد؟

آپ نے فرمایا۔ ایک شیر دار بکری جسے خارش کا مرض لاحق ہو، کیا آپ اس کا دودھ پینا پسند کریں گے؟ نفی میں جواب سن کر آپ نے طالب علموں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

اسی طرح ہم اس کا مسلک و عقیدہ قبول نہ کریں گے، ہاں آل رسول (ﷺ) کے ناطے اس

marfat.com

کا ادب واحترام لازمی ہے۔

صحبت کے اثرات

حضرت شیخ مولانا محمد ابراہیم گجراتی قدس سرہٗ کی صحبت کیمیا اثر تھی۔ آپ کی خدمت میں جو آدمی حاضر ہوتا، متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا اور آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ جس کو نظر شفقت سے دیکھ لیا، عمر بھر کا مطیع وفرمانبردار ہو کر رہ گیا۔ بڑے بڑے رقماش لوگ حاضر ہوئے اور پارسا و تہجد گزار بن گئے۔

ایک دفعہ مولوی سید محمد سوار شاہ صاحب جو اہل حدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے اور بہت بڑے عالم اور فاضل تھے، ایک برات کے ہمراہ سویہ شریف آئے اتفاقاً آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کلاہِ قادری سر پر سجائے ہوئے تھے۔

شاہ صاحب نے عرض کیا۔ مولوی صاحب! حدیث شریف میں دستار کی بہت فضیلت آئی ہے اور آپ اس سے محروم ہیں۔

آپ نے شاہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔

آیا آپ نے دستار سنت سمجھ کر پہن رکھی ہے یا بطورِ تفاخر؟

شاہ صاحب اس جواب سے لاجواب ہو کر سخت متحیر ہوئے اور معذرت خواہاں ہو کر بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن آپ نے شاہ صاحب کو بیعت نہ فرمایا البتہ چند وظائف ارشاد فرمائے۔

شاہ صاحب کچھ عرصہ آپ کی خدمت میں مسجد کے حجرہ میں قیام پذیر رہے، جب اپنے وطن واپس گئے تو آٹھ روز کے بعد بحالت وارفتگی وشیفتگی حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے بیعت فرمایا اور اجازت وخلافت دے کر رخصت کیا۔

marfat.com

خلفاء

آپ کے چند خلفاء کے نام دستیاب ہوئے ہیں۔

۱ حضرت مولانا سید محمد عمر شاہ ساکن چنگس نزد ہیڈ رسول

۲ صوفی غلام احمد ولد مولانا احمد الدین پانڈووالی ساکن چک شہباز متصل قادرآباد تحصیل پھالیہ آپ حضرت شیخ مولانا محمد ابراہیم کے ماموں زاد بھائی بھی تھے۔آپ اپنے شیخ طریقت سے انتہائی محبت رکھتے تھے۔جب آپ نے سنا کہ حضرت شیخ محمد ابراہیم چشتی قدس سرہٗ نے اپنی خوراک انتہائی کم کردی ہے تو اپنے شیخ کی اتباع میں غذا ترک کردی اور متواتر چھ ماہ روٹی کے نزدیک نہیں گئے ،جب یہ خبر آپ کو پہنچی تو آپ نے صوفی غلام احمد کو طلب فرمایا اور سخت ناراض ہوئے کہ میں نے بیماری کے باعث خوراک ترک کی ہے۔آپ نے صوفی غلام احمد صاحب کو کھانا کھلایا چونکہ معدہ کمزور ہو چکا تھا ،کھانا ہضم نہ ہوا اور بیمار پڑ گئے ۔اس کے باوجود شیخ کامل کی اتباع میں تازیست کھانا نہ کھایا۔پانی اور شربت پر گزارا کرتے تھے۔مجذوب صفت بزرگ تھے۔گرمیوں میں ریت پر سوتے تھے اور سردیوں میں کھلی فضا میں رات بسر کرتے تھے ۔بڑے بڑے سخت مجاہدے اور ریاضتیں کیں۔

آپ کے برادر سلطان احمد مرحوم ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۱۳ء کو پنڈی الہانی میں آکر حضرت شیخ محمد ابراہیم چشتی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔

۳ خواجہ سید محمد حسین شاہ نظام آبادی ساکن اوجلہ متصل گکھڑ، گوجرانوالہ مدفون نظام آباد ضلع گجرات

۴ سید محمد سوار شاہ ساکن جگنا چٹھہ تحصیل حافظ آباد، ضلع گوجرانوالہ

۵ مولانا غلام محمد ساکن سادھوکے، کنجاہ ضلع گجرات

marfat.com

۶ مولانا سراج الدین ساکن کنجاہ ضلع گجرات

یہ صاحب سویہ شریف میں پٹواری تھے، حضرت شیخ محمد ابراہیم سے بیعت ہوئے اور خلافت کے درجہ تک پہنچے۔

۷ مولانا محمد ہاشم ساکن چک نمبر ۴۲ بار تحصیل و ضلع فیصل آباد آپ کے حقیقی بھانجے تھے۔

۸ مولانا نور محمد چشتی برادر مولانا محمد ہاشم۔ آپ کے حقیقی بھانجے اور سجادہ نشین تھے۔

۹ مولانا میاں باہو ساکن چک نمبر ۴۲ بار ضلع فیصل آباد

۱۰ مولانا مخدوم محمد امین ساکن چک مجاہد جنوبی تحصیل پنڈ دادن خان، ضلع جہلم (م ۲۹ر اپریل ۱۹۶۹ء)

۱۱ مولانا مخدوم محمد عالم ساکن چک مجاہد جنوبی ضلع جہلم

حضرت مخدوم مولانا محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ بن مخدوم غلام محی الدین نقشبندی (م ۱۹۰۳ء) بن مخدوم محمد عبداللہ بن مخدوم غلام حسین بن مخدوم محمد آفتاب ۱۸۸۶ء کو چک مجاہد جنوبی (جہلم) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد حضرت مخدوم مولوی غلام محی الدین سے حاصل کی اور دیگر علوم متداولہ حضرت مولوی احمد الدین دھریالوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔

۱۹۱۶ء میں برج اگرہ ضلع گجرات کے مقام پر حضرت شیخ محمد ابراہیم گجراتی سے بیعت کی اور ۱۹۲۳ء میں خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

حزب البحر کا چلہ کاٹا۔ آپ کا قد دراز جسم درمیانہ، گھنی داڑھی، سر پر خشخشی بال اور چہار ترکی ٹوپی کے اوپر دستار باندھتے تھے۔ چادر اور کرتا لباس تھا۔

آپ جید عالم، عابد و زاہد اور خوش اخلاق انسان تھے۔ شریعت مطہرہ کے پابند تھے۔ مستجاب الدعوات اور صاحب کرامت تھے۔

۱۹۳۹ء تا ۱۲ر اپریل ۱۹۴۲ء اونچی مسجد واقع چونہ منڈی لاہور اور چوبی مسجد (باغ والی مسجد) واقع بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور میں آپ بطور خطیب دینی خدمات انجام دیتے رہے۔

marfat.com

آپ کا وصال ۲۱ر فروری ۱۹۶۱ء کو چک مجاہد جنوبی میں ہوا اور مسجد کے احاطہ میں مدفون ہیں۔

آپ کے فرزند مخدوم محمد ظہور الحق صاحب بڑے نیک، شریف اور سادہ مزاج ہیں۔ محکمہ تعلیم سے منسلک ہیں اور اپنے گاؤں کے پرائمری سکول میں ٹیچر ہیں۔

مریدین

آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ جو جہلم، گجرات، منڈی بہاؤالدین، فیصل آباد اور گوجرانوالہ اضلاع کے مختلف علاقوں میں موجود ہیں۔

برنالی کے صوفی محمد حسین صاحب اور موضع ڈفر ضلع گجرات کا ایک بہت بڑا زمیندار چوہدری جہان خان کا والد مرید تھے۔

سویہ شریف میں قیام

جب آپ کا گاؤں پنڈی الہانی دریا برد ہو گیا تو قاضی محمد عالم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سالا مولوی محمد امین صاحب ساکن چھموں جو سویہ شریف میں امامت اور درس و تدریس کا شغل رکھتے تھے، نے سویہ شریف میں اقامت کی دعوت دی تو آپ نے قبول فرمالی۔ اس طرح آپ اپنے فرزند قاضی محمد عالم چشتی کے ہمراہ سویہ شریف میں اقامت گزین ہوئے۔ یہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۶ء کا واقعہ ہے۔

قاضی محمد عالم چشتی نے سویہ شریف میں امامت و خطابت اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ حضرت شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے رشد و ہدایت اور خلق خدا کی رہبری کا کام وسیع پیمانے پر کیا۔ تصوف کی کتب کا درس آپ کے بعض خلفاء نے سویہ شریف میں لیا۔ بڑے بڑے علماء اور فاضل لوگ آپ کی تیغ نگاہ کے شکار ہوئے۔ آپ کی نگاہ میں بڑی تاثیر اور کشش تھی جو آیا، شکار ہوا۔

marfat.com

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپاہ کی تیغ بازی وہ تنگہ کی تیغ بازی (اقبال)

خوارق

آپ کثیر الکرامات بزرگ تھے۔ چند کرامات ہدیہ قارئین ہیں۔

باغ کہنہ متصل پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ کے خطیب مولانا فضل احمد صاحب حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ کسی شقی نے میری لڑکی کو اغواء کرلیا ہے۔

آپ نے ایک تعویذ لکھا اور اسے آگ میں ڈال دیا۔ جب تعویذ جل کر راکھ ہوگیا تو آپ نے مولانا صاحب سے فرمایا۔

''جلدی اپنے گھر پہنچو''۔

جب مولانا فضل احمد صاحب گھر پہنچے تو ان کی لڑکی گھر میں موجود تھی۔ اس پر مولانا صاحب نے بذریعہ خط آپ کو سویہ شریف اطلاع دی۔

سویہ شریف کا چوہدری، جس کا لڑکا آرمی میں کسی ممتاز عہدے پر فائز تھا، وہ کافی عرصہ سے گھر نہ آرہا تھا۔ اس کے والدین سخت اداس اور غمگین تھے۔

چوھدری صاحب نے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر دعا کے لئے عرض کیا۔

آپ کی دعا مستجاب ہوئی اور دوسرے دن ڈنگہ اسٹیشن پر اس کے فرزند نے اپنے والد ماجد کو اطلاع کرائی کہ سواری لے کر پہنچو۔ چوہدری صاحب نے لڑکے کی آمد کی خوشی میں کئی کنال زرعی رقبہ بطور ہدیہ دیا۔

اٹھراہ، سوکڑ اور درد گردہ کے تعویذ بڑے مفید اور تریاق ثابت ہوتے ہیں۔ آج بھی یہ فیض

marfat.com

جاری وساری ہے اور دور دور سے مخلوق خدا آ کر فیض یاب ہوتی ہے۔

کوائف وصال

آخری عمر میں روٹی کے باریک ٹکڑے شوربہ میں بھگو کر ایک آدھ تناول فرمالیا کرتے تھے۔ وصال شریف سے قبل دو تین دن بخار میں مبتلا رہے۔ دوران بخار ایک جوگن مسماۃ فتح بی بی عیادت کے لئے حاضر ہوئی تو اس نے آپ کی نبض پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ سخت بخار ہے۔ آپ کو جوگن کی اس حرکت پر سخت غصہ آیا۔

وصال سے پہلے اپنے محبوب خلیفہ مولانا مخدوم محمد عالم ساکن چک مجاہد جنوبی کو سپیشل خادم بھیج کر طلب فرمایا۔ جب مخدوم صاحب حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا چونکہ میرا آخری وقت قریب آ چکا ہے لہٰذا میری خواہش ہوئی کہ آپ سے ملاقات کروں، یہ فرمایا اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔

وصال شریف

آپ ۲۵ رصفر المظفر ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۵ رستمبر ۱۹۲۴ء بروز پنجشنبہ بوقت ظہر واصل باللہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

جنازہ اور تدفین

آپ کے تین خلفاء مخدوم محمد عالم، خواجہ سید محمد حسین شاہ نظام آبادی اور مولانا نور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے آپ کو غسل دیا۔ نماز جنازہ خواجہ سید محمد حسین شاہ نظام آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ گاؤں اور گردونواح کے لوگ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ ۲۶ رصفر المظفر قبل دوپہر آپ کو لحد میں اتارا گیا۔

marfat.com

قطعہ تاریخ وفات

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے درج ذیل تاریخ وفات کہی ہے

پاک ادا شیخ محمد ابراہیم گجراتی

۱۹۲۴ء

شُد ز دُنیا جانب دارالبقا — شیخ ابراہیم مردِ خوش لقا

بہرہ یاب از نسبت خواجہ سیال — آں محمد دیں امامِ اصفیاء

بست و پنج ماہِ صفر پنج شنبہ روز — داد مارا داغِ فرقت دائما

ابرِ رحمت برمزارش یاخدا — دہ مکانش درجوار مصطفےٰ ﷺ

جست چوں فیض الامیں سال از خرد

گفت "ابراہیم شیخ باصفا"

۱۳۴۳ھ

مدفن

آپ کا مزار پرانوار سویہ شریف میں ایک کھلی چاردیواری میں بنا ہوا ہے۔

اس چاردیواری میں پہلی قبر آپ کے پوتے عبدالغفور کی بنی پھر قاضی محمد عالم چشتی کی قبر بنی بعدازاں حضرت شیخ محمد ابراہیم قدس سرہٗ کی قبر انور بنی۔ تینوں مزارات کے اوپر ایک پختہ مکان بنا ہوا ہے۔

آپ کا مزار شریف مرجع خلائق ہے۔ مولف دو مرتبہ حاضری سے مشرف ہو چکا ہے۔

سجادہ نشین

آپ کے وصال شریف کے چوتھے روز حضرت مولانا نور محمد چشتی سیال شریف تشریف لے

marfat.com

گئے۔ حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور میاں احمد دین لانگری، میاں عبداللہ قصاب ☆ کو تعزیت کے لئے سویہ شریف روانہ فرمایا۔

حضرت مولانا نور محمد قدس سرہٗ آپ کے حقیقی بھانجے تھے اور آپ کے جانشین ہوئے۔(۹)
ان کے وصال کے بعد ان کے پسر کلاں مولانا محمد مظفر حسین صاحب سجادہ نشین ہوئے۔

عرس مبارک

آپ کا عرس مبارک ہر سال ۱۵ ستمبر کو سویہ شریف میں منعقد ہوتا ہے۔

اولاد امجاد

آپ کا ایک لڑکا قاضی محمد عالم اور دو لڑکیاں تاج بی بی اور نواب بی بی تھیں۔

قاضی محمد عالم کی پیدائش پنڈی الہانی میں ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔

ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ صرف علاقہ ونہار میں مولوی محمد عبداللہ سے پڑھی۔ فلسفہ اور منطق کا درس مولانا احمد الدین ساکن سندھانوالہ متصل سویہ شریف سے لیا۔ علاوہ ازیں دھریالہ جالپ تحصیل پنڈ دادنخان میں قاضی احمد الدین چشتی، کوٹلی شیخ احمد متصل ملکوال میں حکیم مولانا الہٰ دین چشتی اور انھی ضلع گجرات میں مولانا غلام رسول صاحب ☆ سے علوم متداولہ کی تحصیل کی اور سند فراغت حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی عالم فاضل کیا۔ کتب تصوف والد ماجد سے پڑھیں۔

پنڈی الہانی اور سویہ شریف میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ چند تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

۱ مولانا نور محمد چشتی سجادہ نشین

۲ میاں علی محمد ساکن برج اگرہ ضلع گجرات

☆ فرزند ارجمند حضرت میاں بہاول بخش قصاب بھیروی (مولف)

marfat.com

۳ صوفی غلام احمد ساکن چک شہباز ضلع گجرات

۴ خواجہ سید محمد حسین شاہ نظام آبادی، انھوں نے سویہ شریف میں آپ سے پڑھا

۵ حاجی خدا بخش بولوی مدظلہٗ ساکن بولہ بالا نواحی ملکوال بقید حیات ہیں اور جامع مسجد بولہ بالا کے خطیب ہیں۔

قاضی محمد عالم چشتی جید عالم، کامل درویش اور بارعب انسان تھے۔ مناظرہ (ردشیعہ) میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علاقہ بھر کے علماء آپ کے علم و فضل کے معترف تھے۔ کامیاب مدرس تھے۔ حاضر جوابی میں بے مثال تھے۔ شریعت مطہرہ کے پابند تھے۔ سیال شریف کی حاضری معمول تھا۔

آپ کی بیعت اشرف الاولیاء خواجہ محمد الدین سیالوی سے تھی۔ اپنے شیخ کامل سے بہت محبت تھی۔

حاجی خدا بخش بولوی المعروف وڈے میاں صاحب مدظلہٗ کا بیان ہے کہ ''میں پنڈی الہانی میں حضرت شیخ محمد ابراہیم قدس سرہٗ سے بیعت ہوا۔ اس وقت حضرت صاحب اور ان کے لڑکے قاضی محمد عالم تھے۔ حضرت صاحب کے والدین اور زوجہ محترمہ وفات پا چکے تھے۔

قاضی محمد عالم کا عقد موضع گھنیاں ضلع گجرات میں ہو چکا تھا منکوحہ کے والدین رخصتی نہیں کرتے تھے۔ حضرت صاحب نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اس کی قسمت ہمارے گھر میں نہیں ہے لہذا اسے طلاق دے دو۔ بعد ازاں آپ سیدھے سیال شریف تشریف لے گئے اور حضرت ثانی لاثانی سیالوی کو حقیقت حال سے مطلع فرمایا۔

حضرت سیالوی نے فرمایا کہ جب قاضی محمد عالم کا سبق غالباً شرح وقایہ کی فلاں سطر اور صفحے پر ہوگا تو از خود رشتہ مل جائے گا چنانچہ اسی طرح ہوا اور چھموں کے معزز بھٹہ خاندان میں آپ کی شادی مسماۃ رابعہ بی بی بنت مولوی حسن محمد سے ہوئی''۔

☆ بقول استاذ العلماء حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی مدظلہٗ حضرت مولوی غلام رسول کی بیعت حضرت ثانی سیالوی رضی اللہ عنہ سے تھی۔ مولف

marfat.com

اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں۔

لڑکا عبدالغفور پانچ سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔ آپ نے مرض طاعون میں ۳۵ برس کی عمر میں ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۲۳ء بروز پنجشنبہ سویہ شریف میں انتقال فرمایا۔

حافظ غلام محی الدین ساکن سہیر ے ضلع گجرات نے قطعہ تاریخ کہا، جس کا ایک شعر ہے۔

اگر زاہد بود یا غیر زاہد
جواں باشد ولے عمر رسیدہ

وصال شریف کے بعد آپ کی قبر مبارک حضرت شیخ محمد ابراہیم قدس سرہٗ کی حیات میں کسی طرح سے کھل گئی تو آپ کا جسم اطہر مع کفن صحیح وسالم تھا۔ آپ نے بے شمار لوگوں کو علم دین پڑھایا۔

حواشی

۱ قاضی محمد شریف، شجرہ نسب خاندان گوندل مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس، لاہور ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۳ء بندہ مولف نے موضع آہلہ میں خود حاضر ہو کر قاضی محمد امین صاحب مالک حویلی قاضیاں سے شجرہ حاصل کیا۔

۲ انوار شمسیہ، صفحہ ۱۵۵، ۱۵۶

۳ یہ نظم (قلمی) حضرت شیخ محمد ابراہیم چشتی گجراتی قدس سرہٗ کے ذخیرہ کتب سے دستیاب ہوئی جب بندہ مولف مورخہ ۲ راگست ۱۹۹۰ء بروز یکشنبہ سویہ شریف حاضر ہوا۔ سجادہ نشین صاحب صاحبزادہ مولانا محمد مظفر حسین مدظلہٗ کے ہاں ایک رات اور دن قیام کر کے لائبریری سے استفادہ کیا اور دیگر معلومات حاصل کیں۔

۴ انوار شمسیہ، صفحہ ۱۵۴

۵ انوار شمسیہ، صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹

marfat.com

۶ شجرہ نسب خاندان گوندل مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس، لاہور ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۳ء

۷ حضرت شیخ مولانا محمد ابراہیم گجراتی قدس سرہٗ کے ذخیرہ کتب سے استفادہ کیا۔

۸ بندہ مولف مورخہ ۲۱ر صفر المظفر ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۱ر اگست ۱۹۹۲ء بروز آدنیہ بولا بالا نواحی ملکوال حضرت حاجی خدا بخش صاحب معروف بہ وڈے میاں مدظلہٗ مرید حضرت شیخ مولانا محمد ابراہیم گجراتی قدس سرہٗ کے ہاں حاضر ہوا۔ میاں صاحب بڑے عاشق صادق ہیں۔ اپنے شیخ طریقت کا ذکر خیر کرتے وقت ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرنے لگتے ہیں۔

میاں صاحب نے جب محسوس کیا کہ بندہ مولف ان کی باتیں قلمبند کر رہا ہے تو بالکل خاموش ہو گئے، مجبوراً رخصت لے کر سیال شریف چلا گیا..... کاش میاں صاحب اپنے سینہ میں پوشیدہ ذخیرہ معلومات ظاہر کرتے اور آئندہ کی نسل اس سے استفادہ کرتی۔ خیر وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ مولف

۹ بندہ مولف ۱۷ر شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ مطابق ۵ر اپریل ۱۹۸۸ء بروز شنبہ چکوڑی شریف سے واپسی پر سویہ شریف حضرت شیخ مولانا نور محمد چشتی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے پسر کلاں مولانا محمد مظفر حسین صاحب کی وساطت سے زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ صاحب فراش تھے، چہرہ مبارک نورانی اور سرخ سفیدی مائل تھا۔ آپ نے بڑی شفقت اور مہربانی فرمائی اور بندہ مولف کے جواب بخوشی عنایت فرمائے اور کسی قسم کے بخل سے کام نہ لیا۔ آپ حضرت شیخ مولانا محمد ابراہیم چشتی قدس سرہٗ کے بارے میں معلومات بیان فرماتے رہے اور بندہ مولف اپنے الفاظ میں قلمبند کرتا رہا۔

افسوس حضرت شیخ مولانا نور محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷ر رجب المرجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۴ر فروری ۱۹۸۹ء بروز جمعۃ المبارک اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے آمین

حوالہ جات کے علاوہ جملہ حالات وواقعات شیخ مولانا نور محمد چشتی قدس سرہٗ کے بیان کردہ ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

marfat.com

حضرت خواجہ سید رسول بولوی

ولادت اور خاندان

آپ کی پیدائش تخمیناً ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۰ء بولہ شریف ضلع چکوال علاقہ ونہار کے ممتاز علمی گھرانے میں قاضی غلام رسول بولوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔(۱)

آپ کا خاندان قطب شاہی اعوان ہے۔آپ کا تقریباً سارا خاندان سیال شریف کا دامن گرفتہ ہے۔آپ کے عم زاد بھائی قاضی احمد الدین چکوالی اور حقیقی چچا جان مولانا غلام حسین چکوالی اور ماموں حضرت قاضی نور الدین بولوی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ تھے۔آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔

خواجہ سید رسول بولوی بن قاضی غلام رسول بن قاضی محمد احسن بن محمد حنیف بن محمد بن نور محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

تعلیم وتربیت

بچپن میں والد ماجد قاضی غلام رسول کا ظل عاطفت سر سے اٹھ گیا تو بار کفالت وتربیت آپ کے ماموں جان حضرت قاضی نور الدین بولوی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھایا۔آپ بولہ شریف کی مسجد کے امام وخطیب تھے۔

آپ نے اپنے ماموں جان سے فارسی اور عربی کی مروجہ کتب پڑھیں۔بعد ازاں مختلف مقامات پر ظاہری علوم حاصل کئے۔(۲) بقول قاضی عبدالوحید بولوی سجادہ نشین اغلباً آپ نے سیال شریف میں بھی تعلیم حاصل کی (۳)

marfat.com

مولوی ممتاز علی ایم۔اے چکوال لکھتے ہیں۔

قاضی نورالدین بولوی قدس سرہٗ کے ایک بھانجے مولوی سید رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔وہ شروع میں کوئی زیادہ متشرع نہ تھے۔حقہ پیتے تھے۔قاضی صاحب ان کو ہمیشہ اپنے ساتھ عرس پر سیال شریف لے جاتے تھے۔آپکی وفات سے پہلے ان کی حالت بدل گئی چنانچہ آپ کے وصال کے بعد وہی سجادہ نشین ہوئے۔

جب قاضی صاحب کی رحلت کا وقت قریب آیا تو مولوی سید رسول صاحب نے عرض کیا۔میرا کیا بنے گا؟ آپ نے فرمایا۔یہاں مصلے پر بیٹھے رہنا،اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔چنانچہ تمام عمر اپنے مصلیٰ پر بیٹھے رہے۔لنگر چلتا رہا۔اردگرد کے دیہات کے لوگ آکر حلقہ ارادت میں داخل ہوتے چلے گئے۔خاص کر کھائی، بھال، بھلیال اور سیتھی وغیرہ کے لوگ مرید تھے۔آپ نے شادی کی ،جس سے ایک لڑکی تولد ہوئی۔آخری عمر میں ٹانگیں کمزور ہوگئیں، چلنے پھرنے سے رہ گئے۔ہر وقت پلنگ پر بیٹھے اور لیٹے رہتے۔بچوں سے خاص کر بہت محبت کرتے تھے جو بچہ آتا،اس کو کچھ نہ کچھ کھانے کی چیز از قسم شیرینی وغیرہ صندوقچی سے نکال کر ضرور دیتے۔(۴)

بیعت وخلافت

حضرت علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں۔

آپ اپنے ماموں مولانا نورالدین بولوی کے ساتھ آستانہ عالیہ سیال شریف حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی مسند آرائے سجادہ تھے۔حضرت نے کمال مہربانی سے آپ کو بیعت میں لیا،توجہ اشرف فرمائی۔منازل سلوک طے کرا کے خلافت عطا فرمائی۔اپنے ساتھ تونسہ مقدسہ لے گئے۔وہاں حضور صاحب سجادہ سے عرض کیا کہ میں نے یہ پودا ''خواجہ سید رسول'' کلر اور بنجر زمین میں لگایا ہے،اسے پانی آپ نے عطا فرمانا ہے۔

marfat.com

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ مولوی صاحب! امیر بنو گے یا فقیر؟

آپ نے عرض کیا۔ حضور، دونوں باتیں عطا ہونی چاہئیں پھر یہی کچھ ہوا۔ آپ نے کلر اور سنگلاخ زمین کو رنگ دیا۔ ہزار ہا، بندگان خدا کو باخدا بنایا۔ (۵)

مجاہدات

آپ زہد و ورع کی تصویر تھے۔ ہمہ وقت ذکر خدا سے محو، نور سے منور دمکتا چہرہ، آنکھوں میں بلا کی کشش زبان پر قرآن و سنت کے حوالے، محفل پر نور برستا تھا۔ چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک چھٹانک گندم کی روٹی غذا تھی۔ شب بیداری معمول تھا۔ سفر کیلئے گاؤں سے باہر آستانہ عالیہ قدسیہ سیال شریف کی حاضری کے لئے نکلتے۔ اپنے خلیفہ راشد خواجہ پیر قمر الدین شاہ کے چچا جان خاندان نقشبندیہ کے شیخ حضرت پیر شاہ صدر الدین مجددی کے وصال پر ان کا جنازہ پڑھانے تشریف لے گئے ورنہ جہاں مرشد گرامی نے بٹھایا وہیں تشریف فرما رہے۔ (۶)

شیخ سے ارادت

آپ کو اپنے مرشد گرامی سے غایت درجہ محبت اور عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔

محبی پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ ایم۔ اے شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج بوچھال کلاں، ضلع چکوال لکھتے ہیں۔

حضرت ثانی لاثانی سیالوی سے بیعت حقیقتاً ذات کا سودا تھا۔ مرشد کامل کی نگاہ اولین نے خرید لیا اور گرویدہ بنا لیا۔ نس نس میں محبت و عرفان کی وہ بجلیاں تڑپیں کہ دم واپسیں تک بے قرار رہے اور زندگی کا طویل عرصہ راہ جاناں کی مسافتوں کو قطع کرتے گزر گیا گویا۔

میری زندگی کا حاصل تیری گلی کے پھیرے

marfat.com

آستان بوسی کا ولولہ سال بہ سال مرکز عرفان سیال شریف کی طرف کشاں کشاں لے جاتا۔ کہتے ہیں کہ پیر و مرشد کی خدمت میں ساٹھ گھوڑے بطور نذرانہ پیش کیے، جس کی وجہ سے آستانہ عالیہ سیال شریف کے حلقہ ارادت میں "مولوی صاحب گھوڑیانوالے" کے لقب سے مشہور تھے۔ مرشد برحق نے جوہر قابل اور طلب صادق دیکھ کر جلد ہی نواز دیا اور سند خلافت عطا فرما کر علاقہ ونہار کو منبع فیض بنانے کا حکم دیا، جہاں آپ نے مخلوق خدا کی بھلائی میں عمر صرف کر دی۔ (۷)

بندہ مولف نے حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہ العالی کی زبان مبارک سے خود سنا کہ مولوی صاحب پیر سیال کی خدمت میں گھوڑی بطور نذر پیش کیا کرتے تھے۔

سفر سیال شریف کے دوران مقاماتِ قیام

حضرت خواجہ سید رسول بولوی قدس سرہٗ کے ایک مرید صادق جناب صوفی غلام رسول صاحب ساکن شاہ یوسف ضلع سرگودہا حال درباری سیال شریف نے بندہ مولف سے بیان کیا۔

سیال شریف حاضری کے موقع پر آپ کا پہلا پڑاؤ خوشاب ہوتا تھا وہاں سے ایک آدمی گھوڑی پر سوار کر کے شاہ یوسف پہنچاتا تھا۔ شاہ یوسف سے آپ موچی وال پہنچتے تھے اور موچی وال کا ایک ہندو بلاقی نامی آپ کو گھوڑی پر سوار کر کے سیال شریف پہنچا دیتا تھا۔

شیخ کی نظر میں

آپ نے تین اصحاب سجادہ کا دور پایا۔ حضرت ثانی لاثانی سیالوی سے آپ بیعت تھے، انھوں نے خلافت عطا فرمائی تھی۔ آستانہ قدسیہ تونسہ مقدسہ ساتھ بھی لے گئے اور توجہ کی سفارش بھی فرمائی جو قبول ہوئی۔

حضرت ثالث سیالوی سے نیازمندانہ تعلق پوری رعنائیوں کے ساتھ قائم رہا اور حضرت کی

marfat.com

توجہات نے آپ کو نوازا۔

حضرت شیخ الاسلام سیالوی آپ کا ذکر کرم نوازیوں سے فرمایا کرتے کئی دفعہ آپ فرماتے تھے۔

''بولہ شریف مولوی صاحب کی قبر پر بھی جانا ہے''۔(۸)

خانوادۂ سیال شریف کو حضرت بولوی کی اس سچی ارادت اور حلقہ بگوشی پر ناز رہا ہے اور اس کا ملا اظہار کیا ہے۔

دھرکنہ شریف کے ایک دیندار شخص ماسٹر نصیر علی شاہ کا بیان ہے کہ وہ اپنے بھائی محمد شاہ کے ہمراہ ۱۲/اپریل ۱۹۷۶ء کو سیال شریف حاضر ہوئے اور حضرت شیخ الاسلام سیالوی کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ محمد شاہ مذکور نے جو کہ پہلے بولہ شریف سے ارادت رکھتے تھے، تجدید بیعت کی خواہش کی۔ حضرت شیخ الاسلام ارادت مندوں کے ساتھ محو گفتگو تھے، لوٹ کر بڑے جلال سے دو بار فرمایا۔

''قاضی سید رسول سیال شریف کے برحق خلیفہ تھے''۔(۹)

ماسٹر مقبول احمد ملک ولد صوبیدار شیر محمد مرحوم ساکن بولہ شریف کا بیان ہے کہ وہ ۱۹۶۹ء میں دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں داخل ہوئے۔ بولہ شریف کی نسبت سے حضور شیخ الاسلام سیالوی پوچھنے لگے کہ کیا تم مولوی صاحب کو جانتے ہو؟ میں نے ہاں میں جواب دیا پھر جب کبھی میں چھٹی پر گھر آتا تو حضرت سیالوی تاکیداً حکم دیتے کہ مولوی سید رسول بولوی کے مزار پر میرا سلام پیش کرنا اور میرے لئے دعا کی درخواست کرنا۔

اکثر فرماتے کہ بولہ والو! مولوی سید رسول ایک بحر بیکراں ہیں اگر کوئی سیال شریف نہ آسکے تو بولہ شریف میں ان کے مزار کی زیارت کرے۔(۱۰)

خود حضرت بولوی نے بارہا اپنے تعلق خاطر اور نگاہ شیخ میں قربت کا تذکرہ فرمایا۔

marfat.com

اک بار ایک شخص منگا خان ساکن بھلیال جو گولڑہ شریف کا مرید اور آپ سے سوء ظن کا شکار تھا۔ اتفاقاً آپ کی مجلس میں آ گیا تو آپ نے فرمایا۔

''منگیا! اکو دیگ وچ پکیا۔ پیر مہر علی شاہ نوں چینی دے برتن وچ ملیا، تے مینوں مٹی دے بھانڈے وچ''۔(۱)

حضرت ثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی کا ایک مکتوب گرامی ملاحظہ ہو۔

فضائل وکمالات پناہ فصاحت وبلاغت دستگاہ حاوی علم معقول ومنقول مولوی صاحب بولوی سید رسول صاحب جیو سلمہ ربہ

بعد از سلام مسنون الاسلام ودعوات ترقی درجات موضوع الضمیر آنکہ مکاتبہ مرسولہ آن مہربان رسیدہ مطلع گردانید

از جناب باری تعالیٰ استدعائے دعا خواستہ اند حق سبحانہٗ وتعالیٰ برحم وکرم خویش آن سعادت مندرا از جمیع حوادثات کون ومکان مصئون ومامون داشتہ بمطالب دارین فائز کناں بحرمت النون والصاد ونیز این وظیفہ الحمد روزمرہ باین ترکیب خواندہ باشند بعد نماز فجر الحمد تا والضالین بخوانند ۲۱ بار و بعد نماز ظہر ۴۲ بار و بعد نماز عصر ۴۳ بار و بعد نماز مغرب ۴۴ بار و بعد نماز عشاء ده ۱۰ بار کل یکصد خواہد شد

ہمیشہ بامن موظف میسبو باشند والسلام

داعی محمد الدین از سیال شری

۱۱ ر ذی الحج ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۳ ر اپریل ۱۹۰۰ء

پتہ :بمقام بولہ ڈاک خانہ نور پور براستہ کھیوڑہ ضلع جہلم بمطالعہ مولوی صاحب سید رسول صاحب بگذرد از مقام سیال شریف(۱)

---

(۱) یہ مکتوب شریف صاحبزادہ حبیب الرحمٰن رضوی سیالوی صاحب سلمہ چکوال کی عنایت سے ملا۔ مولف

marfat.com

درس وتدریس

آپ جید عالم دین تھے۔ایام جوانی میں درس وتدریس اورامامت کا سلسلہ رکھا۔درس نظامی میں بالخصوص فارسی میں کامل مہارت رکھتے تھے۔بڑھاپے میں بوجہ کمزوری اور نقاہت مسجد میں آنے کا معاملہ ترک ہوگیا۔اکثر چھوٹے پایوں والی مسہری پر تشریف رکھتے اور وظائف کرتے تھے۔آخری ایام کے خطوط میں اس حالت کا اظہار ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں۔

''بندہ کی حالت بوجہ بڑھاپا کمزوری اور نقاہت کے آخری نمبر تک پہنچ چکی ہے''۔

تلامذہ

آپ سے فارسی کتب پڑھنے والوں میں درج ذیل نام شامل ہیں۔

۱ حافظ عزیز بخش ساکن سرکلاں ضلع چکوال

۲ حافظ محمد زکریا ساکن کھیال ضلع چکوال

۳ حافظ دوست محمد ساکن کھیال ضلع چکوال

۴ صوبیدار ملک شیر محمد ساکن بولہ شریف ضلع چکوال

اندازِ تربیت

اولیائے امت کا انداز تزکیہ والا ہوتا ہے۔ان کی باتیں کانوں کے راستے دلوں میں اترتی ہیں،یہی حال آپ کا تھا۔گفتگو وہی ہوتی جس پر آپ کا عمل ہوتا لہذا ونہار کا سنگین علاقہ آپ کی مساعی سے نرم ہوا۔(۱۲)

گلزار پیر سیال میں ہے۔

marfat.com

بولیاں اندر راہبر میرے ڈیوا دین جگایا ئی
پیرسیالی مرشد عالی فیض جہاں تھیں پایا ئی

سید رسول اسم سدوایا فیض رسول جگیں ورتایا
سن سن لوک سلامی آیا لنگر دین لگایا ئی

بولیاں اندر راہبر میرے ڈیوا دین جگایا ئی
پیرسیالی مرشد عالی فیض جہاں تھیں پایا ئی

پربت تھل گیاں اخباراں بولیں لگیاں باغ بہاراں
جو پھینکی شائق گلزاراں سبناں جھرمٹ پایا ئی

بولیاں اندر راہبر میرے ڈیوا دین جگایا ئی
پیرسیالی مرشد عالی فیض جہاں تھیں پایا ئی

اس گلزار سندی جو ڈالی لاون والا پیر سیالی
بولیاں اندر اوسدا مالی جس ایہ گلشن لایا ئی

بولیاں اندر راہبر میرے ڈیوا دین جگایا ئی
پیرسیالی مرشد عالی فیض جہاں تھیں پایا ئی

شالا ایہ گلشن رب سائیں تازہ رہے قیامت تائیں
جس دی خوشبو ہر ہر تھائیں دینی فیض کھنڈایا ئی

بولیاں اندر راہبر میرے ڈیوا دین جگایا ئی
پیرسیالی مرشد عالی فیض جہاں تھیں پایا ئی

بولے لوک جیہڑے مجہولے رنگے حضرت سید رسولے
خدمت پاروں رب قبولے جگیں نام دھمایا ئی

marfat.com

بولیاں اندر راہبر میرے ڈیوا دین جگایا ئی
پیرسیالی مرشد عالی فیض جہاں تھیں پایا ئی

صاف دلوں جس ویکھیاما ہی پے گئی شوق عشقدی پہا ئی
لوں لوں اندر عشق الٰہی جلوہ نور دیکھایا ئی

بولیاں اندر راہبر میرے ڈیوا دین جگایا ئی
پیرسیالی مرشد عالی فیض جہاں تھیں پایا ئی

جتول نظر مہر دی پاوے سکیوں سونا کر دکھلاوے
سے ورہیاندے کھوٹ ونجاوے جس پر کرم کمایا ئی

بولیاں اندر راہبر میرے ڈیوا دین جگایا ئی
پیرسیالی مرشد عالی فیض جہاں تھیں پایا ئی

نور حقیقی دے لشکارے بخشے شمس سیال پیارے
شعل چمکیا وچہ ونہارے بولیاں نوں رنگ لایا ئی

بولیاں اندر راہبر میرے ڈیوا دین جگایا ئی
پیرسیالی مرشد عالی فیض جہاں تھیں پایا ئی

شعلہ نور ہدایت بھریا جس دن دا رب ظاہر کریا
جس لو لگی سو یو تریا بیڑا کدہی لایا ئی

بولیاں اندر راہبر میرے ڈیوا دین جگایا ئی
پیرسیالی مرشد عالی فیض جہاں تھیں پایا ئی (۱۳)

آپ اپنے مکتوبات میں اپنے ارادت مندوں کو شریعت مطہرہ کی پابندی اور نماز وغیرہ کی تلقین فرماتے رہتے تھے چنانچہ اپنے ایک مخلص عبد خان جو آرمی میں ملازم تھے، ان کے خط کے جواب

marfat.com

میں لکھتے ہیں۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔خیریت نامہ مل کر واضح الحال ہوا۔دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تم کو ہونہار کرے.....خیریت خود سے اطلاع دیتے رہا کریں۔عزیز کی والدہ صاحبہ تشریف لائی تھیں۔ان کو نماز کی تاکید کی گئی ۔تمہارے گھر میں خیریت ہے۔اپنے رب کی طرف خیال رکھا کریں اور سب طرح خیریت ہے ۔شاہراہ خان بوچھال والے کی طرف سے سلام مسنون ۔ تمہاری سب برادری کی طرف سے تم کو سلام مسنون۔

فقط دعا گو سید رسول چشتی عفی عنہٗ

مورخہ ۸/۵/۴۳ (۱۴)

علمی وروحانی مقام

آپ جید عالم دین تھے ۔روحانی مقام بہت بلند تھا۔آپ کے ہر ملنے والے پر روحانیت چھا جاتی تھی۔سیال شریف کی طرف منہ کر کے کبھی بھول کر بھی نہیں تھوکا۔مسجد میں نماز ظہر وعصر کے بعد عموماً ایسی جگہ پر بیٹھتے جہاں خلوت بھی ہوتی اور رخ بھی سیال شریف کی طرف ہوتا۔لاتعداد انسانوں کو روحانی زندگی سے نوازا۔(۱۵)

خدمتِ علم دین

آپ نے دینی علوم کی بھی بھرپور خدمت کی ۔ونہار کے اکثر علماء کو وظیفے عطا فرمائے اور انھیں تعلیم وتدریس کے لئے آمادہ کیا۔کئی یتیم بچوں کی کفالت فرما کر انھیں طلب علم کے لئے دینی مدارس میں بھیجا۔مولانا محمد خان مرحوم ایسے ہی طالب علم تھے جو آپ کی توجہ اور کفالت سے عالم بنے۔

حضرت پیر سید محمد ابراہیم شاہ چشتی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ

marfat.com

سیالوی مدظلہ کے بارے ارشاد ہوا کہ یہ دین و دنیا کے علوم کا جامع ہوگا۔ آپ جب بھی کسی علمی سیڑھی پر نمایاں انداز سے چڑھتے تو آپ کے والد گرامی حضرت پیر سید محمد ابراہیم شاہ چشتی سیالوی فرماتے۔ حضرت مولانا بولوی کا ارشاد پورا ہو رہا ہے حالانکہ جب آپ حضرت بولوی سے یہ کلمات سن رہے تھے تو آپ چوتھی جماعت کے طالب علم تھے۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضرت بولوی نے حضرت سید ذاکر حسین شاہ سیالوی کو بسم اللہ پڑھائی تھی۔ ابھی تک وہی بسم اللہ چل رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی علوم سے بھی نوازا۔ درس نظامی کی تکمیل کی، مولوی فاضل کیا اور دنیوی علوم بھی عطا ہوئے کہ آپ پنجاب یونیورسٹی سے پانچ مضامین میں ایم۔اے ہیں۔ مرد حق نے ایک پرائمری کے بچے میں یہ سارے علم دیکھ لئے تھے۔ حضرت بولوی کی زندگی میں علاقہ ونہار کے جو سنی طلبہ زیر تعلیم تھے، ان کے اخراجات بھی آپ برداشت فرماتے تھے اور اپنی محفل میں بھی انھیں خصوصی مقام دیتے تھے۔ مولانا محمد خان، مولوی سرسہ خان، مولانا سید محمد انور شاہ (حضور شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ کے مرید تھے)، مولوی عزیز احمد اور حافظ غلام دین وغیرہ اسی زمرے میں شامل ہیں۔ اس دور کے علماء میں سے مولانا سید محمود شاہ، مولانا سید فضل حسین شاہ، مولانا سید محمد ابراہیم شاہ (ان سے بیحد بے تکلفی تھی، ہنسی مذاق بھی ہوتا رہتا تھا۔ ان کی بیعت حضرت خواجہ سید محمد حیات شاہ صاحب ہمدانی سیالوی سے تھی۔ سفر آخرت میں یہ ملے تو روحی کے چند شعر سنائے جن سے آپ کی طبیعت بہت خوش ہوئی، حضرت علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی ساتھ تھے) حضرت علامہ سید بہادر شاہ آف محمود والہ علمائے وسنال وغیرہ تھے۔ (۱۶)

معمولات

نماز فجر کے بعد مریدوں کی تربیت کے لئے بیٹھ جاتے یہ محفل ساڑھے دس گیارہ تک جمی رہتی۔ قرآن وسنت کے حوالوں سے گفتگو معمور ہوتی، مشائخ گرامی کا تذکرہ ہوتا۔ علمی لطائف سے

marfat.com

قلوب واذہان کو گرمایا جاتا۔ اس کے بعد گوشہ تنہائی ہوتا۔ نماز باجماعت مسجد میں ادا ہوتی۔ (۱۷)
اپنے مشائخ کے معمولات اور وظائف کے سخت پابند تھے۔

اخلاق واطوار

آپ کا خلق اتباع سنت پر مبنی تھا۔ اخلاق محمدی کا زندہ نمونہ تھے۔ ہر آنے والے پر توجہ ہوتی۔ محفل کا ہر شخص سمجھتا کہ آپ اس پر نوازشات فرما رہے ہیں۔ ملنے والوں کو جان بخش مسکراہٹوں سے نوازتے۔ پیاری گفتگو ہوتی۔ زخمی دلوں پر پھاہے لگاتے۔ دلوں پر حکومت تھی مگر تواضع کا انداز ہر ملنے والے کو موہ لیتا تھا۔ (۱۸)

حضرت بولوی حسن ظاہری کا بھی مجسمہ تھے۔ انتہائی خوش پوشاک، خوش خوراک اور شیریں بیان تھے۔ آپ کی مجلس میں آنے والا آپ کا گرویدہ ہو کر رہ جاتا۔ آپکا لنگر دن بھر چلتا رہتا۔ سبز چائے تیار ہو جاتی اور حاضرین میں تقسیم ہوتی۔ انتہائی متوکل علی اللہ اور سخی تھے جو کچھ آتا شام تک غرباء اور حاضر باشوں میں تقسیم ہو جاتا۔ بچوں پر خصوصی شفقت تھی، ان کے لئے باقاعدہ مٹھائی پھلوں کا اہتمام ہوتا۔ کبھی دنیاداری کی طلب نہ کی۔ آپ کی اچھی بھلی جائیداد چکوال اور بولہ شریف میں تھی لیکن اپنے چچیرے بھائیوں کے حوالے کر دی، کبھی ان سے واپس لینے کا تقاضا نہ کیا۔ اس کے باوجود مرشد گرامی کی دعا اور عطا سے شاہانہ طرز زندگی تھا۔ نفیس لباس پہنتے، سج دھج سے رہتے، شملہ رکھتے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کھونڈیاں منگواتے اور قیمتی سے قیمتی جوتے پہنتے۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت تونسوی نے فرمایا تھا کہ فقیری لینی ہے یا بادشاہی۔ میں نے عرض کیا، غریب نواز! دونوں عطا ہوں۔ آپ کے ہاں داد و دہش کا سلسلہ جاری رہا اور اہل حاجت اپنی ضروریات کے مطابق لے جاتے۔ دن بھر آپ کے ہاں مجمع عشاق لگا رہتا۔

آپ حلم کا پیکر تھے۔ کسی کو بددعا نہ دیتے اور نہ کسی سے انتقام لیتے۔ آپ کے چچازاد بھائی

marfat.com

قاضی احمد سعید بولوی کٹر دیوبندی وہابی تھے۔ان کا اپنا ایک حلقہ اثر تھا۔وہ اس حلقہ اثر میں آپ کے معمولات کے خلاف پرچار کرتے رہتے لیکن آپ کبھی اس سے آزردہ یا تنگدل نہ ہوتے بلکہ انتہائی بردباری کے ساتھ اسے ہنسی میں ٹال دیتے۔

میاں محمد دین ساکن بوچھال کلاں بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن بوچھال کلاں سے بولہ شریف آرہا تھا کہ مولوی عبدالروف بوچھالوی دیوبندی نے استہزاً کہا۔''دیکھو ،وہ ہامان جارہا ہے''۔میں نے اس کا تذکرہ حضرت صاحب بولوی سے کیا تو ہنس کے فرمایا۔''اچھا میں فرعون ہی سہی''۔

ایک بار آپ کا ایک مرید جہلم سے آرہا تھا۔راستے میں مشہور شیعہ مولوی فیض محمد کھیالوی سے ملاقات ہوگئی تو اس نے کہا۔بولہ شریف کیا لینے جارہے ہو،سید رسول کے پاس کیا ہے،اس نے یہ سارا پکھنڈ بنا رکھا ہے؟

جب وہ مرید بولہ شریف پہنچا تو آپ نے فرمایا۔ایک شعر کل رات سے برابر زبان پر آرہا ہے۔

حسن زبصرہ بلال ازحبش صہیب از روم
زخاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی

یہ سننا تھا کہ آپ کا مرید زاروقطار رونے لگا۔(۱۹)

صوفی غلام رسول صاحب درباری سیال شریف نے بندہ مولف کو اپنی یادداشتیں یوں قلم بند کرائیں۔

آپ بہت امیر اور فقر میں بلند مقام رکھتے تھے۔بہت نفیس مزاج کے مالک تھے۔امیرانہ ٹھاٹ باٹ تھا۔ہر نماز کے ساتھ نیا لباس زیب تن کرتے تھے۔سیرت وصورت کے لحاظ سے بہت حسین وجمیل تھے۔بہت سخی تھے جو فتوحات آتے ،حاضرین میں تقسیم فرمادیتے تھے۔سائل جس موضوع

marfat.com

پر کوئی سوال کرتا، اسے تسلی بخش جواب دیتے تھے۔ تعویذ اور دعا کرانے والوں کا تانتا لگا رہتا تھا۔

آپ کے بال سفید ہو کر دوبارہ سیاہ ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ شریعت مطہرہ کے پابند تھے۔ شیخ سے ازحد محبت تھی۔ ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ انتہائی مرتاض تھے۔ دینی علوم مدرسہ سیال شریف میں حاصل کئے تھے۔ (۲۰)

حضرت سید عبدالرحمٰن شاہ ساکن میانی (چکوال) رقمطراز ہیں۔

حضرت سید رسول بولوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ نہایت سخی، فیاض، خوش نویس اور اپنے ہاتھ کی انگلیوں کے ایک ناخن پر سورۃ الفاتحہ لکھ لیتے تھے۔ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے۔ چائے کی ایک کیتلی پورا دن چلتی رہتی تھی۔ رات کو اکیلے خالی کمرے میں داخل ہوتے تھے اور صبح بند کمرے سے جب باہر نکلتے تو قسم قسم کے میوہ جات یعنی کابل وقندھار کے فروٹ ان کے پاس موجود ہوتے تھے۔

شان استغناء

آپ نے جائیداد تو دادا پوتے بھائیوں کو دے دی تھی۔ خود بان کی کھردری چارپائی پر، چٹائی۔ پٹھوں کی بنی ہوئی۔ پر بیٹھ گئے۔ آنے والوں پر وہ نوازشات ہوئیں کہ باید و شاید۔ فتوحات آئیں، تقسیم سے پہلے محفل سے نہیں اٹھے۔ ہر آنے والے کو دودھ والی سبز چائے پلائی جا رہی ہے۔ بچوں کو بتاشے عطا ہو رہے ہیں اور جس دن اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ شام بیوی صاحبہ کیلئے ایک روٹی کا آٹا بھی نہیں ہوتا۔ (۲۱)

خاکی و نوری نہاد بندہ مولا صفات ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز (اقبال)

حلیہ اور لباس و خوراک

سرخی مائل سفید رنگ، نورانی ماتھا، حسین چمکدار سفید داڑھی، باریک اٹھتی ناک، نرم و نازک

marfat.com

ذکر میں سدا ہلنے والے ہونٹ ،میانہ قد ،ہلکا پھلکا جسم ،لباس میں بلا کی نفاست ،دن میں کئی دفعہ مرشدگرامی کے حکم کے مطابق لباس بدل لیتے ۔چارپائی پر تشریف فرما ہیں مگر لباس بدلتے وقت جوتا بھی بدل دیا جاتا۔ یہ تھی شان امارت جو تونسہ مقدسہ سے عطا ہوئی تھی اور استغناء میں شان فقر کا ذکر ہو چکا ہے۔(۲۲)

حضرت صوفی غلام رسول درباری سیال شریف کا بیان ہے۔

حضرت مولانا بولوی کے پاس دو لکڑی کے صندوق تھے جن میں ان کے کپڑے ہوتے تھے۔روزانہ نیا لباس زیب تن فرماتے تھے۔لباس ہی کے رنگ کی کھونڈی ہوتی تھی ،جوتا بھی تبدیل فرمایا کرتے تھے۔سونے کا لباس الگ ہوتا تھا۔ ہفتہ بھر کی خوراک ایک چھٹانک مرغ کا گوشت تھا۔

آپ کا لباس ماسٹر ریشم دین صاحب بولوی سیتے تھے اور ابراہیم نامی درویش روزانہ دھو کر پیش کرتا تھا۔

آپ کا قد مبارک درمیانہ اور چہرہ بہت نورانی تھا۔نیلا تہبند اور کرتا استعمال کرتے تھے۔سر پر کلاہ قادری یعنی چہارترکی ٹوپی ہوتی تھی۔

مقبولیت اور مریدین

شاہ زمان قریشی اپنی تصنیف لطیف ''گلزار پیر سیال'' میں رقمطراز ہیں

ہک موضع بولے نانواں نی جتھے وسدا پیر سچاواں نی
ہت گیت اوسیدے گاواں نی میں مٹھری حسن جمالے دی
میں خادم بولیاں والے دی
اوس راہبر پیر کمالے دی
ہوئی چار چوفیر منادی ئے وچہ بولیاں راہبر ہادی ئے
جس کیتی آن آبادی ئے لے سند پیر سیالے دی

marfat.com

میں خادم بولیاں والے دی
اوس راہبر پیر کمالے دی

کئی سُن سُن شائق آندے نی — جھڑ قدمی سیس نواندے نی
جند وانگ پتنگ جلاندے نی — رہے ہوش نہ گری پالے دی

میں خادم بولیاں والے دی
اوس راہبر پیر کمالے دی

جنہاں دیکھیا دلبر جانی ہے — پئی کاڑ عشق دی کانی ہے
اونہاں لوں لوں حب سمانی ہے — اس صورت دے متوالے دی

میں خادم بولیاں والے دی
اوس راہبر پیر کمالے دی

جس رکھیا صاف عقیدے نوں — تک نائب پاک نبی دے نوں
اوس پایا راز خفی دے نوں — ہوئی حاصل رمز وچالے دی

میں خادم بولیاں والے دی
اوس راہبر پیر کمالے دی

جس ہور خیال اوٹھایا ئی — اوس اصلی بھیت نہ پایا ئی
تس اپنا آپ وٹجایا ئی — پئی شامت نفس موکالے دی

میں خادم بولیاں والے دی
اوس راہبر پیر کمالے دی

جنہاں سچا عشق لگایا ئی — انہاں بولے قبلہ پایا ئی
کر محنت شام منایا ئی — پا رمز بجن دے چالے دی

marfat.com

میں خادم بولیاں والے دی
اوس راہبر پیر کمالے دی

ہن پھر گئے طور جہانے دے　　آ بدلے رنگ زمانے دے
شالا رہے نصیب زمانے دے　　حب شوق سجن لج پالے دی
میں خادم بولیاں والے دی
اوس راہبر پیر کمالے دی

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

مولوی سید رسول سوہارے　　جیندے بولیاں رچہ ہارے
مرشد پیر سیالی تارے　　رمزاں خفی جتایاں نی
کامل پیر سیالاں والے کیتیاں عجب کمایاں نی
جسدے درتوں بہت خدایاں فیض اٹھاون آیاں نی

صوفی صاحب صدق کمالی　　عاشق صادق پیر سیالی
بخشیا مرشد منصب عالی　　عزتاں دون سوایاں نی
کامل پیر سیالاں والے کیتیاں عجب کمایاں نی
جسدے درتوں بہت خدایاں فیض اٹھاون آیاں نی

صاحب خلق احسان پیارے　　چشمہ فیض رسان پیارے
ہرہک دے دل جان پیارے　　نال جہاں اشنایاں نی
کامل پیر سیالاں والے کیتیاں عجب کمایاں نی
جسدے درتوں بہت خدایاں فیض اٹھاون آیاں نی

marfat.com

ڈٹھیاں لوک ہوون مستانے جیونکر پیش شمع پروانے
صدقے جاون وانگ زمانے جنہاں محبتاں لایاں نی
کامل پیر سیالاں والے کیتیاں عجب کمایاں نی
جسدے درتوں بہت خدایاں فیض اٹھاون آیاں نی

صفت جہاندی لکھہ ویکھالی سب تے مہر خداوند والی
پیر سیالی مرشد عالی الطافاں فرمایاں نی
کامل پیر سیالاں والے کیتیاں عجب کمایاں نی
جسدے درتوں بہت خدایاں فیض اٹھاون آیاں نی

بعد خلافت حضرت ثانی حاصل تخت ہویا سلطانی
حضرت ضیاء الدین نورانی فیضاں جگ ورتایاں نی
کامل پیر سیالاں والے کیتیاں عجب کمایاں نی
جسدے درتوں بہت خدایاں فیض اٹھاون آیاں نی

چہرہ روشن مارے جھلکاں ساہویں تیر چلاون پلکاں
جس تے عاشق کتنیاں خلقاں ویکھن نوں سدھرایاں نی
کامل پیر سیالاں والے کیتیاں عجب کمایاں نی
جسدے درتوں بہت خدایاں فیض اٹھاون آیاں نی

جاری چشمہ فیض پیارے رونق تازہ اس دربارے
جد مبارک وانگ سوہارے دینی شمعاں جگایاں نی
کامل پیر سیالاں والے کیتیاں عجب کمایاں نی
جسدے درتوں بہت خدایاں فیض اٹھاون آیاں نی (۲۳)

marfat.com

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات ، کہ پیرمغاں ہے مرد خلیق! (اقبالؔ)

آپ کا حلقہ ارادت ضلع چکوال، جہلم اور سرگودہا وغیرہ کے علاقوں تک پھیلا ہوا تھا۔ جنات بھی آپ کے حلقہ مریدین میں شامل تھے۔

بے شمار جنات نے آپ سے بیعت کی۔ وصال کے وقت ماسٹر غلام رسول پر جن آیا۔ اس نے بتایا کہ انسانوں سے زیادہ تو ہم جنازہ میں شامل تھے۔

آپ آستانہ عالیہ سیال شریف سے تشریف لا رہے تھے۔ علاقہ کے ایک مشہور دربار میں شام کو قیام ہوا۔ نماز فجر آپ نے پڑھائی۔ جماعت میں شامل ایک پیرزادہ نے کہا۔

مولوی صاحب! آپ روزانہ سیال شریف ہی چلتے رہتے ہیں۔ سنا ہے کہ جن بھی آپ کے مرید ہیں، پھر کچھ دکھائیں؟

آپ نے اپنی کریمانہ عادت کے مطابق انھیں ٹالنے کی کوشش کی مگر وہ باز نہ آئے۔ ان کا اصرار دیکھ کر آپ نے منبر پر نگاہ ڈالی، کچھ ارشاد ہوا، منبر اٹھا اور پیرزادہ صاحب کے سر پر آ گیا۔ بڑا وزنی منبر تھا، وہ چلانے لگ گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تو منبر رسول رکھ دیا۔ پیرزادہ صاحب پر کپکپی طاری تھی۔

آپ کے پاس بے موسم پھلوں کی فراوانی ہوتی تھی اور خاص و عام یہی کہتے تھے کہ مرید جن ہدیہ کر رہے ہیں۔ (۲۴)

مکاتیب

حضرت خواجہ سید رسول بولوی قدس سرہٗ انتہائی خوش نویس اور اعلیٰ مضمون نویس تھے۔ اپنے

marfat.com

مریدوں کو بڑے مختصر مگر جامع مکتوبات تحریر فرماتے تھے۔

آپ کے داماد قاضی نصیر احمد خان نے جہلم سے خط لکھا کہ غریب نواز! سخت خشک سالی ہے۔ رات بیٹھے بیٹھے گزرتی ہے۔ پسینہ آتا رہتا ہے۔ پنکھے جھلتے رہتے ہیں۔ بارش کیلئے دعا فرمایئے تو آپ نے جوابی مکتوب میں تحریر فرمایا۔

جناب ملک نصیر احمد خان صاحب اکاؤنٹنٹ جہلم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، خیریت نامہ ملا۔ احوال من وعن سے اطلاع ہوئی۔ امساک وبارش بدستور۔

سید رسول چشتی

ایک عقیدت مند تحصیلدار نے آپ کی ناسازی طبع پر متفکر ہو کر دوائی بھیجنے کی پیش کش کی تو جواباً تحریر فرمایا۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خیریت نامہ ملا۔ احوال مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ آپ کے لئے دعا طلبی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حال پر رحم وکرم فرمائے باقی۔

سکھ صلاتاں گاہ بگاہ دکھاں تو سکھ وارے
دکھ قبول محمد بخشا راضی رہن پیارے

فقط

سید رسول چشتی

میاں محمد دین بوچھالوی کا چکوال میں ایک نازک آپریشن ہوا تو پریشانی میں حضرت صاحب بولوی کو مندرجہ ماہیوں پر مشتمل ایک خط لکھا۔

دو پتر اناراں دے

marfat.com

ساڈے کول پا پھیرا، دکھ ٹھن بیماراں دے

ساوی دھریک ہوسی

میں تے پیاں تاں لائیاں چن مینڈے دکھاں دی ٹیک ہوسی

ساوا رنگ ہووے

رب میرا پیر ملا، مینڈا رونا بند ہووے

آپ نے جوابی مکتوب میں فرمایا۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خیریت نامہ ملا۔ احوال سے آگاہی ہوئی۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ کی کسی قسم کی خبر گیری کے قابل نہیں لیکن آپ کی مائی صاحبہ بہت اداس ہے اور میں بھی بہت اداس ہوں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عاجلہ سے سرفراز فرمائے۔ فقط

سید رسول چشتی (۲۵)

کرامات

آپ کی قبول دعا اور کشف وکرامات کے بیسیوں واقعات زبان زدعام ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

۱ قاضی عبدالوحید بولوی نے چکوال میں ایک ملاقات کے دوران کپتان عالم خان سکنہ بولہ شریف کے متعلق بیان کیا کہ وہ صوبہ سرحد میں فوجی ذمہ داری پر ایک پہاڑی پر متعین تھے۔ رات کے اندھیرے میں خیمہ سے باہر نکلے تو قدم پھسل گیا اور انتہائی گہرے کھڈ میں گر گئے لیکن معجزانہ طور پر خراش تک نہ آئی۔ ان کا بیان ہے کہ کسی غیبی ہاتھ نے انھیں محفوظ رکھا۔ گھر آنے پر حضرت بولوی نے ان کا ہاتھ دیکھا اور کچھ ظاہر نہ ہونے دیا۔ اس روز کپتان صاحب انتہائی پریشان رہے۔ دوسرے

marfat.com

دن حضرت صاحب بولوی سے انکشاف حال کا سوال کیا تو فرمایا کہ تمہیں یاد ہے، جب تم پہاڑی پر سے گرے تو غائبانہ طور پر تمہیں کس نے محفوظ نیچے رکھ دیا تھا۔ اس پر کپتان صاحب کے دل میں اس کرامت اور حضرت صاحب کی ولایت کا پختہ یقین پیدا ہو گیا۔

۲ حضرت قاضی عبدالوحید بولوی سجادہ نشین کا بیان ہے۔

میرے والد صاحب قاضی عبدالحمید بولوی کو حضرت صاحب بولوی نے کہا کہ عید پر میں کپڑے لے کر دوں گا۔ ان دنوں کوئی خاص سواری کا انتظام نہیں تھا۔ والد صاحب بیل بیچنے چکوال گئے، چکوال سے اپنے کپڑے لے لئے۔ گھر ابھی پہنچے ہی تھے۔ آپ نے طلب فرمایا۔ بغیر پوچھے کپڑوں کے پیسے دے دیئے کہ یہ آپ کے کپڑوں کے پیسے۔

۳ ایک بزرگ بتاتے ہیں۔ میں پاس تھا۔ آپ نے ململ کا کرتا پہنا ہوا تھا۔ چاندی کے روپے عموماً چلتے تھے۔ ململ کے کرتے میں ۴، ۵ روپے بھی ہوں تو آسانی سے پتہ چلتا ہے لیکن اس دن انھوں نے ایک ایک روپیہ کر کے ستر آدمیوں کو دیئے۔ آرام سے جیب میں ہاتھ ڈالتے اور نکال کر دے دیتے۔

آپ کے جنات بھی تابع تھے۔ ہمارے گاؤں کا ہی مولا بخش کبھی تنگی میں ہوتا۔ خدمت میں حاضر ہوتا، پاؤں دباتا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے ایک روپیہ جوان دنوں بڑی قیمت کا تھا، مل جاتا۔

ایک دفعہ اسے دوپہر کو ضرورت ہوئی۔ دروازے پر دستک دی۔ دروازہ خود بخود کھلا۔ وہ سامنے دس فٹ پرا کیلے بیٹھے تھے۔ اس کو فوراً روپیہ دیا اور منع کیا کہ دوپہر کو آئندہ نہ آنا۔ وہ کہتا ہے۔ میں دل میں خوش ہوا کہ ویسے تو کچھ دیر خدمت میں بیٹھنا پڑتا ہے، اس طرح فوراً روپیہ مل جاتا ہے۔ دوسری دفعہ بھی دوپہر کو گیا، پھر روپیہ فوراً مل گیا لیکن تاکید ہوئی کہ آئندہ دوپہر کو نہ آنا۔

marfat.com

دو چار دن کے بعد پھر دوپہر کو گیا۔ دروازہ خود بخود کھلا جونہی یہ قدمبوسی کے لئے اندر داخل ہوا، دروازہ بند ہو گیا اور اس کے سر پر تکیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ گر گیا۔ رویا گڑگڑایا دروازہ کھلا اور تکیے اپنی جگہ خود بخود چلے گئے۔ اسے روپیہ بھی ملا لیکن وہ آئندہ دوپہر کو نہیں گیا۔

غالباً میں (قاضی عبدالوحید) آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ چکوال سے سرگودہا دن میں صرف دو بسیں جاتی تھیں۔ بس راستے میں خراب ہونے کی وجہ سے میں چکوال سے میانی اڈہ پر مغرب کے بعد پہنچا۔ بڑا پریشان، دونگ تھے۔ اچھے خاصے۔ میں بیک وقت ایک اٹھا کر لے جا سکتا تھا کہ ایک آدمی اچانک آیا اور میرا سامان اٹھایا اور باباجی مرحوم کے حوالے سے آگے آگے چل پڑا۔ جب دروازہ کے قریب پہنچا تو میں آگے ہوا کہ پردہ کراؤں اور اس کی کچھ خدمت ہو جائے کہ دروازے کے پاس کھٹک سے سامان نیچے ہو گیا اور وہ بندہ غائب حالانکہ وہاں کوئی چھپنے کی جگہ نہیں تھی۔ بعد میں مجھے گھر سے معلوم ہوا کہ کوئی جن ہو گا کیونکہ خاندان میں کئی کے ساتھ انھوں نے مختلف طریقوں سے مدد کی۔ (۲۶)

سیال شریف حاضری کے موقع پر صوفی غلام رسول صاحب ساکن شاہ یوسف درباری سیال شریف نے بندہ مولف سے بیان کیا۔

۴ ایک دفعہ میں اور محمد حیات ساکن شاہ یوسف بولہ شریف حضرت بوہڑ کی خدمت معلّٰی میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے اور دوران سفر راستہ سے بھٹک گئے۔ قریب تھا کہ لقمہ اجل ہو جاتے کہ اچانک ایک آدمی ظاہر ہوا اور ہمیں سیدھے راستے پر ڈال کر نظروں سے غائب ہو گیا۔ جب ہم دونوں بولہ شریف پہنچے تو حضرت صاحب بولوی نے فرمایا۔

آپ کو سیدھے راستے پر ڈالنے والا آدمی ہم نے بھیجا تھا اگر بروقت وہ آدمی وہاں نہ پہنچتا تو تم ایک خطرناک راستے پر چل پڑے تھے، جہاں سے زندہ سلامت لوٹنا بہت مشکل تھا۔

۵ ایک دفعہ آپ نے خود مسجد میں نماز پڑھائی۔ نماز ادا کر کے فرمایا نماز نہیں ہوئی۔

marfat.com

دوبارہ ادا فرما کر ارشاد ہوا۔ نماز پھر بھی نہیں ہوئی۔ صفیں پلٹ کر دیکھا گیا تو ایک صف کے نیچے گندگی کا ٹکڑا تھا۔ اسے اٹھا کر باہر پھینکا گیا تو تیسری دفعہ نماز ادا فرمائی۔

۶ آنے والوں کی خبر آنے سے پہلے اکثر آپ دے دیا کرتے تھے۔ حضرت پیر محمد قمر الدین شاہ کے چھوٹے بھائی سید فضل حسین شاہ للہ شریف سے آتے ہوئے خربوزے خرید لائے۔ بولہ شریف میں آپ کے گھر سے باہر رکھ گئے جونہی حاضری دی۔ ارشاد ہوا۔

پیر فضل شاہ خربوزے چھوڑ آئے ہیں کہ ہم بھلا طلب کرتے ہیں یا نہیں؟ کیوں فضل شاہ آپ بتائیں ہم امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں یا نہیں؟

حضرت مولانا سید محمد ابراہیم شاہ، حضرت خواجہ سید محمد قمر الدین شاہ روزانہ صبح وہاں تشریف لے جاتے اور گیارہ بجے تک حاضر محفل رہتے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن ہائی سکول بوچھال میں انگریزی پڑھاتے تھے، وہ بھی عموماً صبح کی نماز آپ کے ساتھ پڑھتے اور بعد میں سکول آجاتے۔ یہ حضرت خواجہ علی پوری کے مرید اور خلیفہ ہیں، ضعیف ہیں، فیصل آباد مقیم ہیں، جب راولپنڈی آتے ہیں تو (فقیر حضرت علامہ سید ذاکر حسین شاہ سیالوی) سے ملتے ہیں۔ ان کے صاحبزادے فوج میں کرنل ہیں۔ اکثر محفل میں وہ حضرت بولوی کے اخلاق عالیہ، کرامات اور ملفوظات کا ذکر فرماتے ہیں، انھیں فرمایا۔

صوفی صاحب تشریف رکھیں، حلوہ آرہا ہے پھر ایک اجنبی گرما گرم مہکتا حلوہ لایا اور حضرت نے حاضرین کو کھلایا کسی کو یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ اجنبی کون تھا؟ (۲۷)

۷ صوفی غلام مصطفےٰ بوچھالوی میانی اڈا پر دکانداری کرتے ہیں۔ ان کی روایت ہے کہ ان کے ایک عزیز لندن میں ملازمت کرتے تھے کہ ان کی کمپنی نے بلانوٹس اسے ملازمت سے فارغ کر دیا۔ دیار غیر میں وہ انتہائی پریشان ہوا اور غائبانہ طور پر حضرت بولوی کا تصور دل میں لایا۔ رات کے وقت حضرت بولوی نے خواب میں بشارت دی کہ تمہیں ملازمت پر نہ صرف بحال کیا جائے

marfat.com

گا بلکہ ترقی بھی ملے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۸ صوبیدار میجر غلام محمد ساکن بولہ شریف نے بیان کیا کہ کچھ عورتیں بوچھال کلاں سے نیاز لا کر بولہ شریف آئیں۔ گاؤں کے قریب پہنچ کر کہنے لگیں کہ جس رومال میں شیرینی بندھی ہے وہ بہت خوبصورت ہے کہیں حضرت صاحب بولوی کا حاضر باش اس رومال کو رکھ ہی نہ لے چنانچہ جب انھوں نے مٹھائی دی تو حضرت بولوی نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ شیرینی رکھ لیں اور رومال فوراً واپس کریں انھیں رومال سے بڑی محبت ہے اس پر وہ عورتیں بڑی نادم ہوئیں۔

۹ ایک شخص صوبیدار اکمل خان نے آپ کے گھر کے سامنے ایک چوبارہ بنوایا، جس سے آپ کے گھر کی بے پردگی ہوتی تھی۔ آپ کے ارادت منداس سے بڑے دل آزردہ تھے اور بددعا کی درخواست کرتے مگر آپ حلم و بردباری سے کام لیتے اور فرماتے کہ بھائی فکر نہ کرو، وہ کوئی یہاں بسنے والے ہیں؟ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ان کا پورا خاندان یہاں سے ہجرت کر کے چلا گیا اور اب وہ پورا گھر ویران پڑا ہے۔

۱۰ مولوی محمد خان آف دھرکنہ کہا کرتے تھے۔ لوگو! میں وہی محمد خان ہوں، جو جانور چرایا کرتا تھا۔ حضرت سید رسول صاحب بولوی کی نظر نے مجھے مولوی محمد خان بنا دیا۔

۱۱ خشک سالی میں آپ سے دعا کی استدعا کی جاتی تو آپ کی دعا سے بارش ہو جاتی۔ روایت ہے کہ بارش نہ ہوتی اور جوہڑ خشک ہو جاتے تو آپ اپنی خادمہ پیراں بی کو حکم دیتے جاؤ۔ جوہڑ میں جھاڑو دو چنانچہ جب وہ نصف جوہڑ میں جھاڑو دے چکتی تو بارش ہو جاتی۔

۱۲ ماسٹر ریشم دین آف بولہ شریف کا بیان ہے کہ میرا گاؤں کے ایک شخص سے جھگڑا ہو گیا۔ اس کا خاندان طاقت ور تھا۔ جنھوں نے مجھ پر حملہ کرنے کی تدبیر کی تو حضرت بولوی نے اسے بلا کر فرمایا۔ ریشم دین مسکین آدمی ہے جو اس پر ظلم کرے گا، برباد ہو جائے گا چنانچہ اسی روز وہ آدمی جنگل میں گیا اور گر گیا، جس سے اس کا بازو ٹوٹ گیا۔ واپسی پر اسے ایسا سخت بخار چڑھا کہ اسی بخار میں اس

marfat.com

کی موت واقع ہوگئی۔

۱۳ چکوال سے ایک آدمی آزمائش کے لئے آیا اور اپنے آپ کو نومسلم ظاہر کیا اور واویلا کیا کہ اس سے سب کچھ چھین لیا گیا ہے، اس کی مدد کی جائے۔ آپ نے ازراہ ہمدردی اسے ایک روپیہ عطا فرمایا۔ اس نے کہا یہ تھوڑا ہے اور مزید کا اصرار کرنے لگ گیا۔ آپ نے اسے فرمایا تو بس کرے گا کہ اصل بھانڈا پھوڑ دوں چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ اس کا راز کھلنے والا ہے تو قدموں میں گر پڑا اور معافی کی درخواست کی۔

۱۴ ایک شب خادمہ صبح کے لنگر کیلئے کچھ نہ لائی۔ صبح سویرے بڑی پریشان ہوئی مگر کیا ہوتا ہے؟ نماز فجر کے فوراً بعد موضع رنسیال کا ایک آدمی چائے، بھلیال کی ایک عورت دودھ لے کر اور کھیال کا ایک آدمی چینی لے کر حاضر ہوگیا اور آپ نے اسے لنگر خانے میں بھجوا دیا۔

۱۵ پیر منور شاہ دھرکنی آپ کے انتہائی عقیدت مند مرید تھے۔ ایک ملاقات میں انھوں نے بتایا کہ مجھے حضرت صاحب بولوی کا حکم تھا کہ میں جھامرہ گاؤں میں ایک غیر معروف خستہ حال فقیر کامل کو روزانہ دودھ دیا کروں چنانچہ ایک روز میں دھرکنہ سے جھامرہ پہنچا۔ کامل فقیر کو دودھ دے کر واپس سیدھا حضرت صاحب بولوی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آتے ہی آپ نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

تم واپس جھامرہ کامل کے جنازہ میں پہنچو۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت وہ تو بخیریت ہیں، میں ابھی ان کے پاس سے آرہا ہوں۔ فرمایا۔ جاؤ، ان کا جنازہ تیار ہے۔ جب میں جھامرہ میں پہنچا تو واقعی جنازہ تیار تھا۔ (۲۸)

حضرت سید محمد عبدالرحمٰن شاہ ساکن میانی ضلع چکوال کا بیان ہے۔

ایک دفعہ ارڑ مگھال (چوآسیدن شاہ) ضلع چکوال سے ایک عورت حاضر خدمت ہوئی اس نے

marfat.com

کوئی وظیفہ یا تعویذ طلب کیا تا کہ اس کی بیٹی کو خاوند طلاق دے دے۔ان کی چند گھریلو ناچاقیاں تھیں تو حضرت خواجہ سید رسول بولوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک ٹھیکریاں لانے کو کہا۔وہ لے کر آئی۔ آپ نے دم کر دیا تو اس کے بعد ان کے مابین ایسی محبت پیدا ہوگئی کہ طلاق کا نام تک نہ لیا۔آپ کی کرامات بیشمار ہیں۔

اسفار

قاضی عبدالوحید بولوی (سجادہ نشین) کا بیان ہے کہ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کاپی نما کتاب ،اس میں بہت سی تاریخ تھی جو مرحوم مولوی محمد خان کے حادثے میں کھوگئی۔اس سے یہ بھی پتہ چلتا تھا کہ آپ دہلی ،لاہور،سہارن پور،اجمیر شریف بھی گئے۔کتنا کتنا رہے یہ معلوم نہیں تاہم آنا جانا براستہ سیال شریف ہوا۔تونسہ شریف کسی مقرر ڈیوٹی پر رہے۔بھیرہ اور للہ شریف بھی رہنا ثابت ہے اور بہت سے شہروں میں ہوا۔

ایک کوئی ریاست جنید تھی وہاں سنگرور شہر میں ایک سکھ گھرانا مسلمان ہو کر بیعت ہوا۔بڑی دلچسپ کہانی تھی جو مجھے پوری طرح یاد نہیں،خیال تھا کتابی صورت میں ہو جائے گی لیکن ایسا نہ ہو سکا۔(۲۹)

شادی اور اولاد

آپ نے دو شادیاں کیں۔لیکن اولاد نرینہ نہ ہوئی۔صرف ایک بیٹی محمودہ بیگم ہوئی، جو قاضی غلام حیدر کے بیٹے قاضی فرید احمد کے نکاح میں تھیں۔

حضرت سید رسول بولوی قدس سرہٗ کی ایک نواسی نور فاطمہ عبدالحمید بولوی کے نکاح میں تھیں، جن کے بطن سے قاضی عبدالوحید بولوی (سجادہ نشین) ہوئے۔قاضی عبدالوحید بولوی فیصل آباد میں

marfat.com

سوئی گیس کے محکمہ میں ملازم ہیں۔

پہلی بیوی کے وصال کے بعد نکاح ثانی فرمایا۔ بیوی صاحبہ کے والد بڑے متدین انسان تھے۔ وہ بھال کے رہنے والے تھے ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ جب وہ فوت ہوئیں تو حضرت پیر محمد قمر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ساکن دھرکنہ شریف جنازہ پڑھانے آئے مگر آپ پر اپنے مربی پیر کی یاد میں رقت طاری ہوگئی۔ آپ کے بھانجے علامہ سید انور شاہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے جنازہ پڑھایا۔

مرض وصال اور مدفن

ایک صبح پتہ چلا کہ حضرت بولوی چارپائی سے اٹھتے گر گئے ہیں اور کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ لوگوں کا بولہ شریف کی طرف تانتا لگ گیا۔

علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی مدظلہ العالی مزید لکھتے ہیں۔

حضرت والد گرامی پیر سید محمد ابراہیم شاہ سیالوی قدس سرہٗ مجھے لے چلے، جب آپ کے کچے مکان میں ہم داخل ہوئے تو آپ نے رضائی اوڑھ رکھی تھی۔ والد گرامی پر رقت طاری ہوگئی۔ انھیں احساس ہو رہا تھا کہ حضرت کے وصال کا وقت آگیا ہے پھر ان کے صبر کے بند ٹوٹ گئے، رونے میں آواز بلند ہوئی تو آپ نے صبر کی تلقین فرمائی۔ محفل تو مختصر تھی برخاست ہوگئی مگر پانچ صفر کی صبح پیغام یار پر لبیک کہتے ہوئے آپ جنت کو سدھارے۔ کم عمری کی وجہ سے مجھے جنازہ میں شمولیت کا شرف نہ مل سکا۔

پتہ چلا کہ سارا علاقہ ونہار اور دور دراز سے لوگ پلٹ پڑے۔ جنات کی کثرت تھی۔ آپ کو اسی مسجد میں ایک گوشہ کے اندر دفن کیا گیا، جہاں آپ نے ایک طویل عرصہ نماز باجماعت ادا فرمائی تھی۔ علاقہ کے شعراء نے مرثیے لکھے۔ آج وہیں روضہ انور ہے۔ مائی صاحبہ نے جب وصال فرمایا تو اسی روضہ میں دفن ہوئیں۔ روضہ کے سامنے چنبیلی کا وہ حسین پودا آج بھی پھول برسا رہا ہے جو حضرت

marfat.com

کی حیات طیبہ میں آنے والوں کو مہک سے معطر کیا کرتا تھا۔(۳۰)

جب آپ بیمار ہوئے تو علاج معالجہ کے لئے کلر کہار تشریف لے گئے۔اس موقع پر حضرت پیر شاہ زمان قریشی مرحوم ساکن جھوک ملیہ نواحی چنیوٹ ضلع جھنگ مصنف گلزار پیر سیال نے ایک منظوم پنجابی خط لکھا، جو درج ذیل ہے۔

شالا دلبر کلر کہاروں خیریں بولیں آوے
بلبلاں کوئلاں کوکن پیاں اجڑ یا باغ سہاوے
ہن پھر درد مصیبت والے گزرے درد کشالے
میں سنیا اوہ آرہن مالی باغ سہاون والے
نبیاں ولیاں پیر پیغمبراں سب دکھ درد گزارے
ہر کم دے وچ حکمت ربدی جسدے بھید نیارے
کراں دعائیں کریں شفائیں اگو خیر سنائیں
کامل صحت بخشیں سجن نوں ٹالیں دکھ بلائیں
حاجی احمد ،میاں ستارا، شیرا ،وارث ،غازی
سنے نوانے دیو دعائیں جتنے ہور نمازی
جاں خط اتھے پہنچے میرا دینی خبر جوابوں
شالا ہردم خوشیاں مانوں ربدی خاص جنابوں
راقم شاہ زمان نمانا عاجز درد رجانا
جھنگ ضلع چنیوٹ علاقہ ملیا جھوک ٹکانا

marfat.com

وصال شریف اور لوح مزار

حضرت بولوی نے پچاسی سال کی عمر میں ۵ر صفر المظفر ۱۳۶۴ھ مطابق ۲۰ر جنوری ۱۹۴۵ء کو وصال فرمایا۔

لوح مزار پر یہ کلمات درج ہیں۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خواجہ سید رسول چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۵ر صفر المظفر ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۰ر جنوری ۱۹۴۵ء بروز پیر"

لوح مزار پر مندرج سن ہجری و عیسوی کی مطابقت نہیں ہے البتہ ۱۳۶۴ھ صحیح اور درست ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے تاریخ وفات کہی ہے

مردِ حق آگاہ خواجہ سید رسول

۱۳۶۴ھ

جہاں سے گئے خواجہ سید رسول — کرے ان کی مرقد پہ رحمت نزول

کہو سال رحلت یوں فیض الامیں — زہے منبع خیر سید رسول

۱۳۶۴ھ

روضہ شریف کی تعمیر

آپ کے وصال شریف سے تقریباً دو تین سال بعد احمد خان بولہ کی زیر نگرانی روضہ شریف کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ مستری غلام نبی ساکن بھون ضلع چکوال اور مستری محمد دین ساکن للہ شریف ضلع

marfat.com

جہلم نے تعمیر کا کام مکمل کیا۔

روضہ شریف، جنوبی مسجد کے احاطہ میں شمالی جانب واقع ہے۔ روضہ شریف کی ساخت مخروطی ہے اور اس کے دو دروازے ہیں۔ ایک مسجد کے صحن میں کھلتا ہے اور دوسرا مسجد کے بیرونی دروازے کے ساتھ ملحق ہے۔

عرس مبارک

ہر سال ۵ر صفر المظفر کو آپ کا عرس مبارک منعقد ہوتا ہے۔ مجالس تقاریر، محفل سماع اور قرآن خوانی ہوتی ہے۔ ساتھ ہی اعلیٰ قسم کا لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔

آپ کے وصال شریف کے بعد حضرت سید منصور حسین شاہ اور پیر محمد قمر الدین شاہ عرس کا اہتمام کرتے رہے۔ سید منصور حسین شاہ کے وصال شریف کے بعد حضرت سید محمد قمر الدین شاہ وہاں تشریف لے جاتے رہے اور بخوبی اہتمام ہوتا رہا۔ حضرت بولوی کے بھتیجے قاضی عبدالحمید بولوی نے بھی پوری طرح تعاون کیا۔

خُلَفاء

حضرت بولوی قدس سرہٗ نے درج ذیل حضرات کو خلافت بخشی۔

۱ حضرت پیر محمد قمر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ساکن دھرکنہ شریف ضلع چکوال

۲ حضرت خواجہ سید منصور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ساکن کھائی نزد بھون ضلع چکوال (۳۱)

جانشین

آجکل حضرت صاحبزادہ قاضی عبدالوحید بولوی مدظلہٗ العالی سجادہ نشین ہیں۔ عرس پاک کا

marfat.com

اہتمام کرتے ہیں۔ آپ کو حضرت بولوی کے دونوں خلفاء سے اجازت بیعت اور خلافت حاصل ہے۔

درمیانہ قد ہے، نورانی چہرہ ہے اور حسین وجمیل ہیں۔ خوش اخلاق بھی بڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے آمین

حواشی

۱ مکتوب پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ بنام مولف مورخہ یکم جنوری ۱۹۹۵ء از گورنمنٹ کالج بوچھال کلاں، ضلع چکوال

۲ مکتوب علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی بنام مولف مورخہ ۱۶ر شوال ۱۴۱۱ھ مطابق یکم مئی ۱۹۹۱ء از جامعہ محمدیہ غوثیہ انوار القرآن، مولوی محلہ صدر راولپنڈی

۳ مکتوب قاضی عبدالوحید بولوی بنام مولف مورخہ ۲۳ر رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ مطابق ۳۰ر اپریل ۱۹۸۹ء از سوئی نارتھ پوسٹ بکس نمبر ۹۴، فیصل آباد

۴ مکتوب مولوی ممتاز علی ایم۔ اے بنام مولف مورخہ یکم مئی ۱۹۸۸ء

نوٹ: مولوی صاحب حضرت خواجہ محمد عبدالعزیز چاچڑوی المعروف قلندر کریم قدس سرہٗ کے مرید صادق ہیں۔ بڑے نیک اور پارسا ہیں۔ اوراد و وظائف پڑھتے ہیں۔ متشرع بزرگ ہیں۔ بیماری کی حالت میں بھی پنجگانہ نماز مسجد میں باجماعت ادا فرماتے ہیں۔ مولف کے بڑے مہربان ہیں۔ کئی دفعہ ان کے مکان واقع ڈھوک مومن محلہ عثمان آباد چکوال پنڈی روڈ پر ٹھہرنے کا موقع ملا ہے۔ بڑے اخلاق والے اور ہنس مکھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مع اولاد خوش وخرم رکھے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

۵ مکتوب علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی بنام مولف مورخہ ایضاً

marfat.com

۶ مکتوب ایضاً

۷ مکتوب پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ بنام مولف مورخہ ایضاً

۸ مکتوب علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی، ایضاً

۹، ۱۰، ۱۱ بندہ مولف ۶/اپریل ۱۹۹۵ء کو بولہ شریف گیا تو پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ نے اپنی ساری مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر معلومات کی فراہمی میں میرے ساتھ بھرپور تعاون فرمایا۔ بندہ مولف ان کا انتہائی ممنون ہے۔

۱۲ مکتوب علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی بنام مولف مورخہ ایضاً

۱۳ گلزار پیر سیال مطبوعہ مطبع رفیق عام لاہور، بار دوم ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۳، ۲۴

۱۴ یہ مکتوب صوبیدار میجر غلام محمد بولوی کی عنایت سے ملا

۱۵ مکتوب علامہ سید ذاکر حسین شاہ سیالوی، ایضاً

۱۶ ایضاً

۱۷ ایضاً

۱۸ ایضاً

۱۹ بولہ شریف قیام کے دوران پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ کی معیت میں مختلف لوگوں سے ملاقات کر کے حاصل کیں۔

۲۰ برموقع حاضری سیال شریف صوفی صاحب موصوف نے اپنی چشم دید معلومات مولف کی درخواست پر بیان کیں۔

۲۱ مکتوب علامہ سید ذاکر حسین شاہ سیالوی، ایضاً

۲۲ ایضاً

۲۳ گلزار پیر سیال، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۲۱، ۲۲

marfat.com

۲۴ مکتوب علامہ سید ذاکر حسین شاہ سیالوی، ایضاً

۲۵ پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ ایم۔اے کی وساطت سے میاں محمد دین بوچھالوی سے دستیاب ہوئے۔ میاں صاحب حضرت بولوی کے کاتب اور منشی رہے ہیں۔

۲۶ مکتوب قاضی عبدالوحید بولوی بنام مولف مورخہ، ایضاً

۲۷ مکتوب علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی، مورخہ، ایضاً

۲۸ پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ ایم۔اے کے تعاون سے مختلف لوگوں سے اکٹھی کیں۔ حضرت بولوی کی زیارت سے مشرف ہونے والے اور آپ کے مریدین ہنوز بقید حیات ہیں۔
جناب ماسٹر ریشم دین صاحب مدظلہٗ نے باصرار بندہ مولف کو پچاس روپیہ مولوی صاحب بولوی کی نذر پیش کی۔

۲۹ مکتوب قاضی عبدالوحید بولوی بنام مولف، مورخہ، ایضاً

۳۰ مکتوب علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی مورخہ ایضاً

۳۱ مکتوب قاضی عبدالوحید بولوی، مورخہ ایضاً

نوٹ: اس مقالہ کے راوی ثقہ، صدق زبان اور خدا ترس ہیں۔ حضرت علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی مدظلہٗ ایم۔اے کی مرسلہ معلومات اور واقعات کا ماخذ کیا ہے؟ علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

یہ وہ حالات ہیں جو میں نے بچپن میں خود دیکھے یا حضرت سید پیر محمد قمر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنے، کچھ وہ ہیں جو میرے والد گرامی سید محمد ابراہیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمائے۔

(مکتوب بنام مولف مرقومہ ۲ رمئی ۱۹۹۱ء)

نوٹ: حضرت پیر شاہ زمان قریشی مرحوم پدھراز ضلع خوشاب میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد معظم

marfat.com

الدین معظم آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ بیعت استوار کیا۔ حضرت سید رسول بولوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے صحبتی پیر تھے۔ عمر کے آخری ایام میں جھوک ملیہ علاقہ چنیوٹ میں قیام فرمایا۔ اپنے شیخ کامل واکمل کی شان میں مناقب لکھے۔

آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

گلشن عشق، مجموعہ مولود شریف المعروف پنج گنج محمدی، تحفۂ زمان در فضائل رمضان، احوال زمانہ جدید کلاں، جھوک امام حسین، فریاد ہیر برطرز چٹھیاں در راندیاں، فغان سنّی، مناجات طاعونی مع نعت محمدی، سی حرفی مع مناجات اور گلزار پیر سیال بطرز کافی جات (مطبوعہ)

آپ پنجابی کے نغز گو شاعر تھے۔ مدفن جھوک ملیہ میں واقع ہے۔ انتہائی کوشش کے باوجود آپ کے سوانحی کوائف دستیاب نہ ہوئے۔

marfat.com

باب یازدہم

حضرت قاضی محمد سعد الدین موہڑوی

ولادت

آپ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء کو موہڑہ کدلتھی ضلع چکوال میں حضرت شیخ غلام محمد چشتی قدس سرہٗ کے ہاں پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ غلام محمد چشتی موہڑوی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

تعلیم

آپ نے علوم متداولہ اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔

برادران

آپ کے دو بھائی اور بھی تھے۔

۱ قاضی محمد حسن دین (متوفی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء)

۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۲۹ء کو موہڑہ کدلتھی میں پیدا ہوئے۔

علوم مروجہ اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔ جید عالم، مدرس اور صوفی منش بزرگ تھے۔

marfat.com

سابہ راجگان ضلع چکوال میں سکونت اختیار کی اور وہاں امامت اور درس وتدریس میں مشغول رہے۔

آپ کی اولاد میں قاضی محمد سراج الدین (لاولد)، قاضی محمد امان اللہ، قاضی محمد کلیم اللہ اور قاضی محمد ثناء اللہ شامل ہیں۔

قاضی محمد امان اللہ کے تین فرزند تھے۔

مولوی محمد فخر الدین، مولوی محمد نجم الدین اور مولوی محمد ضیاء الدین

قاضی محمد کلیم اللہ کی اولاد میں ایک لڑکا قاضی محمد سلیم اللہ ہے جو بقید حیات ہے۔

۲ قاضی محمد حمید الدین

علوم مروجہ والد ماجد سے پڑھے۔ بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی سے تھی۔ حضرت محبوب سبحانی جلال پوری قدس سرہٗ کے مدرسہ میں درس وتدریس کے منصب پر فائز رہے۔

بیعت وخلافت

آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی سے تھی۔ اپنے والد ماجد کے وصال شریف کے بعد جانشین ہوئے نیز حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی نے دستار خلافت سے سرفراز فرمایا۔

شیخ سے محبت

آپ ہر سال اپنے مرشد کریم کی زیارت کے لئے سیال شریف تشریف لے جاتے تھے۔ شیخ کی خدمت میں کمال نیازمندی اور احترام سے حاضر ہوتے تھے۔ شیخ کامل بھی آپ پر شفقت کی نظر رکھتے تھے۔

marfat.com

اخلاق

آپ اپنے والد ماجد کے قدم بہ قدم تھے۔ آپ کا اخلاق نہایت اعلیٰ تھا۔ شریعت محمدی کے پابند تھے۔

وفات

آپ نے ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں وفات پائی اور والد ماجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

مریدین

والد ماجد کے وصال شریف کے بعد ان کی مسند پر بیٹھ کر رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ آپکے مریدین چکوال کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ علاقہ پوٹھوہار میں بھی موجود تھے۔ چکوال کے خواجگان بھی آپ کے مرید تھے۔

تصانیف

مرآۃ المحبین دو جلد ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء (قلمی) آپ نے یہ کتاب اپنے والد ماجد شیخ مولانا غلام محمد چشتی قدس سرہٗ کی فرمائش پر لکھی۔ چنانچہ احمد منزوی لکھتے ہیں۔

مرآت المحبین: مرآت المحبوبین

از محمد سعد الدین، بہ خواہش مولوی غلام محمد دربارۂ (یحب) و (لایحب) در قرآن در ہشت (وصل) و ہشت (وصل) و ہشت (فصل) و تبصرہ و خاتمہ ای، در دو جلد نگاشتہ است و در منظومہ ای در پایان کتاب، سرودۂ مولوی محمد کرم الدین، تاریخ نگارش ۱۳۰۵ھ (۱۸۸۷ء) آمدہ است۔

marfat.com

آغاز:(ج ۱):الحمدلله الذی ظهر وحجب بنور کماله وتجلی بصفات جلاله .....امابعد،میگوید..... محمد سعدالدین ... آغاز(ج ۲):الحمدلله الذی بعث الرسل للهدایة والاحسان وزین قلوب المومنین ...الفصل الاول قوله :اطبعوالله والرسول...فان الله لایحب الکافرین.....

۵۸۴۲:نستعلیق پختہ،۱۸شعبان ۱۳۰۵ھ ق آغاز برابر نمونہ عنوانہا مشکی درشت،نام کتاب در دیباچہ(مرآۃ الحبین)است،۶۵۹ص

۵۹۸۷:نستعلیق خوانا،سدۂ ۱۴ھ ق آغاز برابر نمونہ ،در دیباچہ وپایان (مرآت الحبوبین) نامیدہ شدہ است،عنوان ونشان شنگرف،۵۹۳ص(۱)

والد ماجد کا عُرس

آپ اپنے والد ماجد کا عرس مبارک سہ روزہ منعقد کرتے تھے۔محفل سماع اور تقاریر کا سلسلہ چلتا تھا۔لنگر کا بہترین انتظام تھا۔موضع بھون کا ایک مرید گوشت لنگر کے لئے پیش کرتا تھا۔

اولاد

آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں

۱ ایک صاحبزادی کا عقد حضرت قاضی محمد فیض عالم چشتی قدس سرہٗ ساکن اوڈھروال ضلع چکوال سے ہوا۔قاضی محمد فیض عالم چشتی حضرت مجاہد اعظم خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔

۲ دوسری کی شادی حضرت قاضی محمد عابد چشتی رحمۃ اللہ علیہ ساکن موہڑہ کدلتھی ضلع چکوال سے ہوئی۔

marfat.com

جانشین

آپ کی وفات کے بعد آپ کے داماد اور حضرت قاضی محمد ثناء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر قاضی محمد عابد چشتی قدس سرہٗ سجادہ نشین ہوئے۔

قاضی محمد ثناء اللہ قادری

آپ کی پیدائش سابہ راجگان ضلع چکوال میں تقریباً ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۸۴۰ء کو ہوئی۔ علوم متداولہ کی تحصیل اپنے جد امجد حضرت شیخ غلام محمد چشتی قدس سرہٗ اور حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ساکن فریالی سے کی۔ زیادہ علوم ماموں جان سے حاصل کئے۔

بعد از فراغتِ علم پنجائن کے رؤساء آپ کو اپنے گاؤں لے گئے وہاں آپ نے امامت اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔

۷۰/۸۰ طلباء بیک وقت آپ کے پاس علم پڑھتے تھے۔ جن میں کشمیر، غزنی، بخارا، سرحد، بلخ، مانسہرہ، پوٹھوہار، پنجاب، چھچھ، دہلی، بخارا اور چین کے طلباء شامل ہوتے تھے۔

جنات بھی آپ کے درس میں شمولیت کرتے تھے۔ بقول قاضی محمد رفیق صاحب مدظلہٗ (جانشین) دو طالب علم بخارا کے پڑھتے تھے۔

ایک طالب علم جو پٹھان تھا اور اس کی عمر تقریباً ۱۲۵ برس تھی، آپ کے پاس پڑھتا تھا۔ اس نے اپنا قیام ارز متصل ڈھمن تحصیل و ضلع چکوال میں رکھا ہوا تھا۔ روزانہ پیدل آتا جاتا تھا۔ ہمیشہ روزہ رکھتا تھا۔ یہ طالب علم قدرعنا کا مالک تھا۔ بہت خوبصورت تھا۔ رنگ سفید سرخی مائل تھا۔

میں نے اس سے پوچھا۔ خان صاحب! اس عمر میں علم کا ایسا شوق؟ جواباً کہا۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

marfat.com

اُطلُبُو العِلمَ مِنَ المَھدِاِلَی اللَّحدِ (الحدیث)

ترجمہ: پنگھوڑے سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو۔

میں آپ کے اس ارشاد گرامی پر عمل پیرا ہوں۔

آپ کے بیشمار تلامذہ میں سے درج ذیل کا علم ہو سکا۔

۱ حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری مدظلہٗ سجادہ نشین آستانہ عالیہ چشتیہ امیر السالکین قدس سرہٗ بھیرہ شریف

۲ حضرت خواجہ پیر محمد عبدالحئی نقشبندی مجددی مدظلہٗ سجادہ نشین روپڑ شریف ضلع راولپنڈی

۳ حضرت خواجہ پیر ظہور علی شاہ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چورہ شریف ضلع اٹک

۴ حضرت پیر سید محمد معصوم شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ترمنی شریف ضلع چکوال

۵ حضرت پیر سید احمد سعید گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ترمنی شریف ضلع چکوال

۶ حضرت مولانا یار محمد بندیالوی، بندیال شریف ضلع خوشاب

۷ حضرت قاضی محمد عابد چشتی (پسر اور سجادہ نشین)

۸ حضرت مولانا محمد شفیع کریالوی، کریالہ ضلع چکوال

۹ حضرت مولانا عبدالحق پسر مولانا خان محمد صاحب ''صرف بھترالوی''

۱۰ حضرت مولانا اصغر علی مستالوی، مستال ضلع راولپنڈی

۱۱ حضرت مولانا مفتی غلام محمد سدوالی ساکن سدوال ضلع چکوال

۱۲ حضرت قاضی نور الحق ساکن ڈھاب کلاں ضلع چکوال

۱۳ حضرت الحاج قاضی محمد رفیق صاحب مدظلہٗ ساکن موہڑہ کدلتھی ضلع چکوال پنجاب

۱۴ حضرت مولانا بدرالدین میر پوری، میر پور (آزاد کشمیر)

۱۵ حضرت مُلّا پٹھواری

marfat.com

۱۶ حضرت مفتی محمد غلام جان قادری رضوی ہزاروی

۱۷ حضرت حکیم حافظ مولانا عبدالحکیم پادشاہانی

۱۸ حضرت مولانا غلام یٰسین، سوہاوہ ضلع چکوال

۱۹ حضرت مولوی عبدالخالق ساکن کھیوال ضلع چکوال ابن مولوی خان ملک صاحب قانونچہ کھیوالی

۲۰ حضرت خواجہ سید محمد غوث شاہ بخاری مدفون چھمبر سیداں ضلع جہلم

آپ کی بیعت سلطان العارفین قاضی سلطان محمود قادری قدس سرہٗ اعوان شریف سے تھی۔ آپ نے اپنے جدامجد کے ارشادگرامی پر بیعت کی تھی۔ ہر سال اعوان شریف حاضری دیتے تھے۔ قاضی سلطان محمود اعوان شریف بھی اپنے استادگرامی کے پوتے ہونے کے ناطے آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔

بیعت ہونے کے بعد آپ نے قاضی سلطان محمود قادری اعوان شریف سے عرض کیا کہ بیعت تو میں ہوگیا ہوں اب میری معاش کا کیا بنے گا؟

قاضی صاحب نے فرمایا جس کے حکم کی تعمیل آپ کررہے ہیں وہ آپ کی معاش کا خود ذمہ دار اور کفیل ہے۔ قاضی صاحب کا یہ فرمانا تھا کہ قاضی محمد ثناء اللہ قادری کے پاس لوگ دوا اور دعا کے لئے جوق در جوق آنا شروع ہوگئے۔ قاضی صاحب حکمت بھی جانتے تھے۔ بعد ازاں آپ نے جائداد خریدی۔ عام لوگوں کا گمان تھا کہ قاضی صاحب کیمیاگری جانتے ہیں لیکن معاملہ اس کے برعکس تھا۔ قاضی سلطان محمود قادری کے الفاظ کیمیا اثر تھے۔ قاضی محمد ثناء اللہ قادری نے موہڑہ کدلتھی اور پنجائن میں جائداد خریدی۔

آپ کے تلمیذ رشید حضرت خواجہ پیر محمد عبدالحئی نقشبندی مجددی روپڑی مدظلہٗ العالی کا بیان ہے۔

فقیر نے ۲۱ شعبان ۱۳۵۰ھ بروز جمعرات ۳۱ دسمبر ۱۹۳۱ء صرف بھتر الوی شروع کی اور ۲۱ مئی ۱۹۳۲ء ۱۴ محرم، ۹ جیٹھ ختم کر کے نحو شروع کی۔ یہ موہڑہ کدلتھی میں استاد محمد عابد صاحب کے

marfat.com

پاس ایک طالب علم حافظ غلام مصطفےٰ صاحب جو کہ صرف میں بہت ماہر تھے، استاد صاحب کے حکم سے انھوں نے مجھے پڑھائی اس کے بعد نحو قاضی محمد عابد صاحب کے پاس شروع کی۔ کافیہ تک وفتیہ نے ان سے ہی پڑھا۔ اس کے بعد پنجائن والے استاد صاحب کے پاس چلا گیا۔ وہاں شرح جامی شروع کی اور کچھ منطق کے رسالے۔ اس کے بعد اور کافی درسوں میں ادھر ادھر پھرا۔ کچھ مدت بھیرہ میں رہا پھر لاہور، پھر بمبئی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب مرحوم علوم تمام پڑھا سکتے تھے مگر شہرت عام ان کی صرف نحو منطق میں تھی۔ مولوی صاحب کی عمر اس وقت تقریباً ۶۰ یا ۷۰ سال کی ہوگی۔

مولوی صاحب کا حلیہ سادہ لباس کھدر کے کپڑے پہنتے تھے۔ مسجد کے حجرہ میں قیام پذیر تھے۔ درویشوں کے ساتھ روٹی کھاتے تھے۔ درویش آدمی تھے۔ نسوار منہ میں بہت ڈالتے تھے۔ پڑھائی کے وقت بھی ان کی نسوار ہماری کتب پر پڑتی تھی۔ حکمت کا کاروبار بھی کرتے تھے۔ سنا ہے کہ آپ کو بہت شوق تھا جو کہ شاید کچھ کامیاب ہو گئے تھے۔ مجھے بھی بتایا تھا مگر میں نے وہ کام کیا نہیں۔ آپ اعوان شریف والوں کے مرید تھے وہاں ہر سال جایا کرتے تھے۔

اپنی بیعت کا ذکر کیا کہ میں نے سنا تھا کہ وہ بہت ولی اللہ ہیں میں وہاں گیا ارادہ بیعت پر مگر ان کے نزدیک نہیں گیا، دور دور رہتا تھا اگر ان کے پاس کچھ ہوا تو خود بخود مجھے بلا لیں گے ورنہ واپس چلا آؤں گا۔ میرے دل میں کسی کی محبت تھی۔ ایک دن علی الصبح حسب معمول حضرت صاحب اپنے حجرہ میں وظائف پڑھ کر جب فارغ ہوئے تو میں مسجد کے ایک کونے میں دور بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت صاحب کے حجرہ میں مسجد کی طرف ایک باری تھی وہ کھول کر مجھے بلاتے ہیں۔ میں جب آپ کے پاس گیا اور بیٹھا تو میری پیٹھ پر ہاتھ مبارک کچھ دیر رکھے رکھا پھر اٹھا کر فرمایا کہ جس چیز کی محبت تیرے دل میں ہے کیا وہ ابھی باقی ہے یا کہ نہیں؟

میں نے عرض کیا کہ حضور، وہ اب باقی نہیں رہی۔ مجھے بیعت بھی فرمائیے۔ آپ نے بیعت

marfat.com

کیا اور ایک وظیفہ بھی عنایت فرمایا جو کہ استاد صاحب نے مجھے بھی بتایا ہے کہ یہ سونا چاندی کے لئے کافی ہوگا۔ استاد صاحب فرماتے ہیں کہ میرے پاس کوئی معقول آمدنی بھی نہیں تھی مگر اس وظیفہ کی برکت سے میں نے بہت سی جائداد خرید کر لی اور حکمت کے کچھ نسخے بھی مجھے عنایت فرمائے جو کہ ایک قبض کشا گولیاں جو کہ میں ہر وقت بنا رکھتا ہوں وہ بہت مفید ثابت ہیں۔ چھوٹے بچوں تک بھی کافی ہیں پیٹ میں کسی قسم کا درد ہو تو فوری آرام آجاتا ہے۔ (۲)

حضرت قاضی محمد ثناء اللہ قادری کا قد درمیانہ، سرخ و سفید رنگت اکہرا جسم اور سفید کھادی کا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ چمڑے کی نوکدار جوتی پہنتے تھے۔ زندگی سادہ اور عاجزی و انکساری سے بسر کی۔ ہمہ وقت یاد خدا اور درس و تدریس میں مصروف رہتے تھے۔ طلبہ سے از حد محبت اور شفقت کا برتاؤ کرتے تھے۔ کسی کا دل کبھی نہیں دکھایا۔ علاقہ بھر کے لوگ آپ کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ نماز باجماعت ادا فرماتے۔ اکثر طلبہ میں سے کسی کو امامت کے لئے منتخب کرتے تھے اگر کوئی طالب علم نہ ہوتا تو خود امامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے لیکن ایسا اتفاق بہت کم ہوتا تھا۔

اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے۔ پنجائن کے قریب ایک ولی اللہ کے مزار پر اکثر حاضری دیتے تھے۔ اس مزار پر حضرت قاضی سلطان محمود قادری اعوان شریف بھی حاضر ہوئے تھے۔ بابا چوہے والا ساکن سابہ راجگان کے مزار شریف پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک روز بوجہ ضعیفی حاضر نہ ہو سکے۔ صبح طلباء نے آپ کو غائب پایا، ادھر ادھر تلاش کیا تو دیکھتے ہیں کہ سابہ کے چند افراد آپ کو گھوڑی پر سوار کئے آرہے ہیں۔ طلباء کے استفسار پر فرمایا۔ میں مزار شریف کی زیارت کے لئے بے قرار ہو رہا تھا کہ زیارت ہوگئی اور راز کو راز ہی رکھا۔

وہاب خاں ساکن بھون ضلع چکوال کے خواب میں آئے اور فرمایا۔ وہاب خان اپنے مکان سے مویشی اور دیگر سامان جلدی نکال لے کہ مکان کا شہتیر ٹوٹنے والا ہے۔ وہ جھٹ بیدار ہوا مویشی و دیگر سامان نکال چکا تو چھت گر پڑی۔

marfat.com

ایک دفعہ آپ نے گھر میں ختم کلام پاک کیلئے چالیس افراد بٹھائے۔ زوجہ محترمہ نے عرض کیا کہ گھر میں سامان خوردونوش موجود نہیں؟

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کوئی سبب پیدا کردے گا۔ یہ کلمات زبان سے ادا ہوئے ہی تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ باہر تشریف لائے تو ڈاکیے نے ایک روپے کا منی آرڈر دیا جس سے خوردونوش کا سامان خرید کر ضیافت کی۔

لنگر شریف کی حدود میں اگر کوئی حقہ نوشی کرتا تو اسے فوراً قے آجاتی تھی۔ امیر پور مگن کا ایک آدمی محمد اشرف نامی آرمی میں ملازم تھا۔ ایک دفعہ یہ چین گیا تو اس کی ملاقات مسجد میں ایک عالم سے ہوئی۔ علیک سلیک کے بعد عالم نے فرمایا کہ میں پنجائن میں حضرت مولانا محمد ثناء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھتا رہا ہوں۔ کھانا طلبہ کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے تھے۔ طلبہ گاؤں سے گدا کر کے کھانا لاتے تھے۔ قرآن وسنت کے مطابق زندگی بسر کی۔ آخر دم تک نماز باجماعت، تہجد، نوافل اور دیگر اوراد و وظائف کی پابندی کی۔

آپ ۱۳۶۵ھ میں فوت ہوئے۔

حضرت قاضی محمد عابد چشتی

آپ قاضی محمد ثناء اللہ قادری کے ہاں تقریباً ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قاضی محمد حسن دین کے صاحبزادے قاضی محمد سراج الدین سے حاصل کی جو آپ کے حقیقی تایا جان تھے۔ والد ماجد سے بھی چند کتب پڑھیں۔ بعد ازاں مینڈھو (۳) بھارت پہنچ کر مروجہ علوم دینیہ کی تحصیل کی۔

بعد از حصول تعلیم اپنے گاؤں موہڑہ کدلتھی میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ ہزارہا طالبان علم ومعرفت نے آپ سے علمی پیاس بجھائی۔ آپ کے بعض تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

marfat.com

۱ مولانا غلام مصطفےٰ ساکن میکی ڈھوک ضلع اٹک

۲ مولانا عبدالخالق ساکن بھترال

۳ مولانا محمود الحسن ساکن چک عمرا

۴ حضرت قاضی محمد رفیق موہڑوی

۵ حضرت پیر عبدالحیٔ روپڑی نقشبندی مدظلہ

ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی کا بیان ہے

مولوی غلام محمد نے موہڑہ کدلتھی میں مدرسہ قائم کیا، ان کے شاگردوں میں قاضی سلطان محمود قادری، اعوان شریف ضلع گجرات والے مشہور و معروف بزرگ ہو گزرے ہیں۔ مولوی غلام محمد صاحب کے بعد مولوی ثناء اللہ اور ان کے بعد قاضی محمد عابد نے ۱۹۶۵ء تک اس مدرسہ کو جاری رکھا۔ (۴)

آپ نے حضرت مجاہد اعظم خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ سے بیعت کی۔ اپنے شیخ سے بہت محبت تھی اکثر سیال شریف حاضر ہوتے تھے۔ شریعت کے پابند تھے۔ اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ اپنے پردادا جان حضرت شیخ غلام محمد چشتی اور قاضی محمد سعد الدین کا عرس مبارک بڑے اہتمام اور خوش اسلوبی سے منعقد کرتے تھے۔

آپ کا قد درمیانہ، گول چہرہ اور رنگ سرخ و سفید تھا۔ داڑھی گول اور خوبصورت تھی۔ سر کے بال بڑے اور خوبصورت تھے۔ لباس سفید چادر اور قمیض پر مشتمل تھا۔

آپ نے ۸ ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۹۷۳ء بروز دوشنبہ انتقال فرمایا اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ (۵)

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے مولف کی درخواست پر تاریخ وفات کہی ہے۔

marfat.com

۷۳ ۱۹

محمد عابد آں پاکیزہ سیرت — نخستہ خصلت و شیریں طبیعت
یگانہ گوہر کان ولایت — یم استغنا، بدر طریقت
دو شنبہ روز بُد ذیقعدہ ہشتم — رواں شد جانب گلزار جنت
خدائے مہرباں برمرقد اُو — بیارد ابر رحمت تا قیامت
پئے سال وصالش گفت ہاتف — بگو فیض الامیں "گنج فضیلت"

۱۳۹۳ھ

آج کل حضرت قاضی محمد رفیق صاحب مدظلہٗ جانشین ہیں۔

بڑے مہمان نواز اور خلیق ہیں۔ بڑے وجیہ اور خوبصورت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اسلاف کے مسلک پر ثابت قدمی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

حواشی

۱ احمد منزوی: فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش جلد دوم مطبوعہ جدید اردو ٹائپ پریس لاہور، ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء، صفحہ ۷۸۹، ۷۹۰

۲ مکتوب خواجہ پیر محمد عبدالحئی نقشبندی مجددی بنام مولف مورخہ ۶ رشعبان المعظم ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۹۱ء، از روپڑ شریف کلاں ضلع راولپنڈی

۳ مینڈھو میں والیان ریاست کے اہتمام سے ایک دارالعلوم قائم تھا۔ جس کے نظم و نسق اور تعلیمی ماحول کے بارے میں آس پاس کے علاقوں میں اچھی رائے پائی جاتی تھی۔ یہ

marfat.com

مدرسہ اس وقت دیوبندی مسلک کا حامل تھا۔

(قاضی عبدالنبی کوکب: حیات سالک مطبوعہ کنول آرٹ پریس، لاہور ۱۹۷۱ء صفحہ ۲۷، ۲۸)

۴ ڈاکٹر محمد حسین للکی، خواجہ محمد سلیمان تونسوی اوران کے خلفاء، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۹ھ، صفحہ ۳۰۵

۵ بندہ مولف نے مورخہ ۲۲/اکتوبر ۱۹۹۱ء موہڑہ کدلتھی جا کر قاضی الحاج محمد رفیق صاحب (سجادہ نشین) سے حالات وواقعات سن کر قلمبند کئے۔ الحمدللہ علیٰ ذلک

نوٹ:

تلامذہ کی فہرست میں نمبر ۱۴، ۱۵ نام حضرت خواجہ عبدالحئی روپڑی صاحب مدظلہ نے شیر پور ایک ملاقات میں بیان فرمائے۔ مولف

marfat.com

باب دوازدہم

حضرت خواجہ سید احمد الدین گانگوی

ولادت اور خاندان

آپ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء کو میانوالی شہر سے چھ میل دور قصبہ گانگی میں پیدا ہوئے۔(۱)

آپ کا سلسلہ نسب اکتیس واسطوں سے غوث صمدانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے آپ کے اجداد میں سے سلطان الاولیاء شیخ جلال الدین گیلانی بغداد شریف سے ہندوستان تشریف لائے اور علاقہ کچھی کلور شریف میں کچھ عرصہ قیام فرمایا اور اپنے صاحبزادے حضرت شیخ غلام علی گیلانی کو یہاں دینی خدمات سپرد کر کے واپس تشریف لائے۔

نسبی سلسلہ میں آپ سادات گیلانی کے اس خاندان کے چشم و چراغ تھے جو اپنی دینی، روحانی اور علمی سرگرمیوں کیلئے ہمیشہ ممتاز رہا ہے۔

تعلیم اور سند فراغت

آپ نے قرآن پاک اپنے ہی گھر میں والد ماجد سید غلام علی شاہ سے پڑھا جو اپنے دور کے بلند پایہ عالم اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ ابتدائی تعلیم بھی والد ماجد سے حاصل کی مگر ان کی علالت طبع اور کثرت اشغال کی وجہ سے مزید تعلیم کیلئے آپ کو پہلے قریبی موضع سیلوان میں جانا پڑا۔ یہاں فارسی علوم مولانا علی محمد سے حاصل کئے۔ صرف و نحو کی کتب شجرہ مضافات مظفر گڑھ میں مولانا غلام رسول سے پڑھیں۔ فقہ، اصول اور منطق کی کتب مولانا عبدالرحمٰن ملتانی سے ملتان شریف میں پڑھیں۔

marfat.com

ازاں بعد جمیع علوم وفنون مع حدیث شریف علامہ الٰہی بخش سے عمر پور ضلع ملتان میں حاصل کئے اور ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء علامہ مذکور سے سند فراغت حاصل کی۔ (۲)

فرنگی محل (لکھنو) اور بھارت کے دیگر شہروں میں قیام کر کے افاضل سے اکتساب فیض کیا۔ ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۸۲ھ میں دہلی سے سند فراغت حاصل کی۔

درس وتدریس

علوم دینیہ سے فراغت کے بعد وطن واپس آئے تو والد ماجد نے آپ کو اپنی مسند پر بٹھا دیا اور جملہ امور دینی ودنیوی آپ کے سپرد فرما دیئے۔ ایک ہفتہ بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ گانگی شریف میں انچاس سال خدمت دین میں مصروف رہے اور تدریس، خطابت، فتویٰ اور تبلیغ دین میں دن رات مشغول رہے۔ کثیر تعداد میں طلباء کو تعلیم دی۔ کابل اور قندھار تک سے طالبان علم کھچ کھچ کر آپ کی خدمت میں آتے رہے۔

میانوالی میں اقامت

گانگی شریف کے زیر آب آجانے کے باعث ترک سکونت کر کے میانوالی شہر میں منتقل ہو گئے اور ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۷ء میں زمین خرید کر ایک عظیم مسجد ومدرسہ کی بنیاد رکھی اور درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ لاتعداد طلبہ نے علمی استفادہ کیا۔ چند معروف تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

تلامذہ

۱ حضرت خواجہ مولانا محمد اکبر علی چشتی میروی (م ۱۹۵۶ء)

marfat.com

۲ حضرت مولانا نور احمد فیصل آبادی

۳ حضرت مولانا فقیر محمد کابلی

۴ حضرت مولانا دولت خان کابلی

۵ حضرت مولانا محمد زاہد خان، دریا خان

۶ حضرت مولانا محمد رمضان کلوروی، کلور شریف ضلع میانوالی (۳)

۷ حضرت خواجہ سید غلام فخر الدین شاہ گانگوی (پسر)

بیعت وخلافت

آپ نے قدوۃ العارفین المرشد الشہیر فی الآفاق سیدنا ومولانا خواجہ محمد الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور مرشد کریم کی خصوصی توجہ سے سلوک کی منزلیں طے کیں اور جامع فضل وکمال بن گئے بالآخر اجازت بیعت اور خلافت سے مشرف ہوئے۔

اَلْیَوَاقِیْتُ الْمُنِیْرِ یہ میں ہے۔

بایع علی یدقدوۃ العارفین المرشد الشہیر فی الآفاق سیدنا ومولنا الخواجہ محمد الدین السیالوی رحمۃ اللہ وشرف عنہ بالاجازۃ فی المعرفۃ والارشاد (۴)

شیخ سے عقیدت

آپ کو اپنے مرشد کریم سے انتہائی محبت اور عشق تھا اور یہی سبب ہے کہ اپنی عمر عزیز کا بیشتر حصہ سیال شریف بسر کیا۔ سفر وحضر میں اپنے مرشد زادے مجاہد اعظم حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ کے ہمراہ رہے۔

marfat.com

مفتی اعظم کا منصب جلیلہ

آپ کے تبحر علمی کے پیش نظر مجاہد اعظم غوث زماں حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ نے آپ کو آستانہ عالیہ سیال شریف کا مفتی اعظم اور قاضی مقرر فرمایا۔ آپ نے نہایت محنت اور کامیابی سے اس منصب جلیلہ کو نبھایا

سلسلہ رشد و ہدایت

مرشد کریم سے خرقہ خلافت کے حصول اور اجازت بیعت کے بعد آپ نے اپنے وطن گانگی شریف میں مخلوق خدا کی بھلائی اور بہتری کیلئے پوری عمر صرف کردی۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

صاحب الیواقیت المہر یہ لکھتے ہیں۔

فبایع علی یدہ خلق کثیر

واخذعنہ اعلام العصر الفیوضات الباھرۃ وھو محدث جلیل رافع الاعلام علی معارج التقوی والتحقیقاۃ العلمیۃ کثرۃ فائدۃ لمسلک اھل السنہ الصوفیہ البریلویۃ (۵)

علمی مقام

آپ حدیث اور فقہ میں امتیازی مقام کے مالک تھے۔ مخالفین بھی آپ کے علم و فضل کے معترف اور قائل تھے۔ آپ کی تحقیقات پاک و ہند کے تمام علماء میں مشہور اور مسلمہ تھیں۔ ہندوستان تک سے لوگ فتویٰ طلب کرتے تھے۔ معاصر علماء آپکا انتہائی احترام کرتے تھے۔

علمائے وقت کا اگر کسی فقہی مسئلہ میں اختلاف ہوجاتا تو محاکمہ کے لئے اکثر علماء آپ ہی کی طرف رجوع کرتے۔ آپ علمی تحقیق سے جب مسائل کا حل فرماتے تو فریقین علماء مطمئن ہوجاتے

marfat.com

چنانچہ آپ جہاں کہیں بھی مشائخ وعلماء کے اجتماع میں تشریف لے جاتے تو سناٹا چھا جاتا۔

معمولات

آپ کو بچپن سے ہی عبادت وریاضت سے دلی لگاؤ اور انس تھا لیکن مرشد کریم کی توجہ سے تہجد، چاشت، اشراق، اوابین اور حفظ الایمان کی سختی سے پابندی کرنے لگے۔ اس کا اثر مدرسہ کے طلبہ پر بھی ہوا اور وہ بھی شب خیز اور تہجد گزار بن گئے۔ اکثر بزرگوں کا کہنا ہے کہ طلباء میں جنات بھی شامل تھے۔

ابتدائے شباب سے آخر تک تہجد اور اشراق وغیرہ اور خاندان چشت اہل بہشت کے تمام اوراد و وظائف اور معمولات کے پابند رہے۔ رمضان شریف میں نماز تراویح باجماعت ادا فرماتے تھے۔ تین گھنٹے رات اور دو گھنٹے دن آرام فرماتے تھے۔ دو گھنٹے دن میں تصوف کی کتب کا مطالعہ بھی فرماتے تھے۔ باقی تمام وقت ذکر وعبادت میں صرف ہوتا تھا۔

قومی وملی تحاریک میں حصہ

تحریک خلافت میں مجاہد اعظم غوث زمان حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ کی معیت میں بھرپور حصہ لیا۔ تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

''الیواقیت المہریہ'' کا مصنف لکھتا ہے

سعی کل سعی فی استحصال باکستان (۶)

ترجمہ: حصول پاکستان میں ہر ممکن سعی کی۔

تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن، ملت بیضا کے بہی خواہ مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی مدظلہ العالی تحریک قیام پاکستان میں آپ کی خدمات کا اعتراف یوں کرتے ہیں۔

marfat.com

تحریک آزادی کی ابتداء سے لے کر انتہا تک ہمارے بزرگوں نے لازوال قربانیاں دی ہیں تحریک پاکستان کے پچاس سال میرے سامنے میرے ہاتھ کی طرح ہیں، جن میں برصغیر کے ہمارے بزرگان، علمائے کرام، مشائخ عظام نے آزادی کی تحریک کی کامیابی کے لئے دن رات ایک کر دیا اور اسی تحریک آزادی میں ہمارے ضلع میانوالی کے اہل سنت بزرگوں حضرت مولانا خواجہ محمد اکبر علی، مولانا خواجہ احمد الدین گانگوی، پیر صاحب آف میل شریف اور پیر صاحب آف میہ شریف، پیر صاحب آف بھور شریف اور دیگر بزرگان اہل سنت رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنے ہزاروں مریدوں کے ساتھ تحریک پاکستان کے لئے اپنی خدمات وقف کر دیں۔ (۷)

اخلاق

آپ صحیح معنوں میں علمائے سلف کی یادگار تھے۔ مسلک کے معاملہ میں کسی لچک کے قائل نہیں تھے۔ آپ کی حق گوئی اور بے باکی ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔

عمر بھر کسی قسم کا خوف اور لالچ آپ کو متاثر نہ کر سکا۔ ہمیشہ قرآن وسنت اور بزرگان دین کے اقوال کی روشنی میں کلام فرماتے تھے اور آپ کی تقریر اس قدر موثر ہوتی کہ سامعین کے دلوں میں اتر جاتی تھی۔ علمی اور روحانی کمالات کے باوجود آپ انکسار اور تواضع پر کاربند تھے۔

فتاویٰ نویسی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ مخالفین کے اعتراضات پر بہترین مدلل اور بے نظیر فتاویٰ تحریر فرمائے۔ الغرض آپ کی زندگی میں مذہب حقہ اہل سنت وجماعت (بریلوی) کے علاوہ کسی فرقہ کو پھلنے پھولنے کا موقع نہ ملا۔

''برکات سیال'' میں ہے۔

مولوی احمد دین صاحب گانگوی، میانوالی کے رہنے والے اور عالم اجل ہیں۔ پہلے حضرت اشرف الاولیاء سے بیعت کی پھر تجدید جناب ضیاء الاولیاء، کے ہاتھ پر کی۔ فریضہ حج ادا کر چکے

marfat.com

ہیں۔ سیال شریف حاضر ہوتے ہیں تو فتاویٰ لکھنے کا کام انھی کے سپرد ہوتا ہے۔

جواز سماع میں حضور کے ارشاد بلکہ آپ سے چند ایک اشارے لے کر ایک رسالہ لکھا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ متواضع اور خوش خلق ہیں اور سیدھے سادے بھولے بھالے بھی بہت ہیں۔ (۸)

حضرت ثالث خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ کے سفر و حضر کے ساتھی رہے۔ آپ کو اپنے پیرزادہ سے انتہائی محبت تھی۔ بہت بڑے عالم، شریعت مطہرہ کے پابند اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔

کرامات

آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ اپنے کمالات اور کرامات چھپانے میں کوشاں رہتے تھے۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت تو یہ ہے، جس پر آپ عمر بھر قائم اور مستحکم رہے یعنی اپنی زندگی کے آخری سال تک جب کہ آپ کی عمر ایک سو اٹھارہ سال تھی۔ سخت کمزوری اور عمر رسیدگی کے باوجود ہر نماز پنجگانہ کیلئے مسجد میں خود چل کر آتے۔ بغیر کسی ظاہری سہارا کے خود ہی وضو فرماتے اور ہر نماز انتہائی پابندی سے باجماعت ادا فرماتے۔ نماز شروع کرنے سے پہلے قدرے کمزور معلوم ہوتے لیکن جب نماز کی نیت باندھ لیتے تو قیام، رکوع اور سجود جوانوں کی طرح ادا فرماتے۔ ظاہر ہے ان سب اشغال کا باوجود کبرسنی کے باقاعدگی سے ادا کرنا بذات خود کرامات سے کم نہیں۔

لوگ اپنی مشکل ترین حاجات لے کر آتے اور مشکل کشائی کے لئے نذریں مانتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کی برکت سے حاجتیں پوری کر دیتا۔

ایک دفعہ آپ آیت کریمہ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ کی تفسیر فرما رہے تھے تو جوش میں آ کر فرمایا۔ آج بھی بفضلہٖ تعالیٰ مقبولان الٰہی کی خانقاہیں اور آستانے قبولیت دعا کے مراکز ہیں۔

اس پر ایک صاحب مسمی مولوی بہار علی ساکن ترگ، جو ساٹھ سال کی عمر پر پہنچ جانے کے باوجود اولاد نرینہ سے محروم تھے، نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔

marfat.com

حضور، میں تو بڑے بڑے مقبولان الٰہی کے آستانوں پر دھکے کھا چکا ہوں اور تا حال اولاد نرینہ سے محروم ہوں۔

آپ نے فرمایا تو سخت کنجوس ہے۔ کسی کو کچھ بھی نہیں کھلا سکتا، پھر سخیوں کے سخی آستانوں کا کیوں شکوہ کرتا ہے؟

مولوی صاحب نے عرض کیا۔

حضور، میں تو پورے درس کو پیٹ بھر کر حلوہ کھلاؤں گا۔ آپ نے فرمایا تو اگلے سال آج ہی کی تاریخ یعنی ۱۱ر جمادی الاوّل کو اپنا وعدہ پورا کر دینا چنانچہ اگلے سال ۱۰ر جمادی الاوّل کو مولوی صاحب کے ہاں بفضلہٖ تعالیٰ فرزند پیدا ہوا اور ۱۱ر جمادی الاوّل کو شرکائے درس حلوہ کھا رہے تھے۔

آپ کی حیات طیبہ میں آپ کے صاحبزادگان کے ہاں کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ میرے بیٹوں کے ہاں اولاد نرینہ ہوگی لیکن میری آنکھیں نہ دیکھیں گی یعنی میری زندگی میں نہ ہوگی۔ آپ کے وصال شریف سے ایک سال بعد آپ کا پوتا صاحبزادہ سید نعیم الدین شاہ پیدا ہوا۔ اس کے بعد آپ کے مزید پوتے ہوئے۔

مرض اور کوائف وصال

زندگی کے آخری ایام شدت بخار اور نقاہت کے باعث بے ہوش رہے۔ آنکھیں بند رہیں مگر ہونٹ حرکت میں رہے۔ انگوٹھا اور شہادت کی انگلی بھی ہلتی رہی، گویا تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ جب نماز کا وقت آتا تو کانوں تک ہاتھ اٹھا کر باندھ لیتے اور رکوع و سجود اشاروں سے ادا فرماتے، یہ سب کچھ بے ہوشی میں ہوتا، آنکھیں بند رہتیں۔ ہر نماز پوری رکعتوں سے ادا ہوتی رہی۔ آخری روز وصال سے چند گھنٹے پہلے آنکھیں کھولیں اور تاریخ اور دن پوچھے۔ جواب پا کر فرمایا۔ کیا میں اپنے گھر میں ہوں۔ عرض کیا گیا کہ آپ اپنے گھر میں ہی تو ہیں۔

marfat.com

فرمایا۔ یہ گھر میں چھوڑنا چاہتا ہوں، اس گھر میں شریعت مطہرہ کا پوری طرح اتباع رہے۔

مجھے اپنے گھر لے چلو اور میرے آقازادہ حضرت سجادہ نشین سیال شریف اگر تشریف لائیں تو عرض کرنا کہ حضور! اگر نماز جنازہ نہیں پڑھائی تو قبر پر دعائے مغفرت فرمائیں۔

بہ جنازہ گر نہ آئی بمزار خواہی آمد

یہ فرماتے ہوئے پھر آنکھیں بند کرلیں لیکن ہونٹ پھر ذکر الٰہی سے چلنے شروع ہوئے۔

وصال شریف

آخر ۴ر رجب المرجب ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۸ء بروز شنبہ سوا ایک بجے بعد از دوپہر ذکر کرتے ہوئے جان عزیز جان آفریں کے سپرد کردی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

جنازہ

حضرت شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے رات کو ہی سیال شریف سے روانہ ہوگئے لیکن راستے میں موٹر خراب ہوجانے کی وجہ سے دیر سے اس وقت تشریف لائے جب آپ کو نماز جنازہ کے بعد لحد میں اتارا جاچکا تھا چنانچہ حضرت شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ نے قبر شریف پر فاتحہ پڑھی اور دعائے مغفرت فرمائی۔

جنازہ میں شرکت کرنے والے مسلمانوں کی اسقدر کثیر تعداد تھی کہ شہر میں جگہ کی قلت کے باعث شہر سے باہر میدان میں نماز جنازہ ادا ہوئی۔ (۹)

قطعہ تاریخ وفات

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے تاریخ وفات کہی ہے

marfat.com

مسند نشین عشق خواجہ سید احمد الدین گانگوی

۱۹۶۸ء

ہوئے احمد دین آہ دنیا سے رخصت سدا ان کی مرقد پہ نازل ہو رحمت

جو پوچھا سن وصل فیض الامیں نے خرد نے کہا "رحلت نیک سیرت"

۱۳۸۸ھ

مدفن

آپ کا مزار مبارک مدرسہ شمس العلوم جامع مسجد گانگی شریف (میانوالی) میں ہے جو آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ مرقد معلیٰ پر خوبصورت گنبد بنا ہوا ہے۔ جو جامع مسجد کے شمالی گوشہ میں واقع ہے۔ بندہ مولف ایک بار حاضری دے چکا ہے۔ بہت سکون اور روحانی فرحت نصیب رہی۔

تصانیف

آپ نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا اور حق تحقیق ادا کیا۔ آپ کی مطبوعہ تصانیف درج ذیل ہیں۔

۱ اسلامی بیت المال مطبوعہ ہمدرد پریس کوچہ چیلاں دہلی

عشر وزکوٰۃ کے موضوع پر بہترین کتاب ہے۔ یہ کتاب مجاہد اعظم حضرت خواجہ حافظ ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ کے حسب ایماء لکھی گئی۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

اس نظم شرعی کی ابتری کا سب سے پہلے جس کو خیال آیا وہ زیب آرائے مسند دربار سیال شریف ہیں یعنی عالیجناب شیخ المشائخ محمد ضیاء الحق والدین صاحب سجادہ نشین دربار سیال شریف مدظلہ العالی کہ ان کے ارشاد اور ایماء پر یہ رسالہ مرتب کیا جاتا ہے۔

جس میں ضرورت اقامت بیت المال کے علاوہ ضروری مسائل عشر وزکوٰۃ بھی درج کئے

marfat.com

جائیں گے۔اس مقصداور مسائل کی توضیح میں ہم مختلف ابواب قائم کرتے ہیں، جس سے مسلمان ایک اہم فریضہ اسلامی سے واقف ہوکر اپنی حالت کی اصلاح کر سکتے ہیں۔(۱۰)

بندہ مولف کے کتب خانہ میں مذکورہ کتاب موجود ہے۔

۲ ضیاء شمس الانوار فی تحقیق سماع الابرار والفجار، مطبوعہ منوہر پریس سرگودہا ۱۹۲۴ء

اس رسالہ کے بارہ میں رئیس المناظرین مولانا مولوی محمد کرم الدین دبیر رئیس بھیں ضلع چکوال لکھتے ہیں۔

چنانچہ ایک رسالہ ''خیر النواہی فی حُرمۃ الملاہی'' مولوی محمد عین القضاۃ حیدرآبادی نے دربارہ حرمت غناء تصنیف کر کے دلائل حرمت غناء کی بھرمار کردی پھر اس کے جواب میں مولانا احمد دین گانگوی سیالوی نے رسالہ ضیاء شمس الانوار فی تحقیق سماع الابرار والفجار تصنیف کر کے رسالہ مذکورہ کے دلائل کے پرخچے اڑا دیئے۔یہ رسالہ اس وقت میرے سامنے ہے اور اس کے ہوتے ہوئے اب اس بارہ میں کسی جدید رسالہ کی تالیف کی ضرورت نہیں ہے۔(۱۱)

۳ حرمت تعزیہ داری

آپ کی ان تصانیف کے علاوہ مسئلہ علم غیب، حاضر وناظر، استغاثہ بحضور سید الکونین ﷺ، تین طلاقیں بیک وقت دینے اور دیگر موضوعات پر آپ کی تصانیف تاہنوز زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکیں۔ آپ نے حضرت مجاہد اعظم خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ کے بارہ میں اپنی معلومات اور ذاتی مشاہدات بھی قلمبند کئے، جو آپ کے ذخیرہ کتب میں محفوظ ہیں۔بسیار کوشش وسعی کے باوجود خاکسار مولف کو یہ چیزیں دستیاب نہ ہوسکیں۔آپ کے فتاویٰ، مکتوبات وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔

حضرت ثالث سیالوی کا گانگی میں وُرودِ مسعود

حضرت شیخ الاسلام سیالوی نے فرمایا۔حضرت مولانا احمد الدین گانگوی کے صاحبزادہ کی شادی

marfat.com

22B

پر حضرت ثالث غریب نواز خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی گانگی شریف تشریف لے گئے تو اس وقت مولانا گانگوی کا صرف ایک مکان تھا جس میں رات کو آپ کو ٹھہرایا گیا اور اپنی اولاد کو سردی کے موسم میں سرکنڈوں کی جھونپڑی بنا کر اس میں سلا دیا۔ صبح جب حضرت ثالث سیالوی نے استفسار فرمایا۔ مولوی صاحب! آپ کے بال بچے نے رات کہاں گزاری ہے تو جواباً عرض کیا۔ غریب نواز! یہیں آپ کے پڑوس میں۔ دوبارہ پوچھا کہ اور مکان تو تھا نہیں، کہاں رات گزاری؟ عرض کیا۔ بال بچوں کے اردگرد سرکنڈوں کے گٹھے اکٹھے کر دیئے تھے۔ چونکہ آپ نے مولوی صاحب کو نوازنا تھا لہٰذا رات کو کچھ نہ فرمایا۔ صبح ان کی زبانی سننے پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ یہ واقعہ ۱۹۲۶ء کا ہے۔ حضرت ثالث سیالوی نے ارشاد فرمایا ۱۹۲۷ء آنے والا ہے۔

جب دوسرے تیسرے سال ہم تونسہ شریف عرس مبارک سے واپس آئے تو اس وقت مولوی صاحب کے مکانات کا ایک محلّہ بن چکا تھا۔ پختہ مکانات اعلیٰ پیمانہ پر تعمیر ہو چکے تھے۔

حضرت ثالث سیالوی قدس سرہٗ نے مولانا احمد الدین گانگوی کو خاموشی ہی خاموشی میں نظر کرم سے نواز دیا (۱۲)

سجادہ نشین

آپ کے وصال شریف کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ سید غلام فخر الدین شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہوئے

حواشی

۱ مولانا غلام مہر علی گولڑوی، اَلثَّوْرَۃُ الْھِنْدِیَّۃُ یعنی اَلرِّسَالَۃُ الْغَدْرِیَّۃُ مع شرحھا الیواقیت المھریۃ مطبوعہ کلیم آرٹ پریس، ملتان صفحہ ۱۴۰

۲ ایضاً، صفحہ ۱۴۰

marfat.com

۳ ایضاً، صفحہ ۱۴۰

۴ ایضاً، صفحہ ۱۴۰

۵ ایضاً، صفحہ ۱۴۰

۶ ایضاً، صفحہ ۱۴۰

۷ جمعیت العلماء پاکستان، میانوالی کے ضلعی کنونشن سے مولانا نیازی کا خطاب مطبوعہ درروزنامہ نوائے وقت لاہور مجریہ ۱۰ر صفر المظفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۵ر اکتوبر ۱۹۸۶ء، کالم نمبر ۷، صفحہ ۲

۸ مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری، برکات سیال مطبوعہ نگینہ پریس، جالندھر ۱۳۴۴ھ، صفحہ ۴۲

۹ مولانا سلطان احمد فاروقی، تذکرہ اولیائے چشت مطبوعہ تجارت پریس، لاہور (بار پنجم) صفحہ ۲۶۲

۱۰ مولانا احمد الدین گانگوی، اسلامی بیت المال مطبوعہ ہمدرد پریس دہلی، صفحہ ۶

۱۱ مولانا کرم دین دبیر، هَدِيَّةُ الْاَصْفِيَاء فِي مَسْئَلَه سِمَاعِ الصُّلَحَاء مطبوعہ مسلم پرنٹنگ پریس لاہور، صفحہ ۴، ۵

۱۲ مفتی غلام احمد سیالوی، انوار قمریہ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء، صفحہ ۲۷۵

marfat.com

باب سیزدہم

حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰن چشتی

ولادت اور خاندان

حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰن چشتی قدس سرہ ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۳۲ء کو محمدی شریف تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔(۱)

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔

مولانا میاں عبدالرحمٰن بن غلام محی الدین المعروف میاں غلام بن خدا یار بن کریم بخش بن خیر محمد بن سعد اللہ بن میاں حافظ امام الدین صاحب بن حافظ الہٰ داد رحمہم اللہ تعالیٰ

حضرت حافظ میاں امام الدین اور درس قرآن

گیارہویں صدی ہجری میں ایک بلند پایہ بزرگ حضرت حافظ میاں امام الدین رحمۃ اللہ علیہ المعروف میاں ماندی ہوگزرے ہیں اپنے علاقے کے مشہور و معروف صاحب کرامت بزرگ تھے۔ حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے جو بزرگ اس دور میں صاحب مجاز تھے۔ان سے حضرت میاں حافظ امام الدین رحمۃ اللہ علیہ فیض یافتہ تھے۔سلسلہ سہروردی تھا۔

حضرت فقیر میاں حافظ امام الدین موضع تنگی والا علاقہ بکھر بار تحصیل شاہ پور ضلع سرگودہا میں کھوکھر قوم کے ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں حاصل کی چونکہ میلان طبع تصوف کی طرف تھا۔اس لئے کسی مرد کامل کی تلاش میں نکلے اور ملتان میں حضرت بہاؤالدین

marfat.com

زکریاملتانی کی اولاد میں سے اس درگاہ کے سجادہ نشین سے بیعت ہوئے اور مرشد کامل کی صحبت میں ایک طویل عرصہ رہے۔شیخ کی خدمت گاری کے فرائض بھی آپ کے ذمہ تھے، جب آپ کی تربیت کے ایام پورے ہوگئے تو مرشد نے آپکو خلق خدا کو راہ راست دکھانے کی غرض سے ایک طویل سفر کرنے کا حکم دیا اور ایک شیشم کا عصا عطا فرمایا۔

جب آپ نے رہبر کامل سے اپنے قیام کے بارے میں دریافت کیا تو جواب میں مرشد نے فرمایا۔

''جب آپ نماز پڑھیں تو عصا زمین میں گاڑ دیں، جب چلنے لگیں تو عصا ہاتھ میں پکڑ کر چل پڑیں۔اللہ تعالیٰ آپ سے جس علاقے میں دین کا کام لینا چاہیں گے وہاں آپ کا یہ عصا سرسبز ہو جائے گا اور وہی مقام آپ کا مسکن ہوگا اور اس پر بیٹھ کر آپ نے لوگوں کو راہِ حق دکھانی ہوگی۔''

مرشد کامل سے یہ ہدایت لینے کے بعد آپ ملتان سے پیدل چل پڑے۔تن تنہا جنگلوں بیابانوں میں سے گزرتے گزرتے جس مقام پر اب قریہ محمدی شریف آباد ہے، یہاں پہنچے تو اس مقام پر چوہدری سلطان نامی ایک مقامی زمیندار کا رہٹ چل رہا تھا۔چوہدری سلطان نزد یکی آبادی قلعہ کنگراں کا زمیندار تھا اور چدھڑ قوم سے تعلق رکھتا تھا۔

اس رہٹ پر میاں حافظ امام دین نے ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے وضو کیا اور اپنا عصا زمین میں گاڑ دیا۔نماز سے فراغت کے بعد جب چلنے کا قصد کیا اور عصا کو زمین سے کھینچا تو معلوم ہوا کہ عصا تو بحکم الٰہی سبز ہو چکا ہے۔تب آپ نے مرشد کی ہدایت کے مطابق یہاں مستقل قیام کا ارادہ کیا۔چوہدری سلطان کو اپنے شیخ کامل کا فرمان بتا دیا۔پہلے پہل چوہدری سلطان نے زبردست مزاحمت کی اور جاگیر میں مداخلت بے جا تصور کرنے لگا مگر بالآخر مرد خدا کے ساتھ تعاون کرنا پڑا۔آپ کا گاڑا ہوا عصا پھوٹ کر درخت بن گیا۔ایک طرف خشک عصا تن آور شیشم کا درخت بن گیا۔دوسری طرف تعلیمات قرآن اور شریعت مصطفےٰ ﷺ کا لگایا ہوا پودا ایسی ہی رحمتوں اور برکتوں کے

marfat.com

ساتھ ثمر آور ہوا، جسکے سایے میں ہزاروں گم گشتہ ستائے۔

حضرت میاں امام الدین کو قرآن مجید سے ایک خاص قلبی لگاؤ تھا۔ قرآنی تعلیمات کے فروغ، درس قرآن کا سلسلہ آپ نے تنہا شروع کیا۔ لوگ جوق در جوق قرآنی تعلیمات حاصل کرنے کے لئے فقیر صاحب کی خدمت میں آنے لگے۔

حضرت حافظ میاں امام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہمیشہ ایک مصلّی (صاحب سجادہ) چلا آ رہا ہے۔

حضرت حافظ میاں بدرالدین نقشبندی

حضرت میاں عبدالرحمٰن چشتی قدس سرہٗ کے نانا جان تھے۔

آپ اپنے دور کے بڑے با اخلاص، زاہد اور متقی پرہیز گار بزرگ تھے۔ حلال خوراک کی تلاش آپ کا خصوصی وصف تھا۔ حافظ صاحب موصوف نے یہ اوصاف حمیدہ اپنے شیخ شمس الدین چکی شیخ جی والے قدس سرہٗ سے حاصل کئے تھے۔ چکی شیخ جی لاوہ ضلع اٹک کا داخلی موضع ہے۔ چکی شیخ جی میں حضرت شیخ قُل احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۵۰ھ میں ایک عظیم دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ آپ اپنے دور کے ایک متبحر عالم اور شیخ طریقت تھے۔ آپ کے اکلوتے فرزند حضرت شیخ شمس الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مدرسہ کو بام عروج پر پہنچایا۔ دور دراز مقامات سے شائقین علم و معرفت کھچے چلے آتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء میں چکی شیخ جی میں ہوئی۔

حضرت شیخ شمس الدین تقریباً تیرھویں صدی ہجری کی ابتدا میں نہایت متقی، صاحب ورع نقشبندی بزرگ گزرے ہیں۔ حافظ بدرالدین ان سے فیض یافتہ اور صاحب مجاز تھے۔ تیرھویں صدی کا وسط آپ کا بابرکت دور تھا۔ وجہ یہ ہے کہ حافظ بدرالدین صاحب کے دست مبارک سے جو قصیدہ بردہ شریف (مع ترجمہ پنجابی اشعار کے) تحریر شدہ ہے۔ اس پر حافظ صاحب موصوف نے اپنے

marfat.com

دستخطوں کے ساتھ ۱۲۶۲ھ تاریخ درج فرمائی ہے۔

برادران

حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰن چشتی قدس سرہٗ تین بھائی تھے۔

آپ سب سے بڑے تھے پھر حافظ عبدالکریم صاحب تھے اور سب سے چھوٹے میاں عبدالرحیم صاحب تھے۔

حافظ میاں عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے صالح اور شریف النفس فرد تھے اور حافظ القرآن تھے۔ ان کی اولاد میں بڑے لڑکے غلام فرید تھے جو حافظ قرآن مجید تھے بقدر ضرورت دینیات پڑھے ہوئے تھے۔ حافظ عبدلکریم کے دولڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ بقضاء الٰہی سب فوت ہو گئے۔

محمدی شریف کی وجہ تسمیہ

حضرت حافظ میاں امام الدین سھروردی کے نام نامی کے ساتھ یہ قریہ منسوب ہے۔ پرانے کاغذات وتحریرات میں اس کا نام ''موضع امام الدین'' لکھا جاتا تھا۔ بعد میں عوام الناس نے تخفیف لفظی کرتے ہوئے اس نام کو ''میاں مائدی'' بنادیا جس کو اہل علم حضرات نے ''محمدی شریف'' کے نام سے موسوم کیا۔

حافظ محمد امیر کی سیال شریف حاضری اور خدمتِ شیخ

حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰن چشتی کی برادری کے ایک قریبی رشتہ دار یعنی ایک نانا بزرگوار مذکور کے پوتے حافظ محمد امیر بن محکم دین بن حافظ بدرالدین گھر سے روپوش ہو کر کہیں چلے گئے تھے تو ان کی تلاش کیلئے حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰن چشتی نے سفر اختیار فرمایا اور مختلف مواضعات سے

marfat.com

ہوتے ہوئے علاقہ خوشاب کے ایک دیہات میں پہنچے۔اس علاقے میں جا کر معلوم ہوا کہ یہاں ایک بزرگ بستی سیال شریف میں رہتے ہیں اور وہاں درس و تدریس کا کام بھی ہوتا ہے، اس اطلاع پر آپ وہاں تشریف لے گئے تو وہاں حافظ محمد امیر سے ملاقات ہوئی اور حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کا شرف زیارت بھی حاصل ہوا۔حافظ محمد امیر نے اپنا حال احوال بیان کیا اور ذکر کیا کہ میں تو حضرت خواجہ سیالوی سے بیعت ہو چکا ہوں اور میں نے یہاں مستقل اقامت کا ارادہ کر لیا ہے۔

حافظ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کی خدمات بڑے اخلاص سے سرانجام دیتے تھے۔خصوصاً دو کام حافظ صاحب موصوف کے سپرد تھے۔ایک تو قرآن مجید کے مدرس تھے اور دوسرے حضرت شیخ کی طہارت اور وضو کے لئے کوزہ بھرنے کی سعادت ان کو نصیب تھی۔

دربار عالیہ پر قرآن مجید کا جو درس قائم تھا۔اس میں حضرت شیخ کی اولاد پاک میں سے صاحبزادہ محمد امین سیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حافظ محمد امیر کے ہاں پڑھتے تھے۔ایک دفعہ حافظ محمد امیر نے صاحبزادہ صاحب کو کسی غلطی کی وجہ سے پیٹا، جس پر حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ حافظ محمد امیر چشتی سے سخت ناراض ہو گئے اور حافظ صاحب اس وجہ سے کچھ وقت کیلئے غائب ہو گئے اور حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے حضور میں مفوضہ خدمت سرانجام نہ دے سکے۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نے حافظ محمد امیر چشتی کو یاد فرمایا اور حاضر نہ ہونے کی وجہ دریافت فرمائی تو خدام نے عرض کیا کہ اس طرح واقعہ ہوا ہے اور حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی ان سے ناراض ہوئے ہیں۔حضرت خواجہ سیالوی نے حافظ محمد امیر چشتی کو بلوایا اور خطا درگزر کرتے ہوئے فرمایا۔جس کا مفہوم یہ تھا کہ ''سزا دینے میں بچوں کی ہڈیاں نہ توڑیں، باقی معاف ہے''۔

حافظ محمد امیر چشتی تاحین حیات اسی خدمت پر مامور رہے اور ان کا انتقال بھی سیال شریف میں ہی ہوا اور گورستان دادا باغ میں مدفون ہیں۔

marfat.com

حافظ محمد امیر چشتی کا ذکر مرآۃ العاشقین میں

حضرت حافظ محمد امیر چشتی کا ذکر مرآۃ العاشقین میں بھی ملتا ہے۔

حافظ امیر نے عرض کیا۔ افسوس کہ میں تحصیل علم سے بے بہرہ رہا ہوں۔ خواجہ شمس العارفین نے فرمایا۔

تمہیں معلوم نہیں کہ اکثر لوگ علم و فضل کے باوجود قرب حق تعالیٰ سے محروم رہے ہیں۔ علم کی اصل حسن اعتقاد ہے۔ پس طالب صادق کو چاہئے کہ حسن اعتقاد حاصل کرنے میں فراواں کوشش کرے اور اطاعت شیخ میں اپنے ظاہر و باطن کو مشغول رکھے تا کہ حق تعالیٰ اسے قسم قسم کے علوم سے فیض یاب کرے۔

بقول مولانا روم ؎

چوں کنی خدمت، بخوانی یک کتیب
ع لمہائے نادرہ یابی زجیب

ترجمہ: جب تو شیخ کی خدمت میں اطاعت کی کتاب پڑھ لے گا تو تیرے دل سے عجیب و غریب علوم خود بخود پھوٹنے لگ جائیں گے۔

پھر خواجہ شمس العارفین نے فرمایا کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے عجز و انکسار سے خدا کے حضور التجا کی کہ مجھ ناچیز کو وہ علم نصیب کر، جس کی برکت سے میری دعا تیرے حضور مستجاب ہو۔ ایک دن ان کے مرید حضرت حبیب عجمی امامت کر رہے تھے کہ خواجہ حسن بصری تشریف لائے لیکن انھوں نے جماعت میں اس لئے شمولیت نہ کی کہ حبیب عجمی قرآن صحیح نہیں پڑھتے تھے۔ غیب سے آواز آئی کہ اے میرے دوست! دعاؤں کو قبول کرانے والے جس عمل کی تمہیں خواہش تھی وہ یہی تھا کہ تم حبیب عجمی کے پیچھے نماز پڑھتے لیکن تم نے حبیب کو جاہل سمجھ کر اس عمل کو ضائع کر دیا ہے

marfat.com

حالانکہ میرے حضور میں اس کا عقیدہ تمہارے عقیدے سے فائق ہے

اس حکایت کے بعد حافظ امیر کے دل کو سکون ہوا اور وہ دل و جان سے خواجہ شمس العارفین کی خدمت میں مشغول ہوا (۲)

مرآۃ العاشقین صفحہ ۲۱۰ پر ہے۔

بعد ازاں حافظ امیر نے عرض کیا کہ سید جلال قریشی عرض کرتا ہے کہ بندہ حقیر کو بھی اپنے کان دربار سے خیال کرتے ہوئے کبھی کبھی یاد فرمالیا کریں چونکہ اس کے قول و فعل میں تضاد تھا اس لئے آپ نے فرمایا۔

سالک کو چاہئے کہ اپنے آپ کو سگ سے تشبیہ نہ دے بلکہ انسانیت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

تعلیم و تربیت

آپ نے علوم متداولہ لاہور کے علماء سے حاصل کئے۔ (۳)

خاندانی سجادہ

آپ خاندانی روایات کے اعتبار سے اپنے نانا جان حضرت حافظ میاں بدرالدین نقشبندی کے قائم مقام ہوئے۔ مسجد کی آبادی دینی درس اور حفظ القرآن وغیرہ امور آپ کی نگرانی میں جاری تھے۔

بیعت

سیال شریف میں حافظ محمد امیر چشتی کے قیام کی وجہ سے یہ تعارف قائم ہوا اور حضرت خواجہ شمس العارفین کی بابرکت مجلس میں شریک ہوئے۔ اس اثناء میں حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰن نے روحانی

marfat.com

تعلق قائم کرتے ہوئے حضرت خواجہ سیالوی سے شرف بیعت حاصل کیا۔

شیخ سے محبت

پھر یہ سلسلہ دائماً چلتا رہا۔شوق وذوق میں اضافہ ہوتا گیا۔آپ کو اپنے شیخ کامل کیساتھ کمال عقیدت تھی اور حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کی خدمت معلیٰ میں کثرت سے حاضر ہوتے تھے اور اپنے اشتیاق کی پیاس بجھاتے اور فیض مجلس سے سیراب ہوتے تھے۔

پھر اس طرح علاقہ ہذا سے اور بھی لوگ میاں صاحب موصوف کی معیت میں حضرت خواجہ شمس العارفین کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔میاں صاحب موصوف نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت مولانا میاں عبدلغفور کو بھی صغرسنی میں ہی اپنے شیخ کی خدمت میں پیش کیا،جنھوں نے بیعت سے تشرف حاصل کیا۔

ایک دفعہ حضرت میاں صاحب اپنے شیخ حضرت خواجہ شمس العارفین کی خدمت عالیہ میں اپنے لڑکے میاں عبدالغفور سمیت حاضر ہوئے یہ صغیرالسن تھے تقریباً سات آٹھ سال عمر ہوگی۔حضرت شیخ کے حضور جیسے خود مودبانہ دوزانو بیٹھے تھے،اسی طرح اپنے لڑکے مذکور کو بھی نہایت ادب کے ساتھ دوزانو شکل میں اپنے ساتھ بٹھلایا۔حضرت شیخ نظرِ عنایت فرما رہے تھے۔

اسی اثناء میں حضرت شیخ کے پوتے صاحبزادہ محمد امین سیالوی حضرت کی مجلس میں طفلانہ انداز میں اچھلتے کودتے ہوئے پہنچے تو حضرت شیخ نے اپنے عزیز پوتے کو فہمائش کرتے ہوئے فرمایا۔

''تم بھی آرام سے مجلس میں اسی طرح بیٹھو،جس طرح (میاں عبدالغفور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) وہ کھوکھر لڑکا ادب سے بیٹھا ہوا ہے''

marfat.com

حصول برکات کا یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا اور اوراد و وظائف حاصل ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ کو حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ سے اپنے سلسلہ کی اجازت بیعت بھی نصیب ہوئی۔

حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰن چشتی کو ایک نسبت نیابت اپنے نانا جان حافظ بدرالدین سے حاصل تھی اب دوسری نسبت اپنے شیخ کامل حضرت ثانی سیالوی کے دربار سے فیضان ہوئی۔ اس طریقہ سے دو نعمتوں سے متمتع ہوئے۔ (۴)

حضرت ثانی لاثانی سیالوی سے عشق

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے وصال شریف کے بعد حضرت ثانی لاثانی سیالوی خلیفہ اور جانشین ہوئے۔

آپ کامل نیازمندی کے ساتھ حضرت ثانی لاثانی سیالوی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور بابرکت مجالس سے مستفیض ہوتے تھے۔

حتیٰ کہ اگر کوئی اہم چیز قابل مشورہ پیش آتی تو حضرت ثانی لاثانی سیالوی کی طرف رجوع کرتے اور ان کے ارشاد کے موافق عمل کرتے تھے۔

حضرت ثالث سیالوی کا دورِ ہمایوں

حضرت ثانی سیالوی کے دور کے بعد حضرت مجاہد اعظم خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ اپنے جد امجد کے جانشین ہوئے تو اس دور میں بھی حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰن چشتی رحمۃ اللہ علیہ باقاعدہ حاضر ہوتے تھے اور آپ کی مجلس مبارک سے مستفید ہوتے تھے۔ جذبات سعید میں ہے۔

marfat.com

ان مجالس طیبہ میں اکثر حضرات مولوی محمد ذاکر بگوی، مولوی محمد نصیر الدین چاچڑوی اور مولوی عبدالرحمٰن محمدی شریف والے حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی کے فیض سے اکٹھے استفاضہ فرماتے تھے اور پھر باہم ان فیوض کی کیفیت کے متعلق راز و نیاز سے تبادلہ خیالات فرماتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت ثالث غریب نواز خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی کی مجلس شریف سے اٹھ کر باہر نکلے تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ گو یہ فیض بے رنگ و کیف ہی ہوتا ہے مگر پھر بھی کس رنگ سے نسبت دی جائے؟ تو وہ کون سا رنگ ہوسکتا ہے؟

آخر سب کا اتفاق اسی پر ہوا کہ وہ سرخ رنگ ہی ہوسکتا ہے (ورنہ حقیقت میں وہ ان آثار سے پاک ہے) (۵)

حرمین شریفین کی حاضری

۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں حضرت مجاہد اعظم خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی نے حج کی تیاری فرمائی تو اس مبارک سفر میں مولانا میاں عبدالرحمٰن چشتی نے بھی پیرانہ سالی کے باوجود شرکت سفر کی سعادت حاصل کی اور شرف معیت کو غنیمت سمجھا۔ اس سفر میں اور بھی متعدد خلفاء و صلحاء شریک سفر ہوئے تھے۔

جس سال اس مبارک قافلہ نے حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل کی تھی اس سال حج اکبر تھا، جب سفر حج سے واپسی ہوئی تو تمام حضرات سیال شریف حاضر ہوئے۔ ماہ صفر والے کلاں عرس کا موقع آ گیا تھا۔ محمدی شریف میں حج سے واپسی کی اطلاع بھی پہلے آ چکی تھی۔ اس وجہ سے محمدی شریف اور گردونواح کے کافی لوگ بطور استقبال و زیارت سیال شریف حاضر ہوئے۔

۲۴ صفر المظفر کو اختتام عرس ہوا۔ حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰن چشتی اس سفر میں کافی بیمار ہو گئے تھے۔ نہایت نحیف و ضعیف تھے۔ اجازت لے کر واپسی ہوئی تو ایک پنگھوڑا یا ڈولی سی بنا کر

marfat.com

اس میں آپ کو اٹھایا گیا۔ محمدی شریف تک اسی صورت میں سفر طے ہوا۔ یہاں کے بے شمار لوگوں نے قریہ سے دور دریا کے پاس جا کر پیش قدمی کی اور ثواب زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔

آپ جب حرمین شریفین کی زیارت سے واپس آئے تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے مکہ شریف اور مدینہ شریف میں کیا دیکھا تو آپ نے جواب دیا۔

''میں نے مکہ شریف اور مدینہ شریف میں وہی کچھ دیکھا جو سیال شریف دیکھا کرتا تھا جو سیال شریف میں جلوے ہیں وہی مدینہ شریف اور مکہ شریف میں نظر آئے''۔

اخلاق واطوار

''برکات سیال'' میں ہے

مولوی عبدالرحمٰن محمدی شریف والے ہمارے حضرت کے منظور نظر ہیں۔ بڑے باکمال اور ظاہر و باطن کے موالات سے آراستہ ہیں۔ خندہ رو اور خوش خلق ہیں۔ صاحب علم اور رمز شناس ہیں۔(۲)

آپ کی درویشانہ زندگی تھی۔ عبادت الٰہی اور ذکر و اذکار شغل تھا۔ اپنی مسجد کے حجرہ میں قیام رہتا تھا۔ اپنے قریہ محمدی میں آبائی وجدی تھوڑی سی زمین اس کی آمد پر گزر اوقات تھی۔

علاقہ میں جب نہری آبادی ہوئی۔ اپنے چک روڈ ۲۳۸۵ کی آبادکاری کے دوران ایک دفعہ آپ اپنے مربعہ میں تشریف لے گئے تا حال مکان تو بنے ہی نہ تھے۔ زمین دوز ایک گہرائی بنا کر کام چلاتے تھے۔

ایک دفعہ آپ اس خلوت خانہ میں اوراد و وظائف میں مشغول تھے۔ ایک عورت آئی، جو مزارع و خدام موجود تھے، ان سے دریافت کرنے لگی۔ سنا ہے۔ میاں صاحب محمدی والے یہاں آئے

marfat.com

ہوئے ہیں۔کڑی والے یعنی سجادہ والے، کڑی چھوڑ کر (ان کاموں میں) آجاتے ہیں؟

عورت کی یہ بات میاں صاحب نے سن لی اور بڑے متاثر ہوئے اور فوراً اسی وقت تیاری کر کے واپس اپنے موضع محمدی شریف میں تشریف لے آئے پھر اپنے مربعہ میں نہیں تشریف لے گئے۔

وجد وسماع

آپ صاحب وجد وسماع بزرگ تھے۔طبیعت میں سوز وگداز تھا۔آپ کو علاقہ کے لوک گیت سن کر بھی وجد آجاتا تھا۔

مرض اور وصال شریف

ان ایام میں استطلاق البطن کا عارضہ لاحق تھا۔حضرت سید اللہ جوایا شاہ صاحب مرحوم حکیم ومعالج تھے۔عارضہ ہذا سے علاج معالجہ کے باوجود نفع نہیں ہو رہا تھا۔ایک روز شاہ صاحب نے پرندے کے گوشت کی یخنی تجویز کی غالباً تیتر یا بٹیر تھا ایک صاحب پرندہ پکڑ لائے، حضرت میاں صاحب نے دیکھ لیا۔دریافت فرمایا، کس طرح لائے ہو؟ وجہ عرض کی گئی۔فرمایا۔

''اسکو بھی اپنی جان پیاری ہے میرے لئے اس کی جان نہ لو''

آپ کے ارشاد کے مطابق پرندہ کو واگزار کر دیا گیا۔اللہ والوں پر شفقت علی الخلق کی صفت کا غلبہ ہوتا ہے۔اس کا اس موقع پر صحیح مظاہرہ پایا گیا۔

آپ ان دنوں بیس پچیس روز بیمار رہے۔عبادت وریاضت حسب مقدور جاری رہی۔فہمائش ونصائح ووصایا فرماتے رہے۔قدرت کی طرف سے مقررہ وقت آگیا اور ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۱۲ء بروز شنبہ کو انتقال فرمایا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

marfat.com

قطعہ تاریخ وصال

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے درج ذیل تاریخ کہی ہے۔

نقیب عارفاں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب چشتی

۱۹۱۲ء

عبد الرحماں پیکر زہد و تقا — صاحب عرفان و دانش خوش لقا

در ربیع النور شد سوئے جناں — مرقدش را عنبریں کن یا خدا

جست چوں فیض الامیں سال وصال

گفت ہاتف ''افتخار اولیاء''

۱۳۳۰ھ

مدفن

آپ کا مزار مبارک محمدی شریف ضلع جھنگ میں مرجع خلائق ہے۔

اولاد امجاد

آپ کے اکلوتے فرزند حضرت مولانا میاں عبدالغفور چشتی قدس سرہٗ تھے۔ اور آپ کے وصال کے بعد یہی سجادہ نشین ہوئے۔

سجادہ نشین

آج آپ کے پڑپوتے حضرت مولانا میاں محمد رحمت اللہ صاحب مدظلہٗ سجادہ نشین ہیں۔ سیال شریف بڑے احترام اور نیازمندی سے حاضر ہوتے ہیں۔ عالم و فاضل اور بہت شریف النفس بزرگ ہیں۔ صاحب اخلاق اور بڑے شفیق ہیں۔ بندہ مولف کو ان سے شرف نیاز حاصل ہے۔

marfat.com

حواشی

۱ سنہ ولادت، بندہ مولف نے بڑی تحقیق اور چھان بین سے تلاش کیا اور اس پر مولانا محمد نافع صاحب محمدی شریف نے مہر تصدیق ثبت کی۔

۲ مرآۃ العاشقین، اردو، صفحہ ۵۵، ۵۶

۳ سیال شریف بر موقع عرس مبارک حضرت مولانا میاں رحمت اللہ صاحب ایم۔این۔اے سجادہ نشین نے ایک ملاقات میں بتایا۔

۴ انوار شمسیہ، صفحہ ۱۷۷، برکات سیال، صفحہ ۳۰ اور جذبات سعید، صفحہ ۱۲۷، ۱۵۹

۵ مولانا محمد سعید بھیروی جذبات سعید مطبوعہ تعمیر پرنٹنگ پریس، راولپنڈی، صفحہ ۱۲۷

۶ مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری، برکات سیال مطبوعہ نگینہ پریس، جالندھر ۱۳۴۴ھ، صفحہ ۳۰، ۳۱

۷ چکی شیخ جی اب ضلع چکوال کی تحصیل تلہ گنگ میں واقع ہے۔ مولف

نوٹ: حضرت مولانا فضل کریم سیالوی کے مضمون مطبوعہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (شمس العارفین نمبر) مجریہ ماہ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ اور ماہنامہ الجامعہ محمدی شریف، مجریہ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ مطابق ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۳ء سے بھی بھرپور استفادہ کیا۔ مولف

marfat.com

باب چہاردہم

حضرت خواجہ محمد شریف چشتی

ولادت اور نسب

آپ ۲۵ ربیع الاول ۱۲۸۷ھ مطابق ۲۵ جون ۱۸۷۰ء کو سرکی شریف، وادی سون ضلع خوشاب میں پیدا ہوئے۔ اعوان قوم سے تعلق ہے آپ کے خاندان کے ایک بزرگ مسمّی حاجی محمد فاضل اعوان رحمۃ اللہ علیہ عہد سکھا شاہی میں بلو ضلع جھنگ سے سرکی شریف میں وارد ہوئے۔ حاجی محمد فاضل اعوان نے سات حج پیدل کئے۔ آپ نہایت خوش نویس تھے۔ آپ کے دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن مجید سرکی شریف کی لائبریری میں موجود ہے۔ حضرت حاجی محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ بزرگ تھے اور صاحب جائداد بھی۔ جب کوئی سائل آپ کی خدمت میں آتا اور عرض کرتا کہ حضور انتہائی غریب اور نادار ہوں تو آپ فرماتے۔ فلاں زمین تم لے لو، اس میں محنت کر کے گزر بسر کرو۔ غرضیکہ آپ نے سرکی شریف کا تقریباً زیادہ رقبہ جو آپ کی ملکیت تھا، لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت حاجی محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ عشق رسول مقبول ﷺ سے سرشار تھا۔ زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا و مافیہا سے الگ تھلگ ہو گئے اور ہر چیز سے بے نیاز ہو کر ساری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی اطاعت میں گزار دی۔ آپ کے والد ماجد اپنے دور کے بہت بڑے ولی اللہ تھے۔

آپ کا خاندانی شجرہ اس طرح ہے۔

marfat.com

خواجہ محمد شریف بن حفیظ ماہی بن حاجی نور احمد بن حاجی محمد فاضل بن شیخ عیسیٰ بن محمد رضا اعوان رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ کے والد ماجد متوکل اور عاشق صادق تھے۔ نفحات المحبوب میں ہے۔

حضرت محبوب سبحانی فرمودند کہ مولوی حفیظ ماہی صاحب متوکل و عاشق بودند (۱)

ابتدائی تعلیم

آپ نے قرآن پاک اور ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت خواجہ عبدالحفیظ المعروف حفیظ ماہی قدس سرہٗ سے حاصل کی۔ آپ کی تعلیم و تربیت پر والد ماجد نے خصوصی توجہ صرف کی۔

دہلی میں تحصیل علم

ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد آپ نے مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ دہلی (بھارت) میں قیام فرمایا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت محبوب الٰہی دہلوی قدس سرہٗ کے دربار پر انوار پر حاضری روزمرہ کا معمول تھا۔ اس طرح دہلی میں حصول علم کے ساتھ ساتھ فیض باطنی بھی حاصل کرتے رہے۔

بیعت

دوران تعلیم اپنے والد ماجد کے ہمراہ اکثر سیال شریف حاضر ہوتے رہتے تھے۔ والد ماجد نے حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کی خدمت معلّٰی میں پیش کر کے بیعت کرا دیا۔

تونسہ مقدسہ حاضری

آپ کے والد ماجد کی بیعت حضرت غوث زمان خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ سے

marfat.com

تھی۔اس طرح اپنے والد ماجد کے ہمراہ تونسہ مقدسہ حاضری دیتے رہے اور فیوض وانوار سے اپنے دامن کو بھرتے رہے۔

درس وتدریس

علوم متداولہ کی تکمیل کر کے اپنے وطن سرکی شریف تشریف لائے تو اپنے والد ماجد کے قائم کردہ مدرسہ میں درس وتدریس کا مشغلہ جاری کیا۔دور دراز سے لوگ آ کر شریعت اور طریقت کا درس لے کر واپس اپنے وطن جاتے اور گم کردہ راہ مخلوق کو راہ راست پر لانے کا فریضہ سرانجام دیتے۔

تلامذہ

آپ کے لاتعداد تلامذہ میں سے جن حضرات کا علم ہو سکا وہ یہ ہیں۔

۱ حضرت مولانا میاں محمد علی (پسر)

۲ حضرت مولانا غلام مرشد سابق خطیب بادشاہی مسجد، لاہور (۲)

۳ حضرت مولانا غلام حسن، محلہ حافظ آباد، گوجر خان ضلع راولپنڈی

۴ حضرت مولانا محمد حسن، محلہ حافظ آباد، گوجر خان ضلع راولپنڈی — برادر

علاوہ ازیں سرکی شریف کے اکثر وبیشتر افراد کو قرآن مجید حفظ کرایا، یہاں تک کہ آپ کے عہد میں متعدد خواتین نے بھی قرآن مجید حفظ کیا۔

شیخ سے محبت

آپ کو اپنے شیخ طریقت سے والہانہ عقیدت تھی گویا شیخ کے متوالے تھے۔سیال شریف کی حاضری کے موقع پر شیخ کی خدمت میں حاضر رہتے اور محافل میں شریک ہو کر اپنے اشتیاق کی پیاس

marfat.com

بجھاتے اور فیض مجلس سے سیراب ہوتے۔

اس آستاں سے اٹھائی نہ پھر جبیں میں نے
حرم میں سجدہ پیہم تھی ایک درد سری

عطائے خلافت اور سلسلہ رشد و ہدیت

حضرت اشرف الاولیاء خواجہ محمد الدین سیالوی نے آپ کو ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء میں خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اپنے والد ماجد کی مسند ارشاد پر بیٹھ کر رشد و ہدایت کا درس دینا شروع کیا۔ مختلف بلاد و امصار سے لوگ آتے اور سلوک و معرفت کی تعلیم کے حصول کے بعد اپنے اپنے علاقوں میں مخلوق خدا کی رہبری کا فریضہ ادا کرتے۔

معمولات

آپ کی زندگی درویشانہ تھی۔ کبھی کسی چیز کا طمع اور حرص نہ تھی ہمہ وقت ذکر و اذکار میں مصروف رہتے۔ درس و تدریس کے بعد حجرہ میں تشریف لے جاتے اور نوافل و وظائف میں مصروف رہتے۔ سیال شریف کی حاضری کے موقع پر لنگر کے کاموں میں درویشوں کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

ایک دفعہ آپ موسم سرما میں اپنے حجرہ میں نوافل ادا کرنے میں مشغول تھے کہ بوقت سحری بابا خان محمد نماز تہجد کیلئے آیا۔ وضو کر کے حجرہ کے دروازہ کو ہاتھ لگایا تو دروازہ بند تھا۔ باہر ہی دو رکعت نفل ادا کئے تو سردی سے کانپنے لگا۔ دوبارہ دروازہ پر گیا تو بند پایا۔ بپاس ادب دروازے پر دستک نہ دی، پھر باہر دو رکعت نفل ادا کئے۔ شدید سردی کے باعث بابا خان محمد بڑھاپے کے سبب کانپتا رہا۔ سہ بارہ دروازہ کو دیکھا مگر بند پایا لہٰذا باہر ہی نوافل تہجد ادا کرنے میں مشغول ہو گیا۔

آپ حجرہ کے اندر نوافل میں مشغول تھے کہ معاً حضرت رسول مقبول ﷺ کی زیارت سے

marfat.com

مشرف ہوئے۔ حضور نے فرمایا، مولوی صاحب! باہر میرا عاشق سردی سے کانپ رہا ہے اور آپ نے دروازہ بند کر رکھا ہے۔ آپ نے فوراً دروازہ کھولا اور بابا خان محمد کو حجرہ میں داخل کر لیا۔

اخلاق واطوار

آپ نہایت خلیق، خوش گفتار اور بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ ہمیشہ تبلیغی اور معاشرتی فلاح و بہبود کیلئے ناصحانہ انداز میں مختصر کلام فرماتے تھے۔ جس میں سادگی کے ساتھ تاثیر کی دلنشینی کا پہلو واضح ہوتا۔ آپ اپنے اعلیٰ کردار کے ساتھ ساتھ باطنی توجہ سے سامعین کے اندر ایک خاص میلان پیدا کر لیتے تھے اور جو بات چاہتے، سامعین سے خوشدلی اور خندہ پیشانی سے منوا لیتے تھے۔

الغرض آپ کی زندگی سادگی کا مرقع تھی۔ باوقار اور خوددار رہے۔ غیر کے آگے کبھی نہیں جھکے، ہمیشہ حق بات کی اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔

آپ متوکل علی اللہ اور دنیا و مافیہا سے بے نیاز تھے۔ ایک دفعہ آپ کو ایک انگریز آفیسر نے سرکی شریف کے کسی شخص کی صفائی کیلئے کٹھوائی بلایا۔ آپ عصر کے بعد کھوڑہ میں میاں امیر عبداللہ صاحب کے پاس تشریف لے گئے۔ رات وہاں قیام فرمایا۔ صبح کھوڑہ سے پیدل چل دیئے اور میاں امیر عبداللہ صاحب آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے جونہی آپ کھوڑہ سے روانہ ہوئے تو انگریز آفیسر کٹھوائی کے دربار میں کرسی پر نہ بیٹھ سکا۔ کبھی بیٹھتا تو کبھی اٹھ کھڑا ہوتا اور ٹہلنا شروع کر دیتا۔ لوگ بڑے حیران تھے کہ اس انگریز آفیسر کو کیا ہو گیا ہے جونہی حضرت خواجہ محمد شریف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کٹھوائی پر تشریف لائے تو انگریز آفیسر آپ کا دیدار کرتے ہی بول اٹھا کہ اسی بزرگ کی کشش تھی، جس کے باعث مجھے کرسی پر بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ دوران گفتگو انگریز آفیسر نے پانچ سو بیگہ زمین آپ کے نام منتقل کرنے کی درخواست کی لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا۔

ہم درویشوں کو جائداد سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

marfat.com

حضرت خواجہ محمد شریف چشتی رحمۃ اللہ علیہ طلباء پر بہت مہربان اور شفیق تھے اور انھیں اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ آخری عمر میں آپ پیدل سفر نہیں کر سکتے تھے اور پسلیوں میں درد کی وجہ سے گھوڑی پر سوار نہ ہوتے بلکہ گدھے پر سواری فرماتے۔

ایک دفعہ آپ سیال شریف حاضری کے لئے گھر سے نکلے۔ حضرت مولانا حافظ غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ لگام تھامے سواری کے آگے آگے دوڑ رہے تھے۔ رات ملک میاں غلام محمد کنڈان ☆ کے ڈیرہ پر قیام فرمایا۔ نماز فجر کے بعد آپ وظائف میں مشغول ہو گئے۔ حافظ غلام حسن پاس ہی بیٹھے تھے کہ ملک غلام محمد کنڈان آیا اور کہا کہ تم آ کر کھانا کھالو اور چلا گیا مگر حافظ غلام حسن اپنی جگہ سے نہ اٹھے تھوڑی دیر بعد ملک دوبارہ آیا اور طالب علم کو کھانا کھانے کو کہا لیکن پھر بھی وہ نہ اٹھے کیونکہ آپ نے سوچا کہ میں استاد صاحب سے پہلے اگر کھانا کھاؤں تو بے ادبی ہوگی بایں وجہ آپ ملک کے کہنے پر کھانا کھانے نہ گئے۔ ملک سہ بارہ آیا اور طالب علم کو مخاطب کر کے کہا کہ آؤ کھانا کھالو۔ طالب علم پہلے کی طرح خاموش رہے اور حضرت خواجہ محمد شریف چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ملک صاحب کھانا یہیں لے آؤ ہم اکٹھے کھائیں گے۔

☆ وادی سون سے آتے ہوئے راستہ میں برلب سڑک کنڈان گاؤں آتا ہے۔ ملک میاں غلام محمد کنڈان رحمۃ اللہ علیہ اسی گاؤں کے باشندہ تھے۔ حضور اعلیٰ سیالوی قدس سرہ سے بیعت تھے۔

صاحب انوار قمریہ رقمطراز ہیں۔

پھر آپ نے میاں غلام محمد کنڈان کی زبانی بیان فرمایا کہ اس نے کہا کہ جب پہلی دفعہ میں حاضر ہوا ہوں تو میں جنگل میں مویشی چرا رہا تھا۔ ایک شخص گزرا۔ میں نے پوچھا، کہاں جاتا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ سیال شریف۔ تو میں نے چھڑی پھینک دی اور اس کے ساتھ ہولیا۔ جب حاضر ہوا تو اسی مصلی کی جگہ، جواب مسجد میں پختہ بن چکا ہے، آپ تشریف فرما تھے۔ اسی جگہ میں نے آپ کی بیعت کی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میں مدینہ منورہ میں بیٹھا ہوں اور خدا کی قسم میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات سے بیعت کی۔ (انوار قمریہ صفحہ ۲۹۲)

ملک غلام محمد عرف میاں غلام محمد نے پیر سیال کی خدمت میں عرض کیا۔ غریب نواز! اپنا تصور بخش دیں۔ آپ نے فرمایا، ویسے اچھا ہے کا۔ دوبارہ عرض کی تو آپ نے فرمایا۔ اچھا ہو جائے گا چنانچہ جب باہر نکلا تو اپنے بازوؤں پر سفید بال معلوم ہوئے۔ داڑھی کو پکڑ کر دیکھا تو سفید تھی، یقین ہو گیا کہ شیخ کی صورت نصیب ہے لیکن پیشاب کرنے کا خیال آیا، گھبرایا کہ کیسے اس صورت و تصور کے ساتھ پیشاب کروں۔ واپس دوڑ کر حاضر ہوا۔ عرض کیا۔ غریب نواز معاف فرمائیں، یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا۔ دیکھا تو پہلے کی طرح اپنے تم کو پایا۔ (ایضاً صفحہ ۳۳۶)

marfat.com

ملک صاحب گئے اور کھانا لے کر آ گئے۔ پراٹھے حضرت خواجہ صاحب کیلئے اور تندور کی روٹی طالب علم کو دے دی۔ حضرت خواجہ صاحب نے پراٹھے اٹھا کر طالب علم کو دے دیئے اور تندور کی روٹی اپنے سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ جو غذا میری تھی وہ تمہیں دے دی اور جو تمہاری تھی، وہ مجھے لہٰذا خوب سیر ہو کر کھاؤ جو باقی بچے، پاس رکھ لو تا کہ تمہیں سفر میں کام آئے۔ اس طرح آپ اپنے طالب علموں کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ محمد شریف چشتی رحمۃ اللہ علیہ انتہائی مرتاض بزرگ تھے۔ سرکی شریف کے پہاڑوں کی ایک غار میں چالیس روز کا چلہ کاٹا۔ اس دوران میں آپ کی خوراک نصف سیر جو تھی۔

خواجہ محمد شریف اور قاضی میاں محمد بھر الوی

حضرت قاضی میاں محمد بھر الوی رحمۃ اللہ علیہ جو علمی اور روحانی دنیا میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد شریف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی عزت اور قدر کرتے تھے اور آپ کو بھی قاضی میاں احمد بھر الوی سے خاص انس تھا۔

اکثر و بیشتر دونوں حضرات بھر ال شریف اور سرکی شریف کے درمیان طلبہ کو درس دیتے، آپس میں سلوک و معرفت کی باتیں کرتے اور اپنے شیخ کے ذکر سے دل کی تسکین کا سامان مہیا کرتے یا کبھی خواجہ محمد شریف چشتی بھر ال شریف تشریف لے جاتے اور کبھی قاضی صاحب سرکی شریف تشریف لے آتے۔

وصال شریف

حضرت مولانا حافظ غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ حضرت مولانا میاں محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ وصال شریف سے قبل چند دن بیمار ہو گئے۔ نوشہرہ میں ایک انگریز ڈاکٹر تھا، اسے بلوایا گیا۔ اس نے چیک کر کے نسخہ تحریر کر دیا اور آپ کو مشورہ دیا کہ آپ اپنے معمولات یعنی اوراد و وظائف میں کمی

marfat.com

کر دیں۔ ڈاکٹر تو چلا گیا اور آپ نے اپنے عزیز طالب علم حضرت مولانا حافظ غلام حسن کو فرمایا۔

وہ مجھے عمر کے آخری حصہ میں وظائف ترک کرنے کا مشورہ دے کر بے ایمان کر کے مارنا چاہتا ہے لہٰذا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اور حافظ غلام حسن نے جب اپنا کان آپ کے دل پر رکھا تو ایسے محسوس ہوا جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو۔ یہ سب کچھ معرفت الٰہی اور عشق احمد مجتبیٰ ﷺ کی وجہ تھی۔

آخر کار یہ مہتاب علم و فقر ۲۶ر جمادی الاول ۱۳۳۵ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۱۷ء بروز شنبہ اس عالم فانی سے رحلت کر گیا۔ نماز جنازہ حضرت میاں محمد عبدالعزیز چشتی قدس سرہٗ مکان شریف، کفری وادی سون نے پڑھائی۔

اک روشن چراغ تھا نہ رہا
اک عالی دماغ تھا نہ رہا (۳)

قطعہ تاریخ وفات

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے درج ذیل تاریخ وفات کہی ہے۔

دانشور مولوی محمد شریف
۱۳۳۵ھ

وہ پاکیزہ طینت محمد شریف — ہوا زیب جنت محمد شریف
کہو سال رحلت یوں فیض الامیں — تھا "ابر محبت محمد شریف"
۱۳۳۵ھ

اولاد امجاد

آپ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا حضرت مولانا محمد علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آج کل حضرت الحاج مولانا حافظ اعجاز علی صاحب مدظلہٗ سجادہ نشین ہیں۔ بڑے نیک

marfat.com

متقی اور بلند اخلاق کے مالک ہیں۔ اپنے اسلاف کے قدم بقدم چلنے والے ہیں۔ سیال شریف ہر عرس مبارک پر پابندی سے حاضری دیتے ہیں۔

حواشی

۱ صوفی نور عالم شمس پوری، نفحات المحبوب (فارسی) مطبوعہ کارخانہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ، بھارت ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۴۴

۲ مولانا غلام مرشد ۱۸۹۵ء میں انگہ ضلع سرگودہا میں پیدا ہوئے اور گھریلو مذاق کے مطابق عربی فارسی کی ابتدائی تعلیم انگہ سے قریب ترین بستی سرکی میں حاصل کی۔ دس سال کی عمر میں جب انھوں نے قرآن مجید حفظ کر لیا تو امتحان لینے اور تقریب مسرت میں شرکت کے لئے ان کے والد گرامی کے پیر بھائی حضرت پیر مہر علی شاہ تشریف لائے اور انھیں اپنی دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد پورے طور پر اسلامی علوم کی تحصیل میں لگ گئے اور اکتوبر ۱۹۱۱ء تک مولانا محمد شریف صاحب سے درس نظامی کی تعلیم مکمل کی۔ دوران تعلیم بعض دوسرے بڑے بڑے علمائے وقت سے بھی استفادہ کیا۔ تکمیل کے بعد ان کے استاد نے واپس گھر جانے سے روک دیا اور لاہور کو روانہ کر کے حکم دیا کہ ابھی مزید علم حاصل کرو چنانچہ مولانا نے لاہور آ کر دار العلوم نعمانیہ میں داخلہ لے لیا اور درس نظامی کی اعلیٰ درجے کی کتابیں پڑھنے لگے۔ تین سال تک اس مدرسہ میں ان کا قیام رہا..... مولانا نے بتایا کہ والد گرامی کے حکم کے مطابق اجمیر شریف میں دو سال گزارنے کے بعد جب گھر آیا تو مدرسہ ضیاء شمس العلوم سیال شریف میں درس و تدریس کے لئے بھیج دیا گیا۔ نو ماہ یہاں قیام کیا۔ اسی اثناء میں میرے اولین استاد و شفیق مولانا محمد شریف کا انتقال ہو گیا اور استاد زادوں کی تعلیم ادھوری رہ گئی چنانچہ سیال شریف سے سرکی شریف آیا اور استاد زادوں کی تعلیم میں مصروف ہو گیا۔

سلیم تابانی: مولانا غلام مرشد، شاہی مسجد لاہور کے سابق خطیب (انٹرویو) مطبوعہ در روز نامہ نوائے وقت لاہور (اشاعت ملی) مورخہ ۳ رجون ۱۹۷۶ء صفحہ ۱ کالم ۲، ۶

۳ انٹرویو: حضرت الحاج حافظ اعجاز علی مدظلہ سجادہ نشین سرکی شریف بر موقع عرس مبارک سیال شریف، مولف

marfat.com

باب پانزدھم

حضرت خواجہ حافظ فیض رسول فاروقی

ولادت اور والد ماجد

آپ ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۰ء کے لگ بھگ مونیاں شریف ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حافظ محمد رشید فاروقی تھا جو خواجہ محمد امین فاروقی چکوڑوی قدس سرہٗ کے چچا حضرت مولانا حافظ علم الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ حافظ محمد رشید فاروقی دیگر افراد خانہ کی طرح صاحب علم اور حافظ قرآن تھے۔ قرآن مجید کے زبردست عامل تھے۔

ابتدائی تعلیم

اوائل عمر میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور فارسی و عربی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔

چکوڑی شریف میں تحصیل علم

حضرت خواجہ محمد امین فاروقی چکوڑوی (۱) آپ کو مونیاں شریف سے چکوڑی شریف لے آئے اور ان کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی۔

چکوڑی شریف میں علوم متداولہ کی تحصیل مولانا محمد عالم قرشی عباسی اور حضرت شیخ محمد عبداللہ ساکن چک عمرے کی اور بعض نادر کتب حضرت خواجہ محمد امین فاروقی چکوڑوی قدس سرہٗ سے پڑھیں۔

marfat.com

آسمان معرفت کا مہتاب بنا دیا۔

بیعت وخلافت

حضرت خواجہ محمد امین فاروقی قدس سرہٗ نے آپ کی بیعت شیخ الاسلام خواجہ سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ کے دست مبارک پر کرائی اور حضرت ثانی سیالوی نے آپ کو منازل سلوک طے کرا کر خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

درس وتدریس

حضرت خواجہ فیض رسول فاروقی نے اپنی حیات مستعار کا زیادہ حصہ خانقاہ چکوڑی شریف میں درس وتدریس میں گزارا اور آخری دم تک علوم اسلامیہ کی تعلیم وتدریس جاری رکھی۔ آپ کے ساتھ دو اور مدرس مولوی محمد عمر ساکن ناگڑیانوالہ اور مولوی محمد یٰسین ساکن ٹھٹھہ موسیٰ بھی تھے۔ لاتعداد لوگوں نے آپ کے درس سے فیض اٹھایا۔ بڑی جستجو اور سعی سے درج ذیل تلامذہ کا علم ہو سکا۔

۱ حضرت مولانا محمد دین ساکن چکوڑی بھکو ضلع گجرات

۲ حضرت مولانا محمد علی، جامعہ شیرازیہ، بلال گنج، لاہور

۳ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی

۴ حکیم سردار خان، ساکن چکوڑی شریف ضلع گجرات

۵ حضرت مولانا سید غلام فرید شاہ خوارزمی، سلہو کی شریف ضلع گوجرانوالہ

۶ حضرت مولانا حافظ محمد مشتاق فاروقی، مونیاں شریف ضلع گجرات

۷ حضرت پیر سید گل حسن شاہ ساکن مٹوانوالہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

marfat.com

۸ حضرت حافظ غلام محمد تلہ ساکن کھیالہ شیخاں ضلع منڈی بہاؤالدین

۹ حضرت علامہ محمد صدیق فاروقی المعروف میاں کاکو ساکن مونیاں ضلع گجرات

سلسلہ رشد و ہدایت

حضرت خواجہ محمد امین فاروقی چکوڑوی کے وصال شریف کے بعد مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ لنگر شریف کا سارا انتظام آپ کے سپرد ہوا تو آپ نے اپنے آپ کو صحیح معنوں میں اس کا مستحق کر کے دکھایا اور سارا انتظام ایسے احسن طریقے سے انجام دیا کہ لوگ عش عش کر اٹھے اور مخالفین کے منہ خود بخود بند ہو گئے جو آپ کی خلافت پر مطمئن نہیں تھے چونکہ آپ کی تربیت حضرت خواجہ امین فاروقی کے زیر سایہ ہوئی تھی اس لئے آپ میں بعینہٖ وہی عادات واطوار تھے، جن کی حامل خواجہ چکوڑوی کی ذات والاصفات تھی۔

آپ حضرت چکوڑوی کا پرتو تھے۔ بلاتفریق مذہب وملت محبت کا پیغام دینا، ٹوٹے دلوں کو جوڑنا، مصیبت زدہ لوگوں کی ڈھارس بندھانا آپ کا کام تھا۔ بے شمار لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے فیوض وبرکات سے لوگوں کو مستفید فرمایا۔ آپ اپنے مریدین کو سنت رسول مقبول ﷺ کا پابند کرتے تھے اور اسلام کی اخلاقی قدروں پر عمل کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔

صاحب برکات سیال لکھتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد امین چکوڑوی کا داماد ہدایت خلق میں مصروف ہے۔ (۲)

اخلاق واطوار

آپ اخلاق وعادات میں بے مثل اور ورع وتقویٰ میں بے نظیر تھے۔ طبیعت تواضع وانکساری سے معمور تھی۔ آپ نے اپنے زمانہ کے اکابر شیوخ کی زیارت کی اور ان سے فیض حاصل کیا۔ کوئی عمل

marfat.com

آپ سے خلاف سنت سرزد نہیں ہوتا تھا۔ مشتبہ اور مشکوک مال سے پرہیز کرتے تھے اور ان لوگوں کے نذرانے لینے سے انکار فرما دیتے تھے جن کا مال مشکوک ہوتا۔ آپ کا مسلک خلق خدا کی بھلائی تھا۔ کبھی کسی پر غصہ یا تشدد نہ فرماتے اگر کسی سے کوئی کام خلاف طبیعت سرزد ہو جاتا تو کمال ضبط سے درگزر فرماتے۔ خدام خاص کا کہنا ہے کہ کبھی غصہ کی حالت میں نہیں دیکھے گئے۔

''تذکرہ اولیائے چشت'' میں ہے۔

خواجہ فیض رسول فاروقی نہایت نیک اور متشرع بزرگ تھے۔ نہایت سنجیدہ طبیعت انسان تھے۔ ہر قسم کے علم پر کامل عبور رکھتے تھے۔ دین کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ کوئی کام خلاف شرع ہوتے دیکھتے تو نہایت سختی سے اس کو رد فرماتے اور کسی کو جرات نہیں ہوتی تھی کہ چون و چرا کرے۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے عابد اور عالم دین تھے۔ (۳)

آپ مولوی صاحب کے لقب سے معروف تھے۔ آپ کی ذات والا صفات گوناگوں اوصاف سے متصف تھی۔ آپ نام کے عین مطابق واقعی فیض رسول تھے۔ بلا امتیاز مذہب وملت انسانی ہمدردی فرماتے تھے۔ توکل پیشہ، ایثار پسند، حلیم و متین، متقی و پرہیز گار، زاہد اور شب بیدار جیسے کمالات کے بیک وقت حامل تھے۔

صحبت کے اثرات

صوفی عبداللطیف مونگوی کا بیان ہے کہ آپ کی محفل میں بیٹھنے سے خدا یاد آجاتا تھا۔ آپ کے پاس بیٹھنے والوں کو یک گونہ طمانیت وسکون حاصل ہوتا۔ نگاہ ایسی کامل تھی کہ جس پر پڑ جاتی، غیر اللہ کی محبت اس کے دل سے نکال باہر پھینکتی اور سینہ نور اسلام سے منور ہو جاتا۔

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

marfat.com

تحریک ترک موالات

۱۹۲۰ء میں تحریک ترک موالات چلی تو اس میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کی حمایت میں پیش پیش رہے۔ اپنے مریدین، معتقدین اور احباب کو خاص طور پر فرمایا کہ اس تحریک کو کامیاب بنائیں۔

مقبولیت

آپ بڑے مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ صوفی عبداللطیف مونگوی کا بیان ہے کہ آپ جو بھی دعا مانگتے، فوراً قبول ہو جاتی۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کسی کے لئے دعا مانگتے تو تھوڑی دیر سر جھکائے خاموش رہتے پھر فرماتے۔ دعا قبول ہو چکی ہے، کام بن جائے گا۔

قاضی فضل کریم ساکن مونیاں شریف بیان کرتے ہیں کہ جب میں ابتدائی عمر میں گجرات پڑھتا تھا تو تعلیمی میدان میں ذرا کمزور تھا۔ ایک دن میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ چکوڑی شریف حاضر ہوا۔ والد ماجد نے میری طرف اشارہ کر کے مولانا فیض رسول فاورقی قدس سرہٗ سے کہا کہ حضور اس کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر میدان میں کامیاب کرے۔ آپ نے دعا فرمائی۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد تو میری کایا ہی پلٹ گئی۔ میرا شمار کلاس کے بہترین لڑکوں میں ہوتا اور میں ہر میدان میں کامیاب ہوتا۔ میری قوت حافظہ بہت بڑھ گئی اور کبھی امتحان میں ناکام نہ ہوا۔ تمام استاد صاحبان بڑے اخلاق اور شفقت سے پیش آتے۔ پھر جب میں ڈی۔ آئی مقرر ہوا تو افسران بالا میری بے حد عزت کرتے اور نہایت احترام سے پیش آتے۔ میں جب بھی کسی کام میں ہاتھ ڈالتا، خدا کے فضل اور مولانا فیض رسول فاروقی قدس سرہٗ کی دعا کی برکت سے سرخرو ہوتا اور ابھی تک یہی حال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب آپ کی دعا کا نتیجہ ہے۔

marfat.com

حضرت میاں غلام علی کھمان رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ سید محمد اکرام شاہ چشتی نظامی شمسی قدس سرہٗ سلسلہ شریف میں لکھتے ہیں۔

محمد امین شہزادہ نوری واسا وچہ چکوڑی دے
فیض کرم دے بخرے ونڈے جیہڑے سانوں لوڑی دے
فیض رسول چکوڑی دے وچہ واہ وا لاٹ نکالی اے
برکت یمن ہدایت والا پھل لگا ہر ڈالی اے
فیض رسول جو جاری کیتا ایہو فیض رسولی اے
ہر اک فیض اٹھاوے جس توں کردا اوہ مقبولی اے

کرامت

ایک مرتبہ آپ حضرت خواجہ محمد امین فاروقی قدس سرہٗ خلیفہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے روضہ شریف کی تعمیر کا کام کروا رہے تھے کہ معماروں نے مچھلی کھانے کی فرمائش کی۔ آپ نے اپنی کریمانہ عادت کے مطابق انھیں ٹالنے کی کوشش کی لیکن وہ باز نہ آئے۔ ان کا اصرار دیکھ کر آپ نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی اور جب اپنے ہاتھ مبارک اپنے چہرہ انور پر واپس لائے تو معاً بارش شروع ہوگئی، جس میں بے شمار مچھلیاں تھیں۔ معماروں نے مچھلی کھائی اور خوب لطف اندوز ہوئے۔ آپ کی کرامات بے شمار ہیں، جن کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

ملفوظات

آپ کے چند ارشادات عالیہ ہدیہ قارئین ہیں

۱ محسن انسانیت حضور ﷺ کی اتباع ہی اصل ایمان ہے۔

marfat.com

۲ دنیا کا نظام اولیاء کے وجود سے ہی قائم ہے جس دن یہ لوگ مفقود ہو گئے، دنیا بھی ختم ہو جائے گی۔

۳ بے نماز کبھی صاحب حال نہیں ہو سکتا

۴ جو شخص حقوق العباد ادا نہیں کرتا، وہ حقوق اللہ بھی ادا نہیں کر سکتا۔

۵ حرص دنیا ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

۶ دنیا مردار کی مانند ہے اور اس کی خواہش کرنے والے گدھ اور کتے کی طرح ہیں۔

۷ عارف وہ ہے جو مخلوق میں رہ کر بھی مخلوق سے جدا رہے۔

وصال شریف

آپ نے ۲۸ر جمادی الاول ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۱ر مئی ۱۹۴۴ء کو وصال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مدفن

آپکو حضرت خواجہ محمد امین فاروقی چکوڑوی قدس سرہٗ کے مزار شریف کے ساتھ ہی دروازے کے مشرقی سمت دفن کیا گیا۔ بندہ مولف ان کے مزار پر انوار پر کئی دفعہ حاضر ہو چکا ہے۔ قبر مبارک پختہ اور خوبصورت بنی ہوئی ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

حضرت مولانا محمد سلام اللہ شائق رحمۃ اللہ علیہ ساکن چک عمر ضلع گجرات نے تاریخ وصال کہی۔

چوں جناب مولوی فیض رسول　　رو برگردانید از ہر خوب و زشت

marfat.com

کاروبار خانگی باحق سپرد ترک دنیا کرد و آمد در بہشت
کلک شائق باہزاراں درد و غم سال رحلت "رخصت از دنیا" نوشت
۱۳۶۳ھ

حضرت مولانا محمد مظفر علی ساکن چک عمر نے درج ذیل تاریخ کہی

ہائے ہائے مولوی فیض رسول شدز دنیا جانب دارالبقا
"پاک باطن مولوی فیض رسول" ہست سال رحلت آں باصفا
۱۳۶۳ھ

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی صاحب مدظلہٗ نے آپ کی تاریخ وصال "فضیلت مآب" سے نکالی ہے۔
۱۳۶۳ھ

اولاد امجاد

آپ کے ایک فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ مولانا محمد یوسف فاروقی مدظلہ العالی ہیں۔ آجکل آپ ہی مسند آرائے چکوڑی شریف ہیں۔ سیال شریف سے آپ کی عقیدت مثالی ہے۔ خوش اخلاق، مہمان نواز اور بڑے حاضر جواب ہیں۔

عرس مبارک

آپ کا عرس مبارک ہر سال ۹/۱۰ جیٹھ کو منعقد ہوتا ہے (۵)

دعوت نامہ

حضرت قبلہ عالم گولڑوی نے اپنے صاحبزادے کی شادی کا دعوت نامہ روانہ فرمایا جو حسب ذیل ہے۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً ومصلیاً علیٰ رسولہ الکریم

حافظ بیا کہ از مدد بخت کار ساز　　کامے کہ خواستم زخدا شد میسرم

محبت واخلاص نشان مودت وعطوفت عنوان مخلصی فیض رسول صاحب! عزکم اللہ تعالیٰ

بعد از تحفہ سلام آنکہ تجویز شروع شادی کتخدائی معظمی مکرمی جناب صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب دام مجدہٗ بتاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ یوم دوشنبہ مطابق ۹ مئی ۱۹۱۰ء یوم دوشنبہ معین شدہ وتاریخ اختتام این کار خیر بتاریخ ۲ شہر جمادی الاول ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۱۰ء یوم پنجشنبہ خواہد بود امید کہ دراین تواریخ مندرجہ صدر شامل محفل احباب شدہ مسرور فرمایند۔

المکلف

محبوب عالم باجازت حضرت قبلہ عالم صاحب از گولڑہ شریف (کمرشل پریس پشاور)

بغداد شریف سے ایک معتقد کا مکتوب

بخدمت بابرکت برہان الحقیقت مرشد طریقت مولانا مولوی فیض رسول صاحب زاداللہ ارشادہٗ

الحمدللہ میں بفضلہٖ تعالیٰ صحت یاب ہوں۔ آپ کی صحت مزاجی کا درگاہ باری تعالیٰ سے شب وروز خواستگار ہوں ودربار غوثیہ میں دست بردار، ایک مدت سے آپ کا واس طرف کا احوال نامعلوم ہونے سے دل تردد پذیر ہے اگر آپ درقالب حیات بروی زمین سکونت گزین ہیں تو بدیدن نیاز نامہ جملہ حال ازاں طرف تحریر کر کے خوش وقت ومشکور فرمائیں اگر میری وقت کا کوئی شخص زندہ ہو تو میرا اسلام دعا کہیں۔ فی الحال رمضان شریف تشریف فرما ہے۔ آپ کو مع جمیع اہل وعیال خویش واقارب دوست وآشنا رمضان وعید رمضان کی مبارکبادی ہو فقط

الداعی سید نورالزمان

از بغداد شریف ملک عراق عرب مورخہ ۸ رمضان بروز پنجشنبہ ۱۳۵۱ھ (۱)

---

(۱) خانقاہ چکوڑی شریف سے دستیاب ہوا۔ مولف مطابق ۵ جنوری ۱۹۳۳ء بروز جمعرات

marfat.com

حواشی

۱ معاصر تذکرہ نگاروں کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ محمد امین چکوڑوی کو بیعت کے لئے خود حضرت مولانا محمد نورالدین چکوڑوی سیال شریف لے گئے تھے۔ حضرت خواجہ محمد امین چکوڑوی کے خاص خادم مہر ملکھو مرحوم کی روایت کے مطابق جب حضرت خواجہ چکوڑوی حصول خلافت کے بعد اپنے وطن چکوڑی شریف تشریف لائے تو آپ کے والد ماجد نے گاؤں سے باہر ریلوے اسٹیشن پر آپ کا استقبال کیا۔ آپ کڑکڑاتی دھوپ میں کھڑے رہے اور آپ کے کپڑے پسینہ میں شرابور تھے۔

حضرت خواجہ چکوڑوی نے اپنے والد ماجد کی قدمبوسی کی اور نقشبندی فیض حاصل کیا۔ نقشبندی سلسلے کی خلافت والد ماجد سے ارزانی ہوئی۔ (بیان کردہ صاحبزادہ محمد یوسف فاروقی مدظلہ) حضرت خواجہ محمد امین چکوڑوی قدس سرہٗ کے حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ کوٹ مٹھن شریف والوں سے گہرے دوستانہ روابط استوار تھے۔ اکثر کوٹ مٹھن شریف تشریف لے جاتے اور راز و نیاز کی باتیں ہوتیں۔

اشارات فریدی کے مرتب رقمطراز ہیں۔

آج دوپہر کے وقت مولوی محمد امین فاروقی صاحب سکنہ چکوڑی علاقہ گجرات شاہ دولہ جو حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، آئے تھے۔ اس وقت وہ آکر مجلس میں حاضر ہوئے۔ آپ ان کی تعظیم کے لئے سروقدم کھڑے ہو گئے۔ انھوں نے آکر سر قدموں پر رکھا اور بوسہ دیا اور آنکھوں کو بھی قدموں سے لگایا۔ اس کے بعد انھوں نے اٹھ کر ہاتھ چومے۔ اس کے بعد حضرت قطب الموحدین خواجہ محمد بخش صاحب کے ساتھ بھی اسی طرح آداب بجالا کر ملاقات کی۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے ان کو اپنے پاس بٹھا کر خیر و عافیت دریافت کی اور حال دریافت کیا۔ انھوں نے

marfat.com

ایک ایک کر کے تمام سوالات کا جواب دیا۔ حضرت اقدس نے ان کا عجز وانکسار دیکھ کر ان کے حال پر رحم فرمایا اور اس دن کے بعد جب بھی وہ آتے تھے۔ حضرت اقدس رہ شفقت سے پیش آتے تھے اور کبھی کبھی علیحدگی میں باطنی توجہ دیا کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ طالب خدا تھے۔ (مقبوس ۵ بوقت عصر بروز جمعہ ۱۵ر جمادی الاول ۱۳۱۴ھ)

حضرت اقدس نے خود اقامت پڑھی اور نماز باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد ایک ٹوکرہ مٹھائی کا حضرت اقدس کے حکم سے لایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے تین حصے کرلو۔ ایک حصہ اندرون خانہ بھجوادو اور ایک مولوی محمد امین صاحب چکوڑوی کو پہنچادو اور تیسرا حصہ حضرت اقدس کے حکم سے حاضرین مجلس میں تقسیم کیا گیا۔ اس کے بعد ہر شخص نے اپنے مطالب پیش کئے۔ ایک شخص نے کہا کہ حضور میں نے علم طب حاصل کیا ہے لیکن پھر بھی عسرت سے زندگی بسر ہوتی ہے۔ اس بندہ کے حال پر ظاہری و باطنی توجہ فرمادیں۔ آپ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا (شاید اس وجہ سے کہ طبابت کا پیشہ عوام کی بیماری سے ترقی پاتا ہے) اس کے بعد ایک آدمی نے عرض کیا کہ میرے والد نے آنکھیں بنوائی ہیں دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ ان کو بینائی عطا فرماوے۔ آپ نے اس کے حق میں دعا کی۔ اس کے بعد طبیب نے دوبارہ عرض کیا لیکن آپ نے فرمایا کہ میاں ہر نماز کے ساتھ اسم یا باسط (۱۸ر جمادی الاول ۱۳۱۴ھ)

اس کے بعد آپ نے مولوی محمد امین چکوڑوی سے جو حضرت اقدس کے پاس بیٹھے تھے، دریافت کیا کہ آپ نے شاہ دولہ علیہ الرحمۃ کے مزار کی زیارت تو کی ہوگی۔؟ انھوں نے عرض کیا، جی ہاں کی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ حضرت شاہ دولہ کا کون سا سلسلہ تھا؟ انھوں نے کہا کہ سلسلہ قادریہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ آپ کا تعلق سلسلہ سہروردیہ سے تھا۔ انھوں نے عرض کیا کہ گجرات میں یہی مشہور ہے کہ آپ کا سلسلہ قادریہ ہے اور حضرت اخوند صاحب ساکن سوات، بنیر کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں اخوند صاحب سلسلہ مجددیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن

marfat.com

قادریہ مجددیہ سے اور چند واسطوں سے آپ کا سلسلہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سے جاملتا ہے لیکن شاہ دولہ کا تعلق سلسلہ سہروردیہ سے ہے۔ آپ چشتی نسبت بھی رکھتے ہیں لیکن آپ کی غالب نسبت سہروردی ہے.....

اس کے بعد آپ کے حکم سے چادر بچھائی گئی اور نماز عشاء جماعت کے ساتھ ادا کی گئی اور حضرت اقدس نے اقامت پڑھی۔ اس کے بعد آپ حجرہ خاص میں تشریف لے گئے اور مولوی محمد امین صاحب چکوڑوی کو بھی اپنے پاس بلالیا اور خاص باتیں ہوتی رہیں (۲۱ر جمادی الاول ۱۳۱۴ھ) مولانا رکن الدین: اشارات فریدی مقابیس المجالس (ملفوظات) تحقیق و ترجمہ کپتان واحد بخش سیال ناشر صوفی فاؤنڈیشن، بہاول پور صفحہ ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۷، ۴۴۹، ۴۵۰

۲ برکات سیال، صفحہ ۳۰

۳ مولانا سلطان احمد فاروقی: تذکرہ اولیائے چشت مطبوعہ تجارت پریس، لاہور (بار پنجم)، صفحہ ۲۴۶

۴ میاں غلام علی کھمان: سلسلہ شریف خاندان عالیہ چشتیہ مطبوعہ نیو آفاق پریس ٹھاکر سنگھ گیٹ، گوجرانوالہ، صفحہ ۴

۵ حوالہ جات کے علاوہ جملہ کوائف سجادہ نشین چکوڑی شریف کے فراہم کردہ ہیں (مولف)

marfat.com

باب شانزدہم

حضرت خواجہ سید غلام مرتضیٰ شاہ بخاری

ولادت اور خاندان

آپ کی ولادت باسعادت تخمیناً ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ء محمدی شریف ضلع جھنگ میں حضرت سیّد سید جلال شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔(۱)

جنوبی ایشیاء میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں حضرت امام علی نقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد نے بھرپور حصہ لیا۔ سرزمین پنجاب میں توحید خالص کا درس، جس عظیم شخصیت نے دیا، وہ بھی اسی خانوادہ کے چشم وچراغ ہیں یعنی حضرت شاہ اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ویں پشت میں حضرت سیّد سید جلال شاہ بخاری اسی گلشن سادات کے مہکتے پھول ہیں، جنھوں نے تصوف کی تعلیمات کو عام کیا اور متلاشیان حق کو شناسائے راز کیا۔(۲)

دین کی رونق اور اس کے احیاء وبقاء کی صورت، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ذریعے قائم رہتی ہے۔ بزرگان دین اور اہل دین کی وساطت سے یہ سلسلہ قائم ہے۔ یہاں قریہ محمدی شریف میں جہاں دیگر اہل علم اور دیندار شخصیتوں نے دین کی شمع ایک مدت سے قائم کی ہوئی تھی، وہاں اس موضع میں ایک سید خاندان بھی مقیم تھا جو اپنی دینی صلاحیت کی بناء پر مشہور تھا، ان کا مذہبی خدمات میں وافر حصہ ہے۔ اس سید خاندان میں جناب پیر سید جلال شاہ صاحب قابل ذکر شخصیت تھے۔ اہل علم بزرگ اور عمدہ شاعر تھے۔ ان کے کمال دیانت وتقویٰ کی یہ چیز مشہور تھی۔ انھوں نے اپنے دور میں پاپیادہ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کی ہوئی تھی اور موضع محمدی شریف کی بڑی مسجد کے پنجگانہ نماز کی امامت کے فرائض سر

marfat.com

انجام دیتے تھے اور غالباً میانہ برادری کے لئے نکاح خوان بھی حضرت موصوف ہی تھے۔(۳)

آپ ساری زندگی مشہور علمی درسگاہ محمدی شریف میں درس وتدریس میں مصروف رہے۔(۴)

حضرت خواجہ سید غلام مرتضیٰ شاہ بخاری کے جدامجد حضرت سید کرم شاہ بخاری ،حضوری تھے۔آپ کے کلام کا آخری شعر درج ذیل ہے۔

اکرم مکرم اسم تساڈا کرم کرو برکرم غریب
لذت شوق اپنے دی بخشو ہووے وت لقا،نصیب

آپ کے بزرگ حضرت پیر سید اسماعیل شاہ بخاری محدث اور مفسر ہوئے ہیں ۔جن کا مزار پرانوار مزنگ،لاہور میں مرجع خلائق ہے۔(۵)

شجرہ نسب

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔

حضرت خواجہ سید غلام مرتضیٰ شاہ بن سید سید جلال شاہ بن سید کرم شاہ بن سید قائم شاہ بن سید حیات شاہ بن سید عبدالرحمٰن شاہ بن سید فتح شاہ بن سید حسین شاہ بن سید ابراہیم شاہ بن سید نظام الدین شاہ بن سید نصیرالدین شاہ بن سید اسماعیل شاہ (محدث ومفسر مولد درلاہور،قبر نزد المعروف مزنگ قبرستان) بن سید علی شاہ بن سید بوہریرہ شاہ بن سید عالم شاہ بن سید ابوالبرکات شاہ بن سید آدم شاہ بن سید یوسف شاہ بن سید ابراہیم طاہر شاہ بن سید حمزہ شاہ بن سید عبداللہ شاہ بخاری بن سید شہاب الدین شاہ بن سید ابواسحٰق شاہ بن سید محمود شاہ بن سید سید احمد شاہ بن سید عبداللہ شاہ بخاری بن سید علی اصغر شاہ بن سید جعفر ثانی بن حضرت امام علی نقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ(۶)

تعلیم وتربیت

آپ نے قرآن مجید اور علوم مروجہ دینیہ کی تعلیم اپنے والد ماجد اور حافظ جیون جوئیہ سے حاصل

marfat.com

کی۔آپ کے والد ماجد حضرت سید سید جلال شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ محمدی شریف کی مشہور و معروف دینی درس گاہ میں تدریس فرمایا کرتے تھے۔

حضرت حافظ سید غلام مرتضیٰ شاہ قدس سرہٗ حافظ القرآن تھے۔

علمی مقام

آپ جید عالم تھے۔عربی اور فارسی پر مہارت تامہ حاصل تھی۔آپ کی تصنیف ''سیف مرتضویہ'' سے آپ کے علم و فضل کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

سیال شریف حاضری اور بیعت

ایک روایت کے مطابق آپ اپنے خسر حضرت خواجہ سید فیض محمد شاہ بخاری قدس سرہٗ کی معیت میں سیال شریف حاضر ہوئے اور حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔حضرت خواجہ سید فیض محمد شاہ بخاری ساکن جھانب نواحی چنیوٹ ضلع جھنگ مدفون جنوبی قبرستان جھانب، حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

شیخ سے ارادت

آپ کو اپنے شیخ کامل سے والہانہ عشق تھا۔اپنے مرشد کامل سے پیار، محبت اور عقیدت کا اظہار آپ کی شاعری میں کئی مقامات پر ملتا ہے ایک کافی ہدیہ قارئین ہے۔

وصل چاہیں خدا دا مل محمد دین سیالی نوں
سخی بٹیا سخی دا ہے کرے پُر ہاتھ خالی نوں

marfat.com

دکھن پربت لہندا چڑھدا جہان ہویا سارا بردا
جیہڑے پاسے نظر دھردا بدر کردا بلالی نوں
ہے خواجہ شمس دا لاڈا سلیمان بھر دتس بادا
ہویا پی جام آمادہ دیوے بھر بھر سوالی نوں
ونجن کعبے کرن حجاں میں اتھ سیالاں دے ول بھجاں
سوہنا مکھ ویکھ کے رجاں شمس روضے دے والی نوں
پڑھن طٰہٰ اتے یٰسٓ منگن ایمان کرن آمین!
میرا ورد ہے محمد دین دیوے مدتاں بے حالی نوں
جو ویکھے سیال دی صورت وسارے غیر دی مورت
ونجاوے دل تھیں مغرورت چھڈے قطبی خیالی نوں
عجب سوہنی شکل خواجہ تے عالم باعمل خواجہ
زہے عالی نسل خواجہ پوہتا قرب کمالی نوں
غلام مرتضیٰ بے دل تیرے ہجروں ہویا بسمل
خدا دے واسطے جھب مل سنبھال اپنے قوالی نوں

خلافت

آپ نے علمی ماحول میں آنکھ کھولی علم، ادب اور تصوف کی روایت ورثہ میں ملی۔ بعد از حصول علم سیال شریف حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کی زیر نگرانی سلوک و معرفت کی منازل طے کیں اور بالآخر خرقہ خلافت حاصل کر کے اپنے وطن میں علم و معرفت اور ہدایت خلق کا فریضہ سرانجام دیا۔ حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ نے آپ کو سیال شریف میں بیعت کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ

marfat.com

بات حضرت سید حافظ معظم علی شاہ صاحب مدظلہٗ سجادہ نشین سے معلوم ہوئی۔

معمولات

آپ شب و روز یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ اوراد و وظائف کے پابند تھے۔

اخلاق و اطوار

آپ زہد و تقویٰ اور پرہیز گاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ اہل علم تھے اور اپنے دور کے نامور شاعر تھے۔ فارسی، اردو خصوصاً پنجابی میں ان کی شاعری ضرب المثل تھی۔ (۹) نہروں کی آبادکاری ہو جانے کے بعد موصوف چاہ پیر نوالہ، کوٹ وساوا، چک نمبر ۱۴۴ ج۔ ب میں منتقل ہو گئے۔ موضع محمدی شریف میں گاہ بگاہ تشریف لایا کرتے اور جمعۃ الوداع اور عید الفطر کی نماز خاص طور پر یہاں پڑھایا کرتے تھے۔ میانہ برادری کے نکاح خوان بھی تھے۔

جامعہ محمدی شریف کی ابتدا کرنے کیلئے جو اجتماع کیا گیا، اس کی صدارت آپ نے کی اور اس کا اختتام آپ کی دعائے خیر پر ہوا۔ (۱۰)

آپ عالم باعمل تھے۔ ہمہ وقت محبوب ازلی کے وصال کی آرزو رہتی تھی۔ بارگاہ ایزدی میں رو رو کر اپنے عجز اور انکساری کا اظہار فرماتے تھے۔ آخری عمر میں یہ حالت انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ شریعت کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ اپنے مریدین اور عام لوگوں کو بھی سنت نبوی ﷺ کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین اور تاکید فرماتے تھے۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ اپنے فرزند ارجمند شاہ زمان کو اس کے غیر شرعی اور غیر اخلاقی کرتوتوں کے باعث ہمیشہ کیلئے عاق کر دیا۔ (۱۱)

چنانچہ ''سیف مرتضویہ'' کے دیباچہ میں مشہور عالم دین اور صوفی باصفا، خلیفہ حضرت امیر ملت علی پوری قدس سرہٗ حضرت علامہ مولانا محمد قطب الدین جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

marfat.com

غیوراس غضب کے تھے کہ اپنے ایک ہونہارنوجوان خوبصورت بانکے بیٹے کواپنی مسند اور جائدارمنقولہ ،غیرمنقولہ دونوں سے صرف اس لئے محروم کردیا کہ وہ بدمست یزیدیوں،ملنگوں، رافضیوں سے اختلاط آمیزش اورنشست وبرخاست رکھتا ہے۔(۱۲)

آپ کاتعلق محمدی شریف کے معزز اورخوشحال سادات خاندان سے ہے۔جب ساندل بارآباد ہوئی توبار کے قدیم باشندہ ہونے کی وجہ سے وساوا میں آپ کوزمین ملی۔آپ کی ساری زندگی تبلیغ اسلام اورسلسلہ چشتیہ کی اشاعت میں گزری۔

ساندل بار کے مشہورقبائل بھروانے ،رجوکے،بار،سپرا،اہیر،جوراہہ ،اعوان،کچھی ،بلوچ اوردسیرآپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔(۱۳)علاوہ ازیں فیصل آباد ضلع کے مختلف دیہات میں بھی آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں۔(۱۴)

اپنے شیخ کامل اورانکی اولاد امجاد سے بہت محبت تھی۔اپنی پنجابی شاعری میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی اورحضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی کی شان میں کافیاں لکھی ہیں،جن کے مطلع حاضرخدمت ہیں۔

مینوں تاہنگاں پیرسیال دیاں　　سوہنے خواجہ شمس کمال دیاں

میرا خواجہ ضیاء الدین بن شاہ فقر آیا
ہے بیشک نوریزدانی تے کر پردا بشر آیا

انگریزی دورمیں برصغیر کے مسلمانوں کوانتشار کاشکارکرنے کیلئے طرح طرح کے حربے اختیار کئے جارہے تھے۔اسی دوران آپ نے عام فہم سادہ اورسلیس پنجابی زبان میں منظوم کلام کے ذریعے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی۔اس وقت کے کئی ایسے افراد بلکہ اقوام جن کاوطیرہ لوٹ کھسوٹ اورڈاکہ زنی تھا،انھیں نورہدایت سے منورفرمایا۔ظلمت شب میں چراغ راہ بنے رہے۔(۱۵)

marfat.com

حلیہ

آپ کا قد درمیانہ، چہرہ نورانی اور مزاج نہایت نفیس تھا۔ آپ کے مرید منشی شہادت علی شہید رجو کہ ساکن چک نمبر ۴۲۵ گ۔ب۔ ضلع فیصل آباد اپنی تقریظ دعائیہ میں رقمطراز ہیں۔

غلام مرتضٰی شاہ اسم مبارک سوہنا نور نورانی
طریقہ چشتی مذہب حنفی بخش ہویا رحمانی
سید بخاری قدرسوں بھاری چہرہ ماہ کنعانی
حاصل فیض سیال شریفوں کولوں شمس حقانی
سوہنا پیر تے سوہنا طالب دیکھے خلق خدائی
شالا جنت دے وچ وسن دکھ نہ ویکھن کائی (۱۶)

لباس وخوراک

آپ کا لباس سادہ اور صاف ستھرا ہوتا تھا۔ خوراک بھی سادہ استعمال کرتے تھے۔ (۱۷)

وصال شریف

آپ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۳۳ء بروز جمعۃ المبارک ۱۰ بجے صبح اللہ کو پیارے ہوئے۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون۔

نماز جنازہ حضرت مولانا عبدالغفور چشتی رحمۃ اللہ علیہ محمدی شریف والوں نے پڑھائی اور چاہ پیرانوالہ میں دفن ہوئے۔ آپ کا روضہ مبارک زیر تعمیر ہے۔

marfat.com

قطعہ تاریخ وصال

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے درج ذیل تاریخ وفات کہی ہے۔

غلام مرتضیٰ ماہ منور — زدنیا شد روانہ سوئے داور

سن ترحیل او فیض الامیں جست — ندازد ہاتفے "خورشید پیکر"

۱۳۵۲ھ

شادی اور اولاد

آپ نے دو نکاح کئے۔

پہلی شادی حضرت خواجہ سید فیض محمد شاہ بخاری ساکن جھانب شریف کی دختر نیک اختر سے کی، جن کے بطن سے حضرت سید حافظ محمد علی شاہ بخاری تولد ہوئے۔

دوسری شادی حضرت خواجہ سید صالح محمد شاہ سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ ساکن سلطان پور، تحصیل وضلع جھنگ مرید وخلیفہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کی دختر سے کی۔ جن کے بطن سے ایک لڑکا اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

۱ شاہ زمان (لاولد)

۲ صاحبزادیوں کی اولاد چک میانہ ضلع سرگودہا، جھانب شریف نواحی چنیوٹ ضلع جھنگ اور کوٹ وساوا ضلع جھنگ میں موجود ہے۔

سجادہ نشین

حضرت مولانا غلام رسول غازی سیالوی لکھتے ہیں۔

آپ کے وصال شریف کے بعد آپ کے اکلوتے فرزند ارجمند حضرت خواجہ حافظ سید محمد علی شاہ

marfat.com

بخاری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ اپنے اسلاف کی تابندہ روایات کو قائم رکھا۔ موجودہ سجادہ نشین حضرت حافظ حاجی سید معظم علی شاہ بخاری مدظلہ ہیں، جو اپنے آباؤ اجداد اور اسلاف کرام کی درخشندہ روایات کے پابند ہیں اور اس چراغ حق کو روشن رکھے ہوئے ہیں۔ خداوند کریم انکا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین

عرس شریف

آپ کا عرس مبارک ۱۹/ ۲۰ رجب المرجب کو دربار مرتضویہ، چاہ پیرانوالہ میں باقاعدگی سے منعقد ہوتا ہے۔ مریدین اور عقیدت مند کافی تعداد میں حاضری دیتے ہیں (۱۸)

تصانیف اور نمونہ کلام

حضرت خواجہ حافظ سید غلام مرتضیٰ شاہ بخاری قدس سرہٗ کو ابتداسے علمی اور ادبی ماحول میسر آیا۔ آپ کے جدامجد حضرت سید کرم شاہ اور والد ماجد حضرت سید سید جلال شاہ پنجابی زبان کے نغز گو شاعر تھے۔ حضرت سید سید جلال شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پنجابی ''سی حرفی'' آج بھی اصلی صورت میں موجود ہے۔

آپ کو شاعری ورثے میں ملی۔ شاعری میں آپ نے چار تخلص استعمال کئے ہیں۔

غلامؔ۔ غلاماںؔ۔ گامنؔ اور مرتضیٰؔ

لیکن زیادہ تخلص مرتضیٰ استعمال کیا ہے۔

آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

۱ مجموعہ مرتضائی: اس کتاب کے تین ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں اور اس کے کل ۵۶ صفحے ہیں۔ اس کتاب میں ''سی حرفی سسی'' سی حرفی کلمہ شریف، باراں ماہ، مولود شریف، مناقب امامین، کافیاں پیر سیال اور چرخے دے ڈھولے شامل ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

marfat.com

ظ: ظاہر مشہور ہوئی توں اندر عالم سارے دھی
اندر وڑ سمجھاواں تینوں کرنیں شور ککارے دھی
ہووے نت بے عزتی ساڈی ہر کوئی طعنے مارے دھی
گامن چارا کوئی نہ چلدا رب چوائے بھارے دھی

سسی اپنی ماں کو اس طرح جواب دیتی ہے۔

ظ: ظہور کریندا اللہ ہر عاشق دا آپے ماء
تہمت تے بدنامی باجھوں عاشق کیویں سنجاپے ماء
برکت عشق عاشق دیوں قائم عرش مینوں انج جاپے ماء
گامن پکی صورت پنوں یاد نہ رہ گئے ماپے ماء (۱۹)

سی حرفی کلمہ شریف میں آپ نے کلمہ شریف کی برکات بیان کی ہیں۔

ن: نور کوہ طور سی دل تیرا اسم ذات دی مثل مشہور کیتا
ذاتی نور دا تدھ نہ قدر جاتا اندر فسق فجور مستور کیتا
نور و نور باطن تیرا دل ہیسی الٹا دل نوں تدھ بے نور کیتا
مرتضیٰ توں نکل کے نور وچوں رہنا وچ ظلمات منظور کیتا (۲۰)

باراں ماہ کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

بھادوں ماہ آیا، برہوں آن تایا، جانی چر لایا، اونسیاں پانیاں او
سوہنے موڑیا مکھ، نہ پایا سکھ، بیٹھی دکھ قضیاں دے کھانیاں او
چھیواں مانگھ چڑھیا، زہری ناگ لڑیا، کونج وانگ بیٹھی کرلانیاں او
مرتضیٰ غلام مدام تیری، تیرے نام توں وارڑے جانیاں او (۲۱)

marfat.com

راہبراں باجھ نہ راہ لبھے ، لبھے مرض نہ باجھ سیانیاں دے
ددھ باجھ نہ مکھن نصیب ہووے ، بیڑے ترن نہ باجھ مہانیاں دے
کیتے باجھ مزدوریاں ملن ناہیں پکے شاہی نہ باجھ گھرانیاں دے
مرتضیٰ بن گڈیاں نہ جمے ، روئی نہ پکے بناں دانیاں دے (۲۲)

۲ سیف مرتضویہ: اس رسالے میں حمد، نعت، مدح خلفائے راشدین، مدح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور شیعہ سنی مسلک کے اختلافات کا بیان ہے۔ آپ نے اپنے موقف کی حمایت میں قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور سنی شیعہ کتب کے بیشمار حوالے درج کئے ہیں۔ اس کتاب کا دیباچہ حضرت مولانا قطب الدین جھنگوی نے قلم بند کیا ہے۔

آکھیا سد بلال تائیں پھر دب کے آکھو بانگاں
دین رسول اللہ دے اس دن لایاں دھڑیاں مانگاں
اس دن کولوں اگے آہی طاقت وچ کفر دے
جس دن عمرؓ ایمان لے آندا چھپ گئے کافر وچ گھر دے
اوس امیر عمرؓ دے تائیں دیون شیعہ گالی
دیون ہن بھی ہک وکھالی گھتن بالو ہالی (۲۳)

۳ سی حرفی، غیر مطبوعہ

۴ شاعری کی نئی بہار یعنی پوڑی ساندل بار مع رسالہ نہر

اس نسخے کی کتابت حضرت خواجہ حافظ سید غلام مرتضیٰ شاہ بخاری کے مخلص مرید شہادت علی شہید رجوکہ نے کی ہے۔ اس نسخے کے آخر میں شہادت علی شہید رجوکہ نے اپنا منظوم پنجابی خراج عقیدت بھی پیش کیا ہے۔ ۲۴

۵ مذہب علی دا۔ (۲۵)

marfat.com

حواشی

۱ مکتوب سید معظم علی شاہ بخاری بنام مولف مرقومہ ۳۰ راگست ۱۹۸۹ ، از قمر معظم آباد محمدی شریف ضلع جھنگ
۲ شاعری کی نئی بہار یعنی پوڑی ساندل بار مطبوعہ ۱۹۹۱ ، صفحہ ۳
۳ ایضاً ، ۴۲ ، ۴۳
۴ ایضاً ، صفحہ ۴۶
۵ مکتوب ایضاً ، مورخہ ۳۰ راگست ۱۹۸۹ ،
۶ مکتوب ایضاً
۷ شاعری کی نئی بہار مطبوعہ ۱۹۹۱ ، صفحہ ۴۷
۸ غلام مرتضیٰ شاہ ، مجموعہ مرتضائی مطبوعہ نامی پریس لاہور ، بار سوم ، صفحہ ۳۱ ، ۳۲
۹ مولانا محمد نافع ، چند یادداشتیں مطبوعہ در شاعری کی نئی بہار ، صفحہ ۴۲
۱۰ ایضاً ، صفحہ ۴۳
۱۱ محمد سعید خاور بھٹہ ، ساندل بار دا شاعر ، مطبوعہ در شاعری کی نئی بہار ، صفحہ ۴۸ ، ۴۹
۱۲ غلام مرتضیٰ شاہ ، سیف مرتضویہ ، مطبوعہ مکتبہ الہلال الہ آباد ۱۹۶۸ ، ، بار سوم صفحہ ۱۳
۱۳ شاعری کی نئی بہار ، صفحہ ۴۸
۱۴ مکتوب ایضاً صفحہ ۲۲
۱۵ شاعری کی نئی بہار ، صفحہ ۴
۱۶ ایضاً ، صفحہ ۲۲
۱۷ مکتوب ایضاً
۱۸ شاعری کی نئی بہار ، صفحہ ۴ ، ۳۲
۱۹ مجموعہ مرتضائی ، صفحہ ۹
۲۰ ایضاً ، صفحہ ۱۷
۲۱ ایضاً ، صفحہ ۱۹
۲۲ ایضاً ، صفحہ ۱۴
۲۳ سیف مرتضویہ ، صفحہ ۴۲
۲۴ شاعری کی نئی بہار ، صفحہ ۵۶ ، ۵۷
۲۵ مکتوب ایضاً

marfat.com

باب ہفدہم

حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی

خاندان

حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان میانہ لالی کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد میں ایک بزرگ حضرت میاں جان محمد لالی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے ہیں جن کی زبان پر ذکر الٰہی ہمہ وقت جاری رہتا تھا حتیٰ کہ بوقت طہارت اپنی زبان دانتوں میں دبالیا کرتے تھے۔ آپ کے بھائی حضرت میاں برخوردار لالی بھی بہت خدا رسیدہ بزرگ اور شاعر ہو گزرے ہیں۔ ان دونوں برادران کے متعلق مشہور ہے۔

جان محمد تے برخوردار ذکر اللہ دے نال وپار

ہرنیاں دیون دو دھوں دھار

حضرت میاں برخوردار کے صاحبزادے حضرت میاں محمد صدیق لالی رحمۃ اللہ علیہ کامل واکمل بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں علوم ظاہری و باطنی سے نوازا تھا اور پنجابی کے زبردست شاعر تھے۔ ان کے فرزند ارجمند حضرت میاں نور نبی لالی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کی نواسی سے حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کی شادی ہوئی۔

حضرت میاں جان محمد لالی کی اولاد امجاد جان ممدانہ کے نام سے پکاری جاتی ہے جبکہ حضرت میاں برخوردار کی اولاد امجاد برخوردانہ کے نام سے معروف ہے۔

marfat.com

شجرہ نسب

حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندانی شجرہ اس طرح ہے۔

مولانا میاں غلام حسن لالی بن میاں نور احمد لالی بن میاں رکن دین بن میاں دین محمد بن میاں سعید محمد بن میاں جان محمد بن میاں شیخ عبداللہ بن میاں شیخ حاجی بن میاں حمزہ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت تخمیناً ۱۲۸۵ھ موافق ۱۸۶۸ء کو موضع ٹھٹھہ بھیانوالہ نزد لالیاں ضلع جھنگ (پنجاب) میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت

آپ نے قرآن مجید اور ابتدائی درسی کتب اپنے والد ماجد حضرت میاں نور احمد لالی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور دیگر علوم متداولہ کی تحصیل وتکمیل مختلف مدارس میں رہ کر کی۔

بیعت

آپ نے دوران طالب العلمی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کر لی تھی۔

عطائے خلافت

مشرف بہ بیعت ہونے کے بعد سیال شریف باقاعدہ آمد ورفت جاری رہی۔ تکمیل علوم ظاہری کے بعد حضرت ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہٗ کے دور ہمایوں میں سیال شریف حاضر رہ کر مجاہدہ و

marfat.com

ریاضت میں مشغول رہے اوراوراد و وظائف کا سلسلہ بھی جاری رہا جہاں تک کہ خرقہ خلافت اور اجازت بیعت سے نوازے گئے۔

مرشد سے عقیدت

آپ کے دل میں اپنے مرشد کریم کی انتہائی عقیدت اور محبت تھی۔ پاپیادہ سیال شریف حاضری معمول تھا۔ لنگر کے امور کی انجام دہی میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ حضرت ثانی لاثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ آپ کے خلوص اور نیاز کی قدر کرتے تھے اور بہت زیادہ شفقت فرماتے تھے۔

حضرت میاں غلام حسن لالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقیمی مقامات باہری نزد حافظ آباد، جکنہ اور جوکھیاں ضلع گوجرانوالہ اور محمد والا ضلع فیصل آباد سے لالیاں پہنچتے اور لالیاں سے پاپیادہ سیال شریف حاضر ہوتے تھے۔ آپ کا تاحیات یہی معمول رہا۔

معمولات وعبادات

آپ نصف شب کے بعد نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے مسجد تشریف لے جاتے۔ دو رکعت نماز تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد سورۃ عمران کا آخری رکوع تلاوت کرتے بعد ازاں بارہ رکعت نماز تہجد ادا فرماتے۔ تہجد میں کبھی سورۃ الاخلاص ترتیب کے ساتھ پڑھتے اور کبھی سورہ یوسف پڑھا کرتے تھے۔ بعد از نماز تہجد تسبیح پہلے کلمہ کی ذکر نفی اثبات کی پڑھا کرتے تھے۔ پہلے تسبیح لاالٰہ اِلَّا اللّٰہ کی دوسری اِلّااللّٰہ اور تیسری اَللّٰہ کی ترتیب سے پڑھا کرتے تھے۔ طاق بار مُحَمَّدُالرَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھتے تھے۔ پھر نماز فجر تک دیگر اوراد و وظائف میں مشغول رہتے تھے بعد از نماز فجر وظائف شروع کرتے تھے اور نماز اشراق و چاشت وغیرہ سے فارغ ہو کر مسجد سے قیام گاہ کی طرف تشریف لاتے

marfat.com

تھے۔نماز فجر کے بعد سورۃ یٰسین بعد نماز ظہر سورۃ نوح اور بعد از نماز عصر سورۃ نساء اور نماز مغرب کے بعد سورۃ واقعہ اور نماز عشاء کے بعد سورۃ ملک تلاوت کرتے تھے۔قبل از نماز عشاء سورۃ الم سجدہ بھی پڑھتے تھے دوپہر کو قیلولہ کرتے تھے اور نماز ظہر باجماعت ادا کرنے کے بعد ختم خواجگان پڑھا کرتے تھے۔

آپ کا مجموعہ وظائف بہت خوبصورت قلمی لکھا ہوا تھا۔بروز جمعرات نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورۃ الم سجدہ اور دوسری میں سورۃ دہر پڑھنا معمول تھا۔دعا بڑی رقت انگیز مانگا کرتے تھے۔

لباس وخوراک

آپ کا لباس اور خوراک سادہ اور معمولی ہوتی تھی۔کم خوری عادت تھی۔

اخلاق واطوار

آپ کو استقامت علی الدین ودیعت ہوئی تھی لہٰذا آپ خود بھی شریعت مطہرہ پر عشق ومحبت سے عمل پیرا تھے اور لوگوں کو بھی تبلیغ فرماتے اور خلاف شریعت کوئی بات برداشت نہ کرتے تھے۔آپ قوی جسم ،طاقت ور اور صاحب حوصلہ آدمی تھے۔آپ کی آواز شیریں اور بلند تھی۔نیکی کے اجرا اور بدی کو روکنے میں ہمیشہ ہمہ تن گوش مصروف رہے۔جاہل صوفیوں کی بدعات وخرافات کا خاتمہ ان کا اہم مشغلہ تھا۔آپ بہترین سیرت اور بلند اخلاق کے مالک تھے۔

نہایت متقی ،پرہیزگار،عابد وزاہد اور بے ریا شخصیت کے حامل بزرگ تھے۔تمام زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم ﷺ کی محبت واطاعت میں بسر کی۔رمضان المبارک میں قرآن مجید سننے کیلئے حافظ القرآن کو خود دعوت دیتے تھے۔حافظ کے خورد ونوش اور خدمت کا انتظام اپنی گرہ سے کرتے تھے۔

marfat.com

آپ کا دل ہمہ وقت خوف خدا سے دہشت انگیز رہتا تھا اور موت پیش نظر رہتی تھی۔ آپ کی سیرت و کردار اور خوف خدا کا اندازہ درج ذیل واقعات سے لگایا جا سکتا ہے۔

الحاج میاں عطا محمد لالی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ فصلوں کی کٹائی رمضان المبارک میں شروع ہوئی تو آپ کے مقتدی نمبردار نے فصل کی کٹائی کے لئے آدمی جمع کئے۔ نمبردار آپکی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ عید بھی قریب ہے لوگوں نے فصل کی کٹائی کے لئے دن کو کھانا پکانا ہے اگر لوگوں کو منع کیا گیا تو لوگ ناراض ہو جائیں گے اور عید پر آپ کی خدمت پر بُرا اثر پڑے گا۔

نمبردار کی بات سن کر آپ نے غضب ناک ہو کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ناراض نہ ہو، لوگوں کی ناراضگی کی مجھے قطعاً پروا نہیں۔ رمضان المبارک کی بے حرمتی کرنے والوں سے عید لینا جائز ہی نہیں۔ نمبردار شرمندہ ہو کر چلا گیا۔

ایک دفعہ آپ ریل گاڑی پر سفر کر رہے تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا گاڑی میں پانی کی نایابی کے باعث آپ کی نماز قضا ہو گئی۔ زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا، جس کا بیحد افسوس ہوا اور آپ نے قسم اٹھائی کہ زندگی بھر ریل کے سفر سے اجتناب کروں گا پھر تو آپ نے طویل سفر بھی گھوڑے پر طے کئے۔ دوران سفر اوراد و وظائف پابندی سے ادا کرتے تھے۔

الحاج میاں راجہ سیال کا بیان ہے کہ آپ نے دورِ بلوغت و شباب کی نمازوں کی قضا ادا کر دی تھی۔

کتب خانہ

آپ کو نادر و نایاب کتب جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ صاحب مطالعہ بزرگ تھے۔ آپ کا کتب خانہ اب بھی موجود ہے جس میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں ہیں۔

marfat.com

مقبولیت

آپ ہردلعزیز بزرگ تھے۔آپ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ حضرت میاں محمد صدیق لالی کی اولاد اور دیگر لالی برادری باوجود بڑے زمیندار ہونے کے آپ کی بہت زیادہ عزت کرتے تھے۔ایک بڑے زمیندار لالی نے آپ کو پورے کنوئیں کی زرعی اراضی بطور نذرپیش کی جو آپ نے قبول نہ فرمائی۔حضور پیر سیال کے غلاموں کا خاصہ یہ ہے کہ وہ دنیا سے متنفر تھے۔

مریدین

آپ کے مریدین اضلاع جھنگ، سرگودہا، فیصل آباد اور گوجرانوالہ میں پائے جاتے ہیں۔ بقول حضرت مولانا احمد یار لالی مدظلہٗ آپ کے اکثر مرید متقی، تہجد گزار، پابند صوم وصلوٰۃ، قاری قرآن مجید اور پابند شریعت مطہرہ دیکھے گئے ہیں۔

اندازِ تبلیغ وارشاد

آپ کا انداز تبلیغ اتنا موثر اور پرتاثیر ہوتا تھا کہ بے علم سادہ لوگ بلکہ چور تک تائب ہوکر پکے سچے مسلمان بن جاتے تھے۔ایک بار ٹھٹھہ وریو والا میں وعظ کے دوران داڑھی کی فضیلت اور منڈوانے کے گناہ کو بیان کیا تو آپ کے ایک مرید میاں مہتاب دین حجام نے داڑھی مونڈنے سے توبہ کی۔

ایک مرتبہ تھانیدار نے حجامت کیلئے بلوایا تو آپ نے اس کی حجامت بنادی اور داڑھی بنانے سے صاف انکار کردیا اور تھانیدار کے سختی کرنے کے باوجود اس کی داڑھی نہ بنائی بالآخر میاں مہتاب دین حجام نے جواباً کہا۔آپ مجھے گالی گلوچ کریں یا ماریں لیکن میں داڑھی ہرگز نہیں مونڈوں گا۔ تھانیدار کے مجبور یافت کرنے پر میاں صاحب نے کہا۔

marfat.com

میں اپنے مرشد کے سامنے داڑھی مونڈنے سے تائب ہو چکا ہوں۔ تھانیدار آپ کا جواب سن کر معذرت خواہ ہوا۔

میاں مہتاب دین حجام بہت نیک اور پارسا آدمی تھے۔ اپنے تمام اہل وعیال کو حج کرایا اور کبھی عصر وعشاء کی غیر موکدہ سنن ترک نہ کیں۔

اسی طرح ایک دفعہ ٹھٹھہ بھیانوالہ میں وعظ کے دوران میں کسی کا ناحق مال کھانے اور چوری کی مذمت بیان کی تو آپ کے ایک مرید صابہ کھرل نامی جو نامی گرامی چور تھا، نے چوری سے توبہ کر لی۔ ایک مرتبہ صابہ کھرل اپنے مرشد گرامی حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی رحمۃ اللہ علیہ اور چند دیگر ساتھیوں کے ہمراہ پاپیادہ سیال شریف جا رہے تھے جب فروکہ پہنچے تو صابہ کھرل نے اپنے مرشد سے عرض کیا۔ حضور میں نے اس گاؤں سے ایک ہندو کی گائے چرائی تھی، جس کو چند سال بیت چکے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ جاؤ اس ہندو سے معذرت طلب کرو اور اسے ہر حال میں راضی کرو۔ صابہ کھرل نے ہندو کے پاس جا کر برملا کہا کہ تیری فلاں گائے میں نے چرائی تھی، جس کی معافی طلب کرتا ہوں اگر تم گائے کے بدلے گائے چاہتے ہو تو گائے دینے کے لئے تیار ہوں اور اگر گائے کی قیمت لینا چاہتے ہو تو قیمت ادا کرنے کیلئے بھی تیار ہوں۔

ہندو سخت حیران ہوا اور کہنے لگا۔ ذرا ٹھہرو، میں آ کر آپ کو بتلاتا ہوں۔ صابہ کھرل نے سوچا کہ دیکھو اب یہ ہندو میرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ ہندو نے اپنی اہلیہ سے مشورہ کیا تو اہلیہ نے بھی معافی دینے کا مشورہ دیا۔ ہندو نے واپس آ کر صابہ کھرل کو معاف کر دیا۔

جب صابہ کھرل واپس آیا تو حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی رحمۃ اللہ علیہ نے استفسار فرمایا کہ ہندو کیا کہتا تھا؟ صابہ کھرل نے جواباً عرض کیا کہ حضور آپ کی دعا کے صدقے ہندو نے معافی دے دی ہے اور گائے کا کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کیا ہے۔

marfat.com

آپ نے ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جزائے خیر عطا کرتا ہے۔

ذریعہ معاش

موضع باہری نزد حافظ آباد میں آپ اپنے چند قریبی رشتہ داروں کے ہمراہ رہائش پذیر تھے۔ یہاں آپ کی اٹھارہ ایکڑ موروثی اراضی تھی۔ آپ یہاں کاشتکاری کرتے تھے موضع باہری کے باشندوں نے آپ سے امامت کی درخواست کی جو آپ نے منظور فرمالی۔

وصال شریف

آپ نے ٹھٹھہ بھیانوالہ نزد لالیاں ضلع جھنگ بحالت نماز ۵ر جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۸ر اکتوبر ۱۹۳۱ء بروز یکشنبہ وصال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ○

مدفن

آپ کا مزار شریف حضرت میاں محمد صدیق لالی رحمۃ اللہ علیہ کے قبرستان میں مرجع خلائق ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں اپنے فرزندان گرامی کو قبر پر گنبد تعمیر کرنے سے منع کر دیا تھا۔

قطعہ تاریخ وصال

خاکسار مولف کی فرمائش پر محمد حسن خان میرانی نوشاہی، بہاولپور نے تاریخ وفات کہی ہے۔

غلام حسن لالی خوش خصال چلے دار فانی سے دارالنعیم
ہوئی فکر تاریخ سال وصال ندا مجھ کو آئی کہ ''فاضل عظیم''
۱۹۳۱ء

marfat.com

محمد حسن خان میرانی نوشاہی مدظلہ نے تاریخی مادے نکالے ہیں۔

''آہ! جنت مکاں میاں غلام حسن لالی''

۱۹۳۱ء

''پاک دل، پاکباز غلام حسن لالی''

۱۳۵۰ھ

''عبد وہاب غلام حسن لالی''

۱۳۵۰ھ

عرس مبارک

۵ر جمادی الثانی کو آپ کا سالانہ عرس مبارک منایا جاتا ہے۔

خلفاء

آپ نے جن لوگوں کو واصل بحق کیا، ان میں سے دو کا علم ہو سکا، جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ حضرت حافظ میاں محمد لالی: آپ حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند کلاں تھے۔ آپ نے قرآن مجید حفظ کیا اور علوم متداولہ کی تحصیل و تکمیل کی۔ جید عالم، کامل درویش، مبلغ اسلام اور مناظر اسلام تھے۔ آپ کا قیام لالیاں ضلع جھنگ، محمد والا ضلع فیصل آباد، جوکھیاں ضلع گوجرانوالہ اور جگنہ ضلع گوجرانوالہ میں بہت زیادہ رہا۔ آپ نے مذکورہ بالا مقامات پر درس قرآن جاری کئے۔ لاتعداد لوگوں نے آپ سے قرآن مجید پڑھا۔ آپ اپنے والد ماجد کی طرح بہت طاقتور تھے۔ پنجابی کے نغز گو شاعر تھے۔ نیزہ بازی میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ ماہر شہ سوار تھے۔ شریعت مطہرہ کے انتہائی پابند تھے اور شریعت کے خلاف کوئی بات برداشت سے باہر تھی۔ نماز صحیح

marfat.com

اوقات میں ادا فرماتے تھے۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سردار احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد کے ساتھ نہایت دوستانہ اور برادرانہ تعلقات استوار تھے۔ فیصل آباد کے قیام کے دوران شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی ہر ممکن مدد کی۔ مدرسہ کی مالی معاونت کرتے رہتے۔ مساجد کی تعمیر و مرمت آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔

وہابیوں، رافضیوں اور قادیانیوں سے کئی کامیاب مناظرے کئے۔ مناظرہ کے دوران آپ مخالف مناظر کی ہر بات اور شرط تسلیم کرتے۔ آپ کی جانب سے ایک شرط ہوتی کہ بوقت نماز مناظرہ بند کر کے نماز باجماعت ادا کی جائے گی بعد ازاں دوبارہ مناظرہ کا آغاز ہوگا۔ کئی وہابی، شیعہ اور مرزائی تائب ہوئے اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت اختیار کیا۔ آپ نے کئی یتامیٰ کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا اور ان کی شادیاں اپنی گرہ سے کیں۔

حضرت مولانا احمد یار لالی سیالوی مدظلہٗ العالی کا بیان ہے کہ ناچیز جگنہ گاؤں گیا تو وہاں کے معمر رسیدہ لوگوں سے سنا کہ آپ کا اس قدر رعب اور دبدبہ تھا کہ بااثر چوہدریوں کی بے نماز اولاد مسجد کے قریب سے نہ گزرتی تھی۔ جگنہ گاؤں میں چٹھہ برادری اکثریت میں ہے۔

آپ بہترین مقرر تھے۔ حضرت قطب ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے محبوب خلیفہ خواجہ سید نور الحسن شاہ کیلانی قدس سرہٗ حضرت کیلانوالہ شریف آپ کو تقاریر کی دعوت دیا کرتے تھے۔ ایک بار شاہ صاحب نے بعد از نماز فجر مریدین سے ارشاد فرمایا کہ حافظ صاحب تقریر فرمائیں گے آپ لوگ ہمہ تن گوش ہو کر تقریر سنیں جب آپ نے اپنا بیان شروع فرمایا تو مسجد کی گھڑی نے بھی چلنا بند کر دیا۔

آپ کے دو رسائل یادگار ہیں۔

۱ انکشاف دھوکہ دیوبندی وہابی (پنجابی منظوم)

marfat.com

حضرت حافظ میاں محمد لالی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ موافق ۲۶ فروری ۱۹۶۱ء بروز یکشنبہ چک نمبر ۲۱۶ ر۔ب محمد والا کلاں تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں وصال فرمایا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون O

نماز جنازہ محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا سردار احمد فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ آپ کا مرقد منور محمد والا کلاں کے قبرستان میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

عرس مبارک ۱۱ شوال المکرم کو محمد والا کلاں میں منایا جاتا ہے۔

۲ حضرت میاں سجاول رحمۃ اللہ علیہ: اپنے مرشد کریم حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی رحمۃ اللہ علیہ کے قیام باہری نزد ونیکے تارڑ ضلع حافظ آباد کے دوران کئی سال آپ کی خدمت میں رہے۔ سلوک و معرفت کی منزلیں طے کیں اور خرقہ خلافت ارزانی ہوا۔ بڑے مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ اپنے مرشد کامل کی اراضی کو پانی سے سیراب کر رہے تھے۔ اس دور میں اراضی جھلاروں کے ذریعے سیراب کی جاتی تھی۔ ایک بار جھلار چلانے کے سلسلے میں ایک بڑے تارڑ زمیندار کا میاں سجاول سے تنازعہ ہو گیا۔ زمیندار نے طیش میں آ کر میاں سجاول کو تھپڑ مار دیا تو اسی وقت زمیندار کا ہاتھ سوکھ گیا۔ جب یہ معاملہ میاں غلام حسن لالی تک پہنچا تو آپ میاں سجاول سے سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ درویش کو برد بار ہونا چاہیے۔ مخلوق خدا کی سختی اور زیادتی برداشت کرنی چاہئے۔ بالآخر میاں سجاول نے اپنے مرشد کریم سے معذرت کی

حضرت میاں سجاول بڑے جلالی درویش تھے۔ ۳۲ سال اناج نہ کھانے کا روزہ رکھا بڑی بڑی ریاضتیں اور مجاہدے کئے۔ حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا عرس مبارک ہر ماہ

marfat.com

پابندی سے کرتے تھے۔آج بھی آپ کے مزار شریف پر آپ کے مرید گیارہویں شریف کا ختم کرتے ہیں۔

حضرت میاں سجاول کے ایک مرید محمد مالک چٹھہ جو ایک اچھے خاصے زمیندار اور نیک آدمی تھے۔آپ نے اپنی وفات سے قبل انھیں ایک وظیفہ پڑھنے کے لئے فرمایا۔محمد مالک چٹھہ وظیفہ سے ایک لفظ بھول گئے تو میاں سجاول نے خواب میں فرمایا کہ فلاں لفظ آپ وظیفہ سے کیوں بھول گئے ہیں۔

حضرت میاں سجاول رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پرانوار پنڈ مچھروالی ضلع شیخوپورہ میں مرجع خلائق ہے۔

اولاد امجاد

حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی رحمۃ اللہ علیہ نے موضع باہری میں تین شادیاں کیں۔پہلی دو ازواج سے ایک ایک فرزند پیدا ہوا،جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱ حضرت مولانا حافظ میاں محمد لالی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ و جانشین)

۲ حضرت میاں محمد اسمٰعیل لالی رحمۃ اللہ علیہ

تیسرے حرم سے ایک فرزند اور ایک دختر پیدا ہوئی،جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ حضرت میاں عبدالکریم لالی رحمۃ اللہ علیہ

۲ حضرت سکینہ بی بی رحمۃ اللہ علیہا

حضرت میاں محمد اسماعیل لالی رحمۃ اللہ علیہ نے فقط قرآن مجید حفظ کیا۔آپ بڑے نیک متقی اور درویش منش بزرگ تھے۔

حضرت میاں عبدالکریم لالی رحمۃ اللہ علیہ کو والد ماجد نے اپنی خدمت کے لئے اپنے پاس

marfat.com

رکھا اور خود ہی تعلیم و تربیت فرمائی۔ آپ بڑے قوی، طاقتور اور صاحب حوصلہ آدمی تھے۔ آواز بہت شیریں اور بلند تھی۔ اذان پڑھتے تو لوگ ٹھہر ٹھہر کر شوق سے سنتے تھے۔ انھوں نے اپنے والد ماجد کی بہت خدمت کی۔ نماز باجماعت کے بہت پابند تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی سے روحانی فیض اٹھایا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور انتہائی عابد و زاہد تھے۔ شریعت کی پابندی میں بہت مضبوط تھے۔ مستجاب الدعوات اور صاحب کرامت تھے۔ بوقت وصال کلمہ طیبہ ورد زبان تھا۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولوی احمد یار لالی مدظلہٗ سیال شریف ہر عرس مبارک کی تقریب سعید میں دیکھے جاتے ہیں۔ بڑے خوش اخلاق اور خندہ رو ہیں۔ صوم وصلوٰۃ کے انتہائی پابند ہیں اپنے پیر خانہ سے انتہائی مخلص ہیں۔ بندہ مولف پر بہت مہربانی اور شفقت فرماتے ہیں۔ ایک بار غریب خانہ پر قدم رنجہ فرما چکے ہیں۔ حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و سوانح انھی کی توجہ اور شفقت سے دستیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انھیں سلامت باکرامت رکھے۔ آمین

حضرت سکینہ بی بی نیک اور پارسا خاتون تھیں۔ زہد و عبادت میں اپنی مثال نہیں رکھتی تھیں۔ غریب پرور اور مہمان نواز خاتون تھیں۔

خوارق

حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی رحمۃ اللہ علیہ کے خوارق و کرامات کی کوئی انتہا نہیں۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت تھی کہ آپ نے اپنی ساری زندگی حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی اتباع و اطاعت میں گزاری۔ آپ عموماً کرامت کے اظہار کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ تاہم چند خوارق و کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱ حاجی عطا محمد کا بیان ہے کہ آپ کے مخلص مرید قوم جھنگل ساکن ٹھٹھہ جھنگلاں والہ نزد بار حضرت میاں محمد صدیق لالی رحمۃ اللہ علیہ سے بااثر ہندوؤں نے زرعی اراضی ہتھیانے کے

marfat.com

لئے جج سے میل ملاپ کر کے عدالت میں کیس دائر کر دیا۔ جج ہندو تھا اور اسے اچھی طرح علم تھا کہ زمین مسلمان کی ملکیت ہے۔

جج نے بہت سوچ و بچار کے بعد بہانہ تراشا کہ مسلمان زمین کے واسطے قرآن مجید کی قسم نہیں اٹھائے گا اور کیس ہندوؤں کے حق میں کر دوں گا۔

جج نے آپ کے مرید سے کہا کہ اگر زمین تمہاری ہے تو آئندہ پیشی پر قرآن مجید کی قسم اٹھاؤ۔ جب اس نے جج کی بات سنی تو سخت پریشان ہوا۔ اسی پریشانی کے عالم میں سارا ماجرا اپنے مرشد کامل کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حلف اٹھانے کی قطعاً ضرورت نہیں، قلم جج کی ماں کا نہیں ہے۔

جب آپ کا مرید دوسری پیشی پر جج کے سامنے پیش ہوا تو جج نے کہا کہ قسم اٹھاؤ کہ زمین میری ہے تو اس نے حلف اٹھانے سے انکار کر دیا۔ جج نے ہندوؤں کے حق میں فیصلہ لکھ دیا۔ اور فیصلہ کی نقل فریقین کو دے دی۔

جب جھگل مرید نے نقل پڑھوائی تو فیصلہ اسکے حق میں لکھا تھا۔ فوراً اسے اپنے مرشد کامل کا فرمودہ یاد آیا "قلم جج کی ماں کا نہیں ہے"

۲ میاں غلام حسین لالی جو حضرت میاں محمد صدیق لالی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد میں سے تھے اور غالباً مجاہد ملت حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ سے بیعت تھے، نہایت مخلص اور پرہیز گار آدمی تھے، نے بیان فرمایا کہ میں بھینس اعلیٰ نسل کی رکھا کرتا تھا۔ اتفاق سے بھینس کو نظر لگ گئی اور اس نے دودھ دینا چھوڑ دیا۔ بہتیرے دم تعویذ اور دیگر حیلے کرنے کے باوجود تین یوم تک بھینس نے دودھ نہ دیا اور جو آدمی اس کے سامنے آتا اس کو مارنے دوڑتی آخر تنگ آ کر اسے کسی طرح واڑے میں بند کر دیا۔ واڑے کی دیوار سے بھینس کو چارہ، پانی ڈال دیا جاتا تھا۔

بھینس کو واڑے میں بند کئے تین روز ہو گئے تو مجھے معاً یاد آیا کہ افسوس میاں غلام حسن لالی

marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ سے بھینس کو دم نہ کروایا۔

مولانا میاں غلام حسن لالی کی خدمت میں بھینس والا واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ بھینس کہاں ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ بھینس آدمیوں کو مارتی ہے لہٰذا اسے واڑے میں بند کیا ہوا ہے۔ ہم دونوں بوڑھے آدمی ہیں۔ میں چند جوان آدمیوں کو بلاتا ہوں، وہ لاٹھیاں لے کر آئیں گے شاید اس طرح ہم بھینس کے نزدیک جا سکیں۔

آپ نے مجھے فرمایا۔ آدمیوں اور لاٹھیوں کو چھوڑو، مجھے واڑے کا دروازہ کھول دو اور دودھ دوہنے والا آدمی اور برتن مہیا کرو۔ میں آپ کی بات پر حیران ہوا لیکن خاموش ہو گیا اور آپ کے حکم کی تعمیل میں آدمی اور برتن مہیا کر کے واڑے کا دروازہ کھول دیا۔ بھینس نے آپ کو دیکھتے ہی سر جھکا دیا۔ آپ نے صرف بھینس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ارشاد فرمایا کہ اس کا بچہ (پھل) نیچے چھوڑ دو اور دودھ دوہنا شروع کر دو۔ بھینس نے اگالی کرنا شروع کر دی اور بڑے سکون سے دودھ دوہا گیا۔

۳ غلام علی ولد غلام میراں لالی جو حضرت میاں محمد صدیق لالی کی اولاد میں سے ہیں اور دیگر عمر رسیدہ لوگ ساکنان ٹھٹھہ بھیانوالہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی رحمۃ اللہ علیہ جن ایام میں ٹھٹھہ بھیانوالہ کی مسجد کی تعمیر نو کر رہے تھے تو میاں چاوہ کھرل کو مسجد کیلئے پہاڑوں سے بجری لانے کے لئے بیل گاڑی دے کر بھیجا۔ راستے میں نہر کا پل بلند تھا۔ جب بیل گاڑی لدی ہوئی پل پر سے گزری تو وزن کی وجہ سے بیل دوڑ پڑے اور اچانک میاں چاوہ کھرل گرا اور بیل گاڑی کے نیچے آ گیا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بیل فوراً رک گئے اور میاں چاوہ کھرل بیل گاڑی کے نیچے سے صحیح سلامت نکل آیا۔ حیران ہوا کہ ایسی جگہ پر گاڑی کیسے رکی ہے؟ بہر حال اللہ کا شکر ادا کیا اور پھر سوار ہو کر روانہ ہو پڑا جب ٹھٹھہ بھیانوالہ کے قریب پہنچا تو میاں غلام حسن لالی نے فرمایا۔

میاں چاوہ بچ گئے ہو۔ آج تیرے لئے مجھے سخت مشقت اٹھانا پڑی۔ میاں چاوہ کھرل سارا معاملہ سمجھ گیا۔

marfat.com

۴ حضرت مولانا میاں غلام حسن لالی کا دوران سفر ایک ڈیرہ سے گزر ہوا۔ آپ ایک درخت کے نیچے آرام کیلئے ٹھہر گئے۔ ڈیرہ والوں نے آپ کو دودھ کا کٹورہ پیش کیا۔ آپ نے دودھ نوش جان کیا اور پس خوردہ اپنے درویش جو قوم کا مسلم شیخ تھا، کو دینے لگے تو ڈیرہ والوں نے عرض کیا کہ آپ کا درویش چونکہ قوم کا مسلم شیخ ہے لہٰذا آپ اسے دودھ نہ دیں، ہم اس کے لئے شربت لاتے ہیں۔ آپ نے وجہ دریافت فرمائی تو انھوں نے دست بستہ عرض کیا اگر ہماری بھینسوں کا دودھ کوئی مسلم شیخ پی جائے تو ہماری بہترین بھینس موقع پر مر جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا۔ یہ آپ لوگوں کا وہم ہے میرے درویش کو دودھ پی لینے دو، آپ کی بھینس کو کچھ نہیں ہوگا۔

جب آپ کا درویش دودھ پینے لگا تو ادھر ڈیرہ والوں کی بہترین بھینس گر پڑی۔ آپ نے بھینس کے قریب جا کر اس کی گردن اور سر پر چند جوتے لگائے تو بھینس اٹھ کھڑی ہوئی ڈیرہ والے یہ منظر دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔

آپ نے ارشاد فرمایا جہالت کے باعث یہ تمہارا شیطانی عقیدہ ہے کہ جب تم کسی مسلم شیخ کو لسی یا دودھ دیتے ہو تو ابلیس تمہاری بہترین بھینس کا گلہ گھونٹ دیتا ہے۔ آپ اس شیطانی عقیدہ سے تائب ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی کوئی بھینس نہیں مرے گی۔ اس طرح وہ سارا ڈیرہ آپ کا معتقد ہو گیا۔

ماخذ

انٹرویو حضرت میاں احمد یار لالی مدظلہٗ مورخہ ۳ر جنوری ۱۹۹۰ء بر مکان مولف واقع پنڈی سید پور، ضلع جہلم

marfat.com

باب ہژدہم

حضرت مولانا میاں خوشی محمد سیال

ولادت اور خاندان

آپ ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء کو پیدا ہوئے۔ آپ سیال قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا مورث اعلیٰ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوا تھا۔

آپ کے والدین دیندار اور عبادت گزار تھے۔ والد ماجد حضرت میاں غلام رسول سیال زمینداری کرتے تھے۔ کافی مصروفیات کے باوجود پنجگانہ نماز اور تلاوت قرآن مجید بڑی پابندی سے ادا کرتے تھے۔ والدہ ماجدہ بھی عبادت گزار اور مستجاب الدعوات خاتون تھیں۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے خادم خاص اور خلیفہ حضرت مولانا حافظ احمد یار سیال رحمۃ اللہ علیہ ساکن بھونانی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ آپ کے خاندان کے ممتاز فرد تھے۔ ان کا ذکر مرآۃ العاشقین میں ملتا ہے۔

تعلیم

حضرت مولانا میاں خوشی محمد سیال رحمۃ اللہ علیہ نے پرائمری تک تعلیم گاؤں میں حاصل کی۔ قرآن مجید حضرت مولانا احمد دین رحمۃ اللہ علیہ ساکن ٹھٹھی بالا راجہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ سے پڑھا۔ ابتدائی درسی کتب اپنے عم محترم حضرت مولانا فضل دین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں چونکہ آپ کے بھائی حضرت مولانا میاں گل محمد سیال رحمۃ اللہ علیہ حصول تعلیم کے لئے گھر سے باہر چلے گئے تھے۔

marfat.com

بعد میں حضرت مولانا میاں غلام رسول سیال سخت بیمار ہو گئے اور کچھ عرصہ بیمار رہ کر اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے، اس لئے آپ اپنی تعلیم کی تکمیل نہ کر سکے۔

بیعت وخلافت

حضرت مولانا میاں خوشی محمد سیال رحمۃ اللہ علیہ کی تمام برادری حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے حلقہ ارادت میں داخل تھی لہٰذا آپ اپنے رشتہ دار حضرت مولانا احمد یار سیال رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں سیال شریف حاضر ہوئے اور حضرت اشرف الاولیاء ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کی نگرانی میں عبادت وریاضت اور منازل سلوک طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔

شیخ سے عقیدت

آپ کو اپنے شیخ طریقت سے غایت درجہ عقیدت اور محبت تھی۔ آپ سیال شریف بار بار حاضری دیا کرتے تھے۔

شیخ کی نوازشات

حضرت اشرف الاولیاء ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہ آپ پر بہت مہربان تھے اور آپ پر بہت دلی شفقت فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے تین اصحاب سجادہ کا دور پایا۔ حضرت مجاہد اعظم خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ کی بھی آپ پر بہت نظر شفقت اور مہربانی تھی۔

حضرت مولانا میاں خوشی محمد سیال رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے قاری میاں عطا محمد سیال

marfat.com

ساکن سوہاوہ خاص ضلع جہلم کا بیان ہے۔

آپ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا میں سیال شریف حاضری کے موقع پر اپنی گھوڑی کے لئے دانہ گھر سے لے گیا حضرت ثالث غریب نواز حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ میں نے نذرانہ پیش کیا تو حضور نے قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آپ اپنی گھوڑی کیلئے دانہ ساتھ لائے ہیں، کیا یہاں کسی چیز کی کمی ہے؟

میں لاجواب ہوگیا اور حضرت مولانا سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ساکن کوٹ وساوائی وساطت سے معافی کا خواستگار ہوا۔ بعدازاں حضور نے نذرانہ قبول فرمایا اور نہایت شفقت فرمائی۔

حضرت شیخ الاسلام خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ آپ پر خصوصی شفقت کی نظر رکھتے تھے۔

معمولات اور اوراد و وظائف

آپ اپنے شیخ کامل کے عطا فرمودہ وظائف بڑی تندہی سے ادا فرماتے تھے اور ساتھ ساتھ زمینداری بھی کرتے تھے۔ تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، تلاوت قرآن مجید اور دیگر وظائف پشتینہ پابندی سے ادا کرتے تھے۔ دن میں کبھی کبھار دس دس، پندرہ پندرہ اور بیس بیس پارے تلاوت کرتے تھے۔

حلیہ اور لباس

آپ کا قد درمیانہ، وجود قدرے بھاری اور رنگ سرخ وسفید تھا۔ لباس سادہ استعمال کرتے تھے۔ سر پر پگڑی باندھا کرتے تھے۔

marfat.com

اخلاق وعادات

آپ تنہائی پسند تھے۔ کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا آپ کا شیوہ تھا۔ ہر چھوٹے بڑے سے نہایت اچھے لہجہ میں گفتگو فرماتے تھے۔ شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی بسر کی۔

آپ بڑے مہمان نواز اور فیاض تھے۔ مہمانوں اور مسافروں کی بہت خدمت کرتے تھے۔ گاؤں کے غرباء آپ کے لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ کھانا بعد از نماز عشاء تناول کرتے تھے اور بعض اوقات کھانا نہ بھی کھاتے تھے، مہمان اور مسافر کا انتظار کرتے تھے۔ تھانہ بھوانہ سے جو لوگ سیال شریف آتے جاتے تھے۔ آپ ان کی ہر ممکن خدمت اور خاطر مدارات کرتے تھے۔ آپ کا گاؤں راستہ میں پڑتا تھا۔ بڑے مستجاب الدعوات اور صاحب کشف وکرامت تھے۔

ہمیشہ باوضو رہتے اور نہر کا پانی استعمال کرتے تھے۔ نماز باجماعت ادا کرتے اور جب آپ کی بینائی میں ضعف اور کمزوری آ گئی تو پھر گھر پر نماز ادا کرنے لگے۔

امامت وخطابت اور درس قرآن

آپ نے تقریباً تیس برس امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دیئے اور بے شمار لوگوں کو فیض یاب کیا۔ بے شمار بچے اور بچیاں آپ سے قرآن مجید پڑھتی تھیں حتیٰ کہ بڑے بزرگ سفید ریش بھی آپ کے درس قرآن میں شمولیت اختیار کرتے تھے۔ گھر میں عورتوں کو بھی پڑھایا کرتے تھے۔

فرمایا کرتے کہ میرے ذمہ میرے شیخ کامل نے درس قرآن کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ اسے خوش اسلوبی سے سرانجام دوں گا۔ آخری دم تک اشاعت قرآن اور اشاعت اسلام کا فریضہ بحسن وخوبی سرانجام دیا۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کی توسیع واشاعت میں بھی بڑی تندہی اور سرگرمی سے حصہ لیا۔

مستقل اقامت

۱۹۰۲ء میں چک بندی ہوئی تو آپ کو چک نمبر ۱۳۳ شمالی میں ایک مربعہ زمین الاٹ ہوئی۔

marfat.com

آپ اپنے بھائی حضرت مولانا میاں گل محمد سیال رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ۱۹۰۶ء میں مستقل طور پر یہاں آباد ہوئے اور تبلیغ دین اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کر کے ایک زمانے کو فیض یاب کیا۔

وصال شریف اور جنازہ

حضرت قاری عطا محمد سیال ساکن سوہاوہ خاص ضلع جہلم کا بیان ہے۔

ایک دن آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ کی خدمت عالیہ میں میری طرف سے عریضہ لکھو کہ اب میں کافی کمزور ہو چکا ہوں اور قریب المرگ ہوں لہٰذا زیارت سے مشرف فرمائیں نیز میرا جنازہ خود پڑھائیں۔ حضرت شیخ الاسلام سیالوی نے وعدہ فرمایا۔

وقت گزرتا گیا بالآخر ۱۷ر جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ر دسمبر ۱۹۶۰ء بوقت ظہر اڑھائی بجے آپ کا وصال ہو گیا۔ ایک قاصد برائے اطلاع سیال شریف روانہ کیا، وہ رات کو سیال شریف پہنچا تو آپ سیال شریف میں خیر تھے یعنی سیال شریف میں موجود نہیں تھے۔ ادھر ہم نے گردونواح کے چکوک میں آپ کی وفات کی اطلاع کرا دی۔

چک نمبر ۱۴۲ شمالی سے پتہ چلا کہ حضرت شیخ الاسلام کوٹ امیر میں رحمت اللہ بھٹی کے ہاں قیام فرما تھے۔

ایک شخص مسمیٰ صوفی غلام شبیر کو کوٹ امیر روانہ کیا وہ ۴، ۵ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر چکا ہو گا تو سامنے آپ کی کار نظر پڑی آپ نے کار روک کر ارشاد فرمایا۔

صوفی کیا بات ہے؟ جواباً عرض کیا۔ غریب نواز مولانا میاں خوشی محمد سیال وصال فرما گئے ہیں۔ آپ کو اطلاع کرنے جا رہا تھا۔

marfat.com

آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں جنازہ کے لئے ہی آرہا ہوں، ادھر جنازہ قبرستان پہنچا تو صوفی غلام شبیر بھی پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ بھی تشریف لے آئے۔ آپ نے جنازہ پڑھایا اور بعد میں دعا فرمائی۔

اپنے داہنے ہاتھ کی دو انگلیاں حضرت مولانا میاں خوشی محمد سیال کی پیشانی پر رکھ کر ارشاد فرمایا۔ الحمدللہ، اس شخص کے ساتھ میرا وعدہ پورا ہوا ہے نیز ارشاد فرمایا۔

''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا ولی دیکھنا ہو، میاں صاحب کو دیکھ لے''

میں کل جوہر آباد سے گزر رہا تھا، میرا ارادہ میانوالی جانے کا تھا تو اس مرد خدا نے مجھے آگے جانے سے روک لیا۔

قطعہ تاریخ وفات

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے درج ذیل تاریخ وفات کہی ہے۔

لطیف مزاج میاں خوشی محمد سیال
۱۳۸۰ھ

اس جہاں سے خوشی محمد گیا — غم میں غلطاں ہوا ہر اک انس و جاں
اس کا سال وصال فیض الامین — ''غم گسار جہاں'' سے ہو گا عیاں
۱۳۸۰ھ

اولاد امجاد

آپ کے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں، تین لڑکے اور دو لڑکیاں بچپن میں فوت ہو گئیں۔ تین لڑکے اور ایک لڑکی بقید حیات ہے۔

۱ میاں علی محمد سیال

marfat.com

۲ میاں صالح محمد سیال

۳ میاں عطا محمد سیال

اول الذکر کی بیعت حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی اور موخر الذکر دونوں کی بیعت حضرت شیخ الاسلام سیالوی سے ہے۔ آپ کی صاحبزادی کی شادی میاں نصیر بخش سیال بن مولانا فضل دین سیال سے ہوئی۔ مولانا فضل دین سیال حضرت مولانا میاں خوشی محمد سیال رحمۃ اللہ علیہ کے برادر ہیں۔

جانشین

حضرت شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ نے حضرت مولانا میاں صالح محمد سیال مدظلہٗ کو آپ کا جانشین مقرر فرمایا۔

احباب

آپ کے مخلص احباب میں میاں غلام میراں ہنجرا، میاں دوست محمد ہنجرا اور میاں خوشی محمد بانا شامل ہیں۔ ان سے آپ کے گہرے تعلقات استوار تھے۔ سیال شریف آمد و رفت کے دوران آپ کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔

عرس مبارک

آپ کا عرس شریف ۱۷ر جمادی الثانی کو ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ قرآن خوانی اور علمائے کرام کی تقاریر ہوتی ہیں۔ (۲)

marfat.com

حواشی

۱ مولانا سید محمد سعید لاہوری: مرآۃ العاشقین (فارسی) مطبوعہ در مطبع مصطفائی لاہور ۱۳۰۳ھ صفحہ ۱۴، ۴۰

۲ حضرت مولانا میاں خوشی محمد سیال رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی حضرت قاری میاں عطا محمد سیال مدظلہٗ (فرزند) نے فراہم کئے، بندہ مولف ان کا بیحد ممنون ہے۔ قاری صاحب آجکل سوہاوہ خاص میں مسند امامت پر فائز ہیں (مولف)

marfat.com

باب نوزدہم

حضرت خواجہ سید علی محمد شاہ کاظمی

خاندان اور پیدائش

حضرت خواجہ سید علی محمد شاہ کاظمی قدس سرہٗ کے اسلاف میں حضرت سید محمد امین شاہ المعروف میاں دوست محمد شاہ قدس سرہٗ ہوگزرے ہیں۔ انھوں نے علوم متداولہ کی تحصیل پنجاب اور ہندوستان کے مختلف علماء سے کی۔ آپ بڑے مستجاب الدعوات اور مرتاض بزرگ تھے۔ دلیوالی تحصیل وضلع میانوالی کے قبرستان میں مزار پرانوار مرجع خلائق ہے۔

حضرت میاں دوست محمد شاہ کے پوتے حضرت میاں عثمان شاہ کے تین فرزند گرامی تھے جن میں حضرت میاں محمد حفیظ شاہ رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ تھے۔ ان کے ایک بیٹے حضرت میاں نور حسین شاہ تھے۔ ان دونوں باپ بیٹے کی طرف ایک کرامت کا انتساب ہے کہ میاں نور حسین شاہ لڑکپن میں تھے اور گھر سے دور پڑھائی کے لئے گئے ہوئے تھے، گھر میں کسی تہوار پر سویاں پکیں۔ میاں نور حسین شاہ کی والدہ نے عرض کیا کہ اگر نور حسین گھر میں ہوتا تو ہمارے ساتھ سویاں کھاتا۔

حضرت میاں محمد حفیظ نے فرمایا۔ بہت اچھا، ابھی نور حسین کو بلاتے ہیں چنانچہ شہر سے باہر نکل کر نور حسین کو آواز دی کہ گھر آجاؤ۔

میاں نور حسین شاہ نے استاد سے اجازت طلب کی۔ استاد گرامی بھی صاحب کشف وکرامت تھے کہ ہاں بھئی! تمہارے باپ کی آواز کو میں نے بھی سنا ہے چنانچہ میاں نور حسین شاہ گھر پہنچ گئے

marfat.com

اوران کی والدہ کا تقاضا پورا ہوا۔

میاں نور حسین شاہ کے دو فرزند ہوئے۔

حضرت میاں غوث علی شاہ اور حضرت میاں محبت علی شاہ

یہ دونوں بھائی ولی کامل تھے۔ میاں غوث علی شاہ عنفوان شباب میں تو مرد میدان تھے۔ مشہور شہسوار، صاحب سیف وسنان۔ ان کی شجاعت میں گھپی والا جھیڑا مشہور ہے۔ پشتو میں ان کی بہادری کے گیت گائے جاتے ہیں مگر عمر کے ڈھل جانے کے بعد وہ بھی ریاضت اور عبادت کی طرف ڈھل گئے۔ تری خیل پٹھانوں نے انھیں پانچ ہزار کنال کا رقبہ بخش کیا اور آپ نے اسی زمین میں اپنا گاؤں آباد کیا جسے وانڈہ میاں غوث علی والا کہا جاتا ہے مگر اپنی ضروریات لنگر کے لیے چند سو کنال زمین رکھ لی اور باقی تری خیلوں کو واپس کر دی۔ اتفاق سے وانڈہ دریا کی زد میں آ گیا اور دریا برد ہو گیا اور میاں غوث علی شاہ تری خیل پکہ میں آ گئے یہاں ایک بہت بڑی حویلی بنا کر رہائش پذیر ہوئے اور پانی کیلئے کنواں بھی کھدوایا جو اہل گاؤں کے پینے کے لئے تھا اور سبزیاں بھی کاشت ہوتی تھیں، بعد میں یہ کنواں بھی دریا برد ہو گیا۔

میاں غوث علی شاہ کی سخاوت اسقدر مشہور ہے کہ کوئی سوالی ان کے پاس سے خالی نہیں جاتا تھا۔ عالم خان نمبردار تری خیل بیان کرتے ہیں کہ میاں غوث علی شاہ جب تری خیل میں تھے تو میری والدہ از روئے عقیدت صبح سویرے تازہ روٹی پکا کر مکھن اور لسی کے ہمراہ کر کے میری بہن کے ہاتھ میں میاں غوث علی شاہ کو بھیجتیں۔ ایک فقیر کو اس امر کا پتہ چل گیا۔ اس نے سوال داغ دیا۔ میاں غوث علی شاہ نے وہ مکھن، روٹی اور لسی اسے اٹھا کر دے دی چنانچہ اس نے معمول بنا لیا، اسی وقت آتا اور یہ کھانا اڑا کر لے جاتا۔ ایک دفعہ میری بہن نے کھانا لے جانے سے انکار کر دیا۔ ماں نے پوچھا کہ کیوں نہیں لے جاتی؟ بہن نے سارا واقعہ سنایا کہ وہ مویا کھاتا تو ہے نہیں، ایک گدا گر کو دے دیتا ہے۔

میاں غوث علی شاہ کی مہمان نوازی کا بھی شہرہ ہے۔ وہ اپنی روٹی رات کو اس وقت تک نہ

marfat.com

کھاتے جب تک کہ مہمان کے آنے کا وقت ٹل نہ جاتا۔

میاں غوث علی شاہ کے ایک فرزند میاں ملوک علی شاہ تھے، جنھوں نے ساری عمر سیال شریف گزاری اور دادا باغ قبرستان میں مدفون ہوئے۔

حضرت میاں محبت علی شاہ شروع سے عبادت گزار اور مصروف ذکر واذکار رہے۔ ان کا تعلق استرشاد تحصیل لیہ کے ڈگر شاہ حسین کے سادات نوری حضوری سے تھا اور وہیں سے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا اور قبولیت عامہ بھی حاصل ہوئی۔ آپ کا سلسلہ ارشاد نہ صرف مضافات میں بلکہ دور دراز علاقوں میں پہنچا۔

ملک جہان خان اول کے والد صاحب ملک سردار خان واں بھچراں والہ نے انھیں دوسو کنال کا عطیہ دیا جو ابھی تک ان کی اولاد کے قبضہ میں ہے اور اس علاقہ کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں ان کے عقیدت مند ہیں۔

میاں محبت علی شاہ کو ملک سردار خان نے جو ایک مربعہ زمین عطیہ کیا تھا، اس کی کہانی یہ ہے کہ ملک سردار خان سے چند مویشی چوروں نے دھوکہ سے جعلی راہداری بنا کر مہر تصدیق ان سے لگوالی اور دریائے جہلم خوشاب کے پتن پر وہ چور پکڑے گئے، انھوں نے راہداری مصدقہ پیش کردی، اس جرم میں ملک سردار خان سے نمبرداری چھن گئی، ہر چند کوشش کی مگر نمبرداری واپس نہ ہوئی اور ملک صاحب نے آخری اپیل ڈیرہ اسماعیل خان میں حاکم وقت انگریز کی عدالت میں دائر کردی۔ کئی تاریخیں بھگتیں مگر فیصلہ خلاف ہوا۔ ایک فقیر میاں محمد جوڑا نے انھیں مشورہ دیا کہ ملک صاحب ایک سادہ بزرگ نام ونمود سے کوسوں دور ہمارا مرشد ہے۔ آپ کے مقدمہ کے لئے ان سے استدعا دعا کی جائے، وہ مستجاب الدعوات ہیں۔ ملک سردار خان، صاحب عرض تھے، انھوں نے ان کی بات پر صاد کیا اور میاں محبت علی شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض مدعا کیا۔ آپ نے دوسری صبح ملک صاحب کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مشکل حل کردی، آپ کو گھر بیٹھے اطلاع مل جائے گی چنانچہ ایسا ہی

marfat.com

ہوااوراس شکرانہ میں ملک صاحب نے فقیرصاحب کی خدمت میں گھوڑا مع زین اور سروپا خلعت اور دوسو کنال زمین پیش کی جو بڑی ردوکد کے ساتھ قبول ہوئی۔

میاں محبت علی شاہ کے تین فرزندان گرامی میاں مبارک علی شاہ، میاں علی محمد شاہ اور میاں محمد عظیم شاہ تھے۔

میاں مبارک علی شاہ المعروف مبارک شاہ دین کی تعلیم سے بقدرضرورت واقف تھے۔ زہدوریاضت میں ان کا پایہ بلند تھا۔ ذکرواذکار میں ہمہ وقت مصروف ومشغول، شب بیداراور سحرخیز، انھوں نے کئی چلے پہاڑوں کی کھوہ میں اوردریاؤں کے کنارے کاٹے۔ کئی دفعہ ہفتوں بعد روزہ افطار کیااور کچھ کھایا پیا۔ سادہ طبیعت، سادہ لباس، ریاکاری سے سخت احتراز اور قبول سخن تھے۔ دعاؤں میں اجابت، بددعا بھی سیف براں۔ گھوڑوں سے عشق کی حد تک محبت۔ ایک دفعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ محمد یار والد ملک غلام ہلہ خیل کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان کی بچھڑی میاں مبارک شاہ کی گھوڑی کی [illegible] دو چار دفعہ ہٹانے پر جب نہ ہٹی تو میاں صاحب نے فرمایا کہ ''پھٹی تھیویں ہٹ پ — '' بچھڑی وہیں چکر کھانے لگی۔ ملک غلام نے اسے بیمار سمجھ کر علاج معالجہ کی طرف توجہ دی۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ اب اسے حلال کردو، یہ نہیں بچ سکتی۔ اس نے مجھے تنگ کیااور میں نے اسے کہا کہ پھٹی تھی یعنی مرجائے چنانچہ انھوں نے بچھڑی کو ذبح کرایا۔

میاں مبارک شاہ کو حضور سرورکائنات ﷺ سے بیحد محبت تھی۔ حضور کا نام مبارک کسی دوسری زبان سے سنتے تو آبدیدہ ہوجاتے اور نعت سن کر تو ہچکی بندھ جاتی۔ ڈیرہ ڈہرالانوالہ علاقہ واں بھچراں میں قیام تھا۔ گھر والوں نے اپنا چھپر اٹھوانے کیلئے اجتماع کیا۔ لوگوں نے ازاراہ مذاق کہا کہ جب تک فقیر میاں مبارک چھپر پر چڑھ کر دوہا نہیں دیں گے، ہم چھپر نہیں اٹھائیں گے چنانچہ آپ چھپر پر چڑھ گئے اور قبلہ رو ہوگئے اور بے تحاشہ آنسو جاری ہوگئے اور وجد میں آگئے۔ لوگو! وہ روضہ رسول ﷺ کا نظر آرہا ہے۔ لوگوں پر بھی وجدانی اثر ہوا۔ فقیر کے اردگرد ہوگئے مگر یہ نظارے تو قسمت والے ہی

marfat.com

دیکھ سکتے ہیں۔

میاں مبارک شاہ کی بڑی کرامت یہ تھی کہ جہاں کہیں وبائیں پھوٹ پڑتیں، عقیدت مند انھیں لے جاتے۔ یہ گاؤں کے گرداگرد کڑا دے دیتے اور اللہ تعالیٰ وبا کو دور فرما دیتے۔ موسیٰ خیل، سمندر والا، چھجر یانوالہ، اباخیل اور سوانس وغیرہ کی جان لیوا وبائیں مشہور ہیں اور آپ کے دم قدم کی برکت سے بچاؤ بھی مشہور ہے۔ ان وباؤں میں آپ کا بڑا لڑکا میاں مریدن شاہ بھی آپ کے ہمراہ ہوتا تھا۔ آپ کی قبر اپنے باپ میاں محبت علی شاہ کے پہلو میں ہے۔

میاں محمد عظیم شاہ بذات خود اپنے باپ کی طرح ریاض وعبادت گزار تھے۔ اور اپنے گھریلو کاروبار میں بڑے سمجھدار تھے۔

میاں محبت علی شاہ کی ایک بیٹی بی بی صاحب بانو، رابعہ زمانہ تھیں۔ آنکھوں سے نابینا مگر نور بصیرت سے مالا مال حافظہ قرآن تھیں۔ اس زمانہ میں گاؤں کے تمام بچوں اور بچیوں کو انھوں نے قرآن کریم پڑھایا۔

بی بی صاحب بانو کے متعلق سنا اور دیکھا ہے کہ گاؤں میں جب کوئی حادثہ پیش آتا تو ان پر ایسی حالت طاری ہو جاتی کہ وہ عربی زبان میں فرفر بولتیں اور کسی سے ایک مدت تک نہ بولتیں، گھر والے لوگ معلوم کر لیتے کہ کوئی واقعہ شدنی یا ناشدنی ہونے والا ہے چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوتا۔ آخری عمر میں ان کے پاس کچھ رقم جمع ہو گئی۔ یہ رقم انھوں نے حاجی محمد نواز شاہ کے سپرد کی کہ اس رقم سے ایک مسجد بنوا دو۔ محمد نواز شاہ نے مسجد مع حجرہ تیار کرا دیا۔ کسی نے شکایتاً کہا کہ محمد نواز شاہ نے قبرستان میں جا کر آپ کی رقم غرق کر دی ہے جہاں نہ تو کوئی محلّہ ہے نہ گاؤں۔ اس میں کون نماز پڑھے گا؟ بی بی صاحب بانو نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے رنگ لگائے گا چنانچہ وہ مسجد شہید کر دی گئی۔ اس کی جگہ شاندار مسجد تعمیر ہے اور مسجد کے متصل جنازے کا چبوترہ ہے اور سایہ دار درخت ہیں۔ پانی کے لئے نلکا ہے۔ وضو کے لئے برآمدہ ہے اور بجلی کے قمقموں سے روشن اور لاؤڈ سپیکر منصوب ہے۔ مسجد جامع بن

marfat.com

چکی ہے۔ ساتھ کا محلہ اب گھروں سے بھر گیا ہے۔(۱)

حضرت میاں محبت علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے فرزند حضرت خواجہ سید علی محمد شاہ کاظمی قدس سرہٗ تھے۔ آپ تقریباً ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۵۹ء کو دلیوالی تحصیل وضلع میانوالی میں پیدا ہوئے۔

نسب نامہ

آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔

حضرت خواجہ سید علی محمد شاہ کاظمی بن سید میاں محبت علی شاہ بن میاں نور حسین شاہ بن میاں محمد حفیظ شاہ بن میاں عثمان شاہ بن میاں علی محمد شاہ بن میاں دوست محمد شاہ بن علاؤ الدین شاہ بن آدم شاہ بن حسین شاہ بن سید جلال شاہ بن محمد شاہ بن پیر عبدالوہاب شاہ بن موسیٰ شاہ بن عبدالمالک شاہ بن عبدالمعروف شاہ بن صدرالدین شاہ بن سعیدالدین شاہ بن عبداللطیف شاہ بن اسحاق شاہ بن یعقوب شاہ بن اسماعیل شاہ بن سلطان حسین شاہ بن سلطان محمود شاہ بن سلطان ابراہیم شاہ بن سید محمد شاہ بن فیروز حسین شاہ بن رجب الدین شاہ بن قطب الدین بن شاہ شمس باباقبرش درغزنی بن شاہ محمد ناصرالدین قبرش درمشہد بود بن شاہ ابراہیم بن حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (۲)

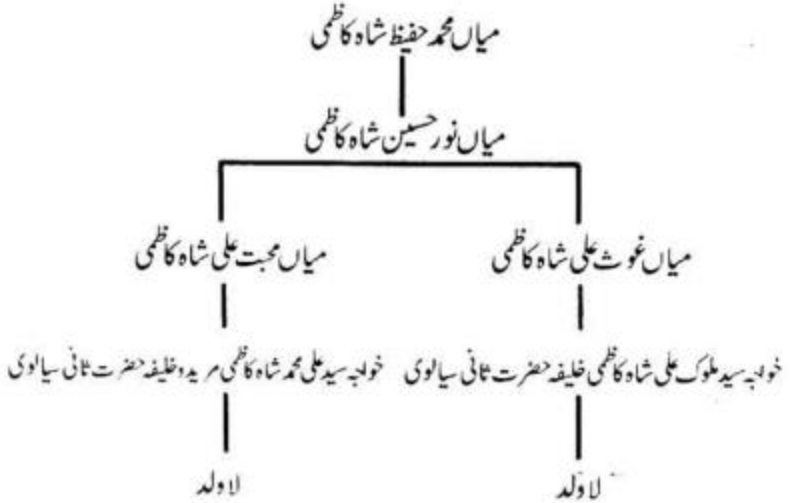

marfat.com

درس وتدریس

دلیوالی قریشیاں میں آپ نے درس وتدریس کی مسند بچھائی تو گردونواح اوردور دراز سے طالبان علم ومعرفت آنے شروع ہوگئے۔ چند تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ میاں محمد حفیظ ساکن محمد یار والا

۲ حکیم تاج محمد ساکن خواجہ آباد شریف

۳ حضرت خواجہ غلام نصیر الدین شاہ کاظمی ساکن خواجہ آباد شریف

۴ مولوی محمد یار کہاوڑ المعروف حافظ گھوڑا۔ مولوی محمد یار علوم معقول ومنقول میں یکتا ہوئے مگر علم کے مطابق ان کا سلسلہ فیض جاری نہ ہوسکا۔ تخلیہ پسند تھے۔ ان کی زندگی چنیوٹ میں گزری اور موچھ میں مدفون ہوئے۔ (۳)

۵ حضرت حکیم مولانا سید عطا محمد شاہ کاظمی ساکن دلیوالی مصنف تذکرہ سادات دوست محمد خیل، یادایام وغیرہ حکیم موصوف مستند طبیب، مصنف، مجاہد اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔ حضرت خواجہ سید علی محمد شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی برادر میاں مبارک علی شاہ کے صاحبزادے سید محمد حسین شاہ کاظمی کے فرزند اکبر ہیں۔

• حضرت مولانا حکیم سید عطا محمد شاہ کاظمی بڑی خوبیوں اور اوصاف کے مالک تھے۔ اپنی وفات کی قبل از وقت پیشن گوئی فرمائی اور ۳ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۷۹ء بروز شنبہ بوقت فجر خندہ پیشانی کے ساتھ داعی اجل کو لبیک کہا اور دلیوالی میں اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔ (۴)

۶ میاں محمد حفیظ اللہ شاہ ساکن دلیوالی (بھتیجا) وغیرہم (۵)

حضرت مولانا سید معین الدین شاہ کاظمی کا بیان ہے۔

حضرت خواجہ سید علی محمد شاہ کاظمی سیال شریف اور سواگ شریف کے مدارس میں مدرس رہے۔

marfat.com

علمی وروحانی مقام

آپ جید عالم اور کامل واکمل درویش تھے۔صاحب تذکرہ سادات دوست محمد خیل لکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ میاں علی محمد شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ دینیات کے عالم وفاضل ،سراپا ریاضت وعبادت،آپ عامل بھی تھے اور کامل بھی۔(۶)

''یادایام''میں لکھا ہے۔

حضرت خواجہ میاں علی محمد شاہ فارسی اور عربی کے فاضل تھے۔وہ خاندان قادریہ چشتیہ کے مجاز بزرگ تھے۔عملیات اور تعویذات میں ان کی بے حد شہرت تھی۔(۷)

عطائے خلافت

حضرت خواجہ سید علی محمد شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت حضرت ثانی سیالوی سے تھی۔

بقول مولانا سید معین الدین شاہ کاظمی حضرت خواجہ سید علی محمد شاہ کاظمی کی بیعت سیال شریف حضرت ثانی سے تھی۔میرے والد ماجد اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے مجھے بتایا کہ حضرت سید علی محمد شاہ کاظمی میرے ماموں تھے اور مجھے اوراد ووظائف کی اجازت دیتے تھے۔میرے دل میں خیال آیا کہ میرے ماموں وظائف تو مجھے بتاتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے شیخ طریقت مجھ سے ناراض ہو جائیں۔حضرت سید علی محمد شاہ کاظمی میرے دل کی بات جان گئے اور ارشاد ہوا،بھانجا میں سیال شریف بیعت ہوں لیکن مجھے وظائف بکھڑا شریف والے بتاتے ہیں اور جو کچھ ملتا ہے،اپنے پیر کی جانب سے ہی ملتا ہے۔اپنی بات بھی کر گئے اور مجھے بھی باتوں باتوں میں راز کی بات کہہ گئے۔

''تذکرہ سادات دوست محمد خیل''میں ہے۔

marfat.com

حضرت خواجہ سید علی محمد شاہ کاظمی کا سلسلہ طریقت میاں غلام محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل بکھرا شریف والوں سے تھا اور آپ ان سے مجاز تھے اور حضرت ثانی خواجہ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ نے بھی انھیں خرقہ خلافت عطا فرمایا۔(۸)

مقبولیت اور فتوحات

آپ کا جذب قلوب بے پناہ تھا اور فتوحات بے انداز تھیں مگر جو کچھ آپ کے پاس آتا، وہ فی الفور تقسیم کر دیا کرتے اور اتوار کے دن ایک میلے کا سماں ہوتا تھا اور بچوں کیلئے وہ دن عید کا ہوتا۔ مٹھائیوں اور پھلوں سے جھولیاں بھر کر لے جاتے تھے اور نقدی بھی خاصی ملتی تھی۔(۹)

اخلاق و عادات

آپ جید عالم، مدرس اور ولی کامل تھے۔ اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ مستجاب الدعوات اور مرتاض تھے۔ اپنے شیخ طریقت کے دیوانے تھے۔ شریعت مطہرہ کے انتہائی پابند تھے۔ ہمہ وقت اوراد و وظائف اور ذکر و اذکار میں مشغول رہتے تھے۔ حاجت مندوں اور دعا کرانے والوں کا تانتا لگا رہتا تھا۔ ملنسار، ہمدرد اور شفیق تھے۔ سادگی پسند اور شہرت سے نفرت کرنے والے تھے۔ آپ انتہائی منکسر المزاج طبیعت کے مالک تھے۔ ہر آدمی سے انتہائی نیاز مندی و اخلاق و پیار سے بات کرتے تھے۔ بہت ساری کتابیں قرآن پاک، سیرت النبی ﷺ اپنے دست مبارک سے لکھی تھیں(۱۰)

وصال شریف اور مدفن

حضرت خواجہ سید علی محمد شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۹۱۸ء کے لگ بھگ وصال فرمایا اور دلیوالی میں آبائی قبرستان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ

marfat.com

کا مزار شریف مرجع خلائق ہے۔

جانشین

آپ کے جانشین آپ کے حقیقی بھتیجے حضرت مولانا پیر محمد حفیظ اللہ شاہ کاظمی ہوئے۔ صاحب تذکرہ سادات دوست محمد خیل رقمطراز ہیں۔

پیر محمد حفیظ اللہ شاہ ولد میاں محمد عظیم شاہ، صاحب علم بزرگ ہیں۔ وہ اپنے بزرگ عالم چچا کے شاگرد تھے۔ ان سے دینیات کا درس بھی لیا اور عملیات بھی حاصل کئے اور ان کے جانشین بھی ہوئے۔ حضرت خواجہ مولانا امیر احمد بسالوی رحمۃ اللہ علیہ بسال شریف ضلع اٹک جو خاندان چشتیہ کے نامور بزرگ تھے، سے خلافت ملی اور مرجع عوام وخواص ہیں۔

ہزاروں حاجت مندان کے پاس آجارہے ہیں۔ پیری مریدی کا سلسلہ وسیع ہے۔ اپنے آباؤ اجداد کے صحیح مسند نشین ہیں۔

حضرت مولانا معین الدین شاہ کاظمی فارغ التحصیل دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف نے دوران ملاقات بیان کیا کہ میں حضرت سید محمد حفیظ اللہ شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کے آخری ایام میں ان کی خدمت معلّٰی میں حاضر ہوتا۔ گھر سے پیرانہ سالی کے باعث کم ہی نکلتے تھے۔ مگر میرا نام لیا جاتا تو فوراً تشریف لاتے۔ آپ نے مجھے تفسیر اتقان ہدیۃ الشیعہ اور دیگر ایک تفسیر قرآن مجید عطا کی تھی۔

آپ کے دو فرزند ہیں۔

۱ سید غلام محمد شاہ کاظمی

۲ سید واجد علی شاہ کاظمی

marfat.com

سید غلام محمد شاہ کاظمی نے کالج کی تعلیم بی۔اے تک حاصل کی پھر فارغ ہو کر ٹھیکداری کا سلسلہ چلایا۔اب سارے دھندے چھوڑ چھاڑ کر وردو وظائف میں مصروف ہیں اور آبائی طریقہ چلا رہے ہیں۔

سید واجد علی شاہ کاظمی زمینداری میں مصروف ہیں۔ان کا ضلع جھنگ میں قیام ہے، وہاں اپنی خاصی ملکیت اراضی پیدا کر لی ہے۔(۱۱)

حواشی

۱ تذکرہ سادات دوست محمد خیل، صفحہ ۶۶، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳

۲ ماخوذ تذکرہ سادات دوست محمد خیل

۳ ایضاً، صفحہ ۷۵

۴ تذکرہ سادات دوست محمد خیل صفحہ ۷۵

۵ ایضاً، صفحہ ۷۵

۶ یادایام صفحہ ۴

۷ تذکرہ سادات دوست محمد خیل، صفحہ ۷۵

۸ ایضاً، صفحہ ۷۵

۹ ایضاً، صفحہ ۷۶ مکتوب پیر محمد شاہ ہاشمی ایڈووکیٹ بنام مولف مورخہ ۵/اگست ۱۹۹۴ء از ڈسٹرکٹ کورٹ جھنگ

۱۰ تذکرہ سادات دوست محمد خیل، صفحہ ۷۶

۱۱ ایضاً، صفحہ ۷۶

marfat.com

باب بستم

حضرت خواجہ سید ملوک علی شاہ کاظمی

خاندان اور پیدائش

آپ خاندان سادات کاظمیہ کے عظیم فرد تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ سید غوث علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے ولی کامل اور صاحب کرامت تھے اور بیعت وخلافت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔

حضرت خواجہ سید غوث علی شاہ کاظمی کی اولاد میں سے عنایت اللہ شاہ کاظمی اور محمد عالم شاہ کاظمی کا بیان ہے کہ آپ ارشاد فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص ایک سانس میں میرے دروازے سے گزر کر میری قبر کے گرداگرد سات چکر لگائے گا تو اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی۔

غلام علی چناوٗر ساکن دلیوالی کی گائیں گم ہوگئیں اور یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ارشاد ہوا کہ دریائے سندھ کے کنارے چلے جاوٗ، وہاں ایک شخص مدھانی چلا رہا ہوگا اور مکھن نکالنے کی کوشش میں ہوگا جب غلام علی چناوٗر وہاں پہنچا تو واقعی ایک شخص بیٹھا مدھانی چلا رہا تھا۔ اس نے اپنی گائیوں کی چوری کے بارے میں عرض کیا تو مذکورہ شخص نے جواباً کہا کہ جس نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے، وہ خود تیری چوری کے متعلق کیوں نہیں بتاتا کہ تیری گائیں کہاں ہیں؟

بہرکیف تیری گائیں تری خیل (دلیوالی سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلہ پر) کے ساتھ درختوں کے اندر شمالی جانب رخ کئے بیٹھی ہیں اور یہ نیم مکھن سید غوث علی شاہ کو دے دینا چنانچہ غلام علی

marfat.com

چناوَر نے مکھن آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اس سے پوچھا جانتے ہو، وہ شخص کون تھا؟

غلام علی چناوَر نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ حضرت خواجہ غوث علی شاہ کاظمی نے فرمایا۔ وہ خضر (علیہ السلام) تھے۔

حضرت خواجہ سید غوث علی شاہ کاظمی کا دلیوالی قبرستان میں عالیشان روضہ بنا ہوا ہے۔ ان کا عرس بھی ہوتا ہے اور ایک مجاور ان کے مزار پر ہمہ وقت موجود ہوتا ہے۔ (۱)

حضرت خواجہ سید ملوک علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ دلیوالی ضلع میانوالی میں حضرت خواجہ سید غوث علی شاہ کاظمی کے گھر تخمیناً ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت

حضرت خواجہ سید ملوک علی شاہ کاظمی کے والد ماجد جید عالم اور درویش کامل تھے۔ لہٰذا قرین قیاس ہے کہ درس نظامی کی تکمیل انھی سے کی۔

سیال شریف قیام

آپ نے دربار سیال شریف پر تمام عمر گزاری اور حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خدمت گار اور معتمد تھے۔ سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہے۔ آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی سے تھی اور خرقہ خلافت سے حضرت ثانی سیالوی نے سرفراز فرمایا تھا۔

تذکرہ سادات دوست محمد خیل کا فاضل مصنف رقمطراز ہے۔

میاں غوث علی شاہ کاظمی کے چھ فرزند تھے۔ معظم علی، مراد علی، ملوک علی، میاں عبداللہ، قمر الدین اور میاں غلام محمد

marfat.com

ملوک علی نے دربار سیال شریف پر عمر گزاری اور دربار کے کاموں کے مختار اور مدار المہام رہے۔ سیال شریف بیمار ہوئے۔ میں (سید عطاء اللہ شاہ کاظمی) اسی سال سیال شریف مدرسہ ضیاء شمس الاسلام میں داخل ہوا تھا۔ شعبان کے مہینہ میں مدرسہ تعطیلات کی وجہ سے بند ہو گیا تھا۔ میری عمر اس وقت ۱۲۔۱۳ سال کے اندر تھی۔ بچپنے کی آزادی کے باوجود میں انھیں چھوڑ نہ سکا اور ان کی خوب خدمت کی جبکہ ان کی جائداد کے ورثاء میں سے کوئی ایک بھی وہاں نہ پہنچا اور وہ ایک لمبی بیماری سے دوچار رہ کر داعی اجل کو لبیک کہہ کر درویشوں کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ یہ واقعہ تقریباً ۱۹۲۱ء کا ہے۔

میاں ملوک علی مرحوم میرے باپ کے سگے ماموں اور دادا کے چچازاد بھائی تھے۔ میاں ملوک علی شاہ کے حقیقی بھائی میاں مراد علی کے پوتے محمد اکبر شاہ عرف اکا شاہ کے پاس میاں ملوک علی شاہ کا سارا زمیندارہ ہے۔ محمد اکبر شاہ خاصا زمیندار ہے۔ فقیر آدمی اور خدا یاد ہے۔ (۲)

حضرت مولانا سید معین الدین شاہ کاظمی کا بیان ہے۔ تری خیل گاؤں سے حضرت سید غوث علی شاہ کاظمی کو پٹھان نیازی قبیلہ نے پانچ ہزار کنال کا رقبہ بطور نذرانہ دیا تھا۔ آپ کے بیٹے میاں عبداللہ شاہ کاظمی کی بیعت بسال شریف تھی اور دیگر بیٹوں کی بیعت سیال شریف تھی۔ حضرت سید ملوک علی شاہ کاظمی لاولد فوت ہوئے (۳)

صاحب انوار شمسیہ رقمطراز ہیں۔

میاں ملوک علی قریشی ساکن دلے والے جو مدت بسیار حضرت نامدار (ثانی سیالوی) کے حضور میں خدمت گزار اور کشف بردار رہا ہے۔ (۴)

marfat.com

حواشی

۱ مکتوب مولانا سید معین الدین شاہ کاظمی بنام مولف مورخہ ۲؍رجب المرجب از دلیوالی ضلع میانوالی۔

۲ حکیم سید عطا محمد کاظمی: تذکرہ سادات دوست محمد خیل مطبوعہ امروز پرنٹنگ پریس ملتان، ۱۳۹۶ھ، صفحہ ۶۸

۳ مکتوب ایضاً

۴ انوار شمسیہ، صفحہ ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵

marfat.com

باب بست و یکم

حضرت قاضی امیر عبداللہ چھڑوی

خاندان اور ولادت

حضرت قاضی امیر عبداللہ چھڑوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی سلطان محمود ناڑوی قدس سرہٗ کے گھر تخمیناً ۱۲۸۰ھ کو پیدا ہوئے۔ حضرت قاضی سلطان محمود ناڑوی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے محبوب خلیفہ تھے۔ آپ کا تعلق اعوان قوم سے تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد میں بلند پایہ بزرگ ہو گزرے ہیں جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و قادریہ میں خلیفہ مجاز تھے۔

تعلیم و تربیت

آپ کی تربیت دینی ماحول میں ہوئی۔ قرآن مجید والد ماجد سے پڑھا۔ بعد ازاں علوم مروجہ کی تحصیل اپنے والد ماجد اور قرب و جوار کے علماء و فضلاء سے کی۔

بیعت و خلافت

آپ بغرض بیعت سیال شریف حاضر ہوئے حضرت اشرف الاولیاء ثانی لاثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کا عہد ہمایوں تھا۔ حضرت ثانی لاثانی سیالوی نے آپ کو تونسہ شریف حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی قدس سرہٗ کی خدمت معلیٰ میں پیش کیا اور عرض کیا۔

حضور! یہ قاضی سلطان محمود ناڑوی کا فرزند ارجمند ہے۔ اس پر نظر کرم فرمائیں۔ حضرت

marfat.com

تونسوی نے حلقہ بیعت میں لیا اور خصوصی توجہ فرمائی نیز درود شریف کا وظیفہ تلقین فرمایا۔

حضرت ثانی لاثانی سیالوی قدس سرہٗ نے خرقہ خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ کو اپنے شیخ طریقت سے بیحد عقیدت تھی تونسہ شریف اور سیال شریف اکثر حاضری دیتے اور روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے۔ حضرت ثانی لاثانی سیالوی بھی آپ پر بہت مہربان تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی دعوت پر چھڑہ شریف تشریف لے گئے۔

معمولات اور اخلاق

آپ بڑے زاہد اور مرتاض بزرگ تھے۔ ساری ساری رات عبادت میں مشغول رہتے اور نماز عشاء کے بعد سورۃ مزمل شریف تین مرتبہ روزانہ تلاوت معمول تھا۔ وظائف چشتیہ کے پابند تھے۔ اللہ بخش قصاب ساکن ساہی وال (سرگودہا) کی روایت کے مطابق آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر ۲۵ سال سے نہیں سویا۔

آپ بارعب اور دبدبے والے بزرگ تھے۔ شریعت مطہرہ کے پابند تھے۔ سادگی اور انکساری کا مجسمہ تھے۔ شہرت سے انتہائی نفرت تھی۔ مخلوق خدا کی بھلائی اور خدمت میں بہت سرور پاتے تھے۔ انتہائی بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ مقام غوثیت پر فائز تھے۔ گوشت اور دودھ آپکی مرغوب الطبع خوراک تھی۔

درس و تدریس

بعد از عطائے خلافت آپ نے چھڑہ شریف میں درس و تدریس اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ بے شمار لوگوں کو صراط مستقیم دکھائی آپ کے تلامذہ میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ قاضی غلام محمد (فرزند)

marfat.com

۲ مولوی امام دین کھوتکوی خلیفہ حضرت خواجہ غلام نبی للہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولوی امام دین کھوتکوی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی کتابیں مولوی نور محمد تلی والے، قاضی امیر عبداللہ خان، مولوی محمد عاقل اور مولوی عبدالعزیز بگوی رحمہم اللہ تعالیٰ سے پڑھیں۔[1]

مُریدین اور خلفاء

حضرت قاضی امیر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں بے شمار لوگ داخل ہوئے اور آپ کی نگاہ کرم سے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے اور آپ کے مریدین سرگودہا، جھنگ، میانوالی، بھکر، خوشاب اور ڈیرہ اسماعیل خان کے اضلاع میں پائے جاتے ہیں۔

آپ کے خلفاء میں سے دو بزرگوں کا علم ہو سکا جن کے نام یہ ہیں۔

۱ حضرت ملک غلام محمد قوم ڈھوتڑ ساکن دھوتڑ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (سرحد)

۲ حضرت مولانا طفیل احمد ساکن بٹہ تحصیل و ضلع خوشاب

کرامات

حضرت قاضی امیر عبداللہ قدس سرہٗ کی بیشمار کرامات میں سے چند ہدیہ قارئین کرتا ہوں۔

۱ حضرت صاحبزادہ محمد اکبر قادری مدظلہ' راوی ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ میرے متوسلین پر گولی کا وار اثر نہ کرے گا۔ ایک دفعہ ملک عثمان قوم جائی ساکن کوٹ جائی پر دشمنوں نے اچانک حملہ کر دیا اور بالکل نزدیک سے گولی چلائی۔ گولی سے جیب اور اس میں موجود رقم سڑ گئی مگر دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔

۲ چھچھر شریف کا ایک عمر رسیدہ آدمی سید امیر نامی بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ حضرت قاضی امیر عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مبارک میں بیٹھا کرتا تھا۔ قاضی

(۱) سید احمد سعید ہمدانی، پروفیسر: تذکرہ اعلیٰ حضرت للہی مطبوعہ فالکن پرنٹنگ پریس، لاہور ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء، صفحہ ۲۰۷

marfat.com

صاحب ہم پر بہت مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ایک روز کا واقعہ ہے کہ میری موجودگی میں ایک معمر بزرگ اپنی نوجوان لڑکی کے ہمراہ آپ کی خدمت معلّٰی میں آیا اور اس کی لڑکی نے آپکو دیکھتے ہی کہا۔ یہی بزرگ ہیں، یہی بزرگ ہیں۔حضرت قاضی امیر عبداللہ نے لڑکی کو حرم سرا میں بھجوادیا اور بوڑھے نے اپنی سرگزشت یوں بیان کی۔

حضور! ہم آپ کے مرید تھے اور ہمارا گھر ڈیرہ اسماعیل خان میں تھا بعدازاں ملتان میں سکونت اختیار کی۔ ہندو میری لڑکی کو اغوا کر کے ہندوستان لے گئے۔ہم نے بہت تلاش کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔میری لڑکی کا بیان ہے کہ ہندو اس پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتے۔نماز اور قرآن کی تلاوت نہ کرنے دیتے اور ہندو دھرم اختیار کرنے پر مجبور کرتے۔

ایک مرتبہ رات خواب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ بیٹی گھر چلو، بیدار ہونے پر کوئی پاس نہیں تھا۔سوگئی دوسری دفعہ اسی طرح ہوا، بیدار ہونے پر کوئی پاس نہ تھا۔تیسری مرتبہ آپ نے اس کا بازو پکڑا اور جب بیدار ہوئی تو حیران رہ گئی کہ اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی ہے۔

ڈیرہ اسماعیل خان کی برادری کو جب لڑکی کی بازیابی کا علم ہوا تو وہ مبارکباد کے لئے آئے۔ لڑکی نے انھیں سارا واقعہ سنایا تو انھوں نے بتایا کہ آپ کے پیرومرشد حضرت قاضی سلطان محمود ناڑوی قدس سرہٗ تھے۔لہٰذا چھڑ شریف حاضری دو۔جب ہم یہاں پہنچے تو میری لڑکی نے آپ کو پہچان لیا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جنھوں نے مجھے ہندوستان سے اپنے گھر پہنچایا ہے۔

۳ محمد حیات قریشی مرحوم آپ کا مختار کار تھا۔لنگر شریف کی زمین کے مقدمہ کی تاریخ پر جارہا تھا اور ابھی اسٹیشن سے کچھ فاصلے پر ہی تھا کہ گاڑی چل دی۔بہت پریشان ہوا اور قاضی صاحب کو یاد کیا۔خدا کی شان، گاڑی اسی جگہ ٹھہر گئی۔جب محمد حیات قریشی سوار ہوا تو چل پڑی۔گارڈ نے قریشی کو جب ٹرین سے اتارا تو گاڑی پھر رک گئی۔دوبارہ سوار کیا تو گاڑی بھی متحرک ہوگئی۔

marfat.com

گارڈ نے محمد حیات قریشی سے استفسار کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ قریشی صاحب نے فرمایا کہ میں اپنے مرشد کریم کے مقدمہ کے سلسلہ میں تاریخ پر جارہا تھا کہ گاڑی چھوٹ گئی۔ میں اپنے مرشد سے استمداد کا طالب ہوا تو انھوں نے اپنے تصرف سے گاڑی کو روک لیا۔

وصال شریف اور مدفن

وصال شریف سے قبل اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے سیال شریف کا سفر اختیار فرمایا اور اپنے خادم میاں محمد سے فرمایا کہ لنگر میں موجود ساری رقم اپنے ساتھ لے لو چنانچہ میاں محمد نے مبلغ تین صد روپیہ اپنے ساتھ لے لیا۔ سیال شریف حاضری کے موقع پر رقم صاحبزادگان کی نذر کردی۔ واپسی پر بیماری نے آلیا۔ آخر کار ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء بروز پنجشنبہ چھمبر شریف میں وصال فرمایا اور اپنے والد ماجد حضرت قاضی سلطان محمود نارؤی رحمۃ اللہ علیہ کے محل میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ جہاں آپ مدفون ہیں، اس جگہ کو سلمند شریف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی نے درج ذیل تاریخ کہی ہے۔

عارف دوراں امیر عبداللہ خان ہست شاداں در نعیم جاوداں
گر تو خواہی سال او فیض الامین "نعمت حق شد امیر عبداللہ" بداں

۱۳۶۵ھ

تاریخی مادہ درج ذیل ہے۔

سرگروہِ اہل حق قاضی امیر عبداللہ

۱۹۴۶ء

marfat.com

اولاد امجاد

آپ کے ہاں ایک فرزند گرامی حضرت قاضی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئی۔

عرس مبارک

ہر سال آپ کا عرس مبارک ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ ذی قعدہ کو منعقد ہوتا ہے۔ محفل سماع جمتی ہے۔ علمائے کرام کی تقاریر ہوتی ہیں۔ لنگر شریف کا انتظام ہوتا ہے۔

ماخذ

خاکسار مولف نے چھچھرو شریف حاضر ہو کر حضرت صاحبزادہ محمد اکبر قادری صاحب مدظلہٗ سے حالات و کوائف جمع کئے۔

marfat.com

باب بست ودوم

حضرت مولانا غلام محمد گجراتی

خاندان اور ولادت

آپ قوم جٹ ہرل سے تعلق رکھتے تھے۔ والد ماجد حضرت علامہ عنائت اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے جید عالم تھے اور سلسلہ نقشبندیہ قادریہ میں حضرت خواجہ سید غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت رکھتے تھے۔

حضرت علامہ عنائت اللہ نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے۔

۱ حضرت علامہ حافظ محمد چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

۲ حضرت مولانا غلام محمد گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

اول الذکر اپنے دور کے جید عالم اور حافظ القرآن تھے۔ حضرت ثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت علامہ حافظ محمد چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں فقط ایک دختر تھی جو کنجاہ سے متصل ایک گاؤں ماجرا میں بیاہی ہوئی تھی۔ آپ ساہدوکی سے ماجرا تشریف لے گئے اور بقیہ زندگی وہاں بسر کی۔

آپ نے ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ مطابق ۲۷ اگست ۱۹۴۵ء بروز دوشنبہ کو انتقال فرمایا اور ماجرا ہی کے قبرستان میں آخری آرامگاہ بنی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون○

حضرت مولانا حافظ غلام محمد گجراتی رحمۃ اللہ علیہ ساہدوکی ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ساہدوکی

marfat.com

چکوڑی شریف سے تقریباً ۶ کلومیٹر جانب مشرق واقع ہے۔ آپ نے کتاب فیض الامین من ضیائے شمس العارفین (قلمی) کے مقدمہ میں تحریر کیا ''پس از مسکین مولوی غلام محمد مولوی فاضل سابق قاضی تحصیل گجرات حنفی چشتی امینی نظامی قوم جٹ ہرل ساکن ساہدوکی خلف حضرت مولانا قبلہ وکعبہ حضرت مولوی عنائت اللہ صاحب حنفی مذہباً نقشبندی قادری قصوری نسبتاً فاضل اجل ولی اکمل مفتی زماں مرجع دوراں''

تعلیم

آپ نے قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد قطبی تک کتب کی تعلیم حضرت خواجہ محمد امین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ حضرت مولانا حافظ غلام محمد گجراتی کا بیان ہے کہ جو جو توضیحات اور توجیہات آپ بیان فرماتے تھے، ابھی تک میرے سینے میں جاگزین ہیں۔

بعد ازاں آپ نے مولوی فاضل کیا۔

بیعت وخلافت

حضرت مولانا حافظ غلام محمد گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد امین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور حضرت خواجہ محمد امین فاروقی نے آپ کو خرقہ خلافت سے بھی نوازا۔

علمی مقام

آپ تبحر عالم، جید حافظ القرآن اور تحصیل گجرات کے قاضی تھے۔

حضرت مولانا حاجی محمد شفیق فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فیض الامین من ضیائے شمس العارفین (قلمی) میں رقمطراز ہیں۔

marfat.com

حضرت مولانا مولوی حافظ غلام محمد جو کہ حضرت خواجہ امین الملت والدین کے راسخ الاعتقاد،
جانثار غلام بڑے عالم فاضل، محقق مدقق، نہایت متقی پرہیز گار عامل طریقت حقہ، واعظ بااثر، نرم زباں،
شیریں کلام، متین سنجیدہ، نہایت وجیہہ خلیفہ مجاز ہیں۔

شیخ سے محبت

آپ کو حضرت خواجہ محمد امین فاروقی کے خاندان سے بہت محبت ہے اور بہت ہی خیر خواہ ہیں۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد امین فاروقی کی کئی کرامات قلمبند کیں۔

شعروشاعری

حضرت مولانا حافظ غلام محمد گجراتی شعروشاعری سے بھی شغف رکھتے تھے۔ اپنے شیخ کامل کی شان میں کئی مناقب لکھے۔ عاصی تخلص تھا۔ حضرت خواجہ محمد امین فاروقی کے وصال پر آپ نے ۱۳۱ اشعار پر مشتمل قطعہ تاریخ وصال قلمبند کیا اور ''ہادی من شد در بہشت'' (۱۳۲۵ھ) سے تاریخ وصال نکالی۔

قصبہ شادیوال میں یوم احتجاج مسجد شہید گنج

دو ہزار فرزندان توحید کا رقت آمیز جلوس

شادیوال ۲۰ ستمبر بروز آدینہ قرارداد مجلس شوریٰ سالانہ اجلاس حزب اللہ جلالپور شریف نمبر ۵ برمنشاء مجلس اتحاد ملی حسب فرمان اعلیٰ حضرت قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی شاہ دامت برکاتہم امیر ملت ایک مختصر سی سب کمیٹی جو کہ خاکسار میاں محمد رمضان صاحب نقشبندی، منشی بشیر احمد صاحب چشتی رکن حزب اللہ و آنریری جنرل سکریٹری انجمن اصلاح امیر عالم مستری اللہ دتہ صاحب رکن

marfat.com

صدر انجمن خدام الصوفیہ، انجمن خدام الصوفیاء پر مشتمل تھی، قائم ہوئی جس نے اس دن کے پرامن منائے جانے کے لئے پوری مستعدی سے کام لیا۔ سینکڑوں کی تعداد میں سیاہ نشانات مجوزہ مہیا کئے۔ ایک بڑا سیاہ جھنڈا جس پر جلی حروف ''مسجد شہید گنج زندہ باد'' چسپاں تھے اور سیاہ جھنڈیاں کافی تعداد میں تیار کرائیں۔

۹ر بجے صبح سے اہل اسلام جوق در جوق جامع مسجد مولوی عطا محمد صاحب مرحوم میں آنے شروع ہو گئے۔ مسجد میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ آخر مکانات کی چھتوں پر لوگ چلے گئے۔ ٹھیک ایک بجے جب کہ یہ تجویز ہو رہی تھی کہ خطیب کی خدمات کسی صاحب کے سپرد کی جائیں۔ اتفاقیہ صوفی منش مولانا مولوی غلام محمد صاحب سکنہ ساہدوکی حال مقیم ماجرہ متصل کنجاہ سابق قاضی تحصیل گجرات وخلیفہ مجاز دربار عالیہ سیال شریف تشریف لے آئے اور کامل اڑھائی گھنٹہ نہایت ہی موثر وعظ فرمایا۔ آپ کا وعظ نہایت جاذب قلوب تھا۔ ٹھیک پونے تین بجے آپ نے خطبہ مسنونہ پڑھا اور نماز پڑھی گئی جس کے بعد باقاعدہ اجلاس بصدارت چوھدری عطا محمد صاحب سابق ذیلدار منعقد ہوا اور مندرجہ ذیل قراردادیں پاس ہوئیں۔

(۱) قصبہ شادیوال کا یہ اجلاس سکھوں کی اس مذموم حرکت کو جو انھوں نے مسجد شہید گنج اور مزار حضرت کاکو شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے انہدام سے مسلم دنیا کے دلوں کو مجروح کیا اور عالم اسلام کے مذہبی احساسات کی حد سے بڑھ کر توہین کی ہے۔ نہایت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

(۲) اجلاس لاہور میں نہتے اور پرامن مسلمانوں پر فائر ہونے سے موت کے گھاٹ اترنے کا ذمہ دار سکھوں کو قرار دیتا ہے جنھوں نے دانستہ انہدام مسجد اور مزار سے خرمن امن میں چنگاری ڈالی اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو سخت ٹھیس لگائی۔

(۳) یہ اجلاس نہایت پرامن حالت میں حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ اس فتنہ کو جو سکھوں نے پیدا کر کے فضا، وقت کو مکدر کر دیا ہے، مٹانے مسجد اور مزار کی جگہ مخصوصہ واپس دلانے

marfat.com

میں اپنی پوری طاقت سے امداد کرے۔

(۴) یہ اجلاس ان شہدائے محترم ومجروحین کے پسماندگان ومتعلقین سے پوری پوری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے جنھوں نے اپنی غیرت اور حمیت اسلامی کی رو سے اپنی جانوں کو اسلامی معاہد کے بقاو تحفظ میں قربان اور پیش کیا۔

مندرجہ بالا قراردادوں کے متفقہ پاس ہونے کے بعد پوری اسلامی شان اور انتہائی پرامن صورت میں اللہ اکبر اور مسجد شہید گنج زندہ باد۔ امیر ملت زندہ باد کے فلک بوس نعروں سے جس کے سامنے ایک بڑا ماتمی سیاہ علم تھا، روانہ ہوا۔ اس قدر بیشمار فرزندان توحید کو منظم حالت میں باقاعدہ لے جانے اور باحسن انجام پہنچا۔ میں نے میاں محمد رمضان صاحب نقشبندی، منشی بشیر احمد صاحب چشتی اور مستری اللہ دتہ نے پوری مستعدی اور سرگرمی دکھائی۔ بڑے بازار اور بیرونی محلوں سے جلوس گزرتا ہوا اپنے پورے سکون وامن کے ساتھ شام کے ساڑھے چھ بجے مسجد چوہدری عطا محمد صاحب میں پہنچ کر بعد دعا ختم ہوا۔ مسلمانوں کی تمام دکانات تمام دن بند رہیں۔

راقم خاکسار محمد حسین زمیندار چشتی آف شادیوال، گجرات پنجاب

وفات

آپ نے ساہدوکی میں وفات پائی اور گاؤں کے شمالی سمت واقع قبرستان میں اپنے والد ماجد کے قدمین میں محو استراحت ہیں۔ مزار پر کوئی کتبہ وغیرہ نہیں ہے۔

ماخذ ومراجع

۱ مولانا محمد شفیق فاروقی: فیض الامین من ضیائے شمس العارفین (قلمی) مملوکہ حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی مونیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات

۲ الفقیہ امرتسر، ۷/اکتوبر ۱۹۳۵ء، صفحہ ۷، کالم نمبر ۱، ۲، ۳

۳ مکتوب حضرت صاحبزادہ فخر الامین فاروقی بنام مولف۔ از چکوڑی شریف ضلع گجرات (پنجاب)

marfat.com

باب بست وسوم

حضرت میاں اللہ داد چنیوٹی

خاندان اور ولادت

آپ کے والدین چک نمبر ۱۵۳ ج۔ب گٹی سیداں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں رہائش پذیر تھے اور ماچھی کا پیشہ اختیار کئے ہوئے تھے۔آپ کے والد گرامی کا نام بہاب تھا۔

آپ کی ولادت غالباً ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء کو گٹی سیداں میں بہاب کے ہاں ہوئی۔آپ کا نام اللہ داد تجویز ہوا۔عرف داد اور دادو بھی تھا۔میاں داد بھی کہتے تھے۔

ابتدائی حالات

بچپن میں آپ ظاہری تعلیم حاصل نہ کر سکے تھے۔اوائل عمر ہی میں غلط لوگوں کی صحبت میسر آئی اور آپ چوروں کے ایک گروہ میں شامل ہو گئے۔گھر میں ہر طرف غربت اور بھوک وافلاس نے ڈیرے ڈال رکھے تھے اور اس ناگفتہ بہ حالت نے آپکو چوری کی راہ پر ڈال دیا۔آپ کو چوروں نے اپنا سربراہ بنالیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ قلعہ کنگراں، موضع برخوردار کی جانب کسی متمول آدمی کو لوٹنے کے لئے روانہ ہوئے، آپ کے گروہ کا گزر محمدی شریف سے ہوا۔آپ کو شدت پیاس نے بے قابو کر دیا، آپ مرکزی جامع مسجد محمدی شریف کے پاس سے گزر رہے تھے جس میں کنواں موجود تھا اور اسی مسجد میں حضرت میاں مولوی عبدالرحمٰن اور حضرت میاں مولوی عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہما کا مسکن تھا۔آپ نے

marfat.com

ساتھیوں سے چلنے کو کہا اور خود پیاس بجھانے کیلئے مسجد کے کنواں کی طرف بڑھے۔ آپ نے یہ ہو کر پانی پیا اور دوستوں کی طرف جلدی سے لوٹے۔ پاس ہی مسجد میں ایک نورانی، رعب و دبدبہ والی شخصیت موجود تھی جنھوں نے انھیں دیکھ کر فرمایا۔

اے نوجوان! ادھر آ، لیکن یہ جوان اپنی مستی میں مدہوش تھا، اسے اپنے ساتھیوں کو پانے کی فکر دامن گیر تھی۔ مڑ کر بے پرواہی سے بولے۔

بابا میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ تیری بات سنوں۔

یہ کہہ کر راستہ کی طرف بڑھے۔ پیچھے سے محبت بھری آواز دوبارہ کانوں سے ٹکرائی کہ ''جس کام کو تم جا رہے ہو، اس میں کامیابی نہ ہوگی''۔ آپ نے یہ جملہ تو سن لیا مگر اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔

آپ کو اپنے گروہ پر کامل اعتماد تھا اور ایک کثیر دولت حاصل ہونے کی توقع تھی مگر معاملہ وہی نکلا جو ایک ہستی کامل کی زبان سے نکلا تھا۔ آپ جس مکان کو لوٹنا چاہتے تھے، اس کے مالکان و گروہ نواح کو خبر ہوگئی، اس طرح آپ کے گروہ کو جان بچانا مشکل ہوگئی اور جدھر جس کا منہ لگا، ادھر کو بھاگ نکلا۔ آپ کا منہ واپس محمدی شریف کی طرف ہوگیا اور آپ محمدی شریف میں آ گئے۔ محمدی شریف میں ایک رنگریز آپ کا پرانا واقف کار تھا۔ آپ رات کی تاریکی میں اس کے گھر پہنچ گئے اور باقی ماندہ رات ان کے گھر آرام کیا۔

صبح سویرے اس کے گھر کی مالکہ بڑھیا نے آواز دے کر آپ کو بیدار کیا اور کہا بیٹا دادو! اٹھو اور ایک کام کرو۔ آپ بیدار ہوئے منہ ہاتھ دھویا اور مائی سے کہا۔ بتاؤ کیا حکم ہے؟

بڑھیا نے کہا کہ یہ بتاشے لے جا اور مسجد میں میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بتاشے پیش کر کے وہیں سے چلا جاؤں گا۔ آپ فرماتے تھے کہ ''میں بادل نخواستہ وہ بتاشے لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا'' سورج نکل چکا تھا۔ آپ مسجد میں پہنچے۔ حفظ

marfat.com

کرنے والے بچے قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول تھے۔ مسجد بقعہ نور بنی ہوئی تھی ، وہی کل والی نورانی شخصیت ایک کونہ میں موجود تھی۔ آپ سراپا ندامت تھے چونکہ کل والی بات سچ ہو کر رہی تھی مگر اس ہستی کی خندہ پیشانی پر انوار برس رہے تھے۔

آپ نے وہ بتاشے پیش کئے۔ آپ نے دعا فرما کر حکم دیا کہ انھیں تو خود بچوں میں تقسیم کردے جب آپ بتاشے تقسیم کر چکے تو انھوں نے پاس بٹھالیا۔ یہ ہستی حضرت مولانا میاں عبدالغفور چشتی تھے۔

حضرت مولانا میاں عبدالغفور چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے دریافت کیا کہ تم کیا کام کرتے ہو؟ آپ نے ندامت سے سر جھکائے عرض کی کہ میں چوری کرتا ہوں۔

حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ اس کپڑے میں لپٹی ہوئی کیا شے ہے؟ آپ نے عرض کی یہ روٹی ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ کھول کر دکھا۔ دکھایا تو اس میں چوروں کے پاؤں میں پہنے والا کھسہ تھا جس کے پہننے کی وجہ سے پاؤں کے نشان صحیح برقرار نہیں رہتے۔ میاں صاحب نے پوچھا کہ تم چوری کس لئے کرتے ہو؟ آپ نے عرض کی کہ بھوک وافلاس کے ہاتھوں مجبور ہوں اور کوئی چارۂ کار نہ ہے۔ پیٹ پالنے کے لئے یہ کام اختیار کر رکھا ہے۔

میاں صاحب نے فرمایا کہ اگر کشائش رزق ہو جائے اور روٹی عام ہو جائے تو کیا تو اس کام کو چھوڑ دے گا۔ آپ نے عرض کی کہ بھوک نہ رہے تو چوری بھی نہ رہے گی۔

میاں صاحب نے فرمایا۔ تو یہاں ہمارے پاس قیام رکھ۔ آپ میاں صاحب کی خدمت میں رہنے لگے۔

سیال شریف کی اولین حاضری اور بیعت

چند دن بعد میاں صاحب نے آپ کو ساتھ لیا اور آستان باکمال حضور پیر سیال پر حاضر ہو گئے، میاں عبدالغفور چشتی نے حضور ثانی غریب نواز خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

marfat.com

اقدس میں انھیں پیش کر دیا اور عرض کی کہ حضور! یہ اللہ داد چور ہے۔

یہ کہتا ہے کہ بھوک نہ رہے تو چوری بھی نہ رہے گی، حضور اسے اپنے قدموں میں منظور فرمالیں چنانچہ حضور ثانی غریب نواز سیالوی نے میاں داد کو بیعت فرمایا اور ایسی توجہ باطنی فرمائی جس سے میاں اللہ داد چوروں کی صف سے نکل کر اللہ والوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

مراجعت وطن

آپ جن ایام میں مشرف بہ بیعت ہوئے، وہ ایام عرس مبارک حضور شمس العارفین سیالوی رضی اللہ عنہ کے تھے جب آپ گھر لوٹنے لگے تو حضور ثانی سیالوی نے فرمایا کہ اللہ داد! چوری نہ کرنا ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کرم فرمائے گا اور تیرے رزق میں کمی نہ آئے گی۔

چنانچہ جب آپ گئی سیداں پہنچے تو آتے ہی کشادگی کے آثار دیکھ لئے۔ آپ راستہ میں بال بچوں کی پریشاں حالی کی سوچ میں گم تھے۔ مگر جب آپ گھر پہنچے تو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ گھر کے سامنے گائے بندھی ہوئی ہے اور گھر میں خورد و نوش اور آسائش کا سامان موجود ہے۔ آپ نے اپنی زوجہ سیاں دختر نوتی سے یہ معاملہ دریافت فرمایا۔

بیوی صاحبہ نے عرض کی کہ فلاں دن اور فلاں وقت میں اپنے گھر کے چولہے سے خاک نکال رہی تھی کہ اچانک چولہا میں سے ایک ٹھیکری اکھڑ گئی، اس کے نیچے سوراخ ہو گیا جب بغور دیکھا تو چولہا کے نیچے مٹی کا برتن محسوس ہوا، میں نے وہ چولہا اکھاڑ دیا، کیا دیکھتی ہوں کہ نیچے ایک مٹی کا ڈولا موجود ہے جس میں سونے کی اشرفیاں موجود ہیں۔ میں نے اس سونا میں سے کچھ فروخت کر کے گائے اور ضروریات کی دیگر اشیاء خرید کی ہیں۔

میاں اللہ داد نے سجدہ شکر ادا کیا اور بیوی کو حضور پیر سیال کی بارگاہ میں حاضری کے بارے بتایا اور فرمایا۔ سونے کا حاصل ہونے کا وقت وہی تھا جب حضور ثانی غریب نواز سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

نے مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمایا تھا۔

سیال شریف اقامت اور خدمت

حضرت میاں اللہ داد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اہل وعیال کو ساتھ لیا اور آستان پیر سیال پر حاضر ہو گئے۔ آپ مسلسل بارہ سال آستانہ عالیہ پر خدمت سرانجام دیتے رہے اور آپ کی اہلیہ محترمہ لنگر کی روٹیاں پکاتی رہی۔ آپ کا زیادہ وقت خواجگان والاشان کی خدمت میں گزرتا تھا اور آپ تقریباً ہر سفر میں خواجگان کی خدمت سے شرفیاب ہوئے۔ حضرات خواجگان کی وساطت سے اولیاء ہند و دیگر بیشمار حاضریاں نصیب ہوئیں۔

ایک دن حضور ثانی غریب نواز سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ریل کا سفر فرما رہے تھے اور میاں اللہ داد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ ہمراہ سفر خدمت کا شرف حاصل کئے تھے۔ گاڑی تیز رفتار ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔ ہوا میں مستی تھی، حضور ثانی سیالوی کی سمت والی کھڑکی کھلی تھی، ہوا نے غریب نواز سیالوی کی دستار فضیلت کو اپنے سینے سے لگانے کے لئے اٹھالیا۔ دستار مبارک ابھی ہوا میں تھی کہ عشق و محبت سے سرشار دیوانے نے فوراً گاڑی سے چھلانگ لگادی۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق　　عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

ادھر چھلانگ لگائی، ادھر مرشد کامل کی دستار مبارک کو پکڑ کر سینے سے لگالیا۔ لوگوں نے یہ منظر دیکھا اور سمجھے کہ گاڑی سے چھلانگ لگانے والا شخص حادثہ کا شکار ہو گیا ہے چنانچہ لوگوں نے فوراً خطرہ والی زنجیر کھینچی، گاڑی رکتے رکتے کافی دور جا رکی۔ لوگوں نے گاڑی سے اترنا شروع کر دیا تاکہ زخمی کی جان بچائی جا سکے مگر میاں اللہ داد چنیوٹی پروانہ وار دوڑتا ہوا گاڑی کی طرف آیا اور گاڑی میں سوار ہو گیا۔ لوگ اس عاشق زار کے عشق سے سرشار کیفیت دیکھ کر عش عش کر اٹھے۔

حضور ثانی غریب نواز سیالوی نے دریافت کیا کہ اللہ داد!

marfat.com

چوٹوں سے تو بچا ہے؟ میاں اللہ داد نے عرض کی۔ حضور کی توجہ سے بخیر ہوں۔
(حالانکہ جسم پر چوٹیں آئیں مگر زنانِ مصر کی طرح آپ کو احساس تک نہ ہوا)

خلافت

حضور ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا بحرِ سخا موجزن ہوا اور اس مہر و فا کے مجسمے کی اس جانثاری پر فیض و کرم سے وہ عنائت فرمائی کہ ایک لمحہ میں ذرہ بے بساط کو مہر مبین بنا دیا۔ حضور ثانی سیالوی نے اپنی دستار مبارک کے نیچے والی اپنی خاص کلاہ چہارتر کی میاں اللہ داد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر رکھ کر خلافت سے سرفراز فرمایا۔

اس واقعہ کی چار دانگ عالم میں دھوم مچ گئی۔ آستانہ عالیہ سیال شریف کے جملہ خلفاء و معتقدین و متوسلین میں چرچا ہو گیا۔ ادھر حضرت میاں اللہ داد چنیوٹی باوجودیکہ نوازے گئے مگر تادم زیست خواجگان والاشان کی خدمت گزاری اور جانثاری کو انھوں نے شیوہ بنائے رکھا۔ آپ اکثر اسفار میں خواجگان کے قرب خاص سے مشرف رہے۔ آپ حضور ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تونسہ مقدسہ کی حاضری کے لئے رواں دواں تھے، گرمی کی شدت تھی اور یہ دیوانہ ننگے پاؤں سفر کر رہا تھا، شیخ کامل نے فرمایا۔

میاں اللہ داد! گرمی کی شدت ہے اور زمین تپ رہی ہے، یہ جوڑے پہن لے۔
میاں اللہ داد چنیوٹی نے جوڑے حاصل کر کے سر کا تاج بنا لئے۔

دورِ ثالث و رابع میں خدمت گاری

مجاہد اعظم حضرت ثالث غریب نواز سیالوی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت مولانا محمد ذاکر رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر ہندوستان عازم سفر ہوئے تو آپ کی معیت میں خدمت گزاری کا شرف حاصل ہوا۔

marfat.com

اس طرح انگریز کے خلاف جہاد اور دیگر جملہ جہادی کاروائیوں میں آپ شانہ بشانہ رہے اور قرب خاص سے مستفیض و مستفید رہے۔

حضور رابع غریب نواز شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہٗ کی معیت بھی سفر و حضر میں رہی۔ پہلے حج میں حضرت میاں اللہ داد چنیوٹی ہمراہ تھے۔ ویسے تو بیشمار مواقع پر آپ حضور شیخ الاسلام سیالوی کے ہمسفر رہے مگر ایک سفر کا تذکرہ بطور تبرک کیا جاتا ہے۔

صاحب انوارِ قمریہ رقمطراز ہیں۔

فرمایا: اجمیر شریف سے واپس آتے وقت راستہ پر کسی نے بتایا کہ سڑک سے ایک طرف چند میل دور بابا رتن صاحب رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ اللہ داد ماچھی ہمراہ تھا۔ ہم دونوں پیدل وہاں گئے۔ ابھی شہر بٹھنڈا سے باہر ہی تھے کہ ایک مجذوب فقیر ملا، وہ مندرجہ ذیل شعر بار بار پڑھتا پھرتا تھا۔

خواجہ کا اجمیر بٹھنڈا رتن کا کسی نے نہ پایا بھید فقیر کے جتن کا

حضرت بابا رتن ہندی رضی اللہ عنہ صحابی رسول تھے اور انھوں نے سات سو سال عمر پائی۔ شہر بٹھنڈا مدفن پاک ہے۔

حضور شیخ الاسلام سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کبھی خوش طبعی فرماتے اور پوچھتے کہ تو کون ہے؟ آپ عرض کرتے کہ حضور میں ماچھی ہوں۔ حضور شیخ الاسلام سیالوی فرماتے کہ تو کہہ کہ میں سیال ہوں۔ آپ دست بستہ عرض گزار ہوتے کہ میں ادنی ماچھی ہوں۔

حلیہ اور معمولات

آپ کا قد درمیانہ، رنگ گندمی، ریش مبارک مٹھی بھر، سر پر ہمیشہ سیاہ پگڑی، نیچے ٹوپی اور لباس بالکل سادہ پہنتے تھے۔ آپ زلفیں رکھتے اور سادہ دیسی جوتا پہنتے تھے۔

marfat.com

سیال شریف کی حدود میں کبھی بول و براز نہ کیا۔ ہمیشہ باوضو رہتے اور زمین پر سوتے تھے۔ لنگر شریف میں سب سے آخر جاتے تھے اور پس خوردہ تناول فرماتے تھے۔ بڑے خوش اخلاق تھے۔

بحکم حضور شیخ الاسلام سیالوی اپنے وطن میں قیام اور سلسلہ رشد و ہدایت

سیال شریف سے جب واپسی کا حکم ہوا تو پھر بھی اکثر جمعہ شریف سیال شریف ادا فرماتے تھے۔ علی الصبح گئی سیداں سے روانہ ہو کر سیال شریف پیدل ہی قبل از جمعہ شریف پہنچ جاتے تھے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہمہ وقت درود پاک ورد زبان رہتا تھا۔ تسبیح اکثر بائیں ہاتھ میں رکھتے تھے۔

آپ سے کوئی شخص کوئی مسئلہ پوچھتا تو اگرچہ آپ ظاہری علم نہ پڑھ سکے تھے مگر صحبت کامل نے آپ کو کندن بنا دیا تھا۔ پوچھنے والے سے فرماتے۔ حضور پیر سیال نے فلاں وقت اس مسئلہ کا یہ حل فرمایا تھا۔

آپ نے کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کر رکھا تھا۔ گئی سیداں اور چک نمبر ۱۴۵ اسلارے کی بیس مربعہ اراضی ٹھیکہ پر لے رکھی تھی جس سے لنگر جاری تھا اور ہر آنے جانے والے احباب و مسافرین کی آسائش کا بندوبست کر رکھا تھا۔ ایک سو سے زائد آدمیوں کے خورد و نوش کے برتنوں، چارپائیوں اور بستروں کا انتظام تھا۔

آپ نے مارچ ۱۹۷۰ء میں حکماً کاشتکاری کو خیر باد کہا۔ گئی سیداں چک نمبر ۱۵۳ ج ب سے چک ۱۴۹ ج ب مونہ میں منتقل اختیار کر لی آپ نے چند افراد کو بیعت کیا۔ باقی جو ارادت مندی چاہتا تھا اسے سیال شریف ہی پیش کرتے تھے۔ اسی لئے کسی کو خلافت بھی عطا نہ فرمائی۔ پیر خانہ سے یہ کہتے ہوئے معذرت کر لی کہ یہ سلسلہ آپ کے شایان شان ہے، باقی جو خدمت ہو، میں حاضر ہوں۔

عنایات شیخ الاسلام سیالوی

حضرت شیخ الاسلام سیالوی اکثر آپ کی زندگی میں ان کے گھر وقت بے وقت تشریف لاتے تھے۔ آپ عرض کرتے، حضور! اتنی دیر میں قدم رنجہ فرمایا اور اطلاع تک نہ کی؟ حضور شیخ الاسلام سیالوی

marfat.com

ارشاد فرماتے۔

یہ میرا اپنا گھر ہے، اپنے گھر میں جب جی چاہے، آجائیں!

آپ کے پاس حضرت خواجہ محمد یوسف تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک بار قدم رنجہ فرمایا ہے۔

حضرت خواجہ محمد یوسف تونسوی ڈھول والا نزد بھوانہ ضلع جھنگ تشریف لائے وہاں آپ کی خدمت میں درخواست گزاری گئی۔ آپ چک نمبر ۱۴۹ مونے تشریف لائے۔ میاں اللہ داد چنیوٹی نے آپ کی خاطر داری کے لئے فوراً شہر گجرات سے نئے برتن خرید کرائے اور خواجہ تونسوی موصوف کے آنے سے پہلے بندوبست کرلیا۔ حضور تونسوی کی پر تکلف دعوت کی اور ان کے استعمال کردہ برتن بھی نذر کردیئے حضور تونسوی بہت خوش ہوئے۔ حضرت خواجہ خان محمد تونسوی میاں اللہ داد چنیوٹی کے وصال کے بعد کئی دفعہ چک نمبر ۱۴۹ مونے قدم رنجہ فرماتے رہے۔

کتب خانہ

حضور شیخ الاسلام سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ میاں اللہ داد! بیٹے کو تعلیم دلاؤ اور یہاں ایک کتب خانہ قائم کرو چنانچہ آپ نے تعمیل حکم کے لئے ستر ہزار روپے کے لگ بھگ کی کتب خرید فرمائیں اور کتب خانہ قائم فرمادیا۔

سیال شریف کا آخری سفر اور کوائف وصال

حضرت میاں اللہ داد چنیوٹی آخری ایام میں سیال شریف حاضر ہوئے۔ حضور شیخ الاسلام سیالوی نے ایک لنگی آپ کو عطا فرمائی۔ آپ کے آنسو نکل آئے۔ واپسی پر آپ کے ہمسفر نے پوچھا کہ آنسو نکلنے والا معاملہ کیا ہے؟

marfat.com

آپ نے فرمایا۔ یہ میرا زندگی کا آخری پھیرہ ہے اور آئندہ میری روح سیال شریف کی حاضری دیا کرے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ماسٹر محمد صدیق رانجھا سیالوی کا بیان ہے کہ میاں اللہ داد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت میں چک نمبر ۱۴۹ مونے پرائمری سکول پڑھاتا تھا۔ صبح وشام حاضری دیتا تھا۔ وصال کے دن میں صبح حسب سابق سکول جانے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی حجامت محمد یار حجام کر رہا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ طالب حسین گھر پر نہ ہے اور میرا سفر ہے، اس لئے تو جلدی سکول جا کر بچوں کی حاضری لگا کر دوسرے ٹیچر کے سپرد سکول کر کے فوراً لوٹ آ۔ میں حیران تھا کہ آپ نے یہ بات عجیب کہہ دی ہے۔ میں سائیکل پر چک کی دوسری جانب سکول پہنچا۔ ادھر آپ نے حجام سے کہا کہ جلدی کر۔ حجام خط وغیرہ سے فارغ ہوا اور آپ اسی وقت ذکر اذکار کرتے ہوئے واصل بحق ہو گئے۔ وہی حجام میرے پیچھے فوراً سکول پہنچا۔ میں ابھی بچوں کی حاضری لگا رہا تھا کہ اس نے مجھے آپ کے وصال کی خبر دے دی۔

وصال شریف

آپ کا وصال شریف ۹ ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۵ فروری ۱۹۷۱ء کو ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ○ بوقت وصال آپ کی عمر سو سال کے لگ بھگ تھی۔

مدفن

چک مونہ کی مسجد سے متصل شمال میں خوبصورت اور پرشکوہ گنبد بنا ہوا ہے جس میں آپ اور بائیں جانب مولوی طالب حسین مدفون ہیں۔ دروازہ پر درج ذیل تحریر ہے۔

"الحق"

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ　　تونسہ آباد　　یا محمد ﷺ

حضرت خواجہ حامد دی نگری

دربار میاں حاجی اللہ داد سیال محمدی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ حضرت خواجہ محمد الدین صاحب سیال چشتی رحمۃ اللہ علیہ

قطعہ تاریخ وصال

بدر فلک شریعت میاں اللہ داد چنیوٹی

۱۹۷۱ء

وہ پاکیزہ اوصاف اللہ داد　　منزئ خصائل نجستہ نہاد

گئے یوم حج کو سوئے خلد حق　　رکھیں گے سدا اہل دل ان کو یاد

سن وصل ان کا اے فیض الامین　　خرد نے کہا "افتخار العباد"

۱۳۹۰ھ

حج

مشہور ہے کہ کسی فرد کے ساتھ حج کے لئے حکم صادر ہوا۔ میاں اللہ داد چنیوٹی نے دہلی پہنچ کر مزارات مقدسہ پر دعا کی کہ مجھے اپنے شیخ کے ساتھ زیارت حرمین شریفین نصیب ہو چنانچہ بمبئی پہنچ کر آپ کے کاغذات میں نقص پایا گیا اس لئے ساتھی حج پر روانہ ہو گیا اور آپ بمبئی سے واپس وطن آ گئے اور حاضری حضور شیخ الاسلام سیالوی کے ساتھ ہی نصیب ہوئی۔

تبرکات

حضرت میاں اللہ داد چنیوٹی کے آستان پر یہ تبرکات موجود ہیں۔

فریدی ٹوپی خواجہ محمد الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ یعنی کن ٹوپ۔ ایک قسم کی بڑی ٹوپی جس

marfat.com

سے کان ڈھکے رہتے ہیں۔

۲ کلاہ قادری دوعدد، ایک سرخ کناری والی اور ایک سادہ

۳ دس روپے والا نوٹ، صاحب سجادہ سیال شریف کے ہاتھ مبارک سے

۴ پانچ روپے والا نوٹ، تبرک از مدینہ منورہ (قبل از پاکستان)

۵ چادر کورا لٹھا

۶ جوڑا مبارک حضرت ثانی خواجہ محمد الدین سیالوی (دیسی)

حضرت میاں اللہ داد چنیوٹی کو ایک رات خواب میں حضرت میاں عبدالغفور چشتی رحمۃ اللہ علیہ، محمدی شریف نے ٹوپی عطا فرمائی جب آپ بیدار ہوئے تو وہ ٹوپی آپ کے پاس واقعتاً موجود تھی۔

اغلب گمان ہے کہ دو میں سے ایک وہی ٹوپی ہے اور دوسری حضور ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

مدینہ طیبہ حاضری کے موقع پر حضور شیخ الاسلام سیالوی نے کفن کی چادریں خرید فرمائیں اور ایک چادر میاں اللہ داد چنیوٹی کو عطا فرمائی تھی۔

حضور شیخ الاسلام سیالوی نے آخری حاضری کے وقت جو لنگی عطا فرمائی تھی وہ بقول ماسٹر محمد صدیق رانجھا سیالوی حضور شیخ الاسلام سیالوی نے مجھے بلا کر عطا فرمائی کہ میاں اللہ داد کو دے دے۔ یہ ماسٹر موصوف ساتھ تھے۔ اس لنگی کا سراغ نہ ملا ہے۔ اغلباً یہ لنگی میاں اللہ داد چنیوٹی کے کفن میں شامل کی گئی تھی۔

عرس

حضرت میاں اللہ داد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا یوم وصال ۹ رذی الحجہ ہے حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر ماہ ۷ رتاریخ کو ختم شریف دلوایا کرو لہٰذا مولوی طالب حسین مرحوم

marfat.com

نے حکم ملنے پر ۷ رتاریخ ختم دلانا شروع کیا۔ اس طرح عرس بھی دو دن پہلے ۷ رذی الحجہ کو ہوتا ہے۔

اولاد

ماسٹر محمد صدیق رانجھا سیالوی (ولادت ۱۹۲۶ء) ریٹائرڈ ٹیچر ساکن چک نمبر ۱۵۳ گٹی کموکہ (گٹی کموکہ اور گٹی سیداں قریب قریب ہیں) جن کی نسبت روحانی حضور شیخ الاسلام سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، کے بقول میاں اللہ داد چنیوٹی کے دو فرزند تھے۔

۱ مولوی طالب حسین مرحوم

۲ اللہ بخش مرحوم

ثانی الذکر کے یہ بچپن کے دوست تھے جو اوائل عمری میں ۱۵ سال میں فوت ہوا۔ اس لئے حضرت میاں اللہ داد چنیوٹی اور ان کی اہلیہ رانجھا صاحب کو بیٹا سمجھتے تھے تا حال یہ ان کے گھر کے فرد گردانے جاتے ہیں۔

بقول ماسٹر محمد صدیق رانجھا سیالوی مائی ستاں زوجہ حضرت میاں اللہ داد چنیوٹی ولیہ تھیں۔ اس نے حضور شیخ الاسلام سیالوی کی خدمت میں عرض کی کہ حضور میرا جنازہ پڑھانا۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے دفن کے بعد قبر پر آؤں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

وفات سے قبل ایک دن عصر کے وقت مجھے راستہ میں مائی صاحبہ ملیں، فرمانے لگیں، بیٹا ماسٹر صبح میرا آخری سفر ہے، اس لئے کل تو سکول سے چھٹی کر لینا۔ میں نے عرض کی۔ مائی جی آپ بصحت اور تندرست ہیں آپ کو تو کچھ بھی نہیں، پھر یہ کیا کہہ رہی ہیں۔ فرمانے لگیں۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔

صبح نماز فجر ادا کر کے میں مسجد سے نکل رہا تھا کہ مسجد کے دروازے پر پیغام مل گیا کہ مائی ستاں نماز فجر کے سجدہ میں وصال فرما گئی ہیں۔

marfat.com

میاں اللہ داد چنیوٹی اور مولوی طالب حسین سیال شریف حاضر تھے۔ حضور شیخ الاسلام سیالوی عازم سفر سعادت تھے۔ حکم فرمایا کہ باپ بیٹا فوراً واپس چلے جاؤ۔ جنازہ تیار تھا کہ میاں اللہ داد چنیوٹی اور مولوی طالب حسین گٹی سیداں پہنچے۔ حضور شیخ الاسلام سیالوی واپس تشریف فرما ہو کر ستاں کی قبر پر پہنچے۔

مولوی طالب حسین سے حضور شیخ الاسلام سیالوی ناراض ہو گئے تھے اور یہ حضرت خواجہ خان محمد تونسوی کے دامن میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ دعائے سیفی وغیرہ کی اجازت و چلہ کشی کی۔ بعد میں سیال شریف کی حاضری کے لئے ہو گیا۔ زیادہ تونسہ مقدسہ کی طرف راغب رہا۔ اس کا بیٹا عبدالرحمن حافظ اور فقط حکیم ہے۔ سیال شریف حاضر ہوتا ہے۔

مولوی طالب حسین کے تین بیٹے ہیں۔

۱ حکیم حافظ عبدالرحمن

۲ محمد عبداللہ

۳ اللہ داد مستوار

ماخذ و مراجع

۱ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (شمس العارفین نمبر)، جنوری ۱۹۸۰ء

۲ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (شیخ الاسلام نمبر)، اکتوبر ۱۹۸۱ء

۳ انٹرویو مولانا محمد صادق سیالوی ساکن پٹنیکہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

۴ انٹرویو حافظ عبدالرحمن ساکن چک نمبر ۱۴۹ مونہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

۵ انٹرویو ماسٹر محمد صدیق رانجھا سیالوی ساکن گٹی کموکہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

۶ انٹرویو صوفی احمد یار جٹ سیالوی

marfat.com

انٹرویو کنندہ حضرت فقیر صفدر حسین حامد مدظلہٗ چنیوٹ ضلع جھنگ

نوٹ: صوفی احمد یار جن سیالوی ۶۰ ۔۱۹۵۰ء کی دہائی میں پانچ سال حضور شیخ الاسلام سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا۔ آپ اسے پیار سے ''جن'' کہتے تھے جو اس کا لقب مشہور ہو گیا اور نام لوگ کم جانتے ہیں۔ صوفی احمد یار جن سیالوی ان پڑھ آدمی ہے۔ ہمہ وقت درود شریف کا ورد کرتا رہتا ہے۔

رنگے والا نزد چک ۱۴ ساڑ والا تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ کا باسی ہے بقول صوفی احمد یار سیالوی حضور شیخ الاسلام سیالوی کی معیت میں میاں اللہ داد چنیوٹی، حضرت مولوی خواجہ غلام سدید الدین معظم آبادی اور بندہ حاضر خدمت تھے۔ ڈرائیور مولوی محمد شریف بھی ساتھ تھے۔ رات حضرت میاں ڈوگرہ چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر گزاری۔ صبح حضور شیخ الاسلام سیالوی نے فرمایا کہ جن آج ہم اپنے گھر چلتے ہیں۔ میں نے دستہ بستہ عرض گزاری۔ حضور کا اپنا سب کچھ ہے جیسے آپ کی تمنا ہو چنانچہ چنیوٹ سے نکلتے مولوی محمد شریف ڈرائیور کو چک نمبر ۱۴ ساڑ والا کی طرف روانہ ہونے کا حکم فرمایا اور سیدھے ہمارے ہاں رنگے والا تشریف فرما ہوئے، فرمایا! اب تو خوش ہے، اس طرح حضور ہمارے ہاں کرم فرماتے تھے۔

یہاں سے نکل کر چک ۴۲ بار مولوی محمد شریف ڈرائیور کے گھر کرم فرمایا اور وہاں سے لاہور میو ہسپتال حضرت خواجہ محمد سعد اللہ خان سیالوی کی تیمارداری کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ کیونکہ انھوں نے اپریشن کروایا تھا۔ یہ ۱۹۵۶ء کا واقعہ ہے۔

۷ یادایام مطبوعہ ثنائی پریس سرگودہا

marfat.com

مُریدین و مُخلصین

marfat.com

باب بست و چہارم

حضرت مولانا محمد سعید بھیروی

ولادت اور آباؤ اجداد

حضرت مولانا محمد سعید بھیروی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۰ھ کے لگ بھگ زین پور میانی، بھیرہ ضلع سرگودہا میں حضرت مولانا غلام محی الدین زین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔

حضرت مولانا غلام محی الدین چشتی قدس سرہٗ اپنے زمانے کے کامیاب طبیب تھے۔ علم طب کے علاوہ رمل اور جفر میں بھی کافی مہارت رکھتے تھے مگر ان کا استعمال صرف شوقیہ تھا یعنی پیشہ ور رمال اور جفار نہ تھے۔

آپ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء میں زین پور میانی داخلی بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ عربی طب کی کتابیں حضرت مولانا احمد الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ جامع مسجد بھیرہ میں اردو اور فارسی کا دیسی مکتب کھولا۔ آپ کی بیعت حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ سے تھی۔ شیخ کامل کے وصال کے بعد اکثر سیال شریف کی حاضری سے قاصر رہتے تھے۔ کمبوہ خاندان سے تعلق تھا۔ آپ کے بیشمار تلامذہ میں سے چند نام یہ ہیں۔

۱ حضرت مولانا محمد سعید بھیروی
۲ مولانا فضل حمید بھیروی
۳ میاں فضل الٰہی
۴ حافظ محمد حیات گھبیروی (متوفی ۱۳۱۸ھ)
۵ حضرت صاحبزادہ محمد سعد اللہ سیالوی

marfat.com

آپ نے ۱۳۳۳ھ میں وفات پائی۔ حضرت مولانا محمد سعید بھیروی نے تاریخ وفات کہی۔

غلام محی الدین استاد مشہور — کہ مسجد جامع زو گشت معمور

ز فالج درسنین احمدی عمر — سفر فرمود گفتم "باد مغفور"

۶۳ — ۱۳۳۳ھ

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہ العالی نے بیان فرمایا۔

"حضرت مولانا غلام محی الدین چشتی بھیروی علم جفر میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ ایک بار ہندوستان سے ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور جب یہ شخص اپنا مدعا بیان کر چکا تو آپ نے فرمایا۔ آتی دفعہ فلاں سکھ کیا کہتا تھا؟ مذکورہ شخص کو معاً اس سکھ کی بات یاد آ گئی۔

آپ بڑے باذوق اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ اپنے شیخ کے عاشق صادق تھے۔"

حضرت مولانا غلام محی الدین چشتی بھیروی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف بھیرہ شریف میں واقع ہے۔ حضرت مولانا محمد سعید بھیروی کے ماموں جان حضرت سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔ حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہٗ کے مخلص غلام تھے۔ آخر میں سیال شریف کی حاضری سے مشرف ہوتے رہے۔

حضرت مولانا محمد سعید بھیروی کے ایک بھائی مولانا فضل حمید بھیروی تھے۔

تعلیم

آپ نے فارسی کتب اور علم طب کی ضروری کتابیں اپنے والد ماجد حضرت مولانا غلام محی الدین زین پوری سے پڑھیں۔ صرف ونحو کی ابتدائی عربی کتب حضرت مولانا محمد عبدالعزیز بگوی بھیروی سے پڑھیں۔ منطق، فلسفہ، فقہ، تفسیر اور حدیث شریف حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی

marfat.com

سے پڑھی۔ بعدازاں حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی کے ہمراہ مدرسہ حمیدیہ، لاہور آ گئے اور آپ کی ہدایت سے اورنٹیل کالج لاہور کی مولوی فاضل کی کلاس میں داخلہ لیا اور حضرت مولانا محمد عبداللہ ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت کے فیض سے دو سال میں مولوی فاضل کے امتحان میں باتعریف پاس ہوئے۔

ملازمت

آپ ۱۹۰۱ء میں محکمہ تعلیم میں بطور مدرس عربی ملازم ہوئے۔ مختلف سکولوں اور کالجوں میں کام کیا۔ اسی اثناء میں پرائیویٹ طور پر منشی فاضل کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ اس لئے عربی کے علاوہ کئی مقامات پر فارسی بھی پڑھاتے رہے۔ او۔ ٹی پاس کرنے کے بعد سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور میں اول مدرس عربی و فارسی (صوبہ بھر میں سنیئر جگہ میں) تعیناتی ہوئی۔ اسلامیہ کالج لاہور میں لیکچرار کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن گورنمنٹ سروس چھوڑ کر وہاں نہ گئے۔

پنشن سے چند سال پہلے اپنی خواہش اور کوشش سے ضلع فیصل آباد میں گورنمنٹ ہائی سکول جڑانوالہ میں تبادلہ کرا لیا کیونکہ وہاں آپ کے بڑے لڑکے ڈاکٹر تسخیر احمد اور منظور عباس صاحبان زرعی کالج فیصل آباد میں لیکچرار لگے ہوئے تھے اور باقی اولاد بھی ان کے پاس اقامت گزین تھی۔ گورنمنٹ ہائی سکول جڑانوالہ سے پنشن پر ریٹائر ہوئے۔

بیعت

آپ حضرت ثانی لاثانی خواجہ محمد الدین سیالوی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اپنی بیعت کا ذکر انھی کی زبانی سنئے۔

''حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر بھیرہ شریف تشریف لائے اور ہم سب کی تعلیم کے کفیل ہوئے۔ اسی عرصہ میں ظاہری تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ کی

marfat.com

باطنی روحانیت نے بھی اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا اور ہم سب آپ کے خلق کریمانہ کے درم ناخریدہ غلام بن گئے اکثر دفعہ آپ کے ہمرکاب آستانہ عالیہ سیال شریف کی حاضری کا شرف حاصل کیا۔

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کے کئی مخلص درویش آپ کے اوصاف عالیہ بیان کرتے کرتے کہہ دیتے کہ حضور کے بعد سیال شریف میں (نعوذ باللہ) کچھ نہیں رہا اور اس طرح نیازمند کی آتش اشتیاق کو دبانے کی کوشش کرتے۔ اسی اثناء میں حضرت مولانا مولوی معظم الدین صاحب مرولوی بھیرہ تشریف لائے اور آپ کی زیارت مبارک سے میرا دبا ہوا شوق بھڑک اٹھا کہ جس دربار کے خلفائے راشدین ایسی مبارک ہستیاں ہیں وہاں کے سجادہ نشین کیسے اعلیٰ وارفع پایہ کے ہوں گے۔

چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

غرض اس کے بعد فوراً ہی اپنے ہادی اول اُستاد گرامی کے ہمرکاب چل کر سیال شریف حاضر ہوا اور حضرت ثانی خواجہ کریم محمد الحق الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی میں شامل ہوا"

اپنے عرصہ ملازمت میں اکثر تعطیلات کے موقع پر حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی کے ہمرکاب آستانہ عالیہ سیال شریف کی خاکبوسی کا شرف حاصل کرتے تھے۔ موسم گرما کی تعطیلات میں اکثر پنجاب اور ہندوستان کی بڑی بڑی درگاہوں پر حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی بھیروی کے ہمرکاب حاضری کی سعادت حاصل کی۔

سفر حج

حضرت خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہٗ نے حرمین شریفین کی حاضری اور زیارت کا ارادہ فرمایا۔

یار آوارگی بسر دارد سفر حج بہانہ افتاد است

آپ کے ہمرکاب حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی کے علاوہ حضرت مولانا محمد نصیر الدین

marfat.com

چاچڑوی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب سجادہ نشین محمدی شریف و دیگر خلفائے کرام و صوفیہ عظام شریک سفر حج ہوئے۔ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی کی توجہ اور عنایت خاص سے آپ بھی شرف ہمرکابی سے مشرف ہوئے۔ اس سفر مبارک میں آپ حضرت غریب نواز ثالث سیالوی کی جناب میں خطوط نویسی کی خدمت بجالاتے رہے۔

مستقل اقامت

حصول پنشن کے بعد آپ نے مستقل طور پر زین پور میانی بھیرہ میں سکونت اختیار فرمائی۔(۱)

اخلاق واطوار

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہٗ العالی نے مولف کی درخواست پر حضرت مولانا محمد سعید بھیروی کے بارے میں اپنی ذاتی معلومات بدین الفاظ بیان کیں۔

آپ شاعر، ادیب اور بڑے باذوق انسان تھے۔ زہد و ریاضت میں بے مثل تھے اور اپنے شیخ طریقت کے سچے عاشق تھے۔

حضرت صاحبزادہ الحاج محمد رب نواز سیالوی مدظلہٗ کے بیان کے مطابق۔ آخری عمر میں حضرت محمد سعید بھیروی پر فالج کا حملہ ہوا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس حالت میں بھی وہ خود وضو کر کے نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ رمضان شریف میں حافظ صاحب سے قرآن مجید تراویح میں سنا کرتے تھے۔ دوران نماز اپنے پیچھے کرسی رکھوالیا کرتے تھے، جب کبھی تھک جاتے تو کرسی کا سہارا لے لیتے تھے۔

ادیب اور شاعر تھے اور بڑے عمدہ شعر کہتے تھے۔ زہد و ریاضت بڑی کرتے تھے۔ اکثر سیال شریف قیام کرتے تھے۔ وصیت کے مطابق سیال شریف دا داباغ میں دفن ہوئے۔

marfat.com

وصال شریف اور مدفن

حضرت مولانا محمد سعید بھیروی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۶۷ء بروز چہارشنبہ وصال فرمایا اور قبرستان دادا باغ سیال شریف میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر مبارک پختہ بنی ہوئی ہے اور لوح مزار پر حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہ العالی کا مرقومہ قطعہ تاریخ وفات رقم ہے جو درج ذیل ہے۔

بعلم و عمل بود فرد فرید — بود رحمت حق بروحش مزید
بہشت است جائے غلامان چشت — لہٰذا بفردوس اعلیٰ رسید
خمیرش جو بد خاک پاک سیال — فجائو بہ من مکان بعید
چو عالم پناہ است پیر سیال — بزیر پناہش چہ خوش آرمید

نکو گفت رضواں بوقت وصال

زہے نیک محضر محمد سعید (۲)
۱۳۸۶ھ

اولاد

مولف کو آپ کے دو صاحبزادوں کا علم ہو سکا۔

۱ ڈاکٹر تسخیر احمد مرحوم پی ایچ ڈی کینٹب یونیورسٹی برطانیہ، ستارہ خدمت تمغہ پاکستان
۲ منظور عباس صاحب

حضرت ڈاکٹر تسخیر احمد سیالوی

پیدائش

marfat.com

حضرت ڈاکٹر تسخیر احمد سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ۳/مارچ ۱۹۰۵ء کو زین پور میانی، بھیرہ ضلع سرگودہا میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت

آپ کے والد ماجد انتہائی مذہبی آدمی تھے اور اپنے بچوں کی اسلامی اصولوں کے مطابق پرورش کی۔ ڈاکٹر تسخیر احمد ایک ہونہار بچے تھے اور میٹرک کا امتحان چودہ برس (۱۹۲۰ء) کی عمر میں فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ پھر آپ نے پنجاب زرعی کالج میں داخلہ لیا اور ۱۴ سال کی عمر میں کالج میں داخلہ لینے والے آپ سب سے کم عمر طالب علم تھے۔ کالج کے تمام طالب علموں نے آپ کو اپنا ایک ساتھی بڑی خوشی سے تسلیم کیا۔ آپ انتہائی ہونہار طالب علم تھے اور بی ایس سی زراعت کی ڈگری ۱۹۲۴ء میں حاصل کر لی۔ آپ کو کیمسٹری گروپ میں تعلیمی پوزیشن حاصل کرنے پر سر جیمز ولسن کا چاندی کا تمغہ دیا گیا۔

۱۹۲۷ء میں آپ کیمرج چلے گئے اور پی ایچ ڈی کی ڈگری اٹھارہ ماہ کی ریکارڈ مدت میں حاصل کی۔

پروفیسر اے ڈی امز (کیمبرج) جس کے ماتحت آپ نے پی ایچ ڈی کے لئے کام کیا، آپ سے بہت خوش تھا اور ڈگری دیتے وقت درج ذیل ریمارکس دیئے۔

ڈاکٹر تسخیر احمد میری رائے میں قابل تعریف حد تک بحیثیت ایڈمنسٹریٹر یا ٹیچر پوسٹ کے لئے فٹ ہے۔ اس نے اپنے آپ کو اہل، محنتی اور بہت محقق ثابت کیا ہے اور اس کے فرانسیسی، جرمنی، اٹلی زبانوں کے لسانی علم نے اسے اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ ان کے لٹریچر کو اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق سمجھ سکے۔ میری اے میں ڈاکٹر تسخیر احمد ایک اعلیٰ پائے کا اصل محقق ہے۔

marfat.com

ملازمت

ڈاکٹر تسخیر احمد ۱۹۲۴ء میں ریسرچ اسسٹنٹ تعینات کئے گئے اور میاں محمد افضل حسین مرحوم کے ماتحت انٹامولوجیکل سیکشن میں پوسٹنگ کر دی گئی۔ اس وقت آپ کی عمر انیس سال تھی۔ آپ ایک روشن دماغ ریسرچ ورکر ثابت ہوئے۔

کیمبرج سے واپسی پر آپ نے امپیریل زراعتی انسٹی ٹیوٹ نیو دہلی بحیثیت اسسٹنٹ این ٹومولوجسٹ جائن کر لیا۔ آپ ڈاکٹر ہیم سنگھ پروتھی کے منظور نظر ساتھی تھے۔ آپ ۱۹۴۵ء میں امپیریل لوکیسٹ این ٹومولوجسٹ مقرر کئے گئے۔ آپ نے اس شعبہ میں گرانقدر ریسرچ کی اور کئی سائنسی مشنوں پر گئے۔ دہلی میں آپ این ٹومولوجیکل سوسائٹی آف انڈیا کے پہلے جنرل سکریٹری منتخب ہوئے اور بعد ازاں صدر۔ آپ انڈین این ٹومولوجیکل رسالہ کے مینجنگ ایڈیٹر بھی تھے۔

آپ نے اپنے آپ کو پاکستان کے لئے وقف کیا اور ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو وزارت زراعت میں پلانٹ پروڈکشن شعبہ میں ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ آپ نے اس محکمہ کو صفر سے عروج پر پہنچایا۔ آپ کی محنت اور علم کی وسعت جلد ظاہر ہوگئی اور آپ کی سربراہی میں پلانٹ پروٹیکشن کا محکمہ چھ مکمل ڈویژنوں میں پھیل گیا۔

- ☆ لوکیسٹ کنٹرول
- ☆ محفوظ کئے گئے دانوں کے پیسٹ
- ☆ جنرل پیسٹ کنٹرول
- ☆ پلانٹ کوارنٹائن
- ☆ پلانٹ پیتھالوجی
- ☆ ریسرچ بشمول قومی جرثومہ خانہ

marfat.com

آپ کا ذاتی افتخار ایریل یونٹ تھی جو آپ نے پیدا کی۔ پہلے ایک ہیلی کیپٹر کے ساتھ اور بعد میں ہوائی جہازوں کے دستہ کے ساتھ اس وقت سویز کے مشرق میں پاکستان واحد ملک تھا جو ہوائی جہازوں کے ذریعے ہوائی سپرے کرتا تھا۔ یہ جہاز کرایہ پر ایف اے او اور انڈیا کو ہر سال کرایہ پر دیئے جاتے تھے۔ فصلوں کا ہوائی چھڑکاؤ بہت مقبول ہوا۔ ۷۸-۱۹۶۷ تک دس لاکھ سے ساٹھ لاکھ ایکڑ فصلیں سپرے کی گئیں۔

ڈاکٹر تسخیر احمد ۱۹۵۴ء میں سائنسی اکاڈمی کے ممبر منتخب ہوئے۔ ان کی خدمات کو گورنمنٹ آف پاکستان نے ۱۹۵۴ء میں تمغہ پاکستان کا ایوارڈ دے کر اور ۱۹۶۴ء میں ستارہ خدمت کا ایوارڈ دے کر سراہا۔

ڈاکٹر تسخیر احمد ۱۹۶۵ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ دوران سروس درج ذیل مناصب پر فائز رہے۔

۱ جنرل صدر آف انٹوموجیکل سوسائٹی آف انڈیا

۲ مینجنگ ایڈیٹر برائے انٹومولوجی رسالہ

۳ ممبر آف پاکستان ایسوسی ایشن برائے ترقی سائنس

۴ پاکستان اکیڈمی آف سائنسز کے منتخب ممبر ۱۹۵۴ء (۳)

علالت اور وفات

آپ پارکن سنز کی بیماری میں ۱۹۸۴ء میں مبتلا ہونا شروع ہوئے اور ۲۱ر جولائی ۱۹۹۱ء کو وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (۴)

آپ دادا باغ سیال شریف میں اپنے والد ماجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔ دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف کے ناظم اعلیٰ جناب ملک الطاف حسین سیالوی نے آپ کی وفات پر لکھا۔

۸ر محرم الحرام ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۱ر جولائی ۱۹۹۱ء کو دار العلوم ہذا کے ایک بہت بڑے خیر اندیش

marfat.com

اور مربی ڈاکٹر تسخیر احمد صاحب پی ایچ ڈی کا انتقال ہوگیا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم دارالعلوم ہذا کے ایسے مخلص معاون تھے کہ خود کو دارالعلوم اور دارالعلوم کے مقصد کا خادم کہلانا پسند فرماتے تھے۔ انھوں نے دارالعلوم کے لئے اپنا تن من دھن وقف کر رکھا تھا۔

حضور پیر سیال خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں دارالعلوم کے لئے جو پیش ازیں آستانہ پاک ہی میں تھا، موجودہ خطوط پر چلانے کا خیال آیا تو ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اس کیا تعمیر میں ہر طرح کی معاونت کی۔ موجودہ رقبہ تعدادی سات ایکڑ خرید کر دارالعلوم کے لئے وقف کی پھر عالم پیری کے باوجود لاہور سے کراچی تک مختلف شہروں کے دورے کر کے رقم اکٹھی کی اور موجودہ عمارت تعمیر ہوئی۔ اس کے بعد ۱۹۶۳ء سے ۱۹۸۴ء تک اسی ضعف پیرانہ سالی کے باوجود دارالعلوم کے ناظم اعلیٰ کے طور پر خدمات انجام دیں۔ ان کے دور میں دارالعلوم ہذا نے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی اور سینکڑوں طلباء یہاں سے فیض یاب ہو کر ملک بھر میں اور بیرون ملک دارالعلوم کا نام روشن کئے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم بھیرہ شریف کے ایک نواحی گاؤں زین پور (میانی) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد صاحب مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (جو خود بھی فارسی کے اعلیٰ پایہ کے استاد تھے) نے ان کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی چنانچہ آپ نے کینٹب یونیورسٹی (برطانیہ) سے انٹومولوجی میں پی ایچ ڈی کیا۔ آپ نے بہت اعلیٰ مناصب پر فائز رہ کر اپنے ملک کی خدمت کی چنانچہ ریٹائرمنٹ کے وقت آپ محکمہ پلانٹ پروٹیکشن میں ڈائریکٹر تھے۔ دوران ملازمت بھی آپ نہایت دیندار اور خدا ترس تھے۔ ملازمت چھوڑنے کے بعد آپ نے باقی زندگی اللہ کے دین کیلئے وقف کر دی چنانچہ ۲۲ سال تک دارالعلوم ہذا کی خدمت کی۔ ۱۹۸۴ء میں آپ بہت کمزور ہو چکے تھے۔ اور اکثر بیمار رہنے لگے چنانچہ آپ اس خدمت سے الگ ہو گئے مگر آپ کی سوچوں کا محور اور مرکز دارالعلوم ہی رہا۔

marfat.com

آپ ۸ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ کو خالق حقیقی سے جا ملے اور آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق داداباغ (حضرت شیر کرم علی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب قبرستان) میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین! (۵)

حلیہ

آپ دراز قامت، حسین وجمیل اور باوقار انسان تھے۔ شرع کے مطابق داڑھی تھی۔ رنگت گوری سرخی مائل تھی۔ آپ کا لباس سفید شلوار اور قمیض تھا۔ ترکی ٹوپی زیب سر ہوتی تھی۔ لباس صاف ستھرا اور انتہائی اجلا ہوتا تھا۔ شیروانی بھی زیب تن ہوتی تھی۔

اخلاق

ڈاکٹر تسخیر احمد بڑے مذہبی آدمی تھے اور اس میں پورے مخلص تھے۔ آپ کا ذہن ایجاداتی تھا۔ شریعت کے پابند تھے۔ بڑے عبادت گزار، صوم وصلوٰۃ اور تہجد کے پابند تھے۔ خوش اخلاق، سادگی وعاجزی کا پیکر اور مخلص انسان تھے۔ رفاہی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ سیال شریف سے انتہائی عقیدت تھی۔ دیانت دار، خدا ترس اور کھرے آدمی تھے۔

حضور شیخ الاسلام سیالوی کے ارشادات

حضرت ڈاکٹر تسخیر احمد سیالوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

☆ میں ایک دفعہ حضور کے ساتھ سفر پر تھا۔ ایک جگہ رات دیر سے سوئے۔ صبح اٹھے تو ساتھ ہی چھوٹی سی مسجد تھی۔ جماعت ہو چکی تھی، کوئی اور نمازی نہ تھا اور وقت تنگ تھا۔ میں نے جلدی سے وضو کر کے نماز اکیلے پڑھنی شروع کر دی۔ حضور بھی جلدی سے آئے اور مجھے نماز میں ہی کہا اگر فرض پڑھ رہے ہو تو میں تمہاری اقتدا کرتا ہوں، تم امام ہو ورنہ میری بھی سنتیں ہونگی۔ بعد میں آپ نے

marfat.com

سمجھایا کہ ایسا کر سکتے ہیں۔

آپ فرض جماعت میں شامل ہونے سے پہلے اتنی دیر خشوع سے کانپتے کہ اکثر امام رکعت کے قومہ کے آخر میں پہنچ جاتا اور پھر شامل ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے سے پہلے واقعی ایسا ڈر ہونا چاہئے۔

☆ ایک دن حضور کے گھر میں ایک بچہ بیمار تھا۔ مغرب کے بعد آپ نے مجھے فرمایا کہ روضہ شریف کے اندر دو رکعت نفل قضا ہزار حاجات پڑھ کر بچے کی صحت کیلئے دعا کرو اور ساتھ ہی طریقہ اس طرح بتایا۔

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دس دفعہ سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں دس دفعہ سورۃ اخلاص پڑھیں۔ سلام پھیر کر سجدہ میں دس دس مرتبہ یہ پڑھیں۔

(۱) درود شریف (۲) کلمہ تمجید

(۳) اللھم ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الآخرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار

(۴) یَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا

اس کے بعد جو حاجات چاہے مانگے انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوں گی۔

☆ آپ فرمایا کرتے کہ دو تین آدمی مل کر ایک برتن سے سالن کھائیں تو بہت برکت ہے۔ مجھے کئی دفعہ آپ کے ساتھ مل کر کھانے کا موقع ملا، کہاں نئے طریقہ میں اگر ایک آدمی برتن میں ہاتھ ڈال رہا ہو تو دوسرا آدمی ہاتھ نکلنے کا انتظار کرے گا۔ آپ میرے ہاتھ ڈالنے کے ساتھ ہی اپنا ہاتھ ڈالتے اور ہاتھ کو ہاتھ سے دبا کر ملاتے اور فرماتے ایسا ہاتھ ملا کر کھانے والے دونوں بخشے جاتے ہیں۔ فرمایا کرتے، چمچے کی بجائے ہاتھ کی انگلیوں سے کھانا کھایا کرو۔ کبھی کھانا تیز گرم ہوتا ہے اور چمچہ سے منہ میں ڈال کر پچھتانا پڑتا ہے۔

marfat.com

☆ ایک دن صاحبزادہ مہار شریف تشریف لائے اور آپ کی خدمت میں یہ خاص درود شریف پڑھا اور اس کے بہت فوائد بیان کئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد تَعَیُّنِکَ الاَقْدَمِ وَالْمَظْھَرِ الاَتَمِّ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ بَعْدِ تَجَلِّیَاتِ ذَاتِکَ وَتَعَلُّقَاتِ صفاتِکَ وَعَلٰی اٰلِہٖ کَذَالِکَ(۶)

تصانیف

حضرت مولانا محمد سعید بھیروی کی درج ذیل تصانیف ہیں۔

۱ جذبات سعید (مطبوعہ)

۲ سلسلہ شریف (مطبوعہ)

۳ بیاض سعیدی (قلمی)

شاعری اور نمونہ کلام

حضرت مولانا محمد سعید بھیروی رحمۃ اللہ علیہ پنجابی ،اردو،فارسی اور عربی کے قادرالکلام نغز گو اور دقیقہ سنج شاعر تھے۔فن شاعری میں کسی سے تلمذ نہیں رکھتے تھے۔طبیعت شروع سے موزوں پائی تھی اور اکثر اساتذہ کا کلام زیر مطالعہ رہتا تھا

جبین طبع ، نا سودہ داغ شاگردی سے
غبار منت اصلاح سے ہے دامن دور (رضا بریلوی)

اول اول لوکل مشاعروں میں شامل ہو کر اپنا کلام سناتے رہے مگر جوں جوں تصوف اور صوفیہ کرام سے شغف بڑھتا گیا،شعر گوئی سے طبیعت کنارہ کش ہوتی گئی بلکہ طب ،جفر اور رمل وغیرہ بھی

marfat.com

قریباً بھول گئے البتہ عرصہ ملازمت میں حسب موقع کئی نظمیں لکھ کر مجالس میں پڑھیں اور سامعین سے داد تحسین پائی۔

اکثر صوفیاء کے کلام کے تتبع میں اشعار کہے۔

آپ کا شعری کلام "جذبات سعید" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ جس کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

آغاز میں دعائیہ غزل متضمن بر مضمون درود شریف ہے۔ بعد ازاں وہ نظمیں جو توحید باری تعالیٰ (وحدۃ الوجود) کا مضمون اور اس کی مصطلحات آتی ہیں۔ اس کے بعد نعت شریف اور بزرگان دین اور مشائخ عظام کے مناقب ہیں۔ اخیر میں عام عاشقانہ غزلیات وغیرہ شامل ہیں۔

تاریخ گوئی میں بھی کامل مہارت اور دسترس حاصل تھی۔ نمونہ کلام پیش خدمت ہے۔

الٰہی جتنی رحمت تیری کل ابرار پر ہووے
وہ ساری میرے آقا احمد مختار پر ہووے
تیری آمد کی امیدیں جگا دیتی ہیں راتوں کو
کبھی تو اک گزر للہ اس بیمار پر ہووے
بچھاؤں فرش آنکھوں کا مبارک پاؤں کے نیچے
یہ سر غلطاں دل قرباں تیری رفتار پر ہووے
شراب حوض کوثر سے نہیں بجھتی پیاس اس کی
جو عاشق آپ کی شرینئ گفتار پر ہووے
تیرے روضے کی جالی میں ہزاروں دل معلق ہیں
یہ جاں پھر کیوں نہ قرباں اس در و دیوار پر ہووے
بھروسہ زندگی کا کچھ نہیں اے کاش جیتے جی
سعید زار کا پھیرا تیرے دربار پر ہووے

marfat.com

o

جوتی سروپ تو ہے ہر جوت میں سمایا
دھرت اور آکاش میں ہے تیرا ہی نور چھایا
اپنے پیاروں سے دے ہم کو دلی محبت
جن کا کہ سیدھا رستہ تو نے ہمیں دکھایا
تیرے سعید بندوں کے نام کے ہی صدقے
پاؤں میں ان کے رہ کر پائیں بلند پایہ

o

حجاب دوئی جب اٹھایا تو دیکھا
اَحَد جان و دل میں سمایا تو دیکھا
اٹھا وہم دوری ہوئے جب حضوری
پتہ نحن اقرب کا پایا تو دیکھا
اَلْاِنْسَانُ سِرّی کے آئینے میں جب
جمال اپنا اس نے دکھایا تو دیکھا
سعید اس کے در تک رسائی تھی مشکل
کرم سے خود اس نے بلایا تو دیکھا

o

تجلی تیری دمبدم دیکھتا ہوں
ہر اک شان میں محترم دیکھتا ہوں
حکایت ترے حسن کی جابجا ہے
فدا تجھ پہ دیر و حرم دیکھتا ہوں
سعید اس کا ہو کر ملول غیر سے کیوں
میں اس کو بھی ظلم اتم دیکھتا ہوں

o

marfat.com

حضرت ثانی لاثانی سیالوی کو اخیر عمر میں نزول الماء، موتیا کی وجہ سے اپنی آنکھوں کا علاج کرانے کے لئے لاہور جانا پڑا۔ آپ کا قیام شاہی مسجد میں تھا۔ جب ڈاکٹر نے حضور کے دیدہ پرنور سے پٹی کھولی تو نیازمند (محمد سعید) بھی اس موقع پر حاضر تھا۔

اس موقع پر ڈاکٹر نے حضور کی خدمت میں تاکیداً عرض کیا کہ آپریشن کے بعد آپ کے پاس کوئی قوالی وغیرہ نہیں ہونی چاہئے ورنہ آنکھوں سے اشک مبارک نکلنے سے بصارت کو سخت نقصان پہنچے گا۔

خدا کی قدرت ہے کہ ڈاکٹر کی تنبیہہ پر سختی سے عمل کیا گیا مگر چوں کہ پچھلی رات کو بالعموم لاہور کے ہندو پوجا پاٹ کے لئے اور نہانے کے لئے دریائے راوی پر جایا کرتے تھے اور مسجد کی نزدیک کی سڑک پر سے گاتے گزرتے تھے تو حضور کے لئے ان کا گانا غائبانہ سماع کا کام دے جاتا چنانچہ آپ نے ایک دن اسی سماع کا ذکر فرمایا کہ رات کو جب گانے والے اپنے شوق میں گاتے جارہے تھے تو میرے دل پر ان کی مشتاقانہ حالت کا بڑا اثر ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ لوگ اپنے معبود کی یاد میں مست جارہے ہیں جیسا کہ حاجی لوگ اپنے مولا کے دربار میں حاضری دینے کے لئے جاتے ہیں۔ کسی کا مقصد تیرتھ کرنا اور کسی کا حج کی زیارت سے مشرف ہونا ہوتا ہے مگر عاشق کا حج اپنے معشوق حقیقی کا دیدار ہوتا ہے۔ اس خیال سے آپ کو بہت رقت ہوئی اور مجبوراً ڈاکٹر کی احتیاط ٹوٹ گئی۔

مندرجہ ذیل تہنیتی نظم بطور مبارکباد لکھی اور آپکے ایک عزیز تلمیذ سید محمد خلیل جالندھری نے اشتیاق انگیز اور دلآویز سروں میں پیش کی۔

شکر للہ ہوا عقدہ دل وا اپنا — بعد مدت کے شگفتہ ہوا غنچہ اپنا
للہ الحمد کہ محبوب کی چشم محجوب — بے حجابانہ دکھانے کو ہے جلوہ اپنا
چشم حق بین شہنشاہ فدائش صد چشم — جس کے کھلتے ہی کھلا آج نصیبا اپنا
چشم فیاض کو ساقی نے کرم سے کھولا — دوڑ وہاں تشنہ لبو کھل گیا چشمہ اپنا

marfat.com

نشہ دید کے میخواروں کو ہو عید مبارک ابروئے یار نے کھلوایا ہے روزہ اپنا

کوئی کعبہ کا کرے حج کوئی تیرتھ کا بندہ عشق ہیں ہم اور ہے کعبہ اپنا

جان جاناں کی ہے اور دل بھی اسی دلبر کا شرم آتی ہے کہ کیا پیش کریں ہدیہ اپنا

صحت چشم مبارک ہو مع صحت جسم تا ابد ہم پہ رہے آپ کا سایہ اپنا

جو گھڑی آئے سعید اور مبارک آئے
پھول اور پھل سے برومند ہو شجرہ اپنا

o

ایک دفعہ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخلص غلاموں کو ساتھ لے کر سیال شریف کی حاضری کا احرام باندھے تشریف لے جا رہے تھے۔ ملکوال جنکشن پر گاڑی تبدیل کرتے ہوئے چند ایک لائنوں کو رات کی تاریکی میں عبور کرنا پڑا۔ کئی دوستوں کو لائنوں اور تاروں سے ٹھوکریں بھی کھانی پڑیں چنانچہ مولانا صوفی غلام قادر صاحب نومسلم جن کی بصارت کسی قدر کمزور تھی نے نیازمند کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ ہمارے سامنے ایک لائن کا کچھ حصہ خندق کی طرح گہرا آ گیا اور مولوی صاحب جلدی میں آگے بڑھے اور مجھے بھی ساتھ لے کر اس میں گر پڑے اگرچہ ہمیں کچھ چوٹیں بھی آئیں مگر اس مبارک سفر میں گرمی عشق میں اضافہ کا موجب ثابت ہوئیں۔ اس وقت مجھے غزل ہذا کا تیسرا شعر یاد آ گیا۔

چاہ غبغب میں گرا جو تیر مژگاں سے بچا

فی البدیہہ سوجھا چنانچہ آستان شریف پہنچنے سے پہلے یہ غزل مکمل ہو گئی اور ایک خوش گلو ساتھی نے حضور میں گاتے ہوئے پیش کر دی، یہ سب کچھ مولانا بگوی کے خیالات طیبہ کا انعکاس تھا۔ مذکورہ ذیل اشعار کے مضامین مصنوعی تخیلات اور شاعرانہ تعلّی نہیں ہیں بلکہ سچے جذبات اور صحیح واقعات کا نقشہ ہیں۔ مخلص پیر بھائی جوان مجالس مقدس میں حاضر رہے ہیں، تصدیق کر سکتے ہیں۔ ساقی فیاض

marfat.com

کی آنکھوں کا تصور اب بھی یاد آتا ہے تو طبیعت پر وجدی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ بعد میں بھی کئی دفعہ حضرت مولانا بگوی کی خدمت مبارک میں یہ غزل سننے کا موقع ہوا تو ہمیشہ سامعین پر رقت کا عالم طاری ہو گیا۔ ایک دفعہ شاہی مسجد لاہور میں سنائی گئی تو شعر نمبر ۹ پر حضرت مولانا بگوی کو خاص موثر کیفیت حاصل ہوئی جو آج تک نہیں بھولی۔

نہ بھولا ہوں نہ بھولوں گا شہیدی میں قیامت تک
مزے جو جو کہ اے قاتل تیری تلوار میں آئے

کوچہ دلدار

آج پھر ہم کوچہ دلدار میں جانے کو ہیں
نشتر الفت کے چرکے دل پہ پھر کھانے کو ہیں
تیغ قاتل کا مزہ لایا دوبارہ کھینچ کر!
آج پھر ہم اپنا سر مقتل میں کٹوانے کو ہیں
چاہ غبغب میں گرا جو تیر مژگاں سے بچا
سینکڑوں ساماں یاں عاشق کے پھسلانے کو ہیں
آب حیواں اس لب میگوں پہ سو جاں سے فدا
چشمہ کوثر یہ اعزاز اپنے میخانے کو ہیں
ساقی فیاض کی آنکھوں کا نقشہ دیکھئے
بارش مے اپنے میخواروں پہ برسانے کو ہیں

marfat.com

خواں بخشش میرے خواجہ کا تو سب پر عام ہے
دیکھئے داتا میرے کیا اب ہے دلوانے کو ہیں
عاشقوں کو عشق کی راہ سے ہٹا سکتا ہے کون
اس جگہ لاکھوں شرف جیسے پہ مرجانے کو ہیں
اے شہنشاہ بلند اختر خدارا ہمتے
اک نگہ پر اپنے مطلب سارے برآنے کو ہیں
اپنی شمع حسن پر ہم کو بلایا دور سے !
اک جھلک ڈالو پتنگوں پر کہ جل جانے کو ہیں
دم نکل جائے قدم میں عید قرباں ہے یہی
حج اکبر کا شرف عاشق یہیں پانے کو ہیں
دام دنیا میں سعید زار کو کیجو نہ قید
عشق کے زنجیر کیا کافی نہ دیوانے کو ہیں

o

عید قربان است قربانت شوم اے جان من
جان و دل ہر دو فدائیت جان من جانان من
تیزکن تیغ نگاہ شمشیر ابروئت بکش
حاضر است ایں جان و دل اضحیہ و قربان من
اہل دل دل در کفے تیغ محبت در کفے
محو دیدارت ہمہ اے یوسف کنعان من

marfat.com

صدقہ حسنت کہ بادا در ترقی روز و شب
رحمتے بر حال مسکیں اے شہ خوبان من
من گدائے مستمندم تو شہِ عالی مقام
بار چوں یابم بدربار تو اے سلطان من
ہمچو ذرہ دورم و دارم ہوائے تو بسر
شمس انوارت ضیاء دین من ایمان من
گر بعید استم سعید استم بیادت اے شہا
صورت تو سورہ نور است در قرآن من

o

عربی قصیدہ مرحبائیہ کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

بِکُمْ مَرْحَبًا یَا خَیْرَ مَنْ ھُوَ زَبَّرَ
وَاَصْبَحْتُمْ بِالْخَیْرِ مَادَارَ دَابِرٌ
اَتَیْتُمْ بِجُوْدٍ نَحْوَنَا وَتَفَضُّلٍ
فَطَابَ بِکُمْ سِرُّ الْقُلُوْبِ وَظَاھِرٌ
فَلَا زَالَ طَالِعُکُمْ سَعِیْدًا مُّسَاعِدًا
اِلٰی اَنَّ نَجْمًا فِی السَّمٰوٰتِ سَائِرٌ

o

حضرت مولانا غلام محمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ کا قطعہ تاریخ وصال اس طرح رقم کیا۔

فاضل بگہ عالم زیرک چشمہ فیض چشم راچشمک

marfat.com

فخر پنجاب قاضی لاہور آں غلام محمدی لاشک
کرد رحلت چوزیں جہاں ناگہ درتلاطم فتاد ایں زورک
در جہاں سخت ماتمے بر پا است زار وگریاں است جن وانس وملک
سال رحلت چوں جستجو کر دم
اے سعید ''آمدہ فغاں ز فلک''
۱۳۱۸ھ

مکان آستان سیال شریف کی تاریخ کہی۔

درجوار درگہ والا مشید کلبۂ افتادہ سر بالا کشید
شد ضیائے شمس رخشاں از قمر بہر تسخیر دو عالم در مزید
''آستانخانہ مقدس'' سا ل آں ہمچنین داں ''موقف بخت سعید''
۱۳۷۲ھ ۱۳۷۲ھ

تلامذہ

''جذبات سعید'' کے مطالعہ سے چند شاگردوں کا پتہ چلتا ہے، جو حسب ذیل ہیں۔

۱ ڈاکٹر تسخیر احمد مرحوم پی۔ایچ۔ڈی (فرزند)
۲ منظور عباس صاحب (فرزند)
۳ سید محمد خلیل جالندھری مرحوم
۴ بابو محمد سعید پوسٹ ماسٹر (۷)

حواشی

ماخوذ از ''جذبات سعید'' مطبوعہ تعمیر پرنٹنگ پریس راولپنڈی

marfat.com

۲ حضرت مولانا محمد سعید بھیروی کی تاریخ وسنہ وفات ان کی لوح تربت سے نقل کیا۔
خواجہ غلام فخر الدین سیالوی: باب جبریل مسمّٰی بہ فخر الکلام، مطبوعہ مطبع رہبر پرنٹرز، لاہور، صفحہ ۹۰

۳ ہسٹری آف دی پاکستان اکیڈمی آف سائنسز اسلام آباد ۱۹۵۳ء تا ۱۹۷۸ء، صفحہ ۷۷

۴ پاکستان اکیڈمی آف سائنسز۔ اظہار تعزیت از محمد افضل صفحہ ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹

۵ ملک الطاف حسین، رپورٹ دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف (۲۸) مطبوعہ خالد پرنٹنگ پریس سرگودھا ۱۴۱۱ھ، صفحہ ۸

۶ ڈاکٹر تسخیر احمد: ڈائری (قلمی)

۷ ماخوذ از ''جذبات سعید'' مطبوعہ تعمیر پرنٹنگ پریس راولپنڈی، ناشر: نوید احمد ۱۱۹۷ بی سٹیلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

marfat.com

باب بست وپنجم

حضرت مولانا امیر بخش منشی ساہی والی

خاندان اور ولادت

آپ کھوکھر قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد میں سے حضرت مخدوم محمد امین رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مخدوم برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کو پانچویں پشت سے ملتے ہیں، آپ کے خاندان کے مورث اعلیٰ ہیں۔ مغل بادشاہوں کے عہد میں لڑکپن کی حالت میں لنگر مخدوم سے تحصیل علم کے شوق میں چکبندی میں حضرت فقیر محمد حاضر رحمۃ اللہ علیہ جو عالم متبحر اور صاحب فقر تھے، کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چک بندی ساہی وال سے بجانب مشرق ۸، ۹ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس دور میں چک بندی شہر بڑا آباد اور بارونق تھا۔ ایک اسلامی مدرسہ جاری تھا۔ جب حضرت مخدوم محمد امین علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ ور ہو کر اپنے وطن مالوف لنگر مخدوم جانے لگے تو وہاں کے روساء جو اقوام بلوچ اور میکن سے تھے، نے بڑی محبت اور عقیدت سے آپ کو وہاں قیام کرنے کی درخواست کی جو آپ نے منظور فرمالی۔

میکن قوم میں شادی ہوئی، صاحب اولاد ہوئے۔ آپ کے پوتے حضرت مخدوم عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ بڑے زاہد اور عابد تھے۔ آپ نے فقیر محمد نور مجذوب رحمۃ اللہ علیہ جو عارف کامل تھے، چک بندی کے متصل قیام پذیر تھے اور عوام میں نور بھر پور کے نام سے مشہور و معروف تھے، سے فیوضات باطنی حاصل کئے۔ ایک دن فقیر محمد نور نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈال کر فرمایا:

''اس لعاب کا اثر آپ کی اولاد میں باقی رہے گا'' چنانچہ ان کی اولاد میں سے جو کوئی اپنا لعاب

marfat.com

سگ گزیدہ پر لگاتا ہے، وہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔

جب جلال خان بلوچ نے جلہ شہر آباد کیا تو حضرت مخدوم عبدالغفور کو وہاں لے گیا۔ آپ کے دو فرزند تھے۔

۱ مخدوم خان محمد

۲ مخدوم جان محمد

چونکہ مخدوم خان محمد رحمۃ اللہ علیہ عالم اور متقی بزرگ تھے، جب ان کا علمی شہرہ ہوا تو سردار فتح خان رئیس ساہی وال ان کو اپنے شہر میں لایا اور ایک کنواں شہر کے نزدیک ان کی خدمت میں نذر کیا۔

حضرت مولانا امیر بخش منشی رحمۃ اللہ علیہ کے جدی بھائی مولوی غوث محمد مدرس ساہی وال کے پاس اپنے بزرگوں کا لکھا ہوا شجرہ نسب تھا، جس میں ان کے بزرگوں کے حالات بزبان فارسی اس طرح درج ہیں۔

بدانکہ مخدوم محمد امین از نسب مخدوم برہان الدین صاحب قوم کھوکھر زینت بخش لنگر مخدوم پنجم پشت است۔ در اوائل عمر بہ شوق علم بہ زمانہ بادشاہان چوغطہ در سنہ ھ از لنگر مخدوم در شہر چک بندی آمد و بخدمت فقیر محمد حاضر صاحب اقامت کرد و تحصیل علم نمود و فیض باطنی گرفت۔ مالکانِ آں شہر کہ اقوام بلوچ و میکن بودند، معتقد و محب وے شدند و بخانہ راجہ میکن شادی وے کردند و دو چاہ برائے گذارہ نیز او را بخشیدند پس مخدوم صاحب در ہمار ہائش نمود و واپس نہ رفت، صاحب اولاد شد و نبیرہ اش عبدالغفور زاہد و عابد گردید۔ دراں زمانہ فقیر محمد نور مجذوب عارف کامل بود، متصل شہر چک بندی قیام می داشت عوام وے را نور بھر پوری گفتند۔ مخدوم عبدالغفور اکثر بمحبت و اعتقاد در خدمت وے آمدے و فیض باطنی گرفتے۔ روزے فقیر صاحب از شفقت دلی لعاب دہن خود در دہن وے انداخت و گفت کہ اثر ایں لعاب در اولادِ تو ہم باقی خواہد ماند۔ پس ہمچناں شد کہ ہنوز اثر آں لعاب از اولاد وے ظاہر است

marfat.com

چنانچہ ہر کہ از اولادش برزخم سگ گزیدہ لعاب خود اندازد، بہ شود۔ دراں زمانہ جلال خان بلوچ شہر جلہ نو آباد کرد۔ بموجب اعتقاد خویش بمحبت دلی آں رادر شہر خود نشاند۔ دراں جا دو فرزندانش شدند۔ یکے خان محمد و دیگر جان محمد۔ چونکہ خان محمد عالم و متقی گشت و شہرہ علمش گردید۔ سردار فتح خان صاحب رئیس ساہی وال وے رادر شہر خود آوردو یکے چاہ متصل شہر ویرانہ کشید مگر آں چاہ مسمار شد و بجائے آن پسرش گل محمد نزد مکان خویش یک چاہک نو تیار کردہ جاری ساخت چنانچہ تا حال آں جاری و آباد است۔

حضرت مولانا امیر بخش منشی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام حضرت مخدوم رحیم بخش تھا، جو صوفی مشرب بزرگ تھے اور حضرت شمس العارفین خواجہ محمد شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ آپ کی ولادت جمادی الثانی ۱۲۷۵ھ موافق جنوری ۱۸۵۹ء کو ساہی وال ضلع سرگودہا، پنجاب کے مقام پر ہوئی۔ (۱)

نسب نامہ

آپ کا نسب نامہ درج ذیل ہے۔

امیر بخش بن رحیم بخش بن قادر بخش بن نور محمد بن جان محمد بن عبدالغفور بن عبدالسلام بن محمد امین بن حافظ احمد بن محمد طیب بن مخدوم حسن بن مخدوم برہان الدین بن میلو بن چغن بن بگہ بن ستہ بن گورا بن چت بن کوڈ بن بجن بن زمان علی بقول بعض محمد شاہ المعروف کھوکھر بن عبدالعلی معروف عون لقب قطب شاہ بن یعلی بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن عبداللہ بن عباس بن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ (۲)

بیعت

جب آپ کی عمر ساڑھے چار سال ہوئی تو آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم رحیم بخش ساہی

marfat.com

والی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سیال شریف حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کی خدمت معلی میں بیعت کیلئے پیش کیا۔ حضرت خواجہ سیالوی نے آپکو بیعت فرمایا اور قاعدہ کا سبق شروع کرایا۔ (۳)

والد ماجد کا انتقال اور سیال شریف حاضری

جب آپ کی عمر بیس سال ہوئی تو آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ جس کا آپ کی طبیعت پر بہت اثر ہوا، اس حالت مغموم میں ایک قصیدہ حضرت خواجہ سیالوی کی خدمت بابرکت میں بڑی عاجزی اور انکساری سے پیش کیا جو درج ذیل ہے۔

بعد تحمید خدائے خالق ارض و سما — پس درود بر محمد مصطفیٰ ﷺ بے انتہا
عرض دارم در حضور حضرت عالی ہمم — آنکہ جان عاجزم گشتہ بہ اقدامش فدا
مسند او در سیالاں جلوہ اش تا آسمان — از ظہورش شد جہانے مستفید و پر ضیا
ہست محبوب خدا و شمس دین احمدی — برگزیدہ بارگاہ مصطفیٰ و مجتبیٰ
شمس فلکی ظلمت شب دور ساز داز جہاں — شمس ما زائل کند تاریکیٔ قلب و را
مقتدائے سالکین و فیض بخش عالمین — مادر گیتی نزایداں چنیں ابن العلا
مصدر فیض و ہدایت معدن لطف و کرم — بیکساں راہست ذاتش تکیہ و حاجت روا
ہر کہ آمد بر درش آزردہ از جور زمان — کامراں شد دردے از رحم آں مشکل کشا
چونکہ دارد نظر شفقت بر وجود خادماں — چرخ کج رفتار ہم دارد زشان اکثر حیا
فرقہ خدام شمسی زاں سبب ایمن تراند — بس تعجب کایں مرا نا گاہ چہ افتادہ بلا
من یکے از خادمانش آمدہ در گردشے — چرخ گردوں خادمش شاید ندانستہ مرا
زاں سبب نالاں و گریاں آمدہ ام در حضور — حضرتا برحال زارم چشم رحمت برکشا
سایہ والد برفتہ از سرم بے کس شدم — نیست احدے روزگارم مفلسم بس بینوا
بے سر و ساماں ہستم غمزدہ آوارہ ام — از رہ فکر معیشت مضطرم صبح و مسا

marfat.com

جز درتو نیست دیگر جائے فریاد وفغاں　　زاں نمائم استغاثہ بردرت اے پیشوا
باعطوفت کن نگاہے برتباہی حال من　　کامرانی بخش دائم زیں غم فارغ نما
جملہ حاجات ومطالب دینوی ودنیوی　　کن روا بامرحمت للہ بہ الطاف وعطا

میر بخش آمد بہ درگاہت بحالت بیکسی
کن عنایت از طفیل سرور کل انبیاء

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نے نہایت شفقت سے قصیدہ تین بار بہ تکرار ابتدا سے انتہا تک پڑھا اور نہایت توجہ دلی اور عنایت قلبی سے دعا کی بعدازاں فرمایا کہ آپ نے بہت عمدہ لکھا ہے۔ حق تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں آسودہ رکھے۔

جب حضرت مولانا امیر بخش رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دربار گوہر بار سے اٹھ کر باہر تشریف لائے تو حضرت میاں غلام محمد پٹھواری رحمۃ اللہ علیہ نے جو حضرت خواجہ سیالوی کی کچہری کا خاص حاضر باش تھا، نے آپ کو بشارت دی کہ آپ دونوں جہانوں میں کامران اور فائز المرام ہو گئے ہیں کیونکہ مجھے عرصہ سے تجربہ ہے کہ جب دعا طلبی کے وقت آپ کے ناصیہ اور رخسار سے رنگا رنگ انوار ظاہر ہوں تو وہ دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فی الفور مستجاب ہوتی ہے۔ بوقت دعا یہی صورت ظاہر تھی۔

پھر اسی اثناء میں حضرت خواجہ سیالوی کی دعا و برکت سے موضع میثہ میں ملازمت مل گئی۔ (۴)

دوران ملازمت سیال شریف آمد ورفت

میثہ گاؤں سیال شریف سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ لہٰذا آپ اکثر اوقات حضرت خواجہ سیالوی کی زیارت سے مشرف ہوتے رہتے تھے۔

اتفاقاً ایک روز آنحضور سیالوی کی زیارت سے مشرف ہو کر حضرت مولانا محمد معظم الدین معظم آبادی قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ایک خط کا مسودہ تیار فرما رہے

marfat.com

تھے۔ حضرت مولانا امیر بخش رحمۃ اللہ علیہ نے خط کا مسودہ خود تیار کیا، جسے حضرت مولانا محمد معظم الدین معظم آبادی نے بہت پسند فرمایا۔ جب یہ حضرت خواجہ سیالوی کی خدمت معلی میں پیش کیا گیا تو آپ نے بھی بہت پسند فرمایا۔

حضرت خواجہ سیالوی کے حکم پر آپ روزانہ ایک وقت میں سیال شریف حاضر ہو کر نوشت وخواند کا کام سرانجام دے جاتے تھے۔ یہ خدمت آپ نے چار سال ☆ یعنی حضرت خواجہ سیالوی کے وصال شریف تک انجام دی۔ (۵)

دورِ ثانی میں سیال شریف میں مستقل اقامت

حضرت ثانی لاثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کے دور ہمایوں میں آپ نے سیال شریف میں لنگر شریف کی ملازمت اختیار کی۔ چند سال کے بعد آپ اپنے برادر کریم بخش کو اپنا قائم مقام چھوڑ کر کچھ عرصہ بکار سرکار اور روسائے کبار ملازم رہے۔ بعد ازاں سیال شریف واپس تشریف لائے۔ لنگر شریف سے آپ کو مبلغ پانچ روپیہ مشاہرہ ملتا تھا (۶)

لیاقت وقابلیت

آپ انتہائی ذہین وفطین اور لائق انسان تھے۔ فارسی اور عربی پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہٗ العالی نے ایک مجلس میں حضرت مولانا امیر بخش منشی مرحوم کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

امیر حبیب اللہ خان مرحوم والئی افغانستان کے عہد میں میاں سلطان محمود پراچہ رحمۃ اللہ علیہ (۷) ساکن مانگوال ضلع سرگودہا تجارت کے سلسلہ میں کابل گئے۔ امیر افغانستان کے دربار میں بھی ان کی رسائی تھی۔ ایک دفعہ پراچہ صاحب کی موجودگی میں شاہ ایران کا خط امیر حبیب اللہ خان کے نام

☆ ۱۹۷۹ء تا ۵ جنوری ۱۹۸۳ء، مولف

marfat.com

آیا جو شکستہ فارسی میں تھا۔ میر منشی سے خط پڑھا نہ گیا تو میاں سلطان محمود پراچہ نے امیر صاحب سے عرض کیا کہ خط میں پڑھوا کر لاتا ہوں۔ پراچہ صاحب سیال شریف حاضر ہوئے یہ زمانہ حضرت ثانی لاثانی خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی قدس سرہٗ کا تھا۔ حضرت مولانا امیر بخش مرحوم نے نہ صرف خط پڑھا بلکہ اس کا جواب شکستہ فارسی میں لکھ کر دیا نیز خط کا مضمون اردو میں خوشخط اور صاف لکھ کر دیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور پراچہ صاحب سے حضرت مولانا امیر بخش منشی کو ۵۰۰ روپے مشاہرہ پر دربار کی ملازمت کے لئے کہا۔

پراچہ صاحب جب سیال شریف امیر افغانستان کا یہ حکم لے کر حاضر ہوئے تو حضرت ثانی لاثانی سیالوی نے منشی صاحب کو طلب فرمایا اور ان کی رائے لی لیکن منشی صاحب نے یہ کہہ کر اس تجویز کو رد کیا کہ عالیجا! خادم نے بڑے امراء کی ملازمت کی ہے اور اب عمر اخیر ہے، اپنی عاقبت سنوارنا چاہتا ہوں۔ میں ۵۰۰ روپے کے مشاہرہ کو آپ کے ۵ روپے پر ترجیح ہرگز نہیں دیتا اور بادشاہ کی ملازمت قبول نہ کی۔ (۸)

تصانیف

آپ کی درج ذیل تصانیف کا علم ہو سکا، جن کے نام یہ ہیں۔

۱ انوار شمسیہ المسمی بہ اسم تاریخی خطبہ چشتیہ مطبوعہ مطبع مفید عام لاہور ۱۹۱۶ء (اردو) یہ کتاب حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے حالات و مقامات پر مشتمل ہے، جس کے ۲۲۴ صفحات ہیں۔

۲ سلسلہ شریف (اردو)

۳ دیوان منشی وغیرہ

شاعری اور نمونہ کلام

حضرت مولانا امیر بخش منشی رحمۃ اللہ علیہ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کا کلام حمد، نعت،

marfat.com

منقبت، مناجات اور قصائد پر مشتمل ہے۔ منشی تخلص کرتے تھے۔ انوار شمسیہ میں ان کا کلام موجود ہے۔ اسی سے نمونہ کلام نذر قارئین ہے۔

حمد بے حد خالق لیل و نہار — کس نمی آرد بہ تحریر و شمار
آں قدیمے ذات کز بہر شہود — نیست را آورد درکون وجود
کرد اشرف خلق مشت خاک را — بے ستوں قائم نمود افلاک را
بے عدد اقسام مخلوق جہاں — کرد پیدا مختلف رنگ و نشاں
پس مہ و خورشید ابرو آسماں — کرد شانرا شاغلاں اندر جہاں
تاکہ ہر مخلوق زاں روزی خورد — عمر در یاد خدا ماضی کند
ہست ذاتش واحد حی و قدیم — برہمہ عالم محیط و مستقیم
عقل و وہم و فکر و ادراک و خیال — درپے کیفیتش کرند و لال
ہست مالک ہرچہ خواہد او کند — نیست جرات کس کہ پیشش دم زند (۹)

چند نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

سید الکونین محبوب خدا — سرور الثقلین فخر انبیاء
صاحب لولاک شاہ مرسلین — حامئ آفاق راس عالمین
آمدہ قرآں بہ نعت آنجناب — شد عطائش از خدا عالی خطاب
رتبہ اعلیٰ چہ داد آنرا کریم — پایہ تختش شدہ عرش عظیم
ساقی کوثر بہ رحمت بیشتر — امتے را شافع روز حشر
حلہ ما ینطق آں راشد عطا — زاں محلے گشت شاہ دوسرا
گشت خالق ہم خلائق ہر زماں — بروے اش شام و سحر صلوٰۃ خواں
چوں ثنا خواں ہست خود رحمان او — پس چہ گوید بندہ وصف شان او

marfat.com

لاتعد اعجاز ہا کزآں جناب　　درجہاں گشتند ظاہر بے حجاب
لائق قدرش نبو دند آں نشاں　　شان آں بودش کہ نامش اززبان
گردمیدے امتش بر مردگان　　زندہ گشتندے ہماندم بے گماں
میر بخش احقر چہ می دارد قدر　　رقم سازد نعت آں خیر البشر
باد صلوات و سلام بے شمار　　بروے و برآل و اصحابش کبار(۱۰)

ایک عربی مناجات کے چند اشعار یہ ہیں۔

جُذ بِلُطفِکَ یَا اِلٰھِی مَنْ لَّہٗ ذَادُ قَلِیْلٌ
مُفْلِسُ بِالصِّدْقِ یَاتِیْ عِنْدَ بَابِکَ یَاجَلِیْلٌ
ذَنْبُہٗ ذَنْبٌ عَظِیْمٌ فَاغْفِرِ الذَّنْبَ العَظِیْمٌ
اِنَّہٗ شَخْصٌ غَرِیْبٌ مُذْنِبٌ عَبْدٌ ذَلِیْلٌ
مِنْہُ عِصْیَانٌ وَنِسْیَانٌ وَسَھْوٌ بَعْدَ سَھْوٌ
مِنْکَ اِحْسَانٌ وَفَضْلٌ بَعْدَ اِعْطَاءِ جَزِیْلٌ
کَیْفَ حَالِیْ یَااِلٰھِی لَیْسَ لِیْ خَیْرُ الْعَمَلٌ
سُوْءُ اَعْمَالِیْ کَثِیْرٌ ذَادُ طَاعَاتِیْ قَلِیْلٌ
اَنْتَ شَافِیْ اَنْتَ کَافِیْ فِیْ مُھِمَّاتِ الْاُمُوْرٌ
اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْلٌ
قُلْ لِنَارٍ اِبْرُدِیْ یَارَبِّ فِیْ حَقِّیْ کَمَا
قُلْتَ قُلْ یَانَارُ کُوْنِیْ اَنْتَ فِیْ حَقِّ خَلِیْلٌ (۱۱)

پنجابی مناجات کے چند اشعار اس طرح ہیں۔

بخش الٰہی نال کرم دے ہاں بے خرچ نماناں
آیا ہاں در تیرے یارب مفلس بھکھا بھاناں

marfat.com

میں ہاں بہت گناہیں پھر بخش گناہ تمامی
عاجز خوار ذلیل اہاں میں بدکردار مدامی
میں تھیں لکھ گناہ کبیرے ہور قصور خطائیں
فضل اتے احسان بے اوڑک تیئں تھیں یارب سائیں
وانگوں ریت گناہ بے اوڑک ایہن یارب میرے
پس توں بخش گناہ تمامی کر توں فضل بتیرے
کہڑا حال ہے یارب میرا چنگا عمل نہ کوئی
بدیاں بہت تے نیکی تھوڑی کہیں نہ ملدی ڈھوئی
ہر ہک میرا دکھ وٹجا کر پوری حاجت میری
دل میرا بیمار اہے اتے شافی ذات ہے تیری
توں ہیں شافی توں ہیں کافی وچ تمام مہماں
توں ہیں چنگا مالک میرا اندر ساریاں کماں
یارب بخش خزانہ فضلوں توہیں بخشن ہارا
دل میرے دا مطلب مقصد پورا کر توں سارا
بخش اسانوں وچ حشر دے سبھے خوف مٹائیں
جبرائیل پکارا تیرا حب ہوی رب سائیں
اگ نوں آکھ توں ٹھنڈی ہوونج یارب میرے کارن
جیوں فرمایا تدہ نے اگ نوں ابراہیم دے کارن (۱۲)

o

marfat.com

ایک اور مناجات کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

قبلہ اہل ارادت کعبہ اہل یقین
قدوہ اہل معارف مقتدائے عارفین
سرور اہل کرامت رہنمائے سالکین
پیشوائے کاملین و تکیہ گاہِ عاجزین
اے پناہ دو جہاں ممتاز رب العالمین
کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین

محرم اسرار عرفان واقف راز جلی
مالک ملک ولایت افتخار ہر ولی
یاور صحب ہدایت عارف سر خفی
آمر صدر نبی مشکل کشاء مثلِ علی
اے پناہ دو جہاں ممتاز رب العالمین
کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین

حسن تیرا کیا عجب ہے رشک خورشید و قمر
نور ذات کبریا سے تم ہوئے شکل بشر
کل جہاں میں ذات تیری ہو رہی ہے جلوہ گر
خاندان چشتیا کو ہے تیر بھارا فخر
اے پناہ دو جہاں ممتاز رب العالمین
کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین

marfat.com

میر بخش احقر تیرے در پر پڑا شام و سحر
نفس کے خطرات سے ہے مضطر وخستہ جگر
کر عنایت گستری سے خادم اپنے پر نظر
تا محبت ذات اقدس کی کرے دل پر اثر
اے پناہ دو جہاں ممتاز رب العالمین
کر عنایت کی نظر یا خواجہ شمس العارفین (۱۳)

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کی مدح میں چند فارسی اشعار نذر قارئین ہیں۔

قبلہ ارباب علم معرفت — کعبہ اصحاب عالی منزلت
پیشوائے سالکین و کاملین — مقتدائے صالحین و عارفین
مظہر علم علی المرتضیٰ — حامی دین محمد مصطفیٰ
قدوہ درگاہ رب اللعالمین — خواجہ دوراں حضرت شمس دین
بدہمہ عادات وفعلش چوں نبی — روز و شب شاغل بیاد ایزدی
بحر ہائے عشق وحدت نوش کرد — در دل عمان خودشاں را نورد
از طلاطم ہائے آں ابحار جود — باکرم سیراب عالم را نمود
پیش علمش زبدگان فاضلین — طفل مکتب بودہ اندوخوشہ چین
از کمالش سالکان آں زماں — بہرہ ور گشتند یکدم جملگان
خطہ پنجاب ہند و سند و چین — از عرب تا ترک بل روئے زمین
آمدندے صد گروہ از ہر دیار — ساختندے بیعتش با انکسار
ہر کسے مقصود قلبی یافتے — غیر مذہب معترض منکرز دور
در حضورش جان قربان ساختے — اعتراضاً آمدندے در حضور
ہر گز آ نہارا نماندے طاقتے — در تکلم مے شدندے ساکتے
ساختندے توبہ از کفر و نفاق — طالب بیعت بدندے ز اشتیاق

marfat.com

ہر دمے صدہا کراماتے حضور — آمدندے درجہاں اندر ظہور
خادمان خویشتن را آنجناب — کردازگنج معارف کامیاب
بے عدد خدام را آں ذوالہدا — از خلافت خلعتے کردہ عطا
بعض را با یک نگاہ پر کرم — ساختہ قطب زماں عالی ہمم
سارقاں را ساخت آں اہل نظر — ناکساں را کرد آں عالی قدر(۱۴)

سراپا مبارک کے چند اشعار حاضر خدمت ہیں۔

بنام ایزد کہ آں شمس یگانہ — بصورت بود یکتائے زمانہ
زہے رعناء دلبر کز جمالش — جہانے شد فداوَ پائمالش
زہے قامت زہے اعضاء انور — زہے چشم مکمل مست دلبر
ہرانکس نرگسش خُمار دیدہ — قسم یزداں کہ او از خود رمیدہ
گرفتم کلک چوں در رقم حسنش — قلم درلرزہ آمد جان بجنبش
خرد از حیرتش بے تاب گشتہ — خیال و فہم اندر خواب رفتہ
کہ حسن بیچگوں آں ذات اطہر — زتحریر وبیاں ہاہست برتر
گدائے بے خبر و امکاں چہ دارد — کہ وصف حلیہ ذاتش نگارد
ولے لابد شدہ ایں را نوشتن — بریق نور را در سلک بستن
کہ گرندہم بہ تحریرش حوالہ — ہمہ گویند شد ناقص رسالہ
ازاں در رائے احقر ہرچہ دارم — بحالت حیرت و ہیبت نگارم
ہمایوں پیکرے آں شمس پرنور — بباغ حسن یوسف دار مشہور
وجودش معدن جود و عنایت — زبہر خلق شد باعث ہدایت(۱۵)

marfat.com

حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہٗ کی شان میں درج ذیل اشعار کیا خوب ہیں۔

عارف خمار بادہ معرفت — کامل طیار اوج منزلت
تکیہ گاہ عاجزان و بیکساں — باعنایت رہنماء گمرہاں
صاحب کشف و کرامت بالصفا — کاشف سر معارف بالضیاء
معدن گنج خزائن معنوی — حضرت عالی قدر حیدر علی
درہمہ اطراف عالم فیض آں — منتشر گشتہ بہ ہرپیر وجواں
بود در اوصاف چوں شمس منیر — از رہ الطاف شد افاق گیر
بد بہ گلزار معارف نو نہال — شدمعطر خلقتے زاں پر کمال
نیک منظر صاحب حسن و جمال — برروانش باد رحمت ذوالجلال(۱۶)

حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی قدس سرہٗ کی منقبت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

مقتدائے سالکان و کاملاں — دستگیر بیکساں وعاجزاں
قرۃ العینین سرور انبیاء — وارث حسنین فخر اصفیاء
زینت سجادہ کل چشتیاء — نازنین بارگاہ مرتضےٰ
کامل غواص بحر معرفت — افضل شاہباز اوج منزلت
معدن علم خفی وہم جلی — حضرت مہر علی شاہ ولی
ازکمالش گشت شورے درجہاں — شد چومقناطیس در جذب دلاں
فاضلانِ دین غلام در گہش — سروران دہر خدام درش
جن و انساں طالب دیدار او — گشت روشن عالم از انوار او
در کمالات و کرامت بے نظیر — مثل جد شاہ جیلان دستگیر

marfat.com

فیض او چوں منتشر شد در بسیط — گشت ہر اطراف عالم را محیط
غیر مذہب کجرواں از ہر دیار — گشتہ اند درپیش علمش شرمسار
گر نبودے ذات آں دراں زمان — تیرہ گر دیدے جہاں از گمرہاں
نسب او از پشت بست و چار میں — میر سد با دستگیر محی الدین
از طفیل حرمت خیر البشر — بادِ فیاض خلائق تا حشر
معدن انوار مہر عالمین — آخر آمد گشت فخر الاولین(۱۷)

بقول حضرت علامہ شاہ حسین گردیزی مدظلہٗ حضرت خواجہ سید غلام محی الدین شاہ گیلانی المعروف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ منقبت بہت پسند تھی اور اکثر یہ اشعار جھوم جھوم کر پڑھتے تھے۔

حضرت مولانا امیر بخش ساہی والی پنجابی، اردو، فارسی اور عربی پر کامل دسترس رکھتے تھے۔

مدفن

آپ قبرستان داداباغ سیال شریف میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ آپ ۱۳۳۵ھ موافق ۱۹۱۶ء تک بقید حیات تھے۔

اولاد امجاد

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک فرزند اور تین دختران عطا کیں، فرزند ارجمند کا نام مخدوم محمد سعید ہے۔ حضرت مولانا امیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پوتے مخدوم محمد اسلم ریٹائرڈ روڈ انسپکٹر، نیو حویلی، ساہی وال ضلع سرگودہا میں رہائش پذیر ہیں۔

marfat.com

القاب

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ نے اپنے ایک مکتوب شریف کے سرنامہ میں حضرت مولانا امیر بخش ساہی والی کو ان القاب سے یاد فرمایا ہے۔

''برخوردار کامگار سعادت اطوار فرخندہ منش پسندیدہ بنیش میاں امیر بخش طالعمرہٗ''(۱۸)

حواشی

۱ انوار شمسیہ، صفحہ ۲۱۸۔۲۲۱۔۲۲۲

۲ ایضاً، صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴

۳ ایضاً، صفحہ ۲۱۸

۴ ایضاً، صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹

۵ ایضاً، صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱

۶ ایضاً، صفحہ ۲۲۱

۷ میاں سلطان محمود پراچہ مرحوم بہت بڑے سوداگر تھے۔ مانگوال ضلع سرگودہا کے باشندہ تھے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔

۸ حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہٗ العالی نے ایک مجلس میں احقر مولف کی درخواست پر بیان فرمایا۔

۹ انوار شمسیہ، صفحہ ۱

۱۰ ایضاً، صفحہ ۱، ۲

۱۱ ایضاً، صفحہ ۲۱۶، ۲۱۷

۱۲ ایضاً، صفحہ ۲۱۶، ۲۱۷

marfat.com

۱۳ ایضاً، صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷

۱۴ ایضاً، صفحہ ۲، ۳

۱۵ ایضاً، صفحہ ۱۸

۱۶ ایضاً، صفحہ ۲۷

۱۷ ایضاً، صفحہ ۷۴، ۷۵، ۷۶

۱۸ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (حضرت شمس العارفین نمبر) بابت ماہ جنوری ۱۹۸۰ء صفحہ ۱۱۹

marfat.com

باب بست و ششم

حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری

خاندانی پس منظر

حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا تعلق پٹھانوں کے لودھی قبیلہ سے ہے جس کی ایک شاخ پاکستان کے معرض وجود میں آنے تک موضع دھوگڑی ضلع جالندھر (مشرقی پنجاب) میں آباد تھی اور اپنی خاندانی روایات، وضعداری اور حکام میں اثر و رسوخ کی وجہ سے ضلع جالندھر میں ایک امتیازی حیثیت کی مالک تھی۔ پاکستان بننے سے پہلے جالندھر شہر اور اس کے گردونواح میں کئی ایک ایسے آثار پائے جاتے تھے جو اس علاقہ میں لودھی پٹھانوں کی عظمت رفتہ کی نشاندہی کرتے تھے۔ مثال کے طور پر شہر کے شمالی علاقہ میں ایک بڑے تالاب کے قریب جو "دیوی تال" کے نام سے مشہور تھا، کوٹ بورے خان کی آبادی لودھی پٹھانوں کی ملکیت تھی۔ ۱۹۴۷ء میں سوائے ایک مسجد کے یہ آبادی سب کھنڈرات بن چکی تھی۔ یہ مسجد ایک یادگار تھی لیکن چونکہ شہر سے دور تھی، اس لئے اس میں کبھی کسی نے اذان نہیں دی اور نہ ہی کبھی مسلمانوں نے جا کر اس میں سجدہ کرنا گوارا کیا۔۔ ہاں اس مسجد کی حفاظت ایک مرد مومن غلام محمد لاٹھی مار ارائیں کرتا تھا جو ۱۹۴۷ء میں بعمر ستر سال مسجد کی حفاظت کرتا ہوا سکھوں سے لڑا اور شہید ہوا۔ غلام محمد لاٹھی مار شہید رحمۃ اللہ علیہ پٹھانوں کا مزارع تھا۔ اس کی تمام زندگی اسی جگہ گزری۔ قیام پاکستان سے قبل ہندو اور سکھوں کی قتل و غارت گری کے دوران اس کے تمام رشتہ داروں نے اسے محفوظ جگہ منتقل ہونے کا مشورہ دیا لیکن اس مسجد سے عقیدت کی بناء پر اس نے اس جگہ کو چھوڑنا پسند نہ کیا۔ آخر سکھ حملہ آوروں سے اکیلا ہی

marfat.com

لڑتا ہوا شہید ہوا۔ یہ قبیلہ جالندھر اور اس کے مضافات میں کب اور کہاں سے آیا۔ اس کے متعلق مختلف روایات ہیں۔

جالندھر گیزیٹر صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲ میں ہے کہ جالندھر میں اس کی آمد محمود غزنوی کے ساتھ ہوئی تھی جس نے دھوگڑی اور اس کے ملحقہ علاقے فتح کر کے اپنے ایک جرنیل تاتارخان کو دے دیئے۔ ۱۴۵۰ء میں جب بہلول لودھی سریر آرائے سلطنت ہوا تو پنجاب کی زمینداری اس کے چچا تاتارخان کے قبضہ میں تھی۔ بابر کو ہندوستان بلانے میں دولت خان لودھی صوبہ دار پنجاب نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ اس لئے ابراہیم لودھی کی شکست کے بعد بھی مغل بادشاہ نے یہ زمینداری برقرار رکھی۔ ہمایوں کے عہد میں لودھی پٹھانوں کے مورث اعلیٰ نے شیر شاہ سوری کا ساتھ دیا جس نے اسے اس خدمت کا معاوضہ پنجاب کی گورنری کی شکل میں دیا جب ہمایوں فوجی کمک لے کر واپس ہوا تو اس نے گورنر کو شکست دی مگر بعض سیاسی مصالح کے تحت پھر اس سے صلح کر لی اور ساری جاگیر بحال کر دی جو بعد میں اس کی اولاد کے قبضہ میں رہی۔

موضع دھوگڑی میں آباد ہونے والے دو بھائی محمد خان اور احمد خان تھے جن کی اولاد پاکستان بننے تک وہاں آباد رہی۔ محمد خان کی اولاد نے جالندھر کے گردونواح میں کئی گاؤں آباد کئے جن میں آدم پور، علاول پور، نورنگ پور، منصور پور، محمد پور اور عثمان پور وغیرہ مشہور ہیں۔ ان میں سے کئی مواضعات ۱۹۴۷ء کی ہجرت کے وقت تک ان کے قبضہ میں تھے۔ سکھوں کے عہد میں علاول پور بھی ایک ریاست تھی جس کا پہلا منصب دار افغاناں دھوگڑی کا ایک فرد علاول خان تھا۔ اس وقت اس کی منصب داری اسی نفری رہ گئی تھی یعنی وہ اسی سواروں کا ایک دستہ اپنے پاس رکھ سکتا تھا جس کا مقصد علاقہ میں امن وامان برقرار رکھنا اور بوقت ضرورت حکومت وقت کو فوجی امداد دینا ہوتا تھا۔ آئین اکبری کی رو سے اس جاگیر کے ماتحت ۸۰، ۸۵ مواضعات کا انتظام تھا جس میں موضع دھوگڑی بھی شامل تھا۔

سکھوں کے دور میں مہاراجہ رنجیت سنگھ اس خاندان سے کسی وجہ سے ناراض ہو گیا اور اس نے

marfat.com

جالندھر کا تعلقہ جس میں موضع علاولپور اور دھوگڑی بھی شامل تھے، ضبط کر کے سردار ہمت سنگھ جالیوالہ کو دے دیا۔ اس سردار کا خاندان پاکستان بننے تک علاولپور کے قلعہ پر قابض تھا۔ اس وقت علاولپور کا حاکم فقیر اللہ خان تھا جو اپنے زمانے کا مشہور تیر انداز تھا۔ سکھوں نے اس سے متعدد معرکوں میں شکست کھانے کے بعد صلح کر لی۔ اس کے بیٹے رجب علی خان کے زمانے میں ہری سنگھ نلوہ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے علاولپور پر پھر قبضہ کر لیا۔ رجب علی خان کی وفات کے بعد اس کے بیٹے عبدالرحمٰن خان نے بڑی دلیری اور ہمت سے ناسازگار صورت حال کا مقابلہ کیا۔ سکھوں نے مجبور ہو کر چودہ گاؤں جاگیر میں دیئے اور دھوگڑی کا قلعہ بھی واگذار کر دیا۔ علاولپور کا آخری جاگیردار شہباز خان تھا جو ضبطی ریاست کی کشمکش میں ایک پٹھان بھائی کی غداری سے قتل ہو گیا۔ اس کا سارا کنبہ بشمول ایک خوردسال لڑکا نورنگ خان اپنے چچا عبدالرحمٰن خان کے پاس دھوگڑی آ گیا۔

انگریزی حکومت کے اوائل میں عبدالرحمٰن خاندان کے سربراہ اور لودھی قبیلہ کے سردار تھے۔ ان کی خاندانی وجاہت، قابلیت اور اثر و رسوخ کی وجہ سے انگریزوں نے انھیں کئی مراعات دیں اور ایک مستقل جاگیر ان کے نام کر دی۔ بعد میں میانی کی تحصیلداری پر بھی تقرر کر دیا۔ ان کے بڑے لڑکے عبدالصمد نے پہلے سکھوں کی فوج میں ملازمت کی پھر انگریزی حکومت میں پولیس کی ملازمت اختیار کی۔ انگریزوں کا جب امرتسر پر قبضہ ہوا تو وہ وہاں کوتوال شہر مقرر ہوئے جہاں سے وہ محکمہ مال میں منتقل ہو گئے اور گڑھ شنکر اور دوسرے مقامات پر تحصیلداری کے عہدے پر فائز رہے۔ منجھلے سربلند خان نے بھی پولیس کی ملازمت اختیار کی اور کوتوال شہر بنے۔ پسر خورد محمد اشرف خان نے ملازمت نہیں کی اور زمینداری کرتے رہے۔ (۱)

محمد اشرف خان کے پانچ بیٹے تھے۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ غلام حافظ خان لودھی رحمۃ اللہ علیہ

۲ محمد حسین خان لودھی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

۳ عطا جیلانی خان لودھی رحمۃ اللہ علیہ

۴ غلام دستگیر خان لودھی رحمۃ اللہ علیہ

۵ عبدالرزاق خان لودھی رحمۃ اللہ علیہ (۲)

اس خاندان کو اولیاء اللہ سے بہت عقیدت تھی اور بزرگان دین کی نذر و نیاز باقاعدگی اور التزام سے کرتے تھے۔ محافل میلاد بڑی شان اور عقیدت سے منائی جاتی تھیں۔ مجالس سماع بھی منعقد ہوتی تھیں اور لنگر شریف کا وسیع انتظام ہوتا تھا۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر موئے مبارک کی زیارت کرائی جاتی تھی۔ حضرت بیخود جالندھری کے برادر خورد عبدالرزاق خان لودھی بڑے خوش الحان نعت خوان تھے۔ عطا جیلانی خان لدھیانہ، ہوشیارپور اور دیگر مختلف مقامات پر تحصیلدار رہے۔ (۳) نواب فخر یار جنگ مرحوم وزیر مالیات دولت آصفیہ، حیدرآباد دکن کو اپنے چچازاد بھائیوں سے بہت لگاؤ تھا اور ان کو اپنے سگے چچا سے عزت اور احترام میں کسی طرح کم نہیں سمجھتے تھے۔ غلام حافظ خان صاحب اور عطا جیلانی خان صاحب سے ان کے تعلقات بہت ہی گہرے تھے۔ غلام دستگیر خان صاحب بیخود ان کے ہم عمر تھے اور ان سے رشتہ داری کے علاوہ دوستانہ مراسم بھی تھے۔ (۴)

حضرت بیخود جالندھری کے ایک حقیقی برادر بزرگ شاعر تھے اور عالم تخلص کرتے تھے۔ محبوب سیال صفحہ ۵۸ پر ان کے چند شعر حضرت بیخود جالندھری نے نقل کئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

زبس خم است موزونیئے قامت برتو اے جاناں
سر دیوان خوبی مطلع برجستہ گویا
جہاں حیراں زماں نالاں زکار ناوکت یکسر
خدنگ ناز از قوس قزح برجستہ گویا
بہ چشمان و دلم جاناں بغیر تو نمی گنجد
درون خانہ رفتہ در بہ غیراں بستہ گویا

marfat.com

نسب نامہ

حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ درج ذیل ہے۔

غلام دستگیر خان بیخود بن محمد اشرف خان بن عبدالرحمن خان بن رجب علی خان بن فقیر اللہ خان بن یار محمد خان بن علاول خان بن محمد خان (۵)

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت موضع دھوگڑی ضلع جالندھر مشرقی پنجاب (انڈیا) میں ۱۸ر صفر المظفر ۱۳۰۰ھ مطابق ۲۹ر دسمبر ۱۸۸۲ء کو ہوئی۔

تحصیل علم

قرآن مجید اپنے گھر میں پڑھا اور ابتدائی تعلیم بھی اپنے گھر پر ہی حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان لاہور یا جالندھر سے پاس کیا پھر اپنے برادر بزرگ عطا جیلانی خان کے پاس لدھیانہ تشریف لے گئے اور وہاں سے بی۔اے تک تعلیم مکمل کی۔ غالباً علوم دینیہ کی تحصیل سید العاشقین حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی قدس سرہٗ سے کی۔ اردو، فارسی اور عربی پر دسترس رکھتے تھے۔ فقہ و حدیث اور تفسیر پر کامل عبور تھا۔

سلسلہ ملازمت

حضرت بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ فوج میں رہے بعد ازاں لاہور میں دفتر لاٹ صاحب میں ملازمت اختیار کی۔ اپنی ذاتی رہائش واقع بھاٹی گیٹ نزد اونچی مسجد، لاہور میں قیام پذیر رہے۔

ملازمت سے سبکدوشی

marfat.com

دفتر کی ناروا پابندیوں اور دیگر نجی وجوہات کی بنا پر آپ نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ ذاتی رہائشی مکان فروخت کر دیا۔ حضرت بیخود جالندھری کی ایک قلمی ڈائری سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جنوری ۱۹۱۰ء سے مکان کرایہ پر دے دیا تھا اور مارچ ۱۹۱۵ء تک مکان کا کرایہ وصول کرتے رہے لہٰذا قرین قیاس یہی ہے کہ آپ نے اپنا رہائشی مکان اپریل ۱۹۱۵ء میں فروخت کر دیا تھا اور دسمبر ۱۹۰۹ء میں ملازمت کو خیر باد کہہ کر اپنے وطن دھوگڑی تشریف لے گئے تھے۔

مراجعت دھوگڑی

لاہور کی ملازمت کو خیر باد کہہ کر دھوگڑی (جالندھر سے سات میل کے فاصلے پر ایک گاؤں جہاں ان کی زمینیں تھیں) میں مبلغ ۳۵۰۰ روپے میں اپنی گزر اوقات کے لئے ایک عالیشان حویلی (باغیچی) تعمیر کروائی اور اپنے بھائیوں کے شدید اصرار پر جائداد اور زمینوں کی دیکھ بھال اپنے ذمہ لی اور ۱۹۴۷ء تک دھوگڑی میں اقامت گزین رہے۔ (۶)

سیال شریف حاضری اور بیعت

آپ سید العاشقین حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں بسلسلہ بیعت سیال شریف حاضر ہوئے۔ بیعت کا واقعہ حضرت بیخود جالندھری کی زبانی سماعت فرمائیں، نیاز اول کے تحت رقمطراز ہیں۔

اگر فردوس بر روئے پتال است
زمین کوئے محبوب سیال است (بیخود)

میں اول اول عجیب قسم کے شکوک وشبہات میں پھنس کر صوفیائے کرام کے مقدس گروہ سے منکر نہیں، تو بدظن تو ضرور ہو گیا تھا اور دل میں کہا کرتا تھا۔

marfat.com

نہ آئیں گے اب حضرت دل کسی پہ
بہت ہو چکے ہیں خراب اول اول

مگر فضل الٰہی سمجھئے اور میری خوش قسمتی کہ ایک روز اچانک مجھے جناب مولانا مولوی محمد ذاکر بگوی سے نیاز حاصل ہوگیا، آپ کا چہرہ دیکھتے ہی آپ سے کچھ انس ہوگیا اور کشش دل سے مجبور ہو کر میں گاہے گاہے آپ کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہونے لگا۔ آپ چونکہ ہمہ تن ذوق بن کر حضرت سیالوی کا تذکرہ اور ملفوظ بیان فرمایا کرتے تھے، باتیں سن کر ''دولت مرا از گفتار برخاست'' سیال شریف حاضر ہونے کا اشتیاق پیدا ہوا اور میں بہر کاب آں عاشق لقائے محبوب بہ تعطیلات کرسمس ۱۹۰۶ء در محبوب پر حاضر ہوا اور صبح چاشت کے وقت ہمیں دولت دیدار☆ نصیب ہوئی۔

طور پہ تُو نے جو اے حضرتِ موسیٰ دیکھا
وہی کچھ قیس نے دیکھا پسِ محمل ہو کر (اقبال)

حضرت صاحب بنگلہ شریف کے برآمدہ کے نیچے صحن میں مسند ناز پر تشریف فرما تھے۔ مہر خان نذر بردار، عثمان خان درویش اور نیز میاں محمد دین موج اور اور لوگ حاضر تھے۔ مہر خان نے عرض کیا۔ غریب نواز، مولوی صاحب آئے ہیں۔ حضرت صاحب نے کمال عنایت سے دست مبارک پھیلا دیئے۔ مولوی صاحب نے قدمبوسی کی اور زاں بعد ہم سب نے، بعد ازاں خود بدولت ہر ایک سے فرداً فرداً خیر و عافیت دریافت فرماتے رہے اور سراپا ناز ہو کر کمال نیاز برتتے رہے۔ مہمان نوازی، لطف و کرم، فرحت مسرت، بندہ پروری اور غرباء نوازی کے آثار آپ کی کشادہ پیشانی اور فروغ چہرہ سے بخوبی نمایاں تھے۔ موج صاحب ایک قصیدہ جو حضرت صاحب کی شان میں لکھ کر لائے تھے، کھڑے ہو کر پڑھنے لگے۔ ارشاد ہوا کہ آپ کھڑے ہونے کی زحمت کیوں اٹھاتے ہیں، بیٹھ کے پڑھیں، (یہ آپ کی نوازش تھی، اور مجھے موقع بہ موقع بعد ازاں اس بات کا ثبوت ملتا رہا کہ آپ کا دل

☆ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۶ء، مولف

marfat.com

کسی کی اتنی سی تکلیف بھی گوارا نہیں کرتا تھا، علاوہ ازیں یہ بھی اکثر دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ چونکہ آپ خاکساری کے انتہائی مدارج میں بسا اوقات رہتے تھے، اس لئے تعظیماً آپ کے لئے کسی کا کھڑے ہونا آپ کی طبع مبارک پر گراں گذرتا تھا چنانچہ میں نے دو تین دفعہ دیکھا کہ صاحبزادگان کی نسبت آپ کسی سے ''صاحبزادہ'' کے لفظ کو سننا پسند نہیں فرماتے تھے۔ سبحان اللہ

سراپا ناز ہو لیکن عجب لطف و عنایت ہے
کہیں اس حسن و خوبی کا نہ دیکھا نہ سنا کوئی (بیخود)

مولوی غلام قادر صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ حضرت صاحب تو باوجود اس علوشان کے نیستی کے بادشاہ ہیں) وہ قصیدہ مجھے نہیں ملا، اس کے بعد آپ تو دولت سرائے تشریف لے گئے اور ہم صاحبزادگان اور دیگر درویشان سے نیاز حاصل کرنے کے بعد اپنے ڈیرے واپس آئے۔

دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے، میں گیا تو تھا اس خیال سے کہ بغیر کچھ دیکھے ہرگز بیعت نہیں کروں گا مگر اس اول روز اور اس کے بعد دوسرے روز وہ کچھ دیکھا کہ دیکھنے کی حسرت رہی بھی اور نہ بھی رہی۔

صبح ازل جو حسن ہوا دل ستان عشق
آواز کن ہوئی تپش آموز جان عشق
یہ حکم تھا کہ گلشن کن کی بہار دیکھ
ایک آنکھ لے کے خواب پریشان ہزار دیکھ

دل اندر سے خود بخود گواہی دینے لگا کہ یہ چہرہ تو واقعی سچائی کا ہے اور یہ آنکھیں کسی مست نگاہ سے مخمور ہیں، وہ شیریں گفتگو، وہ چہرے کے رنگ کا تغیر و تبدل، وہ نیم باز نگاہ، وہ رنگ میں بے رنگی کی کیفیت، وہ ہر ہر ادا دل ستاں، وہ وسعت اخلاق، فعل و عمل میں سنت کی پیروی، غرضیکہ

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست (نظیری)

marfat.com

مجھ سے معمولی دیکھنے والے کے لئے بھی چہرے کا رنگ احساس جو لحظہ بہ لحظہ تغیر پذیر تھا، سراپا کرامت تھا، کبھی استغراق کے آثار تھے تو کبھی حیا کے، کبھی جوش بیخودی تھا اور کبھی شوق باخودی، کبھی خاموشی تھی اور کبھی تکلم، جو ہزار رنگین اور شوق خیز گفتار کو پہلو میں لئے تھا، آہ کیا بتاؤں۔

معذور دارمت کہ تو اورانہ دیدہ (حافظ)

نماز ظہر سے کچھ پہلے آپ باہر تشریف لائے اور برآمدہ میں تخت چوبی پر جلوہ فرما ہوئے، میاں احمد دین لانگری حضور کے لئے کچھ کباب بنا کر لائے جو آپ نے دست مبارک سے سب کو تقسیم فرمائے اور خود تو ذرا سا اس میں سے تناول فرمایا، بہت دفعہ دیکھا ہے کہ ذرا ذرا سی بات میں اس شانِ محبوبی اور کریمی کا وہ ظہور ہوتا کہ باید و شاید، کوئی اچھی سی چیز از قسم طعام آپ کے لئے تیار ہو کر آتی تو خود بدولت ذرا سی کھا کر فرماتے واہ وا! بہت اچھی ہے اور سب کو تقسیم فرما دیتے اور اگر کبھی عرض کیا جاتا کہ یہ خاص حضور ہی کے لئے ہے تو پھر کبھی اس میں سے اپنے لئے ذرہ بھر نہ رکھتے۔ بہ وقت شب بنگلہ شریف کے کمرہ میں حاضر ہوئے، حضور مصلےٰ پر روبقبلہ تشریف رکھتے تھے، مولوی محمد سعید کی ایک غزل شیخ محمد ابراہیم، اور شیخ محمد حسین نے مل کر پڑھی، حضور نے سن کر پسند فرمائی (غزل نہیں ملی) دوسری شب اس خاکسار کی مفصلہ ذیل غزل جو بہ ارشاد مولوی صاحب راہ میں تیار ہوئی تھی، پڑھی گئی، حضور نے استفسار فرمایا کہ راہ میں لکھی گئی ہے یا یہاں آ کر، مولوی صاحب نے عرض کیا غریب نواز لکھی تو راہ ہی میں گئی تھی مگر کل پڑھی نہیں گئی۔

پھر طلب میں پھر رہا ہے خنجر خوں بار کے
ولولے دیکھے کوئی جاناں تیرے بیمار کے
ہے زیارت کی تمنا المدد! اے جذب عشق
پھول لادے جنت تسلیم کی گلزار کے
ہاں نگاہ لطف ہو اے نگہ شوق آفریں
ہم بھی اک ادنیٰ ملازم ہیں تیری سرکار کے
لوٹتی پھرتی ہے ہر سو خن اقرب کی ضیاء
''طور در آغوش ہیں ذرے'' تیرے دربار کے

marfat.com

خود بنا ہے ہائے ساقی یوسف ثانی میرا
عرش پہ پاؤں ہیں بیخود آج تو میخوار کے

ہر دو غزلیں حضرت ضیاء الملت کی بارگاہ میں بھی پڑھی گئیں۔ آپ نے فرمایا بہت عمدہ ہیں۔

وقت سوائے دولت سرائے میں تشریف لے جانے کے وقت دربار عام رہتا تھا، علماء کا جمگھٹا، زائرین کا ہجوم، درویشان کا اپنے اپنے کام میں لگے رہنا، ایک پرلطف نظارہ تھا، باہر سرائے میں حافظ صاحب قرآن کریم بچوں کو پڑھاتے تھے اور روضہ مبارک کے قریب مولوی صاحب للوی (۱) رحمۃ اللہ علیہ کتب عربیہ کا درس دیتے تھے۔ حضرت صاحبزادہ محمد ضیاء الدین صاحب کی فرودگاہ میں علیحدہ پُرشان محفلیں گرم تھیں، حضور خود بنگلہ شریف کے برآمدہ میں بیٹھے تھے۔ جہاں مشتاق نگاہیں سرگرم نظارہ رہتی تھیں۔ چوتھے روز حضرت مولوی صاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اطمینان ہو گیا ہو تو بیعت کے لئے عرض کیا جاوے؟ جواب میں میری نگاہ نے میری زبان سے پیش دستی کر کے عرض کیا۔ ''جی ہاں'' اسی روز ظہر کے بعد خدمت عالی میں عرض کیا گیا۔ ارشاد ہوا کہ مولوی صاحب جی! آپ ہی اس کو بیعت کر لیں، انھوں نے التماس کیا۔ غریب نوازا، مجھے اس سے بے تکلفی ہے، مجھ سے یہ بیعت نہیں کرنا چاہتا، روضہ مبارک کی طرف ایک نظر دیکھ کر چشم پرآب ہو گئے، اور کہا جو کچھ بھی ہیں وہ ہیں میں بیچارا کون ہوں! اس وقت محفل میں سوز و گداز کی کیفیت چھا گئی اور پھر کسی نے جسارت نہ کی شام کو پھر گزارش کی گئی، ادھر ''اک خامشی میرے سب کے جواب میں، عشاء کے بعد مولوی صاحب للوی کی وساطت سے پھر قتل منصور کا محضر نامہ پیش کیا گیا لیکن ''انا تحکم بالظاھر'' کے الفاظ سے بھی توجہ نہ ہوئی دوسرے روز مولوی صاحب فرمانے لگے کہ ہم سے تو اب یہ گستاخی نہیں ہو سکتی۔

ایاز قدر خود بشناس

جو کہنا ہو خود کہہ لو۔ مغرب کی اذان مسجد میں ہوئی۔ سب لوگ اٹھ کر چلے گئے، حضرت صاحب

---

(۱) حضرت مولانا غلام محمد للوی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

بوجہ سخت نقاہت تخت ہی پر نماز ادا کرنے کے لئے رہ گئے۔ استغراق کا سا عالم تھا، میں قریب ہو کر کھڑا ہو گیا، ۵، ۷ منٹ کے بعد قبلہ رو ہونے لگے کہ معاً مجھ پر نظر پڑی فرمایا کون ہے؟ عرض کیا بیخود۔ نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے؟ گستاخانہ جسارت کی کہ ''کل سے اس وقت تک التجائے بیعت قبول نہیں ہوئی، نماز کیلئے کیا جاتا'' ارشاد ہوا کہ کیا تمہارے لئے اب کوئی اور نیا رسول آئے گا؟ التماس کیا کہ ''جانشین رسول ﷺ تو آئے گا''۔

فرمان ہوا جا نماز پڑھ۔ میں نے پھر گستاخانہ گذارش کی کہ خیر جس وقت طبیعت ہوئی، چلا جاؤں گا۔ اسی وقت معاً دل میں گزرا کہ محبوب الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہے کہ مرید اپنے یقین سے کوئی پیر متعین کر لے اور پیر خواہ انکار ہی کرے تو وہ پیر ہو چکا۔ اسی وقت آپ نے کہ سرنگوں بیٹھے تھے، سر اٹھایا اور فرمایا کہ جب کسی کو مان لیا جائے تو بیعت ہو گئی، میں نے عرض کیا کہ ظاہری رسم بھی ہو جائے تو اچھا ہے، فرمانے لگے، مغرب کے بعد سہی، مغرب کے بعد حاضر ہوا تو حکم ہوا کہ عشاء کے بعد، میں نے دل میں کہا کہ عشق میں حرارت تو پہلے ہی نہیں تھی۔

''اور شب کی منتوں نے ڈبودی رہی سہی'' یہ کام بنتا نظر نہیں آتا، لیکن عشاء کے بعد خود ہی استفسار فرمایا کہ ایک بزرگ جالندھر سے آیا ہوا ہے، یہاں ہے یا نہیں، مولوی صاحب قبلہ نے عرض کیا حاضر ہے، چنانچہ مجھے قریب بٹھا کر بیعت سے مشرف فرمایا۔ الحمدللہ علی ذالک (۷)

شیخ سے محبت

آپ کو اپنے شیخ کریم اشرف الاولیاء خواجہ حافظ محمد الدین سیالوی سے بے پناہ عقیدت اور عشق تھا اکثر سیال شریف حاضر ہو کر اپنے شیخ کریم کی صحبت کیمیا اثر سے مستفیض ہوتے تھے۔ اپنے شیخ کریم کے حالات اور ملفوظات جمع کر کے ''محبوب سیال'' کے نام سے شائع کئے۔ سیال شریف حاضر ہوتے تو کئی کئی دن قیام کرتے تھے۔ حضرت مجاہد اعظم خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی کے عہد مبارک

marfat.com

میں باقاعدہ آمدورفت رہی۔

شیخ کی عنایات

حضرت ثانی سیالوی آپ سے بہت پیار فرمایا کرتے تھے۔ ''محبوب سیال'' میں خود لکھتے ہیں۔

بہ ایام قیام شاہی مسجد لاہور میں ایک روز شام کے وقت حاضر خدمت عالی ہوا مولوی صاحب قبلہ بھی حاضر تھے۔ آپ پوچھنے لگے۔ بیخود بھی یہاں بیٹھا ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب نے عرض کیا۔ جی ہاں حاضر ہے۔ دعا فرمائیں کہ سب بیخود ہو جائیں۔ فرمانے لگے۔ ''جی ہاں بیخود بھی ہوں اور باخود بھی'' تھوڑی دیر توقف کے بعد فرمایا۔ میں تو اسے اس لئے کہتا ہوں کہ اس کا تخلص ہی یہی ہے۔

مارچ ۱۹۰۸ء نیز بر موقع عرس مبارک حضرت اعلیٰ سیالوی، دولت دیدار نصیب ہوئی۔ خاکسار بہ معیت محمد ابراہیم ایک روز بعد حاضر ہوا، حضور بنگلہ میں نہیں تھے۔ مہر خان درویش ہمیں ڈیوڑھی پر لے گیا، جہاں حضور چارپائی پر دراز تھے..... میر قوال نے عرض کیا۔

''غریب نواز! بیخود حاضر ہوا ہے''

آپ یہ سنتے ہی اٹھ بیٹھے اور کمال شفقت سے فرمانے لگے۔

''بیخود تو دیر سے آیا ہے''

میں نے عرض کیا۔ قصور ہوا، مسکرائے اور ارشاد کیا کہ مولوی صاحب کیلئے اب کی دفعہ باہر خیمہ لگا دیا گیا ہے، وہیں تم بھی جاؤ۔

پیری مریدی

حضرت بیخود جالندھری کے بارے نواب مشتاق احمد خان سے رابطہ کیا تو موصوف نے جواباً

marfat.com

ارشادفرمایا۔

غلام دستگیر خان میرے دادا کے چچازاد بھائی تھے۔ وہ گاؤں میں ''پیر جی'' کے نام سے مشہور تھے۔ مجھے اس کا علم نہیں تھا کہ وہ بیخود تخلص رکھتے تھے اور شعر کہتے تھے نہ ہی مجھے اس کا علم ہے کہ انھوں نے کس کی بیعت کی تھی البتہ وہ دوسروں کو مرید کرتے تھے، اس لئے پیر جی کے نام سے مشہور تھے۔ تعویذ وغیرہ دیا کرتے تھے۔ ۱۹۲۸ء میں قبلہ غلام دستگیر خان صاحب میری شادی میں شرکت کے لئے حیدرآباد دکن گئے تھے۔ (مکتوب مورخہ ۲۸/اپریل ۱۹۸۸ء از لاہور)

مولف (محمد مرید احمد چشتی) کا گمان غالب ہے کہ بیخود جالندھری کو حضرت ثالث سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت واجازت بیعت حاصل تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم

سیال شریف برموقع عرس مبارک حاضری اور دوران سفر مشنری سے مکالمہ

آپ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کے عرس مبارک میں تشریف لے جارہے تھے کہ ایک مشنری سے گاڑی میں ملاقات ہوگئی۔ آپکی مشنری سے دوران سفر جو گفتگو ہوئی وہ انھی کی زبانی سنئے۔

میں محبوب سیال کی زیارت کے لئے جارہا تھا اور جب ہماری گاڑی گجرات پہنچی تو جس خانہ میں میں بیٹھا ہوا تھا اس میں رومن کیتھلک چرچ کے ایک مشنری صاحب تشریف لے آئے۔ معمولی ادھر ادھر کی بات چیت کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا۔ ''کیوں صاحب! کدھر تشریف لے جائے گا''؟

میں: سیال شریف جارہا ہوں۔

مشنری: خوب تو وہاں کیا ہے، کل بھی مجھے بہت سے آدمی ادھر کے جانے والے ملے تھے۔

میں: ہمارے حضرت غریب نواز علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک ہے۔

marfat.com

مشنری: تو آپ وہاں کیا کریں گے۔

میں: ختم شریف میں شامل ہوں گے۔

مشنری: اور اس کا فائدہ، مجھے معاف فرمادیں، میں ہر ایک شخص سے جس سے مجھے ملنے کا اتفاق ہو جائے، کچھ نہ کچھ سیکھتا ضرور ہوں

میں: ضرور سیکھئے، وہاں فائدہ یہ ہے کہ ہستی کا پردہ انسان کی آنکھوں سے اٹھ جاتا ہے۔

مشنری: معاف فرمایئے گا یہ تو وہم پرستی ہے۔

میں: یہ وہم پرستی نہیں، یہ حق پرستی ہے اور پوپ کو ماننا اور اسے جنت کا مالک سمجھنا، انجیل کو صرف لکچر بازی کیلئے استعمال کرنا اور تثلیث کا قائل ہونا باطل پرستی ہے۔

مشنری: ہماری تو یہ مذہبی باتیں ہیں۔

میں: اور ہماری جن باتوں پر آپ کا اعتراض ہے، وہ عشق کی باتیں ہیں اور عشق وہ شے ہے جس کے بغیر کوئی مذہب بلکہ کوئی متنفس بھی دم بھر دنیا میں نہیں رہ سکتا، ہم اس کا عملی سبق سیکھنے اور اپنے آپ کو نیست و نابود کرنے کے لئے اپنے پیر کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے ہیں۔

مشنری: یہ بھی تو ایک طرح کی پوپ پرستی ہے۔

میں: بالکل نہیں، آپ پوپ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور ہم پیر کو اللہ کی صفت سمجھ کر پوجتے ہیں اور شان الٰہی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

مشنری: پھر تو بت پرستی بھی بری نہیں۔

میں: اللہ پاک کا مظہر سوائے کامل انسان کے اور کسی پہ مکمل اور اکمل ہو کر نہیں پڑ سکتا اور بت تو پتھر کے ہوتے ہیں جو کوئی سبق نہیں سکھا سکتے، بلکہ دوسروں کے محتاج رہتے ہیں۔

مشنری: تو آپ برکت لینے کے لئے اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

marfat.com

میں: ہاں اسی طرح سمجھ لیں۔

مشنری: تو پھر وہ برکت بلاتفریق ہر ایک کو کیوں نہیں ملتی؟

میں: پادری صاحب آپ تو بچوں کی سی باتیں کرتے ہیں یہ تو ہر ایک کا اپنا حوصلہ، اپنی ہمت، اپنی استعداد اور اپنی قسمت ہے، سکول میں ایک لائق استاد کے پاس پچاس طالب علم پڑھتے ہیں اور ان میں سے کئی فیل ہو جاتے ہیں اگر استاد کی لیاقت پہ منحصر ہو تو وہ سب وظیفہ لے کر نکلیں اور اگر پیر چاہے تو مرید کو دم بھر میں کونین کی سیر کرا دے مگر وہ ہر ایک کے لئے کب اس طرح کرتے ہیں اور یہ ہے بھی قانون قدرت کے خلاف اگر یہ بات ہوتی تو رسولوں کے بھیجنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی مزا تو یہی ہے کہ اپنی محنت کی کمائی ہو اور مدد ہمسایہ سے بہشت میں جانا تو عقوبت دوزخ کے برابر ہے۔

مشنری: آپ کے حضرت صاحب آپکو کیا سکھاتے ہیں؟

میں: خود فراموشی۔

مشنری: اسلام کے اصلی معنی کیا ہیں؟

میں: سر تسلیم خم کر دینا، راضی برضا رہنا، شکر اور صبر کے ساتھ زندگی بسر کرنا، احکام الٰہی کو ماننا اور سنت رسول ﷺ پر قائم ہونا۔

مشنری: کیا اللہ پاک اسلام کے باہر کسی دین میں نہیں؟

میں: اللہ پاک تو ہر جگہ ہے اور سب کا رازق ہے مگر اسلام کے سوا اس کے نزدیک کوئی دین مقبول نہیں کیونکہ اسلام کے احکام عین قانون قدرت اور مشیت ایزدی کے مطابق ہیں اور اس سے جاہل اور عالم، صوفی اور عاشق ہر ایک کو بجائے خود تسکین قلب حاصل ہوتی ہے اور انسانی ہستی کی غایت عین اسلام ہے۔ آپ نہیں مانیں گے مگر میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص کسی نہ کسی حد تک اسلامی تعلیم کا مقلد اور اسلامی دسترخوان کا زلہ ربا ہے

marfat.com

اور جس محمودہ تہذیب پہ آپ کو آج اسقدر ناز ہے۔ یہ سب اسلام ہی کی عنایت ہے۔

مشنری: لیکن میرا جہاں تک خیال ہے۔ اسلامی احکام تو تمدن کے سخت مخالف ہیں۔

میں: اگر تمدن اور معاشرت میں سچائی، نیک نیتی اور حقانیت ہے تو وہ احکام اسلام کے مخالف نہیں کیونکہ اسلامی تعلیم کا لب لباب ہے حق پرستی، دنیا میں میانہ روی اور آسانی سے گزارہ کرنا، سب کی حتی الوسع مدد کرنا، یتیموں، غریبوں محتاجوں اور پڑوسیوں کی خدمت کرنا، راست کرداری اور راست گفتاری کا اختیار کرنا، اعمال صالحہ بجالانا، ظلم وستم نہ کرنا، ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملنا اور بھائیوں کے دکھ درد میں ان کا شریک ہونا، ظالموں کو ان کے افعال کی سزا دینا غرضیکہ قول وفعل، کردار، گفتار ورفتار وغیرہ میں سچائی، نیک نیتی، صاف گوئی، صاف باطنی، میانہ روی اور انصاف کا خیال رکھنا اور اگر یہ سب کچھ تمدن کے خلاف ہے تو وہ تمدن ہی جہالت اور ٹھگ بازی ہے اور تہذیب وتمدن تو ایجاد ہی اسلام کی ہیں۔ جن کو انجیل کی طرح خلط ملط کر کے آپ اسلام پر انگشت نمائی کرتے ہیں۔ یہ اسلام ہی کی برقی روشنی تھی جس نے تاریکیٔ جہالت اور کفر کو طرفۃ العین میں دنیا سے دور کر دیا۔ فلسفہ اور حکمت کی بنیاد ڈالنا کئی لاکھ کتابیں لائبریری میں جمع کر دینا اپنی تجارتی منڈی میں یورپ بھر کو کھینچ لانا اور جمہوری سلطنت کا قائم کرنا وغیرہ کیا یہ تمدن کے خلاف ہے؟۔

مشنری: تو اسلام کی خصوصیت کیا ہوئی؟۔

میں: اسلام کی خصوصیت ہے حد اعتدال کو نگاہ رکھنے اور انسانی طبیعت کا عین اندازہ کرنے میں اور کسی اور مذہب میں یہ بات نہیں بلکہ وہاں آپ افراط وتفریط بکثرت ملاحظہ کریں گے اور سب کچھ اس قدر خلط ملط پائیں گے کہ ایک اصول کو دوسرے سے جدا کرنا مشکل ہو جائے گا اور پھر ان کو عملی صورتوں میں لانے کے لئے کبھی کامیابی حاصل نہ کر سکیں گے۔ کیا کوئی اور مذہب رحم اور انصاف کو پہلو بہ پہلو لے جانے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اجتماع

marfat.com

ضدین اسلام ہی کا حصہ ہے ۔ جہاں ضد بھی نہیں رہتی ۔خوف اور محبت کو ایک گاڑی میں جوتنا جس سے عام اور خاص بلکہ سب بجائے خود بہرہ اندوز ہوسکیں اسلام ہی کی خصوصیت ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ عین محبت کا دین ہے۔خوف ورجا اور بیم وامید بھی ہیں تو آفتاب عشق ہی سے روشنی حاصل کرتے ہیں اگر ایک طرف ہمیں حکم ہے کہ محنت اور استقلال کے ساتھ کام کرو اور جفاکشی اور صابری کو اختیار کرو تو دوسری طرف یہ بھی ہے کہ کامیابی کے لئے صرف اللہ پر بھروسہ رکھو اور اس کے احکام بجالانے میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کرو اور اس کے فضل کے امیدوار رہو اگر آپ ذرا غور وانصاف سے دیکھیں تو اس سچی تعلیم پہ سو مذہب اور ہزار فلسفہ قربان کردیں۔(۸)

حلیہ

حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی مدظلہٗ العالی مولف کے نام اپنے ایک مکتوب گرامی میں حضرت بیخود جالندھری کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

غلام دستگیر خان بیخود کو میں نے دیکھا ہے ۔ جالندھر کے قریب ''دھوگڑی'' ایک گاؤں ہے، وہاں کے باشندے تھے اور پٹھان تھے۔اچھے قد وقامت والے گورے رنگ کے آدمی تھے ۔شکل وصورت میں مرزا غالب کے مشابہ تھے۔چھوٹی چھوٹی سفید داڑھی بھی تھی۔حقہ بہت پیتے تھے۔پرانی کچی سرائے میں (جواب منہدم ہوچکی ہے) ان کو ایک کمرہ ملا ہوا تھا۔سیال شریف جب آتے کئی کئی دن ٹھہرے رہتے تھے۔یہ حضرت ثالث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا۔آپ بیخود صاحب ہم کے ساتھ بڑی شفقت فرماتے تھے ۔ان کی کتابیں برکاتِ سیال اور محبوب سیال تو میں نے دیکھی ہیں لیکن محشرستانِ خیال میں نے نہیں دیکھی۔(۹)

حضرت بیخود جالندھری نازک اندام اور نفیس آدمی تھے ۔وجیہ اور بارعب شخصیت کے مالک

marfat.com

تھے۔

لباس وخوراک

حضرت بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کھدر (گھر کا بنا ہوا) کا کرتہ اور شلوار استعمال کرتے تھے۔ سر پر ٹوپی ہوتی تھی اور پاؤں میں دیسی جوتا ہوتا تھا۔ بیعت سے قبل نہایت خوش پوش لباس میں رہا کرتے تھے۔ (۱۰)

جناب جمیل احمد خان لودھی صاحب مدظلہٗ لکھتے ہیں۔

آپ کا لباس اور خوراک سادہ تھی اور شرعی حلیہ یعنی داڑھی تھی (۱۱) آپ کا لباس درویشانہ تھا۔ مغربی طرز معاشرت اور لباس سے نفرت تھی۔

جناب نواب مشتاق احمد خان صاحب سے ان کے والد ماجد فخر الدین احمد خان مرحوم المخاطب نواب فخر یار جنگ بہادر وزیر مالیات، حیدر آباد دکن کی وزارت کے اولین دور کا ایک گروپ فوٹو ملا ہے، جس میں نواب فخر یار جنگ بہادر مرحوم کی بائیں جانب کرسی پر قبلہ غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ آپ سفید لباس جو کرتے اور شلوار پر مشتمل ہے میں ملبوس ہیں۔ ترکی ٹوپی زیب سر ہے اور کرتے پر واسکٹ پہن رکھی ہے (۱۲) بقول جناب اسد اللہ خان لودھی صاحب چونکہ فوٹو کھنچوانا بالکل ناپسند تھا، اس لئے چہرے پر ناگواری کے آثار واضح اور ظاہر ہیں۔ آپ دھوگڑی کے متدین، متمول اور رئیس تھے۔

کشف القبور

جناب اسد اللہ خان لودھی لکھتے ہیں۔

دھوگڑی میں ایک قوم شیبے نامی آباد تھی جو شادی کے موقع پر سہرے بنایا کرتی تھی۔ اس قوم

marfat.com

کا کوئی بڑا آدمی فوت ہوگیا اور ہمارے نانا جان اپنے خاندانی قبرستان جو دھوگڑی سے ایک میل باہر تھا ، پیدل جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ پڑھا کرتے تھے جس میں میرا ایک بڑا بھائی طاہر بھی تھا، جس کے لئے نانا جان بیحد رنجیدہ تھے چونکہ نانا جان کے پاس علم کشف القبور تھا لہٰذا کسی ایک آدھ مردے کی کوئی نہ کوئی سرگزشت سن لیتے تھے۔ قبرستان میں ہماری خاندانی چاردیواری کے باہر ایرانی بزرگ بھی دفن تھے جو نانا جان سے ہمیشہ پہلے فاتحہ پڑھنے کا تقاضا کیا کرتے تھے۔ شیمبوں کا والد بھی وہیں باہر کہیں دفن تھا۔ ایک روز بہت رو کر آپ کو روکا اور کہا کہ ''پیر جی میں بہت سخت عذاب میں ہوں، میری مدد فرمائیں اور میری بات سن لیں۔'' اس کے تین چار بار اصرار کرنے پر آپ نے کہا، بتاؤ کیا بات ہے؟ کہنے لگا'' باقی ہر گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا، بس ایک چھ سو روپے قرض لئے تھے، فلاں گاؤں کے فلاں آدمی سے وہ میں ادا نہیں کر سکا۔ آپ میری اولاد سے کہہ کر یہ قرض ادا کروا دیں۔ اس کی وجہ سے میرے جسم کو زنجیر سے صبح و شام جکڑا جاتا ہے''۔

نانا جان نے دیوان خانہ میں اس کے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ گھوڑی لے کر فلاں گاؤں سے فلاں آدمی کو یہاں لے آؤ، کوئی فیصلہ کرنا ہے۔ وہ گئے اور دو تین گھنٹے میں اس آدمی کو گھوڑی پر لے آئے۔ اس سے سب کے سامنے پوچھا گیا کہ ان کے والد کتنے روپے کا تمہارا مقروض تھا؟ تو اس نے کہا، وہ تو میں نے معاف کر دیا تھا کیونکہ وہ انتقال کر چکا ہے۔

نانا جان نے فرمایا کہ وہ ایسے معاف نہیں ہوتا کہ مر گیا تو آپ نے مجبوراً چھوڑ دیا۔ وہ ہم سب آپ کو ادا کرنے کیلئے جمع ہوئے ہیں اور یہ کہتے ہوئے ڈیڑھ سو روپیہ اپنے پاس سے انھیں عنایت کر دیا اور فرمایا کہ بقیہ ابھی اور اسی وقت اس کو تمام یعنی چھ سو روپیہ اکٹھا کر کے واپس اس کے گاؤں چھوڑ کر آئیں۔ بعد ازاں دیوان خانہ برخاست کر دیا۔

جمعرات کو دوبارہ جب فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے تو ان کے والد نے نہ صرف شکریہ ادا کیا بلکہ یہ بھی کہا کہ میری زنجیر اسی وقت اتار دی گئی جس وقت آپ نے قرض ادا کرنے کا حکم

marfat.com

فرمایا اور تمام رقم ان کو مل گئی، میں کس منہ سے آپ کا یہ احسان اتاروں۔

اخلاق واطوار اور معمولات

آپ صوفی منش، امانت دار اور خالص صوفیانہ اخلاق کے مالک تھے۔ گھوڑ سواری اور شکار کے بیحد شوقین تھے۔ حقے کے عادی تھے۔ بہترین مقرر تھے اور جمعہ کا خطبہ ہمیشہ جامع مسجد دھوگڑی میں خود دیا کرتے تھے۔ لوگ دور دور گاؤں سے خطبہ سننے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ تمام مشکل ترین فیصلے دیوان خانہ میں کرتے تھے۔ گردونواح کے دیہات میں ہمیشہ گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لے جاتے تھے اور وہاں بھی تمام لوگ آپ کے فیصلہ کو حرف آخر سمجھا کرتے تھے۔ فیصلہ قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں فرماتے تھے۔ تمام مقدمات کی پیروی خود فرماتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ، تہجد، اشراق، چاشت، اوابین اور حفظ الایمان پابندی سے ادا کرتے تھے۔

زیادہ وقت مطالعہ میں گزارتے۔ احباب سے ملنا تقریباً ہفتہ میں تین بار رہتا تھا۔ سال بھر گھر میں ختم شریف دلایا کرتے تھے یعنی محال ہے کہ کوئی دن بھی بزرگان دین کے ختم سے خالی رہا ہو۔

قرآن وحدیث اور فقہ پر کامل دستگار رکھتے تھے۔ شعروادب سے خاص دلچسپی تھی۔ نغز گو شاعر بھی تھے۔ حمد اور نعت ہی کہی (۱۳)

جناب جمیل احمد خان لودھی صاحب مدظلہٗ رقمطراز ہیں۔

عموماً صبح وشام گھر کے سامنے مسجد کے باہر اکثر لوگوں کو وعظ کلام اور مسئلہ مسائل بیان فرمایا کرتے تھے۔ گاؤں کا ہر فرد نہایت عزت واحترام کرتا تھا۔ پیر جی کے لقب سے پکارے اور پہچانے جاتے تھے۔ دور دور کے دیہہ، دیہات اور گاؤں میں ان کی علمیت اور اخلاق کا چرچا تھا۔ کشف القبور کا علم تھا۔ کبھی لوگوں پر اپنی برتری یا علمیت یا بزرگی کا دعویٰ نہ کیا۔ پیری مریدی بھی کچھ نہ کچھ تھی مگر اپنے مریدوں سے کبھی کوئی تحفہ یا نذرانہ وصول نہ کیا۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کے وقت

marfat.com

گاؤں کے لوگوں سے وعدہ تھا کہ سب کا ساتھ دوں گا اور ایسا ہی ہوا۔ روزانہ تلاوت قرآن مجید پر جملہ گھر والوں کو بتایا کرتے تھے کہ آج فلاں ولی اللہ کو ایصال ثواب کرنا ہے۔ یہ تھیں موٹی موٹی میرے مشاہدے کی باتیں۔ کچھ تھوڑا شاعری شغف کا بھی تھا۔ (۱۴)

آپ کو چکنی چپڑی باتوں سے نفرت تھی، خاموش طبع انسان تھے۔ تکلفات سے سخت نفرت، کتب بینی سے لگاؤ اور ریاکاری سخت ناپسند تھی۔ کسی کی تکلیف گوارا نہ تھی اور مصیبت زدہ کو دیکھ کر آپ کا دل بھر آتا تھا۔ کوئی کام دکھلاوے کی نیت سے نہیں کیا۔ سادہ کھانا اور صاف ٹھنڈا پانی پسند تھا۔ حتی المقدور انسانیت کی مدد کرنا مقصد اعلیٰ تھا۔ صحبت غرباء سے ایک خاص حظ محسوس کرتے تھے۔ دروغ گوئی سے سخت پرہیز اور نفرت تھی۔ سماع کا اعلیٰ ذوق ودیعت ہوا تھا۔ رات کو اکثر دیوان حافظ کا مطالعہ معمول تھا اور اس سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ قدرت کی طرف سے بہ نسبت نیاز کے ناز سے زیادہ حصہ ملا تھا۔ سادگی پسند اور تصنع و بناوٹ سے سخت نفرت تھی۔ لوگوں کی پیشانی سے ان کے دلوں کے احوال پڑھ لیتے تھے۔ لوگوں کی لغزشوں سے درگزر فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حسن پرست دل عطا کیا تھا۔ خود پسندی سے نفرت تھی۔ (۱۵)

اوراد و وظائف پابندی سے ادا کرتے تھے۔ اعلیٰ اخلاق و کردار کے حامل بزرگ تھے۔ شریعت کی پابندی بہت زیادہ تھی۔ بیحد مہمان نواز تھے۔ ان کا دسترخوان بہت وسیع تھا۔ ہمہ وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ سماع کے دلدادہ اور شوقین تھے۔ خلوت میں جا کر کار دیگر کرنے والوں کو خنزیر سے بدتر جانتے تھے۔ (۱۶)

حضرت بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ خود رقمطراز ہیں۔

۲۴ رجون شام کے پانچ بجے کے قریب میں اپنی بیٹھک کی چھت پر سائے میں بیٹھا ہوا تھا، گرمی سے دم گھٹا جاتا تھا، پسینہ برابر بہہ رہا تھا اور مزاج بھی گرم سا ہو رہا تھا، میرا نوکر جو مجھ پر بہت مہربان ہے پنکھا کئے جا رہا تھا لیکن گھبراہٹ میں کمی کسی صورت بھی واقع نہیں ہوتی تھی، میں نے کئی

marfat.com

ایک مسائل پر خیال جمانا چاہا لیکن خیال نے بھی ایسی گرما گرمی میں میری ہم آغوشی سے صاف انکار کر دیا۔ میں نے ایک کتاب اٹھائی اور دو چار ورق الٹ کر بیدلی سے رکھ دی۔ مجھے حقہ سے بہت پیار ہے اور ایسے موقعوں پر اس کی نمگساری نے مجھے بڑا فائدہ دیا ہے اور توجہ کی یکسوئی میں بڑی مدد کی ہے، وہ بھی میں نے منگوایا اور دو چار کش لے کر چھوڑ دیا۔ (۱۷)

فوٹو کھنچوانا بالکل ناپسند تھا۔ جملہ عزیز و اقارب، احباب اور پڑوسی ان کی بیحد عزت کرتے تھے۔ مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک تھے۔ (۱۸)

محشرستان خیال میں خود لکھتے ہیں۔ کسی مضمون کو لکھنے اور ختم کر چکنے کے بعد جو خوشی مجھے ہوتی ہے۔ میں اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ (۱۹)

شادی اور اولاد امجاد

حضرت بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی کا نام عنایت بیگم تھا، جن سے درج ذیل اولاد ہوئی۔

۱ شفیق احمد خان مرحوم

۲ فریدہ خانم

جناب شفیق احمد خان کی تعلیم چھٹی جماعت تک تھی۔ بلا کے ذہین اور رائیٹر تھے۔ درویش منش انسان تھے۔ دھوگڑی میں غریبوں کے بادشاہ کے نام سے مشہور و معروف تھے۔

جنابہ فریدہ خانم کو شادی کے بعد سسرال والوں نے زہر دے دیا تھا۔ لاولد تھیں۔ شملہ میں ۱۹۴۵ء میں انتقال ہوا۔

دوسری زوجہ کا نام مہر النساء بیگم عرف جیونی تھا۔ ان کے بطن سے درج ذیل اولاد تولد ہوئی۔ ان

marfat.com

کا ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ موافق ۸ نومبر ۱۹۵۴ء کو انتقال ہوا۔

۱ صابرہ خانم زوجہ ڈاکٹر حبیب احمد خان مرحوم بن مولوی نیاز محمد خان مرحوم

۲ خلیل احمد خان، گولڑہ ورکشاپ میں (آرمی کی مرمت کردہ گاڑیاں یہاں سے نکلتی تھیں) سیکشن انچارج تھے۔ کسی کا کوئی دباؤ (بسلسلہ رشوت) قبول نہیں کیا۔ نیک اور شریف النفس انسان تھے۔

۳ میمونہ خانم، مڈل تک تعلیم تھی اور حدیث وفقہ میں بہت ماہر تھیں۔ امور خانہ داری میں بھی بہت طاق تھیں۔

۴ جمیل احمد خان لودھی مدظلہٗ بی۔اے، جی۔ایچ۔کیو سے کرنل کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے۔ انتہائی دیانتدار ہیں۔ اپنی دو مربعہ زمین بیچ کر راولپنڈی میں مکان تعمیر کیا۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر بھی ہیں۔

صابرہ خانم نے ۱۹۴۰ء میں منشی فاضل کیا اور بعد ازاں فارسی اور عربی کی استاد رہیں۔ عربی اور فارسی کی رائیٹر بھی تھیں۔ ان کے لائق فائق فرزند ارجمند جناب اسد اللہ خان لودھی صاحب مدظلہٗ العالی ہیں۔ ڈاکٹر حبیب احمد خان، جنابہ صابرہ خانم اور جناب اسد اللہ خان لودھی صاحب مدظلہٗ نے دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی کراچی میں حضور شیخ الاسلام خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے انھی نواسے مسمّٰی اسد اللہ خان لودھی مدظلہٗ نے اپنے نانا جان کے حالات وسوانح فراہم کرنے میں بڑی دلچسپی اور شوق کا نمونہ پیش کیا۔ ماموں خلیل احمد خان مرحوم، نانی صاحبہ مسماۃ مہر النساء بیگم عرف جیونی مرحومہ اور والدہ ماجدہ صابرہ خانم مرحومہ مغفورہ سے دیدہ وشنیدہ باتیں فراہم کیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں سلامت باکرامت تاقیامت رکھے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

marfat.com

جناب اسداللہ خان لودھی صاحب ۲۶ ستمبر ۱۹۴۲ء کو دھوگڑی میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کرنے کے بعد لاہور انجینئرنگ کالج سے مکینیکل اور الیکٹرک انجینئرنگ کیا۔ بعد ازاں سکالرشپ پر جاپان میں تحصیل علم کرنے کے بعد جرمن اور انگلش فرموں میں ملازمت کی پھر آرمی سے بطور ٹیکنیکل ایڈوائزر منسلک رہے۔ پانچ سال کا عرصہ سرگودہا چھاؤنی میں گزارا اور سیال شریف باقاعدہ حاضری معمول رہا۔ والد گرامی جناب ڈاکٹر حبیب احمد خان مرحوم کی بے وقت موت کے بعد والدہ ماجدہ کے حکم پر وہاں سے واپس آ گئے اور دس سال ان کی خدمت کرنے کے بعد وہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ اس وقت سے اب تک ایک فرم میں بطور ٹیکنیکل ڈائریکٹر کام کیا۔ وہاں سے علیحدگی کے بعد اب اپنی فرم کے مینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ اولاد میں ایک بچہ اور ایک بچی ہے۔ (۲۰)

کتب خانہ

حضرت بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کو کتابوں سے بلا کا عشق اور محبت تھی۔ اسلامی علوم قرآنیات، احادیث، فقہ، سیرت طیبہ، میلاد شریف، نعت، مناقب اور تصوف پر بے شمار کتب اکٹھی کر رکھی تھیں۔ معاصر رسائل و جرائد اور مجلات بھی زیر مطالعہ رہتے تھے۔ بیخود خود لکھتے ہیں۔

مجھے کتابوں سے محبت ہے لیکن زیادہ مطالعہ سے میرا جی گھبراتا ہے۔ (۲۱) دھوگڑی جالندھر سے ہجرت کے دوران آپ کے کتب خانے کا بہت زیادہ حصہ ضائع ہو گیا تھا۔ دو تین صندوقچے خطوط کے تھے اور اس کے علاوہ قیمتی مسودات تھے۔ جناب اسداللہ خان لودھی صاحب مدظلہٗ کے پاس آپ کی کتب برکات سیال، محبوب سیال اور قلمی شعری کلام اور چند نوٹ بکس محفوظ ہیں۔ (۲۲)

جناب اسداللہ خان لودھی کے دادا جان، ابا جان اور نانا جان حضرت بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کتب جس بک ریک (Book Rack) میں تھیں، ان کے ملک پاکستان سے باہر رہنے کے باعث دیمک کی نذر ہو گئیں۔ دھوگڑی سے روانگی کے وقت ایک صندوق کتابوں سے

marfat.com

بھرا ہوا لا سکے تھے۔ حضرت بیخود جالندھری کی لائبریری میں فقہ اور حدیث و تفسیر کی کتب بہت زیادہ تعداد میں تھیں۔ (۲۳)

احباب

حضرت بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ اس میں عالم، صوفی، شاعر، ادیب، زاہد، رند اور دہریہ سبھی شامل تھے۔ بڑی تحقیق و جستجو کے بعد جن حضرات سے آپ کے گہرے دوستانہ مراسم کا علم ہو سکا، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱ حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ

۲ حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ

۳ محبوب سبحانی حضرت خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ

۴ حضرت مولانا محمد سعید بھیروی رحمۃ اللہ علیہ مولف جذبات سعید

۵ حضرت خواجہ مخدوم عبدالعزیز چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۶ حضرت مولانا ولی محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ شمس الہند

۷ حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ

۸ حضرت مولانا محمد یحییٰ بگوی رحمۃ اللہ علیہ

۹ حضرت خواجہ محمد معظم الدین معظم آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰ حضرت مولانا مخدوم محمد نصیر الدین چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱ حضرت مولانا احمد الدین گانگوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲ حضرت فخر الدین احمد خان رحمۃ اللہ علیہ المخاطب نواب فخر یار جنگ بہادر وزیر مالیات حکومت سرکار عالی حیدر آباد دکن

marfat.com

۱۳ حضرت میاں محمد نصیر الدین انگوی

۱۴ حضرت پروفیسر اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵ حضرت سید برکت علی شاہ چشتی خلجیانوی

۱۶ حضرت مولانا غلام محمد للہی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷ ڈاکٹر فیروز الدین ساکن اٹاری ضلع گجرات

۱۸ حضرت مولانا محمد نصیر الدین بگوی

۱۹ حضرت مخدوم عبدالعزیز چاچڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ولی محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ موضع تپارہ جالندھر میں میاں غلام بھیک چشتی کے ہاں پیدا ہوئے۔ حضرت میاں غلام بھیک چشتی سلسلہ چشتیہ میں صاحب مجاز تھے۔ ہزار ہا انسان آپ سے فیض یاب ہوئے۔

حضرت بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بے مثل کتاب ''محبوب سیال الموسوم بہ اشرف الاولیاء'' میں دو مقام پر شمس الہند حضرت مولانا ولی محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے۔ وہو ہذا۔

مولوی ولی محمد صاحب جالندھری کے حالات سے اکثر لوگ واقف ہیں، آپ ایک دفعہ بر موقع عرس مبارک حضرت صاحب اعلیٰ، سیال شریف حاضر ہوئے۔ حضور نے ان کے لئے ایک علیحدہ کمرہ خالی کروادیا، اور خالص اپنے کمرے کا فرش اور نیز اپنا گاؤ تکیہ بھجوادیا اور مہمان نوازی کی خدمت حضرت مولوی صاحب قبلہ کے سپرد فرمائی چونکہ وہ وعظ گوئی کے خیال سے حاضر ہوئے تھے، آپ نے ایک روز بہت جلد محفل سماع ختم کرادی اور محفل خانہ میں ان کیلئے ایک طرف تخت بچھوا کر انھیں وعظ کہنے کا ارشاد کیا۔

حضرت صاحبزادہ سعد اللہ جی کو برا معلوم ہوا کہ روضہ مبارک کے قریب ان کو اونچی جگہ پر بٹھایا گیا ہے چنانچہ حضور کی خدمت میں عرض کیا، آپ فرمانے لگے تو طبلہ، سارنگی کا سماع تو سن

marfat.com

چکا ہے، اب حدیث کا سماع بھی سن لے، غرض حضرت واعظ نے وعظ شروع کیا اور اثنائے تقریر میں بیان کیا کہ حضرات صوفیائے کرام کی قبور فیض نشور پر ادب و نیاز کے ساتھ حاضر ہونا چاہئے تا کہ ان کا فیض خورشید وار، دل پر چمک کر، اسکی تاریکی کو زائل کر دے، وغیرہ۔ اختتام پر حضرت اشرف الاملیا، دست مبارک میں کچھ روپے لے کر (بعض اشخاص سے میں نے سنا کہ ۳۰) ان کے تخت کے قریب گئے اور کمال نیاز سے نذر گذرانی، بعد ازاں اکثر لوگوں نے اٹھ اٹھ کر ایسا ہی کیا، مولانائے موصوف بہت خوش ہوئے اور بنگلہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ غریب نواز اس خاکسار پر باطنی توجہ عنایت فرمائیں، ارشاد ہوا۔ مولوی صاحب جی! جو کچھ آپ نے وعظ میں صبح بیان فرمایا۔ اسی پر عمل کیجئے۔ بندہ کے پاس جو کچھ تھا، حسب توفیق نذر کر دیا۔ مولوی صاحب کے انتقال کے بعد میں نے کسی سے سنا تھا (نام یاد نہیں) کہ وہ ان ہی ایام میں بیعت سے مشرف ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (۲۴)

حضور بہ تقریب عرس مبارک حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ مہار شریف تشریف لے گئے۔ مولوی ولی محمد صاحب جالندھری ساتھ تھے، صبح کے وقت مجلس سماع منعقد ہوئی، آپ سب غلاموں کو لے کر محفل خانے کے باہر تشریف فرما تھے، صاحب زادگان مہاروی و تونسوی نے جو اندر تشریف فرما تھے، اس طرف کا دروازہ کھلوا دیا، مولوی ولی محمد صاحب جو تکلف بینی کے عادی تھے، بار بار اٹھ کر اندر کی طرف جھانکنے لگے۔ آپ نے ان سے فرمایا، مولوی صاحب آپ کیا کر رہے ہیں؟ عرض کیا، حضرت میں دیکھتا ہوں کہ صاحب محفل یہاں کون شخص ہے؟ فرمانے لگے، نیک بخت یہاں صاحبزادگان مہاروی اور تونسوی کے سوا کون صاحب محفل ہو سکتا ہے، آپ مہربانی کر کے خاموش بیٹھے رہیے۔ جب قوالوں نے یہ غزل شروع کی۔

مرا در دل بغیر از دوست چیزے در نمے گنجد
بخلوت خانہ سلطان کسے دیگر نمے گنجد

نہایت ذوق سے سر مبارک ہلا کر فرمانے لگے، دیکھو مولوی صاحب! کچھ سنا بھی؟ انھوں نے

marfat.com

عرض کیا ''جی مجھے کونسی سمجھ ہے''۔ مسکرا کر کہنے لگے آپ کہاں آ گئے، آپ سے شرم آتی ہے، ورنہ خوب لوٹوں، تڑپوں، کودوں اور اچھلوں، انھوں نے عرض کیا، غریب نواز، غلاموں سے کیسی شرم، فرمانے لگے میں تو یونہی کہہ رہا تھا، مجھے اچھلنا کودنا نہیں آتا۔

گہہ شادم و گہہ غمگیں از حال خودم غافل
می گریم و می خندم چوں طفل بخواب اندر (۲۵)

''ذکر پاکاں'' کے صفحہ نمبر ۶۳ پر مرقوم ہے۔

جالندھر شہر میں مولانا ولی محمد صاحب ایک بزرگ اور بلند مرتبہ عالم گزرے ہیں۔ جن کے پایہ کا دور دور تک کوئی عالم نہیں تھا۔ آپ اہلسنت والجماعت کے زبردست مناظر بھی تھے۔ مخالف فرقوں کے بڑے بڑے علماء ان کے مقابل آنے سے جھجکتے تھے۔ ان کے بلند مرتبہ تبحر عالم ہونے کی یہ ایک بین دلیل ہے۔ مدینہ شریف میں مخالف فرقہ (وہابی) کے ایک بڑے عالم سے آپ کا عربی زبان میں مناظرہ ہوا اور آپ نے اسے شکست فاش دی چنانچہ آپ کو عرب حکومت کی طرف سے ''شمس العلماء و شمس الہند'' کا خطاب ملا۔ آپکو خلعت فاخرہ بھی حکومت کی طرف سے پیش کی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ خلعت مجھے جالندھر بھیجی جائے چنانچہ آپ کے دیئے ہوئے پتہ پر کوٹ عبدالکریم جالندھر میں عبدالکریم خان کے پتہ پر بھیجی گئی۔

مولانا نواب الدین ستکوہی جب شروع میں جالندھر تشریف لائے تو مولانا ولی محمد صاحب سے ملاقات کی۔ دونوں بزرگ ایک دوسرے سے علمی گفتگو کر کے بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد ان کی اکثر و بیشتر ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ مولانا نواب الدین اکثر مولانا ولی محمد صاحب کا ذکر کرتے اور فرماتے ''آپ کے پایہ کا عالم اور بزرگ آج تک نہیں دیکھا''۔ مولانا ولی محمد صاحب نے ایک مرتبہ ملاقات کے دوران فرمایا۔ ''مجھے ڈر تھا کہ میرے بعد جالندھر میں علم رخصت ہو جائے گا مگر آپ سے مل کر یقین ہو گیا کہ میرے بعد آپ جالندھر شہر میں علم و عرفان کی شمع مزید روشن کریں گے''۔

marfat.com

مرشدی مولانا عبدالغنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا سنا کہ ایک مرتبہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا مناظرہ شمس الہند مولانا ولی محمد رحمۃ اللہ سے ہوا۔ مولانا ولی محمد صاحب نے فرمایا ''ثناء اللہ تو مجھ سے مناظرہ کیا کرے گا'' تجھے تو بسم اللہ شریف ہی نہیں آتی۔ ''مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا ''مولانا آپ نے کیسی بات کہی؟'' اور فوراً بسم اللہ شریف پڑھی۔ مولانا صاحب نے فرمایا ''چلو اس کا صغریٰ کبریٰ کرو'' مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔ جواب نہ بن پڑا۔ آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی کئی دفعہ لتاڑا۔

خاص فرید کوٹ میں کوئی مسلمان مر گیا۔ جس نے اپنی کچھ نمازیں قضا کی تھیں۔ مولوی حافظ محمد صاحب لکھو کے والے جو غیر مقلدین کے جید عالم تھے، نے فتویٰ دیا کہ یہ شخص بے نماز تھا، اس لئے جنازہ نہ پڑھا جائے لہٰذا اسی پر عمل ہوا اور اس بے چارے کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا۔ فرید کوٹ میں ایک مدنی عرب آل رسول سے موجود تھے۔ انھیں ایک مسلمان کا بلا نماز جنازہ ادا کئے دفن کیا جانا ناگوار گزرا۔ انھوں نے علماء سے فتوے طلب کئے۔ علماء نے فتویٰ دیا کہ چونکہ وہ نماز کا منکر نہیں تھا، اس لئے اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے۔ آخر فرید کوٹ میں ایک مناظرہ ہوا۔ غیر مقلدین کی طرف سے مولوی محمد صاحب لکھو کے والے، مولوی قمر الدین، مولوی محی الدین اور اہل سنت کی طرف سے مولوی عبداللہ، مولوی عبدالعزیز لدھیانوی ☆ اور مولانا ولی محمد شمس الہند فاضل جالندھری اور چند دیگر علماء مقرر ہوئے۔ مہاراجہ فرید کوٹ خود منصف اور حکم بنے۔ دونوں طرف کی تحریریں، تقریریں سن کر اہل سنت کے حق میں فیصلہ صادر کیا کہ یہ فتویٰ اہلسنت درست ہے اور حکم دیا کہ آئندہ کوئی عالم میری ریاست میں اس طرح کی بات نہ کرے جس سے فساد پیدا ہو۔ آخر علماء حق مولانا ولی محمد جالندھری، مولانا عبدالعزیز لدھیانوی وغیرہ کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ اس مباحثہ میں راجہ کا تقریباً تین ہزار روپیہ صرف ہوا مگر آئندہ کے لئے ریاست میں امن پیدا ہو گیا۔ جالندھر کے لوگ آپ کے علم و فضل اور

☆ سراج الاخبار جہلم کے مدیر ''وفات حسرت آیات'' کے تحت لکھتے ہیں۔

افسوس ۵ دسمبر کو جناب مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مفتی، امام، واعظ جامع مسجد لدھیانہ اس دار فانی سے ملک جاودانی

marfat.com

تقویٰ کی وجہ سے بہت احترام کرتے تھے، آپ جو فرما دیتے اسے فوراً تسلیم کر لیتے۔

جالندھر میں ایک مسجد بھونیاں کے نام سے مشہور تھی۔ مولانا ولی محمد صاحب نے اس مسجد میں خطبہ و نصیحت درس دینا شروع کیا تو وہ مسجد آپ کے نام پر مشہور ہو گئی اور قیام پاکستان تک آپ کے نام سے معروف تھی۔ (۲۶)

رجب المرجب ۱۳۱۲ھ مطابق جنوری ۱۸۹۵ء کی ایک مجلس کا ذکر کرتے ہوئے صاحب نفحات المحبوب حضرت محبوب سبحانی خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہٗ کا ملفوظ شریف نقل کرتے ہیں۔

تونسہ شریف کا ذکر شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ وہاں کا قانون یہ ہے، آنے والے لوگ پہلے روضہ شریف کا طواف کرتے ہیں پھر دیگر زیارات کی طرف جاتے ہیں۔ روضہ شریف کے ارد گرد طواف کی جگہ برآمدے کی مانند کھلی ہے۔ بعد ازاں آپ نے اس عالم کا ذکر کیا جس نے ایک بکھرے ہوئے بالوں والے عام قسم کے شخص کو آستان بوسی سے منع کیا اور کہا کہ حق تعالیٰ کے بغیر کسی کا سجدہ کرنا کفر ہے لیکن وہ عامی یہ پڑھتا تھا۔ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا سجدہ کرتا تھا اور پھر سر اٹھا کر اِلَّا اِبْلِیْسَ کا اشارہ اسی عالم کی طرف کرتا تھا۔ یہ ذکر اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے۔ اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا کہ سجدہ کی شرط زمین پر ناک اور پیشانی لگانا ہوتا ہے، رخسار لگانا نہیں ہوتا اور اسے خاکبوسی کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ایک فاضل شخص جسے شمس الہند کہتے ہیں، یہاں آیا تھا۔ اس نے

بقیہ حاشیہ: میں تشریف لے گئے۔ آپ عالم بے ریا اور خاندان نقشبندیہ کے مقتدیٰ، صاحب تاثیر تھے۔ جنازے کے ساتھ اس قدر ہجوم تھا کہ اکثروں کو کندھا لگانا تو درکنار ہاتھ لگانا بھی نصیب نہیں ہوا۔ عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ قریباً ڈیڑھ ہزار سے زائد آدمی جنازے میں شریک تھے۔ مدرسہ حقانی لدھیانہ کے طلباء، مدرسین اور نیز اسلامیہ سکول کے طلباء، مدرسین و دیگر مدارس میونسپل وغیرہ کے ملازم شامل جنازہ تھے۔ اس پر بھی صدہا آدمی جنازے سے محروم رہے۔ بعض نے اصرار کیا کہ ہم دوبارہ نماز جنازہ پڑھیں گے مگر مولانا صاحب کے بڑے بھائی مولوی محمد صاحب نے اجازت نہ دی۔

(سراج الاخبار جہلم مجریہ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۱ء) مولف

marfat.com

کہا کہ اس خاکبوسی کے متعلق اگر کوئی مجھ سے گفتگو کرے تو میں اسے جواب دوں کہ صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے قدموں میں خاکبوسی کرتے اور رخسار لگایا کرتے تھے۔(۲۷)

شمس الہند حضرت مولانا ولی محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۹۱۵ء کے لگ بھگ ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ○(۲۸)

حضرت بیخود جالندھری کو سید العاشقین حضرت مولانا محمد ذاکر بگوی سے بے پناہ محبت تھی اور حضرت مولانا بگوی بھی آپ پر شفقت فرماتے تھے چنانچہ خود لکھتے ہیں

(حضرت مولانا بگوی کی خدمت میں) ۱۲، ۱۳ سال میں اکثر حاضر ہوتا رہا اور کبھی حاضری میں دیر ہوگئی تو خود تشریف لے آتے لیکن اس عرصہ میں کوئی دنیا کی بات یا کسی کی غیبت یا کسی کی برائی میں نے آپ سے نہیں سنی۔ یہ باتیں لکھنے اور پڑھنے میں جس قدر آسان ہیں اسی قدر عمل میں مشکل ہیں۔ آج اگر یہی باتیں تمہاری ''شاندار معاشرت'' اور تمہاری ''عملی سوسائٹی'' سے نکال دی جائیں تو تمہاری محفل کی ساری رونق سرد اور تمہاری زندہ دلی سب کافور ہو جائے۔ منکر و فحش سے آپ کی زبان آلودہ نہیں ہوئی۔

ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد (حافظ)

یہ محفل ایزدی اور کشش محبوب اور نیز سرآمد عاشقان و کشتگان خنجر تسلیم حضرت مولانا مولوی محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی عنایات تھیں جو مجھے سیال شریف بر در دولت آں محبوب بارگاہ لم یزلی و بہرہ اندوز انوار ازلی و فیوضات الٰہی خواجہ خواجگان اشرف الاولیاء حضرت شیخ محمد الدین رضی اللہ عنہ لے گئیں، دولت سعادت و دیدار نصیب ہوئی۔

marfat.com

وہی تو ہے شعلۂ تجلی کہ دشت ایمن سے تنگ ہو کر
جب اس نے اپنی نمود چاہی کھلا حسینوں پہ رنگ ہو کر (امیر)

حضور سراپا نور نے میری بیعت کی استدعا کو شرف قبولیت بخشا، زہے طالع بیدار و زہے بخت کامگار اس شخص کے جس نے آئینہ جمال حق نما کی ایک جھلک بھی دیکھ پائی ہو اور جس نے زبان حال اور درد دل سے پڑھا ہو ''من قبلہ راست کردم برسمت دیں پناہے'' اور اگر چہ اس وقت جبکہ حضور پس پردہ برزخ میں ہو رہے ہیں۔ میں اکثر افسوس کیا کرتا ہوں کہ مجھے زیادہ تر حاضری کا موقع نہ ملا لیکن من بہ ایں خیال ہم شادام کہ اگر چہ من در شمار بلبلاں نیستم و لے درایں گلشن نو بہار مشت پرے دارم اور نیز مولوی صاحب موصوف اس خاکسار پر نظر شفقت رکھتے رہے جس سے کچھ تسلی دل ناشاد کی ہوتی رہی۔

تذکرہ مشائخ بگویہ صفحہ ۵۷ پر ہے۔

حضرت مولانا محمد نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر آپ نے دھوگڑی سے تعزیت نامہ روانہ فرمایا۔ وہو ہذا

'' اس حادثہ جانکاہ کو پڑھ کر تین روز برابر صاحب فراش رہا۔ یہ صدمہ واقعی سخت ہے۔ آہ! مولانا محمد نصیر الدین اب آپ مرحوم ہو گئے اور اپنی قبر اور یاد ہمارے سینوں میں بنا گئے

ازما رمیدۂ بہ لحد آرمیدۂ
خواب تو خوش کہ ماتم یاراں ندیدۂ

مولانا زندہ ہو گئے اور ہم بے چین رہ گئے۔ مذہبی و قومی کام میں ہر وقت منہمک رہتے تھے.....''

marfat.com

حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ خدارسیدہ اور کامل درویش تھے۔ کرامات سے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندگان کی ولایت اور بزرگی ظاہر ہوتی ہے۔ ولایت کے ثبوت کیلئے کرامت کوئی لازمی چیز نہیں ہے کیونکہ ولی اللہ کا وجود مسعود بذات خود کرامت ہوتا ہے اور وہ شخص مرجع خلائق بن جاتا ہے۔ لوگ اپنی حاجتوں کے لئے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ بیخود جالندھری بھی ایسے ہی برگزیدہ اور مقبول بندگان الٰہی میں سے تھے۔ بڑے روشن دل اور روشن ضمیر بزرگ تھے۔ آپ کی ذات والاصفات سے کئی خوارق کا ظہور ہوا۔ تاہم صرف ایک کرامت قلمبند کی جاتی ہے۔

جناب اسد اللہ خان لودھی مدظلہٗ اپنی نانی جان سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ایک بار کھانا تناول فرما رہے تھے کہ معائنوالے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کھانا بند کر دیا۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ ان کے کوئی برادر طریقت (نام یاد نہیں رہا) تھے جن کی نعش لحد میں اتاری جا رہی تھی اور آپ کو صاف دکھائی دے رہی تھی۔ بعد میں یہ واقعہ معلوم کر کے لوگ حیران رہ گئے کہ واقعی اسی وقت، اسی دن، ان کا جسد مبارک لحد میں رکھا جا رہا تھا۔ (۲۹)

تصانیف

حضرت بیخود جالندھری کی درج ذیل تصانیف کا علم ہو سکا جو درج ذیل ہیں۔

۱ محشرستان خیال مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء کل صفحات ۹۶

اس کتاب کو فاضل مصنف نے اعلیٰ مضامین سے مزین کیا ہے۔ عجیب عجیب تصوف و علم معرفت کے نکات سے معمور و دلچسپ عمدہ اور پاکیزہ غزلوں سے آراستہ صوفیانہ مضامین ایک خاص انداز سے تحریر کئے ہیں۔ کتاب واقعی مصنف کی اعلیٰ قابلیت، پاکیزہ خیالات کا مرقع ہے۔

۲ محبوب سیال الموسوم بہ اشرف الاولیاء، مطبوعہ، کل صفحات ۱۴۰

marfat.com

ارشاد امرتسر مجریہ یکم، ۱۵ ستمبر ۱۹۲۷ء میں آپ کا ایک مضمون بعنوان ''پیارے نبی ﷺ کے پیارے اخلاق'' اشاعت پذیر ہوا تھا جو خاکسار مولف (محمد مرید احمد چشتی) کی نظر سے گزرا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کا ایک مضمون جو تصوف پر ہے۔ رسالہ ضیاء حقیقت بھیرہ میں مولف نے مطالعہ کیا ہے۔ ماہنامہ شمس الاسلام اور رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین وغیرہ رسائل و جرائد میں آپ کے مضامین چھپتے تھے۔ ''معیار المسیح'' کے آخر میں تقریظ لکھی جو لائق مطالعہ ہے۔

محشرستان خیال کا ایک نسخہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں نمبر و حروف ۸۵۴/ غلام۔ محشر کے تحت محفوظ ہے۔ خاکسار مولف نے اس کی فوٹو اسٹیٹ جناب نصرت علی اثیر جبہ صاحب لائبریرین کی وساطت سے مورخہ ۱۰ جون ۱۹۹۶ء کو کرائی۔ محشرستان خیال کی پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں نشاندہی جناب اسداللہ خان لودھی صاحب کی معرفت ہوئی۔

دہوگڑی سے ہجرت اور کوائف وصال

ملا نہیں یہ وطن پاک ہم کو تحفے میں
جو لاکھوں دیپ بجھے ہیں تو یہ چراغ جلا (محسن بھوپالی)

حضرت بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے جناب اسداللہ خان لودھی صاحب مدظلہٗ اپنے ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں۔

ہمارے نانا جان غلام دستگیر خان بیخود نہ صرف ایک جید بزرگ تھے بلکہ ان کی کئی ایک کرامات بھی نانی اماں نے ہمیں سنائی تھیں۔ جب نقل مکانی ہوئی تو میں ۱۹۴۷ء میں بہت چھوٹا تھا اور ہم لوگ دہوگڑی کیمپ میں ایک رات بسر کر کے دوسری صبح براستہ امرتسر واہگہ کراس کر کے لاہور اپنی ایک عدد بس کے ذریعے پہنچے تھے۔

marfat.com

ایک بیس بسوں کا کانوائے ہمارے ایک خالو سرفراز خان جو کہ ہمارے ماموں دلاور حسین خان کے ہم زلف تھے اور سی۔آئی۔ڈی میں تھے دھوگڑی لے گئے تھے مگر بارشوں اور دلدلی سڑکوں کی وجہ سے دھوگڑی تک رسائی نہ ہوئی اور بیشتر بسیں کیچڑ میں پھنس گئیں، صرف ایک بس ہمارے گھر انے کو لے کر آئی تھی، جس میں بہت ہی مختصر سامان تھا۔

نانا جان نے تمام گاؤں (دھوگڑی) سے اعلان پاکستان کے وقت ہی یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ ان کے ساتھ ہی نقل مکانی کریں گے مگر ان کو حقیقتاً ہمارے ساتھ جانے کا حکم نہ تھا جیسا نانی جان نے بتایا تھا کہ وہ ہمیشہ کہتے تھے کہ ہمیں امرتسر والے بزرگ کی بہت کشش ہے اور وہ ہمیں اپنے پاس بلا رہے ہیں۔بس جب پورا گاؤں روانہ ہوا تو بیاس دریا نے بیشتر دھوگڑی کے لوگوں کو خس و خاشاک کی طرح بمعہ گڈوں اور بیل گاڑیوں کے بہا دیا۔نانا جان اس وقت بیاس کے پل پر تھے اور اس طرح سے ان کا گڈا محفوظ رہا مگر اجل نے بارش، ٹھنڈ اور بخار کی وجہ سے امرتسر کے نزدیک جب کہ منزل سامنے نظر آ رہی تھی، انھیں آدبوچا اور دائمی اجل کو لبیک کہہ کر جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔قافلہ رواں دواں تھا کوئی کفن اور غسل کا نہ تو وہاں انتظام تھا اور نہ ہوش۔ہمارے ماموں خلیل احمد خان ہمراہ تھے۔جنھوں نے سب کے کہنے پر ایک سبز مزار کے آس پاس ان کو اسی کھدر کے کرتے اور دھوتی تہبند کے اندر شہدا کی طرح ایک اینٹوں کے چبوترے پر رکھ دیا اور بہتے پانی میں فاتحہ پڑھی نہ جنازہ ہوا اور نہ قافلہ رکا۔واقعی کیا خوب کشش تھی بزرگ امرتسر کی کہ انھیں اپنے پاس ہی روک لیا۔بندہ نے یہ کہانی ماموں خلیل احمد خان سے سنی اور آپ کو لکھ دی۔(۳۰)

جناب اسد اللہ خان لودھی صاحب اپنے دوسرے مکتوب گرامی میں لکھتے ہیں۔

ہمارے خاندان کی چیدہ چیدہ بزرگ خاتون اور ہماری والدہ اور ہم سب بہن بھائی ایک کانوائے کی بیس بسوں سے صرف ایک اور آخری بس سے جالندھر سے امرتسر اور نانا جان کے گاؤں چھوڑنے سے دس روز پیشتر نکل چکے تھے۔باقی بسیں خراب موسم برسات کی وجہ سے گارے میں

marfat.com

پھنس کر یا تو لاہور واپس آ گئیں یا پھر وہیں رک گئیں تھیں۔ حضرت بیخود صاحب گاؤں والوں کے ساتھ اپنے وعدہ کے مطابق وہاں سے ایک قافلے کی شکل میں چل دیئے تھے۔ بعد ازاں دھوپ، بارش ،سردی اور خراب موسم کی وجہ سے آپ کو بخار ہو گیا تھا اور وہ دریائے بیاس سے آگے پہنچ کر کسی نامعلوم جگہ پر انتقال فرما گئے تھے چونکہ قافلہ جس کی لمبائی لاہور سے جالندھر تک تھی رواں دواں تھا، اس لئے ان کے جسد مبارک کو ہمارے ماموں خلیل احمد خان نے ایک چارپائی پر چادر سے ڈھک کر جرنیلی سڑک سے ۴۰، ۵۰ گز کے فاصلے پر کسی مزار پر چھوڑ دیا تھا، جس کا ان کو ہدایات اور خواب کے ذریعے بتلا دیا تھا۔ جس جگہ ان کا انتقال ہوا تھا، اس کی نشاندہی بھی انہوں نے کی تھی مگر اس بزرگ کے نام سے میں یکسر نابلد ہوں۔ ہاں البتہ سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تھے۔ اس سے زیادہ کہانی اگر آپ کو بالتفصیل چاہئے تھی تو آپ آج سے چار سال پہلے خط لکھتے جب کہ ہمارے ماموں جو کہ گولڑہ ورکشاپ راولپنڈی میں رہے اور فوجی تھے تو وہ آپ کو چشم دید کہانی لکھتے ،بندہ نے یہ کہانی ان کی زبانی سنی تھی اور آپ کو لکھ دی۔ (۳۱)

حضرت بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند خورد جناب جمیل احمد خان لودھی صاحب مدظلہ اپنے مکتوب شریف میں لکھتے ہیں۔

۱۹۴۷ء میں ہجرت کے وقت گاؤں کے لوگوں سے وعدہ تھا کہ سب کا ساتھ دوں گا اور ایسا ہی ہوا۔ امرتسر کے قریب برسات اور سیلاب کی وجہ سے بیمار ہوئے ،نازک طبیعت تھی، جانبر نہ ہو سکے ۔انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے، جنت الفردوس عطا ہو۔ ہجرت سے پیشتر ہماری والدہ ماجدہ کو دو دفعہ خواب سنایا کہ امرتسر کے فلاں بزرگ فرماتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس ہی رہیں۔ (۳۲)

مولف (محمد مرید احمد چشتی) نے امرتسری بزرگ کے اسم گرامی کے سلسلے میں جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب مدظلہ العالی کو عریضہ لکھا تو آپ نے ایک کتابچہ 'سوانح حیات حضرت شیخ محمد

marfat.com

سلطان نقشبندی کاشمیری امرتسری ثم لاہوری'' مولفہ محمد دین کلیم بی۔اے ارسال فرمادیا، جو مولف کو ۲۳ر جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۵ر اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز پنجشنبہ ملا۔ امرتسری صوفیا، کرام کی فہرست جو کتابچہ کے صفحہ ۱۶ پر ہے، اس میں صرف چشتی نظامی بزرگ حضرت سید برکت علی شاہ گیلانی خلجیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی نظر پڑا۔ (۳۳) بعدازاں حضرت ابومظہر علی اصغر چشتی صابری جالندھری سے رابطہ کیا تو انھوں نے حضرت بیخود جالندھری سے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔ البتہ اپنے مکتوب گرامی میں لکھا:

چند روز قبل ۲۱ر جمادی اول ۱۴۲۱ھ متین کاشمیری صاحب کا ایک ملفوف ملا۔ اس ملفوف میں آپ کا تحریر کردہ خط جو آپ نے مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۹۸ء کو حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کو لکھا تھا، کی نقل تھی حکیم صاحب مرحوم سے بھی حضرت بیخود کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا۔ شاید حکیم صاحب نے آپ کو جواب نہ دیا ہوگا۔ متین کاشمیری نے آپ کے خط بنام حکیم صاحب کی نقل اور اس کی پشت پر یہ عبارت لکھ کر مجھے شاید اس لئے بھیجی کہ میں نے جالندھر کے بزرگوں پر کام کیا ہے۔ خیر! یہ عبارت آپ کے لئے باعث تسکین ہوگی۔ عبارت کچھ یوں ہے۔

''حضرت حکیم ملت محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ راقم الحروف سے فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید برکت علی شاہ خلجیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ درگاہ میں دفن ہیں''۔ (۳۴)

حضرت متین کاشمیری صاحب سے رابطہ کیا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا۔

آپ کا کرم نامہ موصول ہوا جس میں آپ نے حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود کے مزار کے بارے میں استفسار فرمایا ہے اس سے قبل بھی آپ نے حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی خط تحریر کیا تھا جس کا جواب بھی راقم ہی نے آپکو ارسال کیا تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ حضرت بیخود جالندھری صاحب حضرت سید برکت علی شاہ خلجیانوی چشتی نظامی امرتسری کی درگاہ کے احاطہ میں دفن ہوئے۔ جن کے بارے میں حضرت حکیم صاحب نے بھی ایک کتابچہ تحریر فرمایا۔ (۳۵)

marfat.com

وصال شریف اور مدفن

34.ع

حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۷ اگست ۱۹۴۷ء مطابق ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ بروز یکشنبہ وصال فرمایا۔(۳۶) اور حضرت خواجہ سید برکت علی شاہ خلجیانوی چشتی نظامی قدس سرہٗ کے احاطہ درگاہ میں مدفون ہیں۔(۳۷)

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا
ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

قطعہ تاریخ وصال

صدیق مکرم حضرت صاحبزادہ والا تبار فیض الامین فاروقی سیالوی صاحب مدظلہٗ العالی، دار الفیض ،مونیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات نے بندہ مولف کی درخواست پر حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا قطعہ تاریخ وصال یوں کہا ہے۔

آں غلام دستگیر آں خوش ادا — مرد مومن پیکر صدق و صفا
واقف اسرار قرطاس و قلم — نظم و نثرش مثل نیر پر ضیاء
ناگہاں بربست رخت زندگی — زیں جہاں شد جانب دار البقا
مرقدش را یا الٰہ کن عنبریں — دہ مکانش در جوار مصطفٰے
سال ترحیلش بگو فیض الامیں — ''داعیٔ حق فخر ارباب وفا''
۱۳۶۶ھ

''زبدۂ محفل غلام دستگیر آہ'' — سال میلادی بداں اے عاقلا
۱۹۴۷ء

o

marfat.com

حضرت صابر براری، کراچی نے تاریخ وفات کہی ہے۔

34B

بیخود تھے ایک عالم و فاضل ادیب بھی
افسوس آج چل دیئے دنیا سے ایسے پیر
صابر سن وفات ملا ان کا غیب سے
ہیں دلفریب خلد میں مولانا غلام دستگیر
۱۹۴۷ء

o

حضرت محمد حسن خان میرانی نوشاہی، بہاول پور نے تاریخ وصال کہی ہے۔

''وصال غلام دستگیر لودھی''
۱۹۴۷ء

''جناب قبلہ بیخود رحمۃ اللہ علیہ''
۱۹۴۷ء

وہ بیخود شاعر عالی مقام
چلے دہر فانی سے دارالنعیم
جو ہے فکر تاریخ سال وصال
کہیئے ''بیخود صاحب جنت مقیم''
۱۳۶۶ھ

شاعری اور نمونہ کلام

حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ پنجابی، اردو اور فارسی کے ایک نغز گو شاعر تھے۔ آپ کا کلام حمد، نعت، منقبت، مناجات اور تصوف پر مشتمل ہے۔ بیخود تخلص کرتے تھے۔ نثار بھی اول درجہ کے تھے۔ محشرستان خیال میں اخلاقیات پر مختلف عنوانات پر سیر حاصل لکھا ہے۔ آپ کی تحریریں بڑی موثر اور دل آویز ہیں۔ حمد کے بعض اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

ہر آن نئی شان سے تو جلوہ نما ہے
ظاہر ہے ہر اک شے سے پر ظاہر میں چھپا ہے
مانے یا نہ مانے کوئی پر جانتے سب ہیں
مومن کا بھی مشرک کا بھی تو سب کا خدا ہے

o

اک ذرہ خاک نور کا پتلا بنا دیا
اور دے کے عشق بندے سے مولا بنا دے
پھر دے کے اس کو عقل و بزرگی و برتری
روئے زمیں پہ اپنا خلیفہ بنا دیا!

o

ایک فارسی نعت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

ما مفلسیم بے زر سلطان ما محمدﷺ
ما بندہ ایم بیجان جانان ما محمدﷺ
صلّو علیٰ بخوانیم ہر دم بجائے کوکو
ما قمری ایم و سر و بستان ما محمدﷺ
عاشق بوقت معراج از فرط ذوق وشوقے
می گفت ہست امشب مہمان ما محمدﷺ
ایں نقش پیکرے را دایم از دست ضیفے
ما ظلمتیم و ماہ تابان ما محمدﷺ

marfat.com

بیخود نمی بدانم الا کہ ایں بگویم
ماخشک لب گیاہیم باران ما محمدﷺ

o

مرحبا ماہ عرب ، مہر عجم ، شاہ زمن
ظلمت شام کہن ، نور سے تیرے روشن
زلف واللیل نے جب دیکھا بلائیں لے لیں
روئے والشمس پہ وہ صلِ علیٰ کا جوبن

o

ایک اور نعت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

بطحا میں یاخدا مجھے جانا نصیب ہو
آنکھوں سے خاکِ طیبہ لگانا نصیب ہو
بھولے سے بھی نہ پھر کبھی جنت کا نام لوں
یثرب میں ایک بار جو جانا نصیب ہو
سر کو قدم بنا کے مدینہ کی خاک میں
سر پہ خدایا خاک اڑانا نصیب ہو
لٹ جاؤں جان و مال سے یثرب کی راہ میں
کنز نہاں کا پھر تو خزانا نصیب ہو
چادر سے دل میں روضہ اطہر کی یا خدا
خوشبوئے من رانی لگانا نصیب ہو

marfat.com

پڑھ پڑھ کے نعت حمد رسول کریم میں
آنکھوں سے دل کا خون بہانا نصیب ہو
سن کے کہیں فسانہ الفت تو کون ہے
بیخود کبھی تو ایسا زمانہ نصیب ہو

o

جس سے پھر زخم ہرے ہوں وہ دوا کون سی ہے
جس سے اڑ جاؤں مدینہ وہ ہوا کون سی ہے
میرا کیا منہ ہے کہ دربار میں آؤں تیرے
ہاں مگر مجھ کو بتادے وہ ادا کون سی ہے
میرے دل میں تو نہیں کوئی چمک نیکی کی
جس سے پر نور ہو سینہ وہ ضیا کون سی ہے
یوں تو آواز میں ہے شورش محشر اپنے
ہند سے پہنچے عرب تک وہ صدا کونسی ہے
یوں تو خوشبو میں بسی باد سحر پھرتی ہے
جس میں ہو بوئے مدینہ وہ صبا کونسی ہے
جس سے ہوں وقت نزع مشکلیں آساں اپنی
ہاں بتا شافع محشر وہ دعا کونسی ہے
قدر جانے جو غم ہجر کی تیرے آقا
تیرا بیمار نہ پوچھے کہ شفا کون سی ہے

marfat.com

چھوڑ سب کو لیا بیخود نے سہارا تیرا
اس کی امید بھلا تیرے سوا کونسی ہے

o

گھیرے ہوئے رحمت ہے تیری دونو جہاں کو
ہاں دیکھ ادھر بھی چمن آرائے مدینہ
وہ طور تھا! کہ ایک ہی جلوے سے جل اٹھا
اللہ کا سدا نور ہے بالائے مدینہ

ایک غزل کے بعض اشعار ہدیہ قارئین ہیں۔

کرشمہ کیسا ہے یہ خدارا یہ بے کسوں پہ عتاب کیا ہے
ادھر تو نکسے ہے جاں ہماری بہ روئے انور نقاب کیوں ہے
نہ سمجھے اب تک کہ عشق کیا ہے یہ بیقراری و زاری کیوں ہے
یہ دل میں اٹھتا ہے درد کیسا یہ سینہ مثل کباب کیوں ہے
لگا لے قدموں سے اپنے مجھ کو کہ تو ہے ظل خدائے یکتا
میں تیرا بندہ تو میرا آقا خدارا اتنا حجاب کیوں ہے
اٹھا نہ در سے تو اپنے مجھ کو یہ میرا قبلہ ہے میرا کعبہ
فلا تھر گدا کو مولا بہ جان مسکیں عذاب کیوں ہے
ہے طوق الفت مرے گلو میں ہے تیری خوشبو مشام روح میں
ازل سے تری ہوں جستجو میں زوصل مجھ کو جواب کیوں ہے
یہ سر بھی حاضر کلیجہ حاضر ہے جاں بھی حاضر اٹھا لو خنجر
ہے بندہ بیخود بھی در پہ حاضر یہ دیر اتنی جناب کیوں ہے

o

marfat.com

دل بردز ما یک ماہ جبینے نازک بدنے جادو نظرے
چا بک دستے غنچہ دہنے لالہ عذارے زریں کمرے
سندر صورت ،موہن مورت تیکھا چتون بالا جوبن
آہو چشمے ،شوخ نگاہے ، نازخرامے رشک قمرے
پھول کا مکھڑا میم کا گھونگٹ انی انا کی کوک سناوت
ہاشم لقبے عالی نسبے رحمت عالم شافع حشرے
سندر دلبر ، روشن اختر ، سرگیں انکھیاں جادو بھریاں
شیریں سخنے ، طوطی دہنے فتنۂ خیزے محشر اثرے
مخزن دانش معدن حکمت ابر سخاوت مظہر وحدت
نیکو خصائل حور شمائل والی یثرب عالی قدرے
نور کا مکھڑا پھول کا چہرہ ناز کا جوبن مکھ پہ تھا بیخود
ہاشم لقبے ، عالی نسبے ، رحمت عالم شافع حشرے

o

توئی در ملک جاں خسرو چہ خسروِ خوباں
بود بخل قدت فتنہ چہ فتنہ فتنہ دوراں
دہانت غنچۂ باشد چہ غنچہ غنچۂ دل کش
چہ دلکش دلکش خرم چہ خرم خرم خنداں
جمالت مجسمہ باشد چہ مجمع مجمعہ خوباں
چہ خوبی خوبی یوسف چہ یوسف یوسف کنعاں
غلامِ چشم توباشم چہ چشمے فتنۂ دوراں
چہ فتنہ فتنہ الفت چہ الفت الفتِ جاناں

marfat.com

جمالش مراتِ ربی کہ ہر صورت شدم عاشق
چہ عاشق عاشقِ بسمل بسمل حیراں
طواف روئے تو کردم چہ روئے رشکِ صد قبلہ
چہ قبلہ قبلہِ کعبہ چہ کعبہ کعبہ ایماں
بہ یک ناوک ہزاراں رخنہ ہا کردی بہ دینِ من
چہ رخنہ طالب تیرے چہ تیرے جنبش مژگاں
قیامت قامت جاناں چہ قامت نخل محبوبی
قیامت برپا کنم بخرام آہستہ بہ مشتاقاں
چہ نازِ کبریا ہستی کہ پیدائی و پنہائی
چہ پنہاں کشیدہ دامنت بیخود کرشمہ ہائے آں محفل
چہ محفل محفلِ محشر چہ محشر محشرِ خوباں
موہ لیا موہے بانکی نجر نے

بن ٹھن رانجھا سیالیں آیا چوچک دا گھر آن بسایا
ہیر دے من وچ ڈیرہ لایا گھونگھٹ دا پٹ چا اٹھایا
رخ پر نور وحدت دا برسے
سوہنا روپ وٹا کے آیا سیالیں آکے شمس کہایا
پچھوں ہور اک پھل کھلایا دین محمد نام دھرایا
خلقت سب دیدار نوں ترسے
ہر ہر رگ وچ پیتم بوئے ناز کریندا لک چھپ روہے
عشق دا سیو سودا کر کے بھید دسے تے راز بھی کھولے
بیخود ہویاں ایک نظر سے

marfat.com

o

کم من بیدلے بے اعتبارے — غریبے بے نصیبے بستہ مارے
دل من آں کرشمہ من شناسد — بہ ہر رنگے کہ می آید نگارے
دل بت بیں مرا ایں گفت دل — شراب لعل کش بر روئے یارے
شراب شوق راستی بدا رند — زچشم مست ساقی گل عذا رے
رموز عشق رابر لوح دل بیں — روایاتش نہ داند خاکسارے
مپرس ازمن جوازبت پرستی — کہ جز گریہ نہ دانم ہیچ کارے
زعشق ماہبہ جز لیلیٰ نہ داند — کہ ناز حسن دارد آشکارے

بدہ اے ساقی بیخود زجامے
شراب آلودہ ہستی راخمارے

o

کچھ بتا قاصد خوش دل وہ کہاں رہتا ہے
دل میں عشاق کے یا عرش پہ ہاں رہتا ہے
ہے عیاں ایسا کہ ہرجائی ،نہاں بھی ایسا
نہ یہاں رہتا ہے وہ اور نہ وہاں رہتا ہے
روز چبھتی ہے کہیں سینے میں نوکِ مژگاں
روز اک درد مرے دل میں دواں رہتا ہے
نہ کوئی دیکھ سکے اور نہ خبر کوئی ملے
پردے حیرت کے ہیں بیخود وہ جہاں رہتا ہے

o

marfat.com

زحسن خوب رویاں ایں جلوہ ہانمائی
تو کمال ناز نینی تو لطیف دلربائی
این است موسم گل جاناں حجاب تا کے
از ماومن بر آیم گرسوئ من بیائی
بہ فروغ حسن لیلیٰ پنہانست روئے لیلیٰ
اے نامراد عاشق دل توچہ شد کجائی
بہ خرام ناز آید ہمہ حسن دلفریب
پنہاں کنی چو رویت بہ نقاب خودنمائی
پیداست زیرا کم آں صورت.....
در راز ہستی بیخود پنہانست آشنائی

o

اے حسن دلبراں زجمالت روایتے
آئین دل زبائی زچشمت کنایتے
تازہ زبوئے نافہ اش ایمان و کفرہم
دارد ہزار زلف تو ہر سو حکایتے
معمور عالمے زجمال تو اے جمیل
گل ریز شد بہ جملہ اعیاں عنایتے
آذر بہ بت پرستی خود رہن حمد تو
گمراہ راز لطف تو برسد ہدایتے
صدنالہ کرد خندہ بلبل بہ روئے تو
گل را زگل فریبی تو ہم شکایتے

marfat.com

خوباں چو لیلیٰ مجمل دل باز کردہ اند
دارد جفا اے قیس کش آخر نہایتے
بے سایہ سایہ گستر مستاں برآمدی
اے پردہ دار کسوت بیخود بغایتے

o

ہر چند جہد کر دم کہ رسم بہ وصل جاناں
ہماں انتظار تادم ہماں حسرت فراواں
زخیال ما رمیدی بہ نگاہ ما نیائی
ایں چہ ناز کی بت اے گل یا قصور ما غریباں
غافل مشو تو ایمن ز فریب دہر فانی
کہ ہزار گل فریبد این عدوئے حسن جویاں
بہ کرشمہ دل ربودی چونگاہ زدیدہ رفتی
بخدا کہ باز آئی بہ دیار دل فروشاں
در توبہ گر بکوبم زخیال ترس عقبیٰ
بدکم رسد اذانے کہ بنوش مے بہ مستاں
چہ تماشا بودے اے دل کہ شدے تو غرق دریا
نہ مزار بودے نے گل نے چودود شب چراغاں
بخدا چو تنگ آیم زملال زہد بیخود
زفلک ..... برآید کہ نہیں جمال خوباں

o

چند اردو اور فارسی غزلیں پیش خدمت ہیں۔

marfat.com

نگاہ قیامت سے روح کانپتی ہے
تبسم سے دل پہ مصیبت پڑی ہے
عیاں کیسا ہرجائی پھر بھی نہاں ہے
قیامت ہے کس سے نگاہ جا لڑی ہے
شب ہجر میں بام دل پہ وہ آئے
اندھیرے میں لو چاندنی پھر رہی ہے
تماشائے قاتل میں نکلے ہو اے دل
مبارک ہو جاؤ یہ جاں بھی چلی ہے
نکل آ کبھی برج عقرب سے اے ماہ
ترے دیکھنے کو خدائی کھڑی ہے
نہ دل ہی میں ٹھہرو نہ آنکھوں میں پل بھر
یہ جادو ہے شوخی ہے یا دلبری ہے
ترا رونا شبنم تبسم فزا ہے
چٹکتے ہیں غنچے کلی پھوٹتی ہے
میں محنت سے بڑھ کر ہوں فرہاد سے بھی
جو واں کوہ کنی تھی تو یاں جاں کنی ہے
مرے دل کو لے جاؤ فوٹو بنا کر
کہ اس میں بھی حسرت کسی کی بھری ہے
کوئی بستہ جعد مشکیں سے پوچھے
کہ قید محبت تو آزادگی ہے

marfat.com

نہیں ہی سنی جس سے موسیٰ نے بیخود
اسی کی تو ہاں پر مری زندگی ہے

o

پھوٹ کر غنچہ جاں نخل تمنا ہو جائے
تو اگر آئے تو دل عرش معلی ہو جائے
لب پہ جاں ٹھہری ہے خنجر کا اشارا ہو جائے
نام ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جائے
لے چلا دعویٰ الفت ہوں سر محفل حسن
کیا ہی اچھا ہو کہ پھر دار کا سودا ہو جائے
بیچ کر مفت ہی جنت کو میں باہر نکلوں
کیا کرے اور جو بندہ ہی تمہارا ہو جائے
اک ذرا پردا اٹھا کر جو کہیں آ نکلو
سیر کی سیر قیامت کا تماشا ہو جائے
پھر گرے کوند کے بجلی بجواب ارنی
پھر گروں طور پہ میں طور کا شہرہ ہو جائے
تیرے اعجاز ہیں یہ بیخود و باخود کیسے
تو اگر دم کرے مردہ بھی مسیحا ہو جائے

o

کہوں میں کیا تجھ سے اے سکھی ری ہے بپت بھاری الم بڑا ہے
خدا دکھائے نہ دشمنوں کو جو حال میرا تباہ ہوا ہے

marfat.com

ہوا ہوں تیغ الم سے گھائل جگر میں نشتر سا چبھ رہا ہے
نہ نیند نیناں نہ انگ چینا یہ پیت بیرن بری بلا ہے
حرم بھی پہنچا کلیسا دیکھا وہی ہے سب جا پہ یار لیکن
کہیں ہے بندہ کہیں ہے مولا کہیں ہے دلبر کہیں خدا ہے
ہے لن ترانی صدا کسی جا کہیں پکارے ہے نحن اقرب
کبھی تو چلمن کی آڑ میں ہے کبھی وہ گھونگھٹ الٹ رہا ہے
کہیں عیاں ہے کہیں نہاں ہے کہیں ہے احد کہیں ہے احمد
عجب ادائیں دکھا دکھا کر وہ میرے من کو لبھا رہا ہے
کھلونے مٹی کے خود بنا کر ہیں توڑے ٹھوکر لگا لگا کر
اسی نے سمجھے ہیں بھید اس کے جو کشت ہستی جلا چکا ہے
چلے ہیں یثرب نصیب والے اکیلی تڑپت ہوں میں بچاری
نہ موت آوے نہ پی بلاوے ہمارے جینے کا کیا مزا ہے
پیارے ابن علی کا صدقہ کرو ترحم کہ تنگ آ کر
کبھی ہے صل علیٰ لبوں پر کبھی زباں پر خدا خدا ہے
مٹا کے دوئی کا نقش دل سے لگا کے سرمہ فنا کا نین
صنم کے درشن کو دیکھ مومن کہ من رانی لکھا ہوا ہے
کہاں کی فرقت وصال کیسا تو چھوڑ واعظ یہ جھگڑا قضیہ
لے دیکھ شیشے میں عکس اس کا وہی ہے صورت وہی ضیا ہے
جناب منصور اور بیخود رہے ہیں دونو ازل سے باہم
تھی اس کی لیکن صدا انا الحق یہاں زباں پہ پیا پیا ہے

o

marfat.com

پھر وصال دلربا کا ولولہ پیدا ہوا
پھر تمنا جس کی تھی وہ آشنا پیدا ہوا
پھر شہادت لے چلی ہے کوئے قاتل کی طرف
پھر ہمارے خون میں اک جوش سا پیدا ہوا
پھر ہیں اپنی تاک میں سو بیکلیاں بیٹھی ہوئیں
پھر ہمیں دیدار کا لو حوصلہ پیدا ہوا
پھر بہار آئی جنوں زوروں پہ ہے صد مرحبا
پھر مرے سینے میں گویا چاک سا پیدا ہوا
پھر پڑا پالا طبیب بے سمجھ سے آہ ہمیں
پھر ہمارے دل میں درد لا دوا پیدا ہوا
پھر ہوا ہے رسوا بیخود کوچہ و بازار میں
یعنی اپنی زندگی کا مدعا پیدا ہوا

o

مے پی کے ہم نے توبہ سے توبہ بہت سی کی
پہلو میں کفر کے بھی ہیں ایماں نئے نئے
بخشش نہیں وہ کہتے ہیں عشاق کے لئے
بخشش کے ہو رہے ہیں یہ ساماں نئے نئے
ایمان بھی تو اس بت ہندو نے لے لیا
کس شوق سے ہوئے تھے مسلماں نئے نئے
ایمان لا وہ کہتے ہیں اے مومن جہاں
ہوتے ہیں مجھ غریب کو فرماں نئے نئے

marfat.com

وحشت اگر نہیں ہے تو بیخود کیا ہے اور
ہوتے ہیں روز چاک گریباں نئے نئے

o

مانا تو شاہ حسن ہے تیرا گدا ہوں میں
دامن چھڑا نہ مجھ سے کہ ہاں مبتلا ہوں میں
تو نے مجھے بلایا تو نیکوں کا نیک ہوں
یوں تو خدا گواہ ہے بروں کا برا ہوں میں
آتے نذر ہیں لے کے سکندر سے پادشاہ
کس کے در بہشت نشاں کا گدا ہوں میں
کہتی ہے عاشقوں سے سر بزم اُن کی آنکھ
میری طرف نہ دیکھے کوئی اک بلا ہوں میں
زلف دراز کہتی ہے حسن ملیح سے
دل سوز تو اگر ہے تو ہاں دلربا ہوں میں
میرے لئے تو حسن کی محفل ہے قتل گاہ
کہتی ہے دل سے آنکھ وہ تیری قضا ہوں میں
بیخود سرہانے میرے شمع بھی تمام شب
روتی ہے مجھ کو دیکھ کے وہ دل جلا ہوں میں

o

تو بھی نکلے کا کبھی پردہ محفل ہو کر
خوں رلایا ہمیں تو نے پس محمل ہو کر
سو کشش دام جہاں کش میں ہے تیرے صیاد
خود بخود صید کھچے آتے ہیں بیدل ہو کر

marfat.com

تو اگر آنکھ سوئے وادی ایمن ڈالے
لوٹتی برق تجلی پھرے بسمل ہو کر
دل بیمار میرا قابل عرفان نہیں
در پہ آ بیٹھا ہوں تیرے لب جاہل ہو کر
نالے کرتا ہوں کبھی موج تلاطم بن کر
کبھی خاموش ہوں خاک لب ساحل ہو کر
خلق معقول ہے محسوس ہے خالق بیخود
دیکھ ناداں ذرا آپ پہ مائل ہو کر

o

آنکھیں تجھ کو ڈھونڈتی ہیں دل ترا دیوانہ ہے
جلوہ تیرا آشنا صورت تری بیگانہ ہے
خلق تو مشغول تجھ میں اور تو سب سے الگ
وصل ہے یہ بھی تو لیکن وصل صورت خانہ ہے
یہ تو ایک نیرنگ ہے حسن تماشا خواہ کا
جلوہ گر ورنہ بہر سو صورت جانانہ ہے
شمع سوزاں ہے برابر ہر رگ پروانہ میں
لیلیٰ یعنی خود رہین مشق مجنونانہ ہے
نام ہے معموری کا بیخود خرابی کے سبب
کعبہ بھی تو آخرش اجڑا ہوا بت خانہ ہے

o

marfat.com

امانت آتش الفت کی سینے سے لگا لی ہے
جگر جب جل اٹھا اس سے تو پھر دل میں چھپا لی ہے
وہاں طلب ریاست ہے یہاں ترک مقاصد ہے
یہ بولی محفل جاناں کی دنیا سے نرالی ہے
تری آنکھوں میں جادو ہے فسوں ہے یا قیامت ہے
جلا کر خاک کر ڈالا جہاں اک آنکھ ڈالی ہے
ترے حسن جہاں افروز نے لاکھوں کئے یوسف
خدارا لطف مہر من یہ ذرہ بھی سوالی ہے
تعجب ہے نہ پہنچی آہ اپنی گوش جاناں تک
فلک کیا لامکاں پہنچی ہے جب دل سے نکالی ہے
عیاں ہے تجھ سے نور شمس در رنگ سلیمانی
بڑی سرکار ہے تیری ترا دربار عالی ہے
عنایت سے بنا جس کی میں بیخود ظالم و جاہل
جگر کا خون دے دے کر وہ الفت میں نے پالی ہے

o

پیدا کئے ہیں درد نے درماں نئے نئے
شوخی سے دل میں پھرتے ہیں ارماں نئے نئے
ہر روز کی عطا بھی تو گویا سزا ہے اک
جور و جفاں ہوں ہم پہ مہرباں نئے نئے
لیلیٰ کہاں اے قیس یہ لیلیٰ کی لیلیٰ ہے
پھرتے ہیں دل میں جان کے خواہاں نئے نئے

marfat.com

اک تو ہی عندلیب نہیں نغمہ سنج آہ
اس گل کے ہیں ہزار ثناخواں نئے نئے

o

مسئلہ توحید کا لو آج حل ہونے کو ہے
بحرِ بے پایاں سے قطرہ ہم بغل ہونے کو ہے
بہرہ ور دیدار سے اک آنکھ ہی تنہا نہیں
پھوٹ کر دل کی کلی بھی تو کنول ہونے کو ہے
حسن تازہ خون کش ہے دل ادھر ہے مضطرب
قصہ منصور تازہ آج کل ہونے کو ہے
چونکہ طور نور ہے ہر ذرہ اس درگاہ کا
ہر رگ دل شعلہ برق ازل ہونے کو ہے
مل رہا ہے حسن مضطر آئینہ قیس سے
لیلیٰ یعنی خود رہین تپش دل ہونے کو ہے
پھر کسی کی زلف نے ڈالا ہے سایہ چاند پر
پھر یہ بیخود دل کی صورت مضمحل ہونے کو ہے

o

دل درد آشنا درد دل درد آشنا جانے
رموز قعر دریا کب لب ساحل بھلا جانے
وہ شوخی لن ترانی کی تڑپ برق تجلی کی
ہمیں مہر و عنایت ہے کوئی جور و جفا جانے

marfat.com

وہی میں ہوں وہی مجھ میں ہے جلوہ طور کا پنہاں
وہی طوفان قلزم ہوں کوئی اب مجھ کو کیا جانے

ٹھکانا پھر کہاں اس خستہ جاں کا دین و دنیا میں
جو تجھ کو آشنا جانے جو تجھ کو دلربا جانے

یہ طوق الفت جاری رہے زیب گلو بیخود
کسی سے کیا ہمیں کوئی بھلا جانے برا جانے

o

نصیحت پہ عمل تیری مسیحا میں نہیں کرتا
مجھے ہے درد ہی اچھا مداوا میں نہیں کرتا

نگاہ ناز سے مارو بگڑتا کیا تمہارا ہے
یا جیسے رائے عالی ہو تقاضا میں نہیں کرتا

اٹھا دو پردہ چہرے سے کہ دل پہ اب نہیں قابو
وگرنہ آپ جانیں راز افشا میں نہیں کرتا

یہ دل حاضر یہ جاں حاضر یہ بندہ جان من حاضر
قسم اللہ کی آ جاؤ کہ پردا میں نہیں کرتا

میں تیرے حسن کو دیکھوں کہ تیری دلربائی کو
مگر آہ اپنی آنکھوں پہ بھروسا میں نہیں کرتا

میری یوسف پرستی پر یہ طعنے کب تلک بیخود
مجھے یہ کفر ہی اچھا ہے جھگڑا میں نہیں کرتا

o

marfat.com

اک نگہ قیمت ہے میری بندہ سرکار ہوں
لاکھ ہوں عیسیٰ تو کیا میں آپ کا بیمار ہوں

جس کی خوشبو اڑ رہی تھی چار سو روز الست
میں اسی گلشن کا آہ ایک بلبل بیمار ہوں

دل مرا جاذب ہے حرف عشق عالم سوز کا
یوں تو ہوں خاموش لیکن محشرِ اسرار ہوں

دل کسی کی زلف میں ہے جاں کسی کے ہاتھ میں
کس غضب کی قید میں ہوں نام کو مختار ہوں

کہہ رہا ہے خال بیخود عارضِ دلدار سے
تو اگر ہے حسن تو میں حسن کا اظہار ہوں

o

اگر تو مہرباں ہوتا تو کیا ہوتا
ادھر دل ناتواں ہوتا تو کیا ہوتا

یہ تیر نیم کش تیرا الٰہی
کہیں دل میں نہاں ہوتا تو کیا ہوتا

علاج درد دل بس درد ہے تیرا
جو دل ہی یہ زباں ہوتا تو کیا ہوتا

خموشیٔ خود ستم کی داستاں ہے
جو تو بھی رازداں ہوتا تو کیا ہوتا

marfat.com

متاعِ وصلِ جاناں بس گراں ہے
یہ سودا جانستاں ہوتا تو کیا ہوتا
بلائیں لے کے خود تم کو کیا ظاہر
بھلا میں بے نشاں ہوتا تو کیا ہوتا
نہاں ہونے پہ یہ رسوائیاں توبہ
جو بیخود آہ عیاں ہوتا تو کیا ہوتا

o

ایں تا کہ آفتاب شود از ضیائے تو
ہر روز خانہ خالی کنم از برائے تو
''چندم فتادہ بنی و گوئی کہ کیست ایں''
''بیمار تو شکستہ تو'' مبتلائے تو
بستہ میاں چوبارے بہ احترام کوئے تو
فارغ زحج و عمرہ شدہ بینوائے تو
در وصل تو مدام بود صحبت شراب
غافل شود زہر ہر جہاں آشنائے تو
ہرگز بہ جز خیال تو ناید بہ دل مرا
دارد چہ کار غیر بہ خلوت سرائے تو
خلقے بہ گفتگوئے نعمہائے اُخروی
بیخود بہ جستجوئے کمال رضائے تو

o

marfat.com

دل طلبی تھی خوں ریزی تھی دیدار وہ کیا تھا
یاں جان تھی مجروح ادھر ناز بڑا تھا
رسوا ہوا اس آگ کو سینے سے لگا کر
جاہل تھا میں نادان تھا ظالم تھا برا تھا
کعبہ میں سنا کرتے تھے بت رہتے ہیں لیکن
جب غور سے دیکھا تو فقط نام خدا تھا
رسوا کیا یک رنگی الفت نے ہمیں تو
یاں دل تھا میرا خون ادھر رنگ حنا تھا
اب بھول گئے مجھ کو وہی بندہ ہوں گرچہ
مخمور تھا مدہوش تھا پر تجھ پہ فدا تھا
کیا پوچھتے ہو مذہب رنداں اے نکیرین
لیلیٰ تھا میرا دین یہی دین ہدیٰ تھا
بیخود نہ اسے دیکھ کے انساں ہو تو کیا ہو
وہ آنکھ تھی اعجاز تھا جادو تھا کیا تھا

o

تری جانے بلا کیسے تری محفل میں بیٹھا ہوں
کلیجہ دل کے ہاتھوں سے پکڑ کر دل میں بیٹھا ہوں
کبھی تو سن لے گوش دل سے او گل داستاں میری
فغان صد نوا ہو کر دل بلبل میں بیٹھا ہوں
ادھر ہے حوصلہ باقی ادھر خوں ہی نہیں دل میں
غضب کی کشمکش ہے خنجر قاتل میں بیٹھا ہوں

marfat.com

فراق و وصل کا آخر مٹا جھگڑا مبارک ہو
تو میرے دل میں بیٹھا ہے میں تیرے دل میں بیٹھا ہوں
نہ کر بے پردہ آنکھیں کھول کر مجھ کو کہ میں ظالم
مثال سرگیں آنسو ترے کاجل میں بیٹھا ہوں
ذرہ چھیڑو تماشا رقص کا پھر میں بھی دکھلا دوں
تڑپ کی بجلیاں لے کر رگ بسمل میں بیٹھا ہوں
دل مجنوں سے اٹھ اٹھ کر یہ دل کا درد کہتا ہے
نہیں لیلیٰ یہ میں خود پردہ محمل میں بیٹھا ہوں
یہ جان جرعہ کش بیخود شراب ارمغاں گشتم
زفیضِ صحبتِ ساقی خرابات مغاں گشتم

o

خوشی کو ہو خوشی جس سے وہ غم کھانے کی باتیں ہیں
محبت جان من معنی میں مر جانے کی باتیں ہیں
تمنائے ثواب اُخروی یاں کفر ہے واعظ
نہیں یہ ذکر حج حضرت یہ میخانے کی باتیں ہیں
وہ کعبہ ہے جہاں باقی تمیز ذکر و ذاکر ہے
یہاں خود ہیں خلیل آزر یہ بت خانے کی باتیں ہیں
یہ خاموشی بلا ہے تم ادب آہ اس کو کہتے ہیں
ادب جس شے کو کہتے ہیں وہ مستانے کی باتیں ہیں
خیال یار میں بیخود ہے مستی عین ہشیاری
بھلا تم خاک سمجھو گے یہ دیوانے کی باتیں ہیں

o

marfat.com

گفتم کہ حشرے شد بپا گفتا کہ از رفتار من
گفتم کہ خون خلق شد گفتا کہ از رہوار من
گفتم توئی مقصود من گفتا کہ ایمان شما
گفتم نماز عاشقاں گفتا کہ بس اقرار من
گفتم بہار بے خزاں گفتا کہ دید حسن من
گفتم کہ عرش عاشقاں گفتا در دربار من
گفتم بہشت جاوداں گفتا رضائے جان جاں
گفتم کہ رشک حوریاں گفتا کہ ایں رخسار من
گفتم دوائے ضعف دل گفتا کہ یاقوت لبم
گفتم کہ قوت بیدلاں گفتا بر دیدار من
گفتم کہ شاہ خسر واں گفتا گرفتار بتاں
گفتم مسیحائے زماں گفتا بلے بیمار من
گفتم وصالت کے شود خندید و بس خاموش شد
گفتم کہ بیخود خلق شد گفتا کہ از گفتار من

o

جانم خراب کر دی و درماں نمی کنی
یک نظر لطف سوئے غریباں نمی کنی
جاناں بیاکہ بے تو حرام است زندگی
مردم بہ انتظار تو احساں نمی کنی
لب راکشا کہ زندہ شود کشتہ نگاہ
رو رانما کہ خلق را حیراں نمی کنی

marfat.com

خواہم نہم بپائے تو ایں جان و دل ہمہ
لاکن زلطف خویش مسلماں نمی کنی
بیخود نے تنہا جامہ در دہم چوگل بہ باغ
آں کیست محفلے کہ گلستاں نمی کنی

o

اے پاد شاہ خوباں داد از غم تنہائی
دل تو بجاں آمد وقت است رونمائی
ساقی زعکس حسنت ایں جام مابفروز
کہ نثار چشم میگوں ہمہ زہد و پار سائی
بہ چمن نثار ساز و صد گل زحبیب بلبل
چو نسیم صبح گاہے بہ حرام ناز آئی
تو شعاع شمس ہستی یاشعاع حسن ذاتی
یا کہ برق جان عاشق یا مسیح جان مائی
زہوائے شک ہر سو یک فرحتے بہ خیزد
زکدامی باغ اے گل کہ چنیں تودل کشائی
اے نسیم کوئے جاناں زمنش سلام برساں
کہ بمرد خستہ جانے تو ہنوز در ادائی
گفتم بکشت مارالعلت بہ آرزو گفت
کہ بنوش مے بہ یادش تو شکستہ دل چرائی
در حیرتم کہ بے تو چوں رفت عمر پیشیں
کہ ہزار بار میرم یک لحظہ گرنیائی

marfat.com

بہ دمید صبح چوں گل تو بنال نیز بیخود
کہ تو بلبل سیالی کہ تو قمری جنائی

حضرت مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے نظمیں بھی لکھی ہیں۔ پھول پر نظم کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

اے شمع حسن خوبی اے یوسف گلستاں
اے زیب حسن خوباں اے رنگ و بوئے جاناں
اے جلوہ گاہ قدرت اے سر پاک سبحاں
کیا کیا عیاں ہیں تجھ سے سوز و گداز پنہاں
تیری ہنسی نے بخشی شبنم کو اشکباری
بلبل کو نالہ بخشا نکہت کو بے قراری

نکہت نہیں ہے تیری یہ عاشقوں کی آہ ہے
یہ خامشی ہے، تیری یا حسن کی نگاہ ہے
داماں چاک تیرا عصمت کا جلوہ گاہ ہے
یہ پیرہن ہے تیرا یا خونِ بے گناہ ہے
از بسکہ بس رہا ہے دل میں خیال تیرا
چھوڑے گا خون کر کے رنگ جمال تیرا

o

بلبل ترا فسانہ دنیا میں جابجا ہے
یہ عشق تجھ کو ظالم بد نام کر رہا ہے
گل کو ہنسی کا موجب گلشن میں تیرا نالہ
فریاد تیری گویا آفت کا سامنا ہے

marfat.com

گل چیں صیاد دونوں تیری تلاش میں ہیں
تو گل کی جستجو میں دیوانہ ہو رہا ہے
اک نے وفا سے گل کی دم بازیوں میں آ کر
میری طرح سے تو بھی ظلمت میں آ پھنسا ہے
یہ شام وصل تیری صبح فراق ہے کیا
گل سامنے ہیں تیرے لیکن تو رو رہا ہے
قسمت میں کیا لکھا تھا یوں ذلتیں اٹھانا
جور و جفا اٹھانا اور ان سے لو لگانا

o

تیری طرح سے میں بھی قسمت کو رو رہا ہوں
تو گل کو رو رہا ہے میں دل کو رو رہا ہوں
آ دونوں مل کے روئیں او گل پہ مرنے والے
تو میرا ہمنوا ہو میں تیرا ہمنوا ہوں
لیکن ہے آہ ہم میں تفریق بھی بہت سی
تجھ کو خبر ہے کیا میں ہر درد کی دوا ہوں
تو حسن پہ ہے شیدا میں حسن ہوں سراپا
تو غیر پہ فدا ہے میں آپ پہ فدا ہوں
تو بیچتا ہے جا کے نالے چمن میں اپنے
میں آہ جگر سے چپکے سے کھینچتا ہوں
تجھ کو فغاں سے الفت مجھ کو فغاں سے نفرت
تو درد سے ہے نالاں میں درد پہ فدا ہوں

marfat.com

لیکن یہ میری سب کچھ یوہیں تعلیاں تھیں
''الفت کا یہ نشہ تھا جو کچھ بہک گیا ہوں''
ماہر دو عاشقائیم بررنگ و بو فدائیم
بر در گہش گدائیم محتاج و بے نوائیم

حضرت ثالث ضیاء الاولیاء خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی کی جناب سے حضرت بیخود جالندھری کے نام فرمان آیا کہ حضرت تونسوی کی تشریف آوری کے موقع پر قصیدہ تیار کر کے ارسال کرو تا کہ وہ اس وقت پڑھا جائے چنانچہ حضرت بیخود جالندھری نے حسب الارشاد مفصلہ ذیل چند خیالات پریشان، قرطاس نیاز پر لکھ کر ارسال کئے وہو ھذا۔

نغمہ گل در تہنیت تشریف آوری خواجہ عالی مقام محبوب تونسہ مقدسہ بہ فردوس محبت

کعبہ در آغوش ہے ہر ذرہ بت خانہ آج
خندہ زن ہے طور پر ساقی تیرا میخانہ آج
لذت سوزش سے واقف ہو چکا ہے خوب سا
دعوت شمع پر پھر آمادہ ہے پروانہ آج
خامشی آموز ہے بزم محبت میں ادب
ورنہ محشر تک کہوں میں درد کا افسانہ آج
پاسبان در ملک ہیں میں بسجدہ چوں ملک
لائے ہیں تشریف وہ در صورت جانانہ آج
خلوت مینا سے نکلی مے برنگ آہ دل
لوٹتی پھرتی ہے ہر سو گردش پیمانہ آج

marfat.com

چونکہ ہیں تشریف فرما یوسف تونسہ یہاں
طعنہ زن جنت پہ ہے یہ منزل کاشانہ آج
یوں تو قدموں میں ہے پھر حیف ہے حاضر نہیں
بچھو شبنم رو رہا ہے بیخود دیوانہ آج
از دو چشم نرگسیں آتش بداماں کردہ
ہر دو عالم رااسیر زلف پیچاں کردہ

o

ہے مزا کچھ زندگی کا آپ کا دیدار ہو
دل ہو یعنی درد ہو اور درد کا آزار ہو
کیوں نہ غرق مے کرے کوئی بھلا ایمان و دیں
جام ہو مینا ہو مطرب ساقیٔ گلنار ہو
اٹھ رہی ہے نکہت گل خیر مقدم کے لئے
تم جو زیب گلشن جاں زینت دربار ہو
آنکھ ہو جو وقف دید مطلع انوار ہو
سر جو ہو سو پائمال لغزش رفتار ہو
کیوں نہ حاضر ہو قیامت پائے بوسی کے لئے
توسن انداز پہ جب آپ سا دلدار ہو
مرحبا صد مرحبا اے خوبیٔ تقدیر ما
یوسف تونسہ بیائد درپے تنویر ما

marfat.com

مژدہ اے دل کہ مسیحائے زماں می آید
یوسف ناز بہ بازارِ جہاں می آید
نکہتِ باد صبا بوئے سلیماں آرد
ایں ہمہ رنگ کہ توبینی ازاں می آید
محمل جانِ حزیں گشت سراپا پرخوں
زاں سبب نالۂ مجنوں بزباں می آید
ساقیا وقت طرب است درِ میخانہ
بازکن باز کہ کینا بہ فغاں می آید
بسملِ عشق نہ آنست بتر سد از تیغ
گرچہ صد زخم بخلوتِ گہ جاں می آید
بیخود بلبلِ سیال غزل می گوید
رقصِ در جان و دلِ مست دواں می آید
ترکِ نوخیزدل آرائے سیالاں مددے
لمعۂ مطلع انوارِ حسیناں مددے
شبِ تاراست و رہِ وادیٔ الفت درپیش
جلوۂ حُسن ضیائے رُخِ جاناں مددے
دورم ازلیلائے مقصود وشب تیرہ وتنگ
اخترِ سوختۂ قیسِ بیاباں مددے
مئے دل سوز بہ جوش است وتمنائے بیتاب
آمدہ موسمِ گُل ساقیٔ مستاں مددے

marfat.com

دستگیر تو مہِ شمس بخواں اے بیخود
شمسِ حق شمسِ جہاں فخرِ سلیماں مددے

o

ساقی بیار بادہ کہ دلدار آمدہ
بوئے ززُلف لیلائے طرار آمدہ
گل شددلم ز فرحتِ نقش خیال او
ہمراہِ زلف ، نافۂ تا تار آمدہ
کردم ذخیرہ بوئے محبت بہ مصر دل
خبرم چوشد کہ حُسن بہ اظہار آمدہ
میکشِ خیال فردا بہ فردا سپرد کن
ہاں غم مخور کہ ساقی غم خوار آمدہ
حسنش گرفت جانِ حسیناں بیک ادا
عشقش بروئے حسن گرفتار آمدہ
عجب است حال دارِ شفائے تو اے مسیح
رفتم چنیں توانا وبیمار آمدہ!
گل را بگو کہ خون شود ہم چو عندلیب
کآں ترک مستِ ناز بہ گلزار آمدہ
ایں ہم ضیائے شمس وسلیمان وحامد است
عالم ہمہ زجرعۂ سر شار آمدہ
منم زعشقِ وے کنی اے بیخود خراب
ایں جابہ بیں کرشمۂ غفار آمدہ

marfat.com

(۱)

السلام اے نور شمس اولیں — السلام اے ماہ مصر جان و دین
السلام اے مطلع انوار شاں — السلام اے قبلہ کعبہ جاں
السلام اے قبلہ روحانیاں — السلام اے سرحسن بے نشاں
السلام اے عالم علم وحی — یاد حق را متن وہم دیباچہ
شان تو فی کل شانٍ تخجل — علم تو فی کل علمٍ مشتمل
کل یوم شان تو شان دگر — آیدت ہردم ازو جان دگر
السلام اے معجز روحانیاں — السلام اے شمس دیں شمس جہاں
چوں حدیث شمس آمد بر زبان — آفتاب چرخ ہفتم شد نہاں
شمس گو ؟ برجان عالم تافتہ — شمس کو؟ ملک سلیمان یافتہ
شمس گو؟ زیر قبائے سیدی است — ہم ازاں لاریب او آلِ نبی است
چوں بیان شمس آمد بر زبان — سر کیف مدالظل گشتہ عیاں
گشت ساری درعیاں اسرار عشق — حسن را بیروں کشید اظہار عشق
چونکہ بیند حسن ، حسن خویش را — خواست چشم مست ساقی جذبا
درمیان سوز عاشق ساز او — در نیاز ماہویدا ناز او
چونکہ حسنش ہر زماں در شان نو — عشق را ہم ذوق و شوق نو
چوں ز دست فرقتش حیراں شدم — در بہشت جاوداں نالاں شدم
چیست جنت از رخش حیراں شدن — سوئے روئش دیدن وگریاں شدن
جنت ما بر درش افتادگی — ما من ما در رہش آوارگی

marfat.com

ہاں الا! اے عندلیب خوش مقال — بازگو از شمس حق شمس سیال

چیست قلب باصفا بیدل شدن — خون سینہ خوردن و بسمل شدن

عشق فارغ از خودی و بیخودی — آگہی خود حجاب آگہی

در نقاب وحی آمد بر زمیں — عشق اعظم اسم رب العالمیں

ایں چہ بے رنگیست پیدا رنگ کرد — درمیان کفر و ایماں جنگ کرد

ایں چہ بے چونیست رنگ چوں شدہ — بلکہ چوں ہم باز گوناں گوں شدہ

جزو خود گر گم شود دراصل نیز باز — وصل ہم دشوار آید فصل نیز

جویم روزگار وصل خویش — باز گریم پیش روئش بیش بیش

باز عشقش می کشد بالائے دار — باز حق حق می کنم بر روئے یار

مرحبا اے عشق فتنہ خیز ما — شاد باش اے قاتل خوں ریز ما

حبذا اے درد خوش آزار ما — اے تو عیسیٰ دل بیمار ما

اے فضائے کلبہ احزان ما — اے نسیم غنچہ صد جان ما

اے عصائے عقل لنگ ما — اے تو کحل دیدہ دل تنگ ما

یا محمد دین شیخ مقتدی — آتنی فی کل یوم آتنی

بیخودم من با خودیم یار باش — پیش روحم منبع اسرار باش

اے جمال روئے تو در عین ما
عشق رویت مقصد دارین ما

(۲)

السلام اے نور شمس ذوالجلال — السلام اے ماہ حسن بے مثال

السلام اے راحت روحانیاں — السلام اے روح بخش بیدلاں

marfat.com

السلام اے کنت کنزاً رابیاں — السلام اے یوسف بازار جاں
یاد کر دی ایں سگ ناچیز را — مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
ایں غلامت وصف تو آہ چہ کند — از زبان خود بگو مر وصف خود
کاں منم اول ز آدم آمدم — از تجلی ہائے ذاتش بیخودم
کاں منم بر ملک مصرے تاختم — چونکہ نور از شمس ثانی یافتم
شمس ثالث ہم ازان ماشدہ — جان روح و روح جان ماشدہ
ایں ہمہ یک جان و بل یک قالب اند — در مراتب لیک دود ثالث اند
شمس خواں تو ہم محمد دیںؐ را — واں ضیاء الدین لیلےٰ بین را
باز جویم خنجر خوں بار دل — باز گردم گرد و پیش دار دل
باز دل بر درد او قرباں شدہ — یعنی درد لادوا درماں شدہ
آہ بیا ایں جان ما پر نور کن — پردہ دیدار را ہم دور کن
خون شدم در راہ درمانم بکن — از جمال خویش حیرانم بکن
ایں کہ می طلبم سراپا عشق است — نے چو طلب حوریاں ایں فسق است
داستان عشق است ایں نہ فغاں — نے زباں می باشد ایں را نے دہاں
نہ تمنا باشد و نہ التجا — نامرادی باشد عین مدعا
نامرادی ہم مراد دل بود — ایں حجاب آخر اسفل بود
ترک راہم ترک کن یک رو بباش — از ہمہ سو بگسل و یک سو بباش
ترک کن ہاں وعظ را اے دستگیر — لفظ را بگزار و معنی را بگیر
ایں کہ می گفتم نہ تنہا قال بود — ایں ہمہ از لطف ماہ سیال بود
شیر شد از لطف او یک برہ — آفتاب تافتہ بر ذرہ

marfat.com

فیض او در عالماں ضرب المثل — نگس را بخشید ہم او سوز دل
گر ترا بخشید او عرفان و حال — داد مارا ملک سخن بے مثال
من کہ بودم! بے سخن بے خانماں — کرد مارا خسرو شیریں زباں
شاد باش اے یوسف بازار دل — شاد ذی ہاں رونق گلزار دل

در چمن چوں موسم گل شاد باش
شاد باش و شاد باش آباد باش

o

لیلائے نادیدہ

حسن مستغنی ہے لیکن نالہ شب گیر ہے
گریہ طوفان طلب سے جادوئے تقریر سے
ورنہ دے کر کیوں جھلک سی ہم سے چھپتے ہیں حسین
ہم کو تو پردہ سہی ، پر یہ ہیں کیوں پردہ نشین!
چھپ رہا ہے خاک میں اے گوہر شب تاب تو
پہلے دلکش تھا بنا اب دلبر نایاب تو
دل کی منزل سے نشان پائے مہماں گم ہوا
جان کو تنہا چھوڑ کر وہ رونق جاں گم ہوا
بے زبانی کا گلہ ہے اک بیان زندگی
بے نشان ہو کر ہے ملتا کچھ نشان زندگی!
زندگی کہتے ہیں جس کو عمر بھر کی قید ہے
طائر دل یاں سراپا آرزو کا صید ہے!

marfat.com

محفل الفت سراپا خامشی کا نام ہے
موت یعنی ، زندگی کا آخری انعام ہے
التجائے دید بھی اک پردہ دیدار ہے
یہ تو بلکہ اور الٹا جان کا آزار ہے
یہ وہی دیدار ہے کہ جس کا میں سائل ہوا
یعنی بے دل ہو کے دل سے ناقص کامل ہوا
دل جو ٹوٹا پھر فریب جادوئے دیدار سے
گر پڑا ہو کر جدا میں نالہ منقار سے
جس کو غافل بو ہے سمجھا تو ،یہ گل کا نالہ ہے !
لالہ ہے اک داغ دل کا داغ میں سو لالہ ہے
بے حجابی بے وطن ہونے کی اک تفسیر ہے
ترک معنی سے ہو یدا لطف لفظ گیر ہے
آرزو سے جل اٹھی ، آہ ! میری کشت آرزو
خود اڑایا رنگ نے ، یعنی جمال رنگ و بو
اک امید نارسا سے بجھ گئی دل کی کلی
اس چمن کو راس ہے آتی ہوا کچھ پاس کی
مایہ دل کو میرے بے مانگی پر ناز ہے
ہو مبارک وصل سب کو مجھ کو فرقت ساز ہے
حسرت دیدار میں سو آرزو پوشیدہ ہے
آہ ! یہ دل ہے کہ گور لیلائے نادیدہ ہے

marfat.com

رو رہا ہوں تجھ کو اے گل جان سے بیزار ہوں
چھپتا پھرتا ہوں کہیں عیسیٰ سے وہ بیمار ہوں
باز لیلیٰ را فدائے روئے لیلا کردہ ام
یعنی معنی را بہ روئے لفظ پیدا کردہ ام
اسفل عالی نظر ہوں قیس کا ہم راز ہوں
درد کا انجام ہوں اور درد کا آغاز ہوں

o

والشمس عیاں از طلعتہ والليل ز زلف عطرتہ
فردوس نشاں از پیرہہ والعرش بپائے عظمتہ
قرآن حدیث صورتہ جبریل غلام خدمتہ
النور فدا بر عارضہ والصبح دمید از بشرتہ
سر مست غزال از نرگسہ والحشر بپا از قامتہ
الجن و بشر ہم بیخود او والحور و ملک فی مدحتہ

(بیاض بیخود)

حضرت بیخود جالندھری کا بعض پنجابی کلام ملاحظہ ہو

ر رنگ بیرنگ توں رنگ سارا رنگ ورنگ بیرنگ دا رنگ ہویا
تدوں حُسن تے عشق دا رنگ چڑھیا جدوں ہیر تے رانجھے دا سنگ ہویا
ہیر بنی مرلی رانجھے یار والی، رانجھا ہیر دے عین دا رنگ ہویا
بیخود رنگ سیالاں دا بہت اچھا جتھے دور دلے دا زنگ ہویا
ش شور ہویا بہت زور ہویا پیارے کُن کیہا فیکون ہویا
رانجھے اُٹھ کے مُرلی نوں پھوک ماری کملی ہیر دے دِلیدا خون ہویا

marfat.com

ذرے تڑپ کے سب سرشار ہوئے بادہ جام شراب گلگوں ہویا
شمس آ سیالاں نو رنگ لایا بیخود دیکھ عالم مفتون ہویا
ض ضیاء کمال اوہ شمس والی شمس نور اے جان جہان اُتے
نور شمس دے تھیں سب نور ہوئے نور شمس دا جسم تے جان اُتے
شمس نور اے قدم دے نور وچوں سر شمس دا لامکان اُتے
بیخود شان اے شمس دی بہت اُچی میرے وہم قیاس گمان اُتے

o

مزید چند اشعار ہدیۂ ناظرین ہیں۔

اب خیر نہیں بیخود ایمان کی اور دیں کی
اٹھتا ہوا جوبن ہے نکھرا ہوا میخانہ
تمکین بھی تھی ہوش وخرد فہم وذکا بھی
وہ لے گئے دل اور کوئی بولا نہ ذرا بھی (بیخود)

رحم کن برحال زارم یاالٰہ العالمیں
از طفیل شمس حق، شمس ہدایت شمس دین
دل بدہ یارب طفیل نور شمس العارفین
کآں بود فارغ ز سودائے خیال آن وایں
سو بار تجھے دیکھا ہے بے پردہ ولیکن
سو بار کہوں گا تیرا جلوہ نہیں دیکھا

مژدہ اے دل کہ تیرا راج دلارا آیا — لاڈلا شمس کا وہ صبح کا تارا آیا
عرش سے چاند گرا دل کی زمیں پہ یعنی — محفل ناز میں یوسف سا پیارا آیا

marfat.com

حواشی

۱ نواب مشتاق احمد خان: حیات فخر مطبوعہ نقوش پریس لاہور ۱۹۶۶ء طبع اول، صفحہ ۴، ۵، ۶، ۹ (مخلصاً)، کاروان حیات مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور طبع اول، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ (مخلصاً)، تذکرہ اولیائے جالندھر، صفحہ ۳۱۱

۲ نواب مشتاق احمد خان: موضع دھوگڑی ضلع جالندھر کے لودھی پٹھانوں کا شجرہ نسب مطبوعہ لاہور، صفحہ ۲۰

۳ حیات فخر صفحہ ۶۳، ۶۴، کاروان حیات، صفحہ ۴۷

۴ حیات فخر صفحہ ۵۷

۵ کاروان حیات، ضمیمہ الف، لودھی پٹھانوں کا شجرہ نسب صفحہ ۰:

۶ مکتوب اسد اللہ خان لودھی بنام مولف (محمد مرید احمد چشتی) مورخہ ۲۸ ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۵ راپریل ۱۹۹۸ء از نارتھ ناظم آباد، کراچی (سندھ)

۷ بیخود جالندھری: محبوب سیال صفحہ ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰

۸ محشرستان خیال مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس، لاہور ۱۳۲۸ھ صفحہ ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵

۹ مکتوب حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی بنام مولف مورخہ ۱۶ رنومبر ۱۹۹۵ء شریف ضلع سرگودہا

۱۰ مکتوب اسد اللہ خان لودھی بنام مولف مورخہ ۲۸ رذی قعدہ ۱۴۱۸ھ از کراچی

۱۱ مکتوب جمیل احمد خان لودھی بنام مولف مرقومہ ۱۲ رجون ۱۹۹۸ء از کراچی

۱۲ حیات فخر، صفحہ ۲۱۰

۱۳ مکتوب اسد اللہ خان لودھی بنام مولف مورخہ ایضاً

marfat.com

۱۴ مکتوب جمیل احمد خان لودھی بنام مولف مورخہ ایضاً

۱۵ محشرستان خیال، صفحہ ۳، ۴، ۵، ۶

۱۶ ایضاً

۱۷ محشرستان خیال، صفحہ ۲۷

۱۸ مکتوب اسد اللہ خان لودھی بنام مولف مورخہ ایضاً

۱۹ محشرستان خیال صفحہ ۴

۲۰ لودھی پٹھانوں کا شجرہ نسب، صفحہ ۲۳، مکتوب اسد اللہ خان لودھی بنام مولف مورخہ ایضاً

۲۱ محشرستان خیال صفحہ ۴

۲۲ مکتوب اسد اللہ خان لودھی بنام مولف مورخہ ۳۰ رمئی ۱۹۹۶ء از کراچی

۲۳ ایضاً

۲۴ محبوب سیال، صفحہ ۶۹

۲۵ ایضاً، صفحہ ۹۰

۲۶ علی اصغر چشتی صابری جالندھری: تذکرہ اولیائے جالندھر مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۵

۲۷ ڈاکٹر عبدالغنی: ملفوظات حیدری مطبوعہ لاہور ۱۴۰۴ھ صفحہ ۱۴۹

۲۸ تذکرہ اولیائے جالندھر، صفحہ ۲۴۶

۲۹ مکتوب اسد اللہ خان لودھی بنام مولف مورخہ ۲۵ راپریل ۱۹۹۸ء

۳۰ ایضاً، مورخہ ۳۰ رمئی ۱۹۹۶ء از کراچی

۳۱ ایضاً، مورخہ ۲۵ راپریل ۱۹۹۸ء از کراچی

۳۲ مکتوب جمیل احمد خان لودھی بنام مولف مورخہ ایضاً

۳۳ محمد الدین کلیم: سوانح حیات حضرت شیخ محمد سلطان نقشبندی کاشمیری امرتسری ثم لاہوری

marfat.com

مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور صفحہ ۱۶

۳۴ مکتوب اصغر علی چشتی جالندھری بنام مولف مورخہ ۸/ جمادی الآخر ۱۴۲۱ھ مطابق ۷/ ستمبر ۲۰۰۰ء از لاہور

۳۵ مکتوب متین کاشمیری بنام مولف مورخہ ۴/ اکتوبر ۲۰۰۰ء از لاہور

۳۶ مکتوب اسد اللہ خان لودھی بنام مولف مورخہ ۲۸/ ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۵/ اپریل ۱۹۹۸ء از ناظم آباد کراچی (سندھ)

۳۷ حضرت خواجہ سید برکت علی شاہ گیلانی چشتی نظامی خلچیانوی رحمۃ اللہ علیہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ مطابق اپریل ۱۸۷۵ء بروز دوشنبہ خلچیاں ضلع امرتسر، بھارت میں پیدا ہوئے۔ موضع خلچیاں برلب شاہراہ سوری امرتسر سے جالندھر کی جانب جاتے ہوئے انیسویں میل پر واقع ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی پیر سید مزمل شاہ تھا۔ آپ کا شجرہ نسب بیس واسطوں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت میاں محمد شاہ چشتی نظامی ہوشیار پوری سے بیعت وخلافت رکھتے تھے۔ منڈی رعیہ جو خلچیاں سے تقریباً چار میل جانب جالندھر برلب شاہراہ سوری (گرانڈ ٹرنک روڈ) واقع ہے، مڈل سکول میں پندرہ سال تک فارسی اور دینیات کے مدرس رہے۔ اس کے بعد خلچیاں کے قرب وجوار کے مختلف مواضع میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ امرتسر اور جالندھر کے مواضعات میں آپ کے ہزاروں مرید تھے۔ پابند شریعت اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔

۳۰ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ مطابق یک نومبر ۱۹۴۰ء بروز جمعۃ المبارک تین بج کر ۴۱ منٹ پر اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ○ مزار پُر انوار موضع خلچیاں میں مرجع خلائق ہے۔

(حکیم محمد موسیٰ امرتسری: اذکارِ جمیل مطبوعہ تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۶۳ء مخلصاً)

marfat.com

''اذکار جمیل'' کی فوٹو اسٹیٹ کاپی جناب خلیل احمد رانا صاحب مدظلہٗ جہانیاں منڈی ضلع خانیوال (پنجاب) نے فراہم کی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء (مولف)

نوٹ: جناب اسد اللہ خان لودھی صاحب مدظلہٗ نواسہ حضرت بیخود جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا ایڈریس جناب مشتاق احمد خان صاحب مدظلہٗ العالی نے فراہم فرمایا اور اپنی تصانیف اعزازی ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اجر عظیم دے آمین۔ (مولف)

marfat.com

باب بست وہفتم

سلطان الواعظین حضرت مولانا سلطان محمود گنجوی

خاندان اور ولادت

سلطان الواعظین مولانا سلطان محمود گنجوی رحمۃ اللہ علیہ قوم گوجر گوت کٹھیانہ سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے اسلاف میں حضرت حاجی محمد اکرم قادری رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل ہوگزرے ہیں۔اس بزرگ کی مزار شریف پختہ چاردیواری میں موضع گنجہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے جنوبی گورستان میں موجود ہے جس کی زیارت کے لئے گردونواح کے لوگ آتے جاتے ہیں کیونکہ صاحب مزار اپنے وقت کے کاملین اولیاء اللہ مستجاب الدعوات میں سے ہیں۔مزار مذکور کے متعلق یکصد بیگھہ زمین شاہان مغلیہ کے عطیات میں سے تھے۔فی الحال انگریزی کاغذات بندوبست میں معافی کے نام سے مندرج ہے جو کہ صاحب مزار کی اولاد سکنائے گنجہ عرف میانہ قوم گوجر گوت کٹھیانہ پر حسب حصص تقسیم ہے جس کے وہ اپنے اپنے حصہ کے مطابق مالک وقابض ہیں۔

حضرت مولانا سلطان محمود گنجوی کا کرسی نامہ درج ذیل ہے۔

مولوی سلطان محمود بن محمد بخش بن مخدوم عالم بن حافظ محمد نعیم بن حافظ محمد سعید بن حافظ نصر اللہ بن حافظ خدا بخش بن حافظ سلطان احمد بن حافظ محمد حیات بن حاجی محمد اکرم ولی کامل مکمل حنفی مذہباً قادری مشرباً بن نواب مقرب خان بن نواب محمد حسین خان۔(۱)

marfat.com

آپ اندازاً ۱۲۷۵ھ کو گنجہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔

تحصیل علم

حضرت مولانا سلطان محمود گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر علوم متداولہ حضرت مولانا شاکر محمد رحمۃ اللہ علیہ متوطن ڈیرہ غازیخان سے حاصل کیے۔ کافیہ کی کتاب حضرت مولانا حافظ محمد جمال الدین گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی بعد ازاں کتب صحاح ستہ کا درس مولوی رشید احمد گنگوہی سے لیا۔ گنگوہ میں صحاح ستہ کے سبق میں درج ذیل حضرات شامل تھے۔

۱۔ مولانا محمد ابراہیم ڈوگری ساکن ڈوگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

۲۔ مولانا حافظ نور عالم ساکن چنن تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

۳۔ مولانا محمد عبداللہ جہلمی، ضلع جہلم

طریق السالکین کے صفحہ ۵۴ پر خود لکھتے ہیں۔

الحمد للہ العلام والصلوٰۃ والسلام علی سید الانام وعلی الہ واصحابہ الکرام امابعد، راجی الطاف معبود بندہ محمود غفر اللہ ذنوبہ دستر عیوبہ میگوید کہ مسکین پُر ہجراں خاکبوس خدا پرستان وجان نثار زندہ دلان از وطن خویش دُور دُور رفتہ فیض خدمت اساتذہ کرام یافتہ وشرف حصول علوم برداشتہ اما اکثر علوم متداولہ از جناب والا خطاب زبدہ فاق عمدہ اخلاق غوامص دقائق کشاف حقائق شمس العلماء سراج الفضلا برگزیدہ بارگاہ صمد مولانا مولوی شاکر محمد صاحب متوطن ڈیرہ غازیخان طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ حاصل نمودہ وکتب صحاح ستہ بخدمت رئیس المحدثین زبدۃ المفسرین پسندیدہ احد مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دام برکاتہ بانجام رسانیدہ ودراں زمان کہ فقیر در گنگوہ سکونت پزیر بود چیدہ چیدہ اہل استعداد ان نکتہ شناس وصاحب علمان والا قیاس از دیار بنگال وہندوستان وپنجاب وخراسان شریک دورہ حدیث بودند ازاں جملہ مقبول بارگاہ کریم

marfat.com

مولانا مولوی ابراہیم صاحب ڈوگوی و زبدہ اذکیاء عالم مولانا حافظ نور عالم صاحب ساکن چنن زینت بخشان ضلع گجرات والطاف دستگاہ مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب رونق بخش ضلع جہلم شریک سبق صحاح بودند اوشانہ تعالیٰ درحیات ایشان برکات وافرہ عطا کناد آمین۔

بیعت

آپ گھوٹہ متصل ملتان میں حضرت مولانا حافظ محمد جمال الدین گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں زیر تعلیم تھے کہ استاد گرامی کی رفاقت میں سیال شریف حاضر ہو کر حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ السامی کے دست اقدس پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں۔

ودرزمانیکہ بخدمت کمالات آگین مولانا حافظ محمد جمال الدین☆ صاحب رونق فرمائے گھوٹہ متصل ملتان کتاب کافیہ می خواندم بہمرکاب جناب موصوف درسیال شریف حاضر شدہ بخدمت سراج السالکین ملاذنا بالحق والیقین ووسیلتنا عندرب اللعالمین مرشدنا ومولانا محمد شمس الملۃ والدین صاحب سیالوی چشتی نظامی قدس سرہ السامی بشرف بیعت وحصول توسل حضرات مشرف شدہ بودم وبجائے وظائف معمولہ خاندان چشتیہ نظامیہ فرمودند کہ کافیہ کافی است کہ طالبان علوم رادرزمان طالب علمی شغل علمی وظیفہ لطیفہ است۔

☆ صاحب بزم اسلاف کا بیان ہے۔

"حضرت مولانا حافظ محمد جمال الدین گھوٹوی حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے اور انتہائی با اخلاق جوہر شناس استاد تھے۔ حضرت مفتی ثانی عطا محمد رتوی فرمایا کرتے تھے کہ میرے لئے خصوصاً اور عام طلباء کے لئے عموماً حافظ صاحب موصوف خواجہ خضر سے کم نہیں تھے۔ ان کی ماہرانہ تدریس اور پر از اخلاق برتاؤ نے آپ کو حافظ صاحب موصوف کا دلدادہ اور ان کے ماحول کا گرویدہ بنا دیا۔ حضرت مفتی ثانی فرمایا کرتے کہ اگر حافظ صاحب جیسا استاد میرے لئے میسر نہ آتا تو شاید علم دین کی تکمیل نامکمل رہ جاتی کچھ عرصے کے بعد آپ کے بھائی الحاج قاری دین محمد رتوی کو تو وہاں کی تعلیم مکمل کر کے والدہ ماجدہ کی وفات کی وجہ سے رتہ شریف میں ہی سکونت اختیار کرنا پڑی لیکن آپ تین سال تک وہاں ہی رہے۔ آپ کو شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد جیسا ہم سبق اور ذہین طالب علم بھائی میسر آ گیا۔ آپ نے اپنے آرام کو یکسر خیرباد کہہ کر حصول علم میں کمال حاصل کیا۔ شرح وقایہ سے فصول اکبری تک کی کتب میں وہ مہارت حاصل کر لی کہ اگر آپ کو اپنے استاد کی مسند پر بیٹھ کر اسی مہارت اور اسی دلکش انداز میں تدریس کے فرائض انجام دینا پڑتے تو آپ آسانی سے عہدہ برآ ہو سکتے تھے۔

آپ فطری طور پر نمود و نمائش سے بیزار تھے جس کسی میں ذرا ریاکاری نظر آتی آپ اس سے دوری اختیار کر لیتے لیکن حافظ صاحب موصوف چونکہ صرف مدرس نہ تھے بلکہ ایک صوفی باصفا بھی تھے اور صوفیا کا ریا سے کیا تعلق لہذا آپ اس ماحول کا ایک حصہ بن کر رہ گئے شاید حافظ صاحب کا یہ اثر تھا کہ آپ کو اپنے استاد کے پیر حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد خستہ پیدا ہو گئی تھی جو آخر تک قائم رہی۔"

محمد عبید اللہ قاری بزم اسلاف مطبوعہ ایس ٹی پرنٹرز راولپنڈی ۲۰۰۱ء، صفحہ ۹۰-۹۱

marfat.com

اجازت وظائف

آپ نے رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ مطابق مارچ، اپریل ۱۸۹۳ء جلال پور شریف حاضر ہو کر محبوب سبحانی حضرت خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری قدس سرہ سے خاندان چشتیہ نظامیہ شمسیہ کے جملہ اوراد و وظائف کی اجازت حاصل کی چنانچہ طریق السالکین کے صفحہ ۵۴، ۵۵ پر خود لکھتے ہیں۔

پریسال در شہر رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ ہجریہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ بخدمت جناب مستطاب صاحب ارشادات رشیدہ مالک آیات حمیدہ مخزن اسرار ربانی مطلع انوار سبحانی کشاف معارف حقانی صراح عوارف رحمانی سجادہ نشین اعظم خلفاء راشدین باکمال حضرت سیال قدس سرہ شیخ الاصغر والاکبر شیخنا و مولانا حضرت سید غلام حیدر شاہ صاحب چشتی نظامی نور بخش جلال پور شریف نفع اسد المریدین بطول حیاتہ و مزید برکاتہ شرف قدمبوسی یافتہ اجازات وظائف خاندان چشتیہ نظامیہ شمسیہ حاصل نمودہ حسب ارشاد ایشان شروع کردم فی الحال لذات وافرہ و برکات متکاثرہ نمودار گردیدہ سبحان اللہ درین خاندان عالیشان چہ کمالات مکنونہ موجود اند کہ باندک رابطہ ایشان مطالب و مقاصد کونین بظہور می آیند۔

سیہ دل ہمہ کارہ ستم ولیکن — فدا یم ہمہ عاشقان خدا را
زلطفِ لطیفانہ امید وارم — کہ مجنون عشقت مرا کن خدایا

تبلیغ وارشاد

آپ چوٹی کے خطیب اور مقرر شیریں بیان تھے میدان خطابت میں وہ جوہر دکھائے کہ باید و شاید! آپ کے پر اثر وعظ کی شہرت دور دور تک پہنچی۔ برصغیر کے مختلف مقامات پر آپ کی بکثرت تقریریں ہوا کرتی تھیں۔

ایک عینی شاہد حضرت محبوب سبحانی جلال پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چوتھے عرس مبارک کی روئداد میں لکھتا ہے۔ عرس شریف کی تاریخیں ۲۲، ۲۳، ۲۴ مئی ۱۹۱۲ء تھیں مگر عاشقان اور حلقہ بگوشان حیدری تین چار یوم پہلے سے آنے شروع ہو گئے۔ ۲۱ مئی کو خاصہ مجمع تھا۔ ۲۲ مئی کی صبح کو مجلس وعظ منعقد ہوئی اور حویلی زیریں میں برلب تالاب شامیانہ نصب کیا گیا گو اس دن جناب سجادہ نشین مدظلہ العالی رونق

marfat.com

افروز نہیں تھے مگر صاحبزادگان، خلفاء، امراء وغیرہ بہت سے معزز اور موقر پیر برادران موجود تھے۔ حاضرین مجلس کی تعداد چار پانچ ہزار کے درمیان ہوگی۔ پہلے حافظ نور محمد صاحب سکنہ صدر راولپنڈی نے کلام الٰہی سے مجلس کا افتتاح کیا اور نہایت متانت اور سنجیدگی سے ڈیڑھ گھنٹہ تک اپنے پر مضمون وعظ سے حاضرین کو محظوظ کیا بعدہٗ مولانا مولوی محمود صاحب گنجوی مشہور واعظ اور فاضل پنجاب نے پورے دو گھنٹے وعظ فرمایا اور ایسی مدلل اور موثر تقریر فرمائی جس سے حاضرین نے بہت سبق حاصل کئے۔ مولوی صاحب موصوف اعلیٰ درجے کے خوش الحان ہیں خصوصاً جس وقت قرآن کریم کی آیات تلاوت فرماتے ہیں تو بے علم آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مولوی صاحب موصوف کا وعظ ۹ بجے سے لے کر گیارہ بجے تک شروع رہا..... لنگر کا اعلیٰ انتظام تھا۔ اس دن پیر برادران کی تعداد کا تخمینہ سات آٹھ ہزار کے قریب معلوم ہوتا تھا۔ ۲۳ رمئی ۱۹۱۲ء کو علی الصباح مجلس وعظ منعقد ہوئی اور شامیانے تانے گئے۔ مولانا مولوی محمود صاحب موصوف نے چھ بجے سے لے کر ۹ بجے تک وعظ فرمایا اور ایسے ایسے نکات اور لاینحل مسائل حل فرمائے کہ ہر طرف سے نعرہ احسنت و آفرین بلند ہوا۔ مولانا اچھے مذاق والے آدمی ہیں۔ اثنائے وعظ میں بعض اوقات کوئی نہ کوئی ایسی بات فرما دیتے تھے جو دیکھنے اور بادی النظر میں تو تفنن طبع کی حیثیت رکھتی ہے مگر آگے چل کر اس کا نتیجہ لوگوں کے دلوں کو پسیج دیتا ہے۔ مولوی صاحب کے وعظ کے دوران حضرت سید محمد مظفر علی شاہ صاحب سجادہ نشین مدظلہ العالی بمع صاحبزادگان وخلفائے عظام و حکام سول وملٹری وغیرہ پیر برادران کے رونق افروز مجلس ہوئے۔ آپ کے فرمان سے مولوی صاحب نے آپ کی موجودگی میں نصف گھنٹہ کے قریب وعظ فرمایا..... رات کے وقت چکوال کی ایک بوڑھی عفیفہ جو نہایت عابدہ متورعہ ہونے کے علاوہ بڑی اعتقاد اور اخلاص والی تھی اور جس کی عمر تقریباً ستر سال کے قریب ہوگی، ایک ناگہانی موت سے فوت ہوگئی۔ مجلس کے بعد بحکم جناب سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی حضرت صاحبزادہ سید محمد فضل شاہ صاحب ولی عہد سجادہ جنازہ میں شامل ہوئے اور تقریباً چار ہزار پیر برادران نے جن میں مردان خدا

marfat.com

اورصوفیائے کرام شامل تھے ،جنازہ میں شمولیت حاصل کی۔مولوی محمود صاحب نے جنازہ پڑھایا۔زہے قسمت اس عورت کے جو پیر کی جگہ مبارک دن شہادت کی موت سے شہید ہوئی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ الخ ۲۳ رمئی کو پیر برادران کی تعداد پندرہ اور بیس ہزار کے درمیان ہوگی گو ایسے مجمع عظیم میں ٹھیک تعداد معلوم ہونی دشوار ہے مگر لنگر کی تقسیم سے کچھ اندازہ لگ سکتا ہے۔

۲۴ رمئی ۱۹۱۲ء کو چونکہ ابر محیط تھا اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔اس لئے شامیانے نصب نہ کئے گئے پہلے حافظ نور محمد صاحب نے اپنا ایک مدحیہ قصیدہ جو طبع کرا کر ہمراہ لائے تھے۔بڑی محبت اور شوق سے سنایا اور حاضرین سے داد لی بعد ازاں مولوی نبی بخش صاحب واعظ رسول نگری نے قرارداد تقریباً دو گھنٹے پر تاثیر وعظ کیا پھر مولوی محمود صاحب مذکورالصدر نے اپنے وعظ سے لوگوں کے مشتاق دلوں کو تسکین دی اور بہت سی بدعات مروجہ سے لوگوں کو روگردانی کی ترغیب دی اور توبہ سے تلافی مافات کرائی۔.....الغرض اس دن مجلس نہایت پر رونق رہی اور خصوصاً کھیوا☆ قوال سکنہ لودیانہ نے اپنی خوش الحانی اور نازک خیالی سے حاضرین کو محو حیرت بنا دیا تھا۔(۳)

سید حبیب شاہ چشتی حیدری تلہ گنگی نے حضرت محبوب سبحانی جلال پوری قدس سرہٗ کے عرس مبارک کی کاروائی میں لکھا ہے۔

یکم و دوم مئی ۱۹۱۴ء مطابق ۵/۶ رجمادی الثانی ۱۳۳۱ھ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کا چھٹا عرس مبارک تھا۔فصل ربیع کی مصروفیتوں کے باوجود ہزار ہا پیر بھائی حاضر تھے۔فضلاء اور صوفیاء کی بڑی تعداد تھی۔

سلطان الواعظین مولانا مولوی سلطان محمود صاحب ساکن گنجہ ضلع گجرات ہر طرف کی دعوتیں

☆ کھیوا قوال حضرت خواجہ سید محمد شاہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت محبوب سبحانی جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جلال پور شریف آیا کرتا تھا۔مقامات المحبوب میں ہے۔"از مولوی محمد عبدالرحیم کڑی والہ نقل دارم سید محمد شاہ صاحب لدھیانوی اعتقاد یکہ بذات پاک محبوب سبحانی داشتند مثل اعتقاد حضرت ابوبکر صدیق بود بذات سرور کائنات ﷺ وبس"

(صوفی نور عالم شمس پوری: مقامات المحبوب (قلمی)، صفحہ ۱۶۲) مولف

marfat.com

چھوڑ کر مجلس عرس میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ نے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کی آیۃ قرآنی پڑھ کر 37b
لگا تار تین گھنٹے وعظ کیا اور ثابت فرمایا کہ صراط مستقیم دراصل انھی خدا رسیدہ بزرگوں کا رستہ ہے۔ (۴)

جناب حضرت خواجہ غریب نواز سید غلام حیدر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ساتواں سالانہ عرس حسب قرارداد جلال پور شریف میں ۵/۶ر جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۰/۲۱ر اپریل ۱۹۱۵ء کو بڑی دھوم دھام سے منعقد ہوا.....

عرس شریف کی مبارک تقریب پر ہمارے مخلص برادران طریقت کافی تعداد میں جمع ہو کر فیوضات حیدری سے بہرہ ور ہوئے جن کی مجموعی تعداد سات آٹھ ہزار سے کسی صورت کم نہ تھی جن میں ہر طبقہ اور گروہ کے لوگ شامل تھے۔ حسب معمول دونوں روز پہلے واعظ اپنے مواعظ و نصائح سے حاضرین کو صراطِ المستقیم اور سبیل الرشاد چلنے کی رہنمائی کرتے رہے..... واعظین میں سے قابل ذکر مولانا مولوی محمود گنجوی اور مولوی میر اسد اللہ صاحب گجراتی ہیں۔ (۵)

۵،۶ر جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ مطابق ۹،۱۰ر اپریل ۱۹۱۶ء کو بروز یکشنبہ و دوشنبہ جلال پور شریف ضلع جہلم میں نہایت دھوم دھام اور تزک و احتشام سے انعقاد پذیر ہوا تھا۔ جناب حضرت قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا آٹھواں سالانہ عرس تھا.....

واعظین میں مولانا محمود گنجوی کا وعظ قابل تعریف تھا۔ (۶)

marfat.com

سیال شریف حاضری

آپ کو اپنے شیخ کامل واکمل سے بے پناہ عقیدت تھی۔ اکثر سیال شریف حاضر ہوتے تھے ۔دارالعلوم سیال شریف کے ممتاز اراکین میں سے تھے۔ اعراس پر تقریر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ثالث سیالوی قدس سرہٗ کے دور ہمایوں میں بھی سیال شریف حاضر ہوتے تھے۔ (۸)

درس وتدریس

آپ موضع گنجہ میں اپنی آبائی مسجد میں امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ تعلیم وتدریس میں بھی مصروف رہے۔ کافی حضرات نے آپ سے علوم دینیہ مروجہ کی تعلیم حاصل کی۔ ڈیرہ غازی خان میں بھی آپ مدرس رہے۔ (۹)

اخلاق ومحاسن

سلطان الواعظین حضرت مولانا سلطان محمود گنجوی عابد و زاہد اور متقی تھے۔ جید عالم اور مفتی تھے۔ آپ کا فتویٰ چلتا تھا۔ نظر اور زبان میں بڑی تاثیر تھی ۔ ہندو بھی آپ کے معتقد تھے۔ طبیعت میں استغنا تھا۔ انگریزی تہذیب سے سخت نفرت تھی۔ دلیر، نڈر اور بے باک انسان تھے۔ مناظرہ میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ وہابیہ، شیعی مناظر کو پہلے ہی مرحلہ میں لاجواب کر دیتے تھے۔ آپ شیعہ سُنی مناظرہ جنڈ ضلع اٹک میں اہل سنت کی طرف سے مناظر تھے۔ اہل حدیث مناظر کو موضع رجاوی میں شکست سے دوچار کیا۔ آپ کی زمین سے کوئی چوری کرتا تو اس کی بینائی سلب ہو جاتی تھی۔ خضر حیات ٹوانہ سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے مراسلت تھی۔ وہ آپ کی بیحد عزت وتوقیر کرتا تھا۔ کئی بار اراضی کی پیش کش کی جسے آپ نے ٹھکرا دیا۔

marfat.com

مریدین

اضلاع اٹک، راولپنڈی اور ڈیرہ غازی خان میں آپ کے عقیدت مند اور مرید تھے۔

کتب خانہ

آپ نے ایک بہت عمدہ اور اعلیٰ کتب خانہ جمع کیا ہوا تھا جس میں انواع واقسام کی مختلف کتب موجود تھیں اور اہل تشیع کی امہات الکتب بھی تھیں۔ اب یہ کتب خانہ مولوی محمد چراغ مہتمم مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ کی تحویل میں ہے۔ (۱۰)

وصال اور مدفن

آپ کو وصال سے قبل سات روز بخار ہوا اور اسی بخار میں ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ مطابق ۵ر دسمبر ۱۹۲۶ء کو گنجہ میں وصال ہوا۔ (۱۱) انا للہ و انا الیہ راجعون ٥

قبر انور گنجہ کے قبرستان میں حضرت حاجی محمد اکرم قادری رحمۃ اللہ علیہ کی چار دیواری میں واقع ہے اور مرجع خلائق ہے۔ مورخہ ۲ر مئی بروز سہ شنبہ مطابق ۳ر ربیع الاولیٰ ۱۴۲۷ھ بعد از نماز ظہر مجی ومخدومی حضرت حافظ غلام حسین سیالوی مدظلہ العالی کی رفاقت میں سلطان الواعظین حضرت علامہ سلطان محمود گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ کافی وقت مزار پاک پر گزارا۔ خنک ہوا چلتی رہی۔ بہت سکون اور راحت ملی۔

حضرت حاجی محمد اکرم قادری المعروف حاجی صاحب بزرگ اللہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ حضرت حاجی صاحب بزرگ اللہ گنجہ کے ایک باسی غلام حیدر مغل کے خواب میں تشریف لائے اور مغل صاحب کو ارشاد فرمایا کہ قبر پر گنبد تعمیر کرو۔ چنانچہ غلام حیدر مغل نے ۳ر مارچ ۱۹۸۷ء کو گنبد کی

marfat.com

بنیاد رکھی ۔اہل گنجہ نے بھی مالی تعاون کیا۔مزار پر خوبصورت اور عالی شان گنبد تعمیر ہے اور گنبد کے گرداگرد چاردیواری ہے۔اسی چاردیواری میں مشرقی سمت سلطان الواعظین حضرت گنجوی مرحوم کا مزار اقدس ہے اور ساتھ ہی ان کے فرزند مولوی سلطان احمد گنجوی مرحوم کی قبر ہے۔مزارات کچے ہیں ۔ان کی مسجد کی بھی زیارت کی ۔اللہ تعالیٰ حضرت حافظ صاحب موصوف کو جزائے خیر کثیر عطا فرمائے جن کے توسط سے مزار پر حاضری کی دیرینہ خواہش کی تکمیل ہوئی۔الحمدللہ علیٰ ذلک

اولاد

آپ کا ایک بیٹا مولوی سلطان احمد گنجوی جید عالم تھا۔مولوی سلطان احمد گنجوی کے دو فرزند تھے۔

۱ مولوی عبدالعلی قادری مرحوم سکول ٹیچر منشی محلہ منڈی بہاؤالدین

۲ مولوی عبدالغنی مرحوم (۱۲)

تصانیف

آپ نے تصوف پر ایک کتاب ''طریق السالکین''لکھی جو اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے طبع ہوئی اور مدیر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین نے اپنے کارخانہ صوفی آب حیات سے شائع کی۔کتاب کا موضوع تصور شیخ ہے۔

طریق السالکین از تالیف لطیف عالم ربانی جامع علوم عقلی ونقلی مولانا مولوی محمود صاحب گنجوی عم فیضہٗ ۔تصوف ۔قیمت ۴؍آنے ۔ (۱۳)

مدیر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین حضرت ملک محمد الدین چشتی حیدری مرحوم لکھتے ہیں۔

طریق السالکین ۔یہ تصوف کی کتاب عمدہ اور نایاب قابل ملاحظہ ہے۔(۱۴)

marfat.com

حواشی

۱ کرسی نامہ اقوام گوجر (میانہ)، قلمی مملوکہ میاں فضل حق قادری ساکن لالہ موسیٰ محلہ کریم پورہ

۲ رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ستمبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۴۷

۳ رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین، شعبان المعظم ۱۳۳۰ھ مطابق جولائی ۱۹۱۲ء، جلد ۷، نمبر ۱، مطبوعہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ

۴ ماہنامہ صوفی پنڈی بہاؤالدین، جون ۱۹۱۴ء، بحوالہ امیر حزب اللہ مطبوعہ لاہور ۱۳۸۴ھ صفحہ ۱۹۸

۵ ماہنامہ صوفی پنڈی بہاؤالدین، مئی ۱۹۱۵ء صفحہ ۴۳

۶ ایضاً، مئی ۱۹۱۶ء صفحہ ۳۶

۷ انٹرویو میاں فضل حق قادری صاحب مدظلہٗ بر رہائش گاہ حضرت حافظ غلام حسین سیالوی، لالہ موسیٰ (پرانا) ضلع گجرات

۸ فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد سوم مطبوعہ لاہور ۱۴۱۰ھ

۹ انٹرویو میاں فضل قادری مدظلہٗ، مہر منیر صفحہ ۴۱۰

۱۰ ایضاً

۱۱ پندرہ روزہ النجم بابت ۷/۲۱ رجب المرجب ۱۳۴۵ھ

۱۲ انٹرویو میاں فضل حق قادری مدظلہٗ

۱۳ ماہنامہ صوفی پنڈی بہاؤالدین، جنوری ۱۹۱۷ء صفحہ ۴۶، فروری، مارچ ۱۹۱۷ء صفحہ ۷۸، مئی ۱۹۱۷ء صفحہ ۵۸، جولائی ۱۹۱۷ء، صفحہ ۴۶، اکتوبر ۱۹۱۷ء صفحہ ۵۱

۱۴ ماہنامہ صوفی پندی بہاؤالدین، جنوری ۱۹۱۶ء صفحہ ۵۴، مئی ۱۹۱۶ء صفحہ ۵۵

marfat.com

نوٹ: حضرت میاں فضل حق قادری مدظلہٗ حضرت مولانا سلطان محمود گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے فرد ہیں۔ نیک اور متشرع بزرگ ہیں۔ قادری سلسلہ میں لاہور کے ایک بزرگ سے بیعت ہیں۔ ان کا شجرہ حضرت علامہ سلطان محمود گنجوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح ملتا ہے۔

میاں فضل حق قادری بن رحمت علی بن غلام محمد بن نظام دین بن نیک عالم (برادر حقیقی مخدوم عالم) بن حافظ محمد نعیم۔ مولف

marfat.com

ہندوستان کے علاوہ پنجاب کے درج ذیل علمائے کرام نے طریق السالکین کو اپنی مواہیر سے مزین فرمایا۔

۱۔ حضرت خواجہ محمد معظم الدین مرولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، معظم آباد شریف ضلع سرگودہا

۲۔ حضرت مولانا حافظ محمد جمال الدین گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ، گھوٹہ مضافات ملتان شریف

۳۔ حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، گولڑا شریف ضلع راولپنڈی

۴۔ حضرت شیخ عبداللہ گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، چک عمر ضلع گجرات

۵۔ حضرت قاضی احمد الدین چکوالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، چکوال شہر

۶۔ حضرت مولانا محمد امام الدین برنالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، برنالی ضلع گجرات

۷۔ حضرت قاضی محمد سعد الدین موہڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، موہڑہ کدلتھی ضلع چکوال

۸۔ حضرت مولانا نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۹۔ حضرت مولانا خدا بخش ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۰۔ حضرت مولانا نظام بخش ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۱۔ حضرت مولانا عبدالرحمن ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۲۔ حضرت مولانا عبدالعلیم ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۳۔ حضرت مولانا محمد علی ساہی والی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۴۔ حضرت مولانا محمد عبدالکریم قطبالوی، ضلع راولپنڈی

۱۵۔ حضرت مولانا کلیم اللہ مچھیانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، مچھیانہ ضلع گجرات

حضرت مولانا سید ابو محمد برکت علی شاہ بجواڑی ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) نے طریق السالکین پر منشور تقریظ رقم فرمائی۔ حضرت مولانا حافظ غلام علی شاہجہانی☆ نقشبندی مجددی معصومی رحمۃ اللہ

☆ شاہ جہان، لالہ موسیٰ کا مضافاتی گاؤں ہے جو براہ جی ٹی روڈ واقع ہے۔ مولف

marfat.com

تعالیٰ علیہ نے منظوم تقریظ لکھی وہو ہذا۔ ؎

بحمد اللہ چہ شد مطبوع کتابے — بہ زیب و زینش والا خطابے
جناب مولوی محمود درگاہ — کہ ہمچوں او ندیدم در عمر گاہ
چہ مولانائے فاضل بے نظیر است — بعلم و عمل کامل بے نظیر است
بکنگی گنجوی چشتی نظامی — شدہ مشہور آں صاحب گرامی
بعالی ہمت و فکر معالی — نوشتہ ایں کتاب بے مثالی
تصور صورت مرشد خیالی — مجوز کرد مولانائے عالی
بآیات و حدیث و روایت — زسند کتب ہائے بے نہایت
زطرز صوفیاں کامل مکمل — فقیہ وہم محدث گشت شامل
زہاتف غیب تاریخش چو جستم — ہرانچہ گفت ما او را نوشتم

۵

غلام از بے سرہا ماں شنیدہ — طریق السالکین راہست عمدہ

۱۳۱۱ھ

حضرت حافظ فتح محمد فاروقی دہلوی حنفی چشتی نظامی نیازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتخلص بہ حقیر نے تقریظ میں لکھا ہے ؎

حضرت محمود چوں تالیف کردہ ایں کتاب — راست می گویم کہ ہست ایں نسخۂ مصباح دیں
کے بداند ہر کہ خفاش است قدر آفتاب — مے شناسد ہر کہ چشم قلب دارد بالیقین
ہر کہ دید ایں نسخہ را گفت زروئے اعتقاد — رہبر اہل تصوف ہم چراغ عارفین
غالب است ایں ہر کہ خواند ایں کتاب پرضیا — دل صفا گردد مثال آئینہ اے ہم نشیں

marfat.com

۱۰۰ ۵

چوں سر قاذف بریدو گردن وہابیاں — سال تاریخش عیاں شد چوں مہ و مہر مبیں
ہاتف غیبی بگفتا بے تکلف اے حقیر — رہبر اہل معارف ایں طریق السالکین

۱۳۱۱ھ

کتاب کے خاتمہ پر یہ شعر رقم ہیں ۔

بحمداللہ مکمل شد رسالہ — سہ شبہات راتیغ است قاطع
حریم خانۂ دل پاک بیناں — منور کرد چوں مہتاب ساطع
شب انکارہا شد رخت بستہ — چو خورشیدش بعالم گشت طالع

ٹائٹل پیج کے دوسری طرف (اندر) یہ اشعار ہیں ۔

بتائید خداوند ایں رسالہ — نقاب از روئے روشن برکشودہ
ضیائے نوربخش دیدہ بے نور — شفائے خاطرِ جانہا غنودہ
درونِ پردہ خفا شان گزیدند — چو مہر شوکتش جلوہ نمودہ
شباشب دزدِ دین مفرور گشتہ — چو صورت صولتِ آن را شنودہ
عدوِ خویش را دل ریش کردہ — مُحبِ خویش را پیرش سودہ
بحسنِ فکرو ترتیبات احسن — چراغ خانۂ دل پاک بودہ
بآیات و حدیثات پیغمبر — تصورِ شیخ را ثابت نمودہ
زحضراتِ مشائخ بر گزیدہ — روایات جلی برہم ستودہ
زارباب احادیث و فقاہت — اسانیدِ قوی برہم زدودہ
زمتنِ کتب ہا بالا و نامی — عباراتِ مدلل بر فزودہ

marfat.com

مواہیرِ مشاہیر گرامی غباراتِ شکوک از دل ربودہ
طفیل عاشقانت یاالٰہی
کنی رحمت برین مسکین کشودہ

بقول حضرت مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مدظلہ العالی انجمن نعمانیہ لاہور کے ماہواری رسائل میں حضرت مولانا محمود گنجوی حنفی چشتی نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعض کتب کے نام ملتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

کتاب طریق السالکین ۱۸۹۳ء میں ۱۳۰۰ کی تعداد میں در مطبع اسلامیہ لاہور باہتمام مولوی کریم بخش طبع گردید۔ طریق السالکین اٹھاون صفحات پر مشتمل ہے۔

marfat.com

تبصرے
(اشاعت اول)

مرتبہ

افتخار الحق حمیدی

marfat.com

حضرت علامہ سیّد محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی

ممبر اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان اسلام آباد

۷۸۷
۷۹۷
۳۱۳
۳۴۵

حضرت عالی مقام! اسلام مسنون، مزاج گرامی؟

کتاب دیدہ نواز ہوئی، جزاکم اللہ، چند سطور تحریر خدمت ہیں۔ دراصل اب میری طبیعت بہت خراب ہے۔ لکھنے پڑھنے سے تکلیف ہوتی ہے لہٰذا اب ماضی ماضی بن چکا ہے۔ دعا کی ضرورت ہے

فَوزُ المقَال فِی خُلَفَاءِ پیر سیَال

۱۴۱۰ھ

حضرت علامہ محمد مُرید احمد سیالوی مدظلہ السامی نے اعلیٰ حضرت شمس معرفت سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم المرتبت خلفاء پر کتاب لاجواب فوز المقال کے نام سے لکھی ہے۔

باکمال لوگوں پر لکھنے کے لئے کسی باکمال شخصیت کی ضرورت تھی اور مولانا موصوف نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ باکمال شخصیت ہیں۔ کتاب کی عبارت میں شاندار تسلسل ہے، فصاحت و بلاغت ہے۔ روانی ہے، فن بیان کی رعنائیاں ہیں، کئی مقامات تو سہل ممتنع کی صفت سے موصوف ہیں۔

ان ظاہری خوبیوں کے ساتھ باطنی خوبیوں بھی کتاب میں موجود ہیں۔ واقعات بالکل صحیح ہیں۔ حوالہ جات درست ہیں، ماخذ معتبر ہیں، حسن ترتیب ہے اور جو خلفاء گرامی شاعر ہیں، ان کے

marfat.com

اشعار، غزلیں، نعتیں اور قصائد بھی دلوں کی کشش کا باعث ہیں۔

چھپائی بہت عمدہ ہے، جلد شاندار ہے الغرض کتاب صوری و معنوی خوبیوں سے مزین ہے۔

فقیر طویل عرصہ سے حضرت مولانا سے متعارف ہے، قلمی دوستی ہے اور قلبی محبت ہے۔ وہ مشائخ چشت کے عموماً اور خاندان ذیشان شمس معرفت علیہم الرضوان کے خصوصاً عاشق ہیں،

لباس میں سادگی اپنے رفیع المقام مرشد حضور شیخ الاسلام سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وراثت میں پائی ہے۔ انہوں نے مولانا موصوف کو تحقیق کا وافر حصہ بھی عطا فرمایا ہے۔ تحقیق و تجسس میں مختلف احباب سے ملے ہیں۔ کئی آستانوں پر حاضری دی ہے، انہیں بھی کریدا ہے جنہیں کریدنا مشکل ہے۔ کئی فولادی انسانوں کو بھی موم کرنے کی کوشش کی ہے، کچھ فولاد موم کئے ہیں اور کچھ فولاد فولاد ہی رہے ہیں اور اپنے اسلاف کے حالات عطا کرنے سے گریز کیا ہے۔ کاش وہ ایک عمدہ ترین کتاب میں اپنے اسلاف کی عظمتیں درج کرا سکتے۔

فقیر سمجھتا ہے کہ مولانا کے گوہر بار قلم سے ابھی اور کئی کتابیں جلوہ ریز ہوں گی، مجھے معلوم ہے کہ حضرت ثانی لاثانی سیالوی اور حضرت مجاہد اعظم ثالث سیالوی علیہم الرضوان پر وہ کتابیں لکھ چکے ہیں، مشائخ عظام ان کے دستگیر ہیں اور راہ کی صعوبتیں ان کے جادہ پیما قدموں کے لئے رکاوٹیں نہیں بن سکیں گی۔ میں نے تو عرض کرنا ہے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اللہ کریم زور قلم اور زور عمل میں اضافہ فرمائے اور مولانا: ' ں اللہ کی دلنواز داستانیں رقم فرماتے رہیں۔ (مکتوب مرقومہ ۲۰ راگست ۲۰۰۱ء، منگل)

مردانِ حق کے ترجمان

دربار سدا بہار سیال شریف کے مشائخ اپنی پوری تاریخ میں علوم ظاہری و باطنی بانٹنے میں اپنی

marfat.com

مثال آپ تھے۔ سنور شمسِ معرفت ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ اقدس میں جو علمی، عملی اور روحانی فیض پھیلایا ہے۔ اس کی مثال نایاب ہے۔ گلشن اسلام میں ہزاروں نہیں لاکھوں گلہائے سرسبد لگائے جن کی مہک سے برصغیر معطر ہوگیا۔ اسی مشن کو حضور ثانی لاثانی سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری وساری رکھا اور پھر وراثت میں اپنے جانشین مجاہد اعظم حضرت ثالث غریب نواز سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔ حضور ثالث سیالوی نے جس طرح انگریز سے ٹکر لی، وہ ملتِ اسلامیہ برصغیر کی درخشاں تاریخ ہے۔ اب حضور شیخ الاسلام آستانہ قدسیہ سیال شریف کے مسند نشین ہوئے تو آپ نے اسلامی علوم وفنون کے پھیلانے میں ریکارڈ کام کیا۔ روحانیت کو عام کیا۔ مسلمانوں کو منظم فرمایا، انگریز کی مخالفت تو آپ کو ورثے میں ملی تھی، اس میں مزید اضافہ فرمایا، خضر حیات کی وزارتِ عظمیٰ سے ٹکر لی اور اسے شکست فاش دی۔ سب مکاتب ِ فکر کے علماء آپ کی علمی عظمت کے معترف تھے۔ آپ کے سامنے کوئی لب کشا نہیں ہوسکتا تھا۔ ادب کے آپ تاجدار تھے تو ولایت کے مرجع تھے، ہزاروں اولیاء آپ کے دامن میں پلے بڑھے اور شجر سایہ دار بنے۔ آج اس مسند عالی پر مرشد اہل سنت ، امیر شریعت مدظلہ السامی رونق افروز ہیں اور عشق ومحبت کے دریا آپ کے نورانی قدموں سے بہہ رہے ہیں اور عشاق کہہ رہے ہیں ع

تیرا ڈیرہ رہے میرا پھیرا رہے

دربار عالی وقار کے بارہ میں خطابات بھی ہوئے، ذکر پاک بھی ہوا، اخبارات ورسائل میں بھی بہت کچھ لکھا گیا، کچھ کتابیں بھی آئیں مگر چشم محبت دیکھ رہی تھی کہ کوئی جامع کتاب سامنے نہیں آئی، چشم فلک اس مرد خود آگاہ کو دیکھنے کی منتظر تھی جس کا قلم مشائخ آستانہ قدسیہ کے مشائخ علیہم الرضوان کی مساعی جمیلہ وحسینہ اس حسین انداز سے کہے کہ اہل سنت وجد میں آئیں اور پیر سیال لج پال کی لج پالی کے نغمے گونجنے لگیں۔ آستانہ قدسیہ کی کئی محافل میں اس موضوع پر آستانہ قدسیہ کے غلاموں نے بات کی، کئی عظیم المرتبت حضرات کی طرف اشارے بھی کئے کہ ان سے التجاء کی جائے کہ وہ جامع

marfat.com

کتاب لکھیں مگر قرعۂ انتخاب کسی پر نہ پڑ سکا۔

پھر ایک ، عاشق و محبت خود آگے بڑھا۔ آستانہ قدسیہ پر کام کا آغاز فرمایا۔ اس سلسلہ میں وابستگانِ دربار سدا بہار سے رابطے بھی فرمائے، سفر کی صعوبتیں بھی برداشت فرمائیں، شب و روز محنت بھی فرمائی اور قلم بھی چلتا رہا، کئی ضخیم جلدیں مشائخ سیال شریف کی نذر کر دیں۔ فقیر سمجھتا ہے کہ آستانہ قدسیہ کا یہ انسائیکلوپیڈیا بن گیا ہے جس میں اتنی معلومات اکٹھی کر دی گئیں ہیں کہ محققین اور مورخین قیامت تک ان سے مستفید و مستفیض ہوتے رہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مشائخ سیال شریف کی لطف و کرم والی نگاہوں نے حضرت علامہ محمد مُرید احمد چشتی سیالوی کو اس مہتم بالشان کام کے لئے خود منتخب فرمایا اور وہ اس عظیم کام کے کرنے میں کامیاب ہوئے اور وہ شمس و قمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی روشنی سے، پاکستان کو منور فرما دیا۔ اس میرے عزیز برادر بھائی پر ہمیشہ پیر سیال لج پال کا سایہ عاطفت و رحمت رہے ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

خاکِ راہ شمسِ ضحیٰ

غبارِ راہِ قمر اولیاء

فقیر سید محمد ذاکر حسین شاہ

ایک خواہش کی قدرے تکمیل

حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں۔

چنانچہ امسال ۲۴ رصفر ۱۴۰۰ھ کو جو عرس مبارک منعقد ہو رہا ہے، وہ صد سالہ عرس ہوگا۔

اس فقیر پر تقصیر کو کئی پشتوں سے اس شمس سپہر ولایت سے نسبت غلامی ہے۔ میں نے اپنا فرض سمجھا کہ اس تقریب سعید پر ایک گلدستہ عقیدت ضیائے حرم کے ایک خاص نمبر کی صورت میں پیش

marfat.com

کروں جس میں حضرت شمس العارفین کے روح پرور حالات، حیرت انگیز کمالات اور بے پایاں روحانی فیوض و برکات کے ذکر جمیل کے ساتھ اس ''بارگردوں وقار'' کے سجادہ نشین حضرات کی دینی، روحانی، علمی اور سیاسی جلیل القدر خدمات کا بیان بھی ہو جائے تا کہ ہماری نوخیز نسل تاریخ کے آئینہ میں دربار سیال شریف کے عظیم کارناموں کا مطالعہ کر سکے جن سے گذشتہ ڈیڑھ صدی کا دامن جگمگا رہا ہے۔

کام شروع کرنے سے پہلے مجھے اس موضوع کی وسعت اور گہرائی کا صحیح اندازہ نہ تھا۔ میرا خیال تھا کہ ارباب علم و تحقیق اور اہل قلم کے تعاون سے یہ مرحلہ چند ماہ میں بآسانی طے ہو جائے گا لیکن مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میرے اندازے اور قیافے بعید از حقیقت تھے۔ حضرت شمس العارفین قدس سرہٗ کی سیرت طیبہ کو کماحقہٗ مرتب کرنے کے لئے تو سالہا سال کا مطالعہ، تحقیق و تفحص اور غور و فکر درکار ہے۔ معرفت کے اس بحر مواج کو عبور کرنے کے لئے علم و فراست، اولوالعزمی اور بالغ نظری کی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔ یہ مورناتوں، ایک شہباز کی رفعت پرواز کا کیونکر اندازہ لگا سکتا ہے۔

اس ذرہ ناچیز کو کیا حق پہنچتا ہے کہ آفتاب حقانیت کی ترجمانی کرے۔ یہ سمجھتے ہوئے بھی میں اس سعی کو، گو یہ ناتمام ہے، اپنے لئے اور اپنے اہل وطن کے لئے سراپا خیر و برکت یقین کرتا ہوں۔ مجھے اعتراف ہے کہ یہ نمبر شایانِ شان طریقہ سے شائع نہیں ہو سکا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ وقت کی کمی، وسائل کا فقدان، بعض احباب کی سرد مہری اور بے التفاتی اور سرفہرست میری عدم اہلیت۔ اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبول بخشے یا تو مجھے ہی توفیق ارزانی فرمائے کہ میں اس ادھورے کام کو مکمل کر سکوں یا کسی ☆ صاحب بصیرت اور عزیمت کو اس فرض کی تکمیل کی طرف راغب کر دے تا کہ وہ شایان شان طریقہ پر اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکے۔ **وماذالک علی اللہ بعزیز**

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، حضرت شمس العارفین نمبر، جنوری ۱۹۸۰ء صفحہ ۶، ۷)

☆ اس کام کو جناب حاجی محمد مُرید احمد چشتی سیالوی نے شایانِ شان طریقہ سے سرانجام دیا ہے۔ مرتب

marfat.com

خواب

۱۷ ستمبر ۲۰۰۶ء بروز یکشنبہ بوقت سحر سیال شریف حضور فخر الاسلام خواجہ حافظ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے بڑی شفقت اور مہربانی فرمائی۔

ارشاد ہوا۔ فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد سوم ہوتی تو میں جلد اول کی طرح اس کی بھی ۴۱۰ منزل بمنزل تلاوت کرتا۔ خاکسار مولف نے نذر کرنا چاہی لیکن موجود نہ ہونے کے باعث ایسا نہ کر سکا، جس کا بیحد افسوس ہوا۔

بعد ازاں بندہ نے چند معروضات پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ آنحضور نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی۔

عرض کیا کہ حضرت حافظ شفیق احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کس سنہ میں حضرت خواجہ سید عباس علی شاہ گیلانی قدس سرہٗ (مدفون ٹھٹھی نور احمد شاہ مضافات پنڈی گھیب) کی خدمت میں اپنے عقدہ کے لئے حاضر ہوئے۔

آنحضور کے حافظہ میں جواب محفوظ نہ رہا۔

بعد ازاں سیال شریف میں ہی ایک نو تعمیر کوٹھی میں آنحضور تشریف لائے۔ بیشمار مجمع تھا، بندہ بھی شریک مجمع تھا۔ آپ خوبصورت سفید لباس میں ملبوس خوش خوش نظر آ رہے تھے۔ الحمدللہ علی ذلک

marfat.com

قلندرِ زماں حضرت **حکیم محمد موسیٰ امرتسری** رحمۃ اللہ علیہ

۷۸۶
۹۲

محترم المقام چشتی صاحب زید مجدکم

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
پھر بھی تمہاری یاد سے غافل نہیں رہا

انوارِ قمر کی طباعت کا قطعہ حضرت فدا صاحب سے لکھوا کر بھیج رہا ہوں۔ قبول فرمائیں۔

والسلام محمد موسیٰ عفی عنہٗ ۸۵-۴-۳

۷۸۶
۹۲

"تاریخی قطعہ"
۱۴۰۵ھ

جناب مولانا محمد مُرید احمد چشتی صاحب کی مایۂ ناز تصنیف موسومہ "انوارِ قمر" کا سالِ طباعت بر مشتمل سوانح اقدس شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین چشتی نظامی فخری سیالوی قدس سرہٗ

مُرید ذی حشم کی ہے یہ تخلیق حسیں بیشک
کہ "انوارِ قمر" اک کہکشانِ صدق وایقاں سے

رقم اس میں سوانح حضرت خواجہ قمر کے ہیں
تصوّف کا مرقع، معرفت کا یہ دبستاں ہے

ہر اک گم گشتۂ منزل کا بیشک رہنما ہے اک
رہِ رُشد و ہدیٰ ہے یہ کہ شمعِ نُورِ ایماں ہے

حقائق اور معارف کے ہیں اسرار و رموز اس میں
حدیثِ دلبراں، دیباچۂ افکار و وجداں ہے

مخاطب آج مجھ سے یوں ہوئے ہیں قدسیانِ عرش!
کہو تم اے فدا سالِ طباعت باغِ عرفاں ہے

۱۴۰۵ھ

رقیمہٗ ابوالطاہر فدا حسین فدا

(مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ مہر و ماہ لاہور)

marfat.com

محترم المقام جناب چشتی صاحب زید مجدکم

سلام مسنون!

گرامی نامہ شرف صدور لاکر باعث خوشی ہوا اور یہ جان کر مزید خوشی و مسرت ہوئی کہ آپ فوز المقال کے مصنف کی حیثیت سے تذکرہ نویسی کی تاریخ کا ایک اہم حصہ بن گئے ہیں ماشاء اللہ تعالیٰ۔ خداوند کریم اس کی طباعت کے انتظامات بھی کردے گا بطفیل خواجگان چشت اہل بہشت رضوان اللہ علیہم

والسلام

محمد موسیٰ عفی عنہ ۵ جولائی ۱۹۹۴ء

(۴)

حضرت صاحبزادہ فیض الامین ناظر فاروقی مدظلہ

ساکن مونیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات

قطعات تاریخ طباعت انوار قمر

نسخۂ تابانِ انوار قمر ہست مرغوب و نہایت خوب تر
سیرت شیخ طریقت را محیط شد بدر گاہِ پیغمبر مقتدر
قلب پاکش مہبط انوارِ حق پیکرِ اخلاق و فرخندہ سیر
سالک و مجذوب مرتاض وولی محوِ عشقِ تاجدارِ بحر و بر
در تصوّف بُد مقامش بس بلند فقہ حنفی را امام مفتخر
از تالیفِ شہیرِ ایں زماں آں مُرید احمد زہے عالی نظر
پیکرِ اخلاص واخلاق ووفا غوطہ زن در اَبحُرِ علم وہنر

marfat.com

ماخذ و مراجع

۱ انوارِ مرتضوی: حکیم عبدالرسول بکھروی دین محمدی پریس لاہور

۲ انوارِ شمسیہ المسمی بہ خطبہ چشتیہ: مولانا امیر شمس، مفید عام پریس لاہور ۱۳۳۵ھ

۳ انوارِ قمریہ: قاری غلام احمد سیالوی، مطبوعہ لاہور

۴ الیواقیت المہریہ: مولانا غلام مہر علی گولڑوی، کلیم آرٹ پریس ملتان ۱۳۸۴ھ

۵ اسلامی بیت المال: مولانا احمد الدین گانگوی، ہمدرد پریس دہلی

۶ برکات سیال: غلام دستگیر خان بیخود جالندھری، نگینہ پریس جالندھر ۱۳۴۴ھ

۷ تحفۃ الابرار جلد دوم: مرزا نواب بیگ دہلوی، مطبع رضوی دہلی ۱۳۲۴ھ

۸ تذکرہ سادات دوست محمد خیل: حکیم عطا محمد شاہ کاظمی، امروز پرنٹنگ پریس ملتان ۱۳۹۶ھ

۹ تفریح الروائح: مولانا محمد حسین چشتی، پرواز پرنٹنگ پریس فیصل آباد ۱۹۶۵ء

۱۰ تذکرہ مشائخ قادریہ حسینیہ: مولانا محمد امیر شاہ گیلانی، حاجی سنز پرنٹرز پشاور

۱۱ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول: اتحاد پریس لاہور ۱۳۸۳ھ

۱۲ تذکرہ آغا سید سکندر شاہ گیلانی: احمد بدر اخلاق، خادم پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۹۲ء

۱۳ تذکرہ مشائخ بگویہ: مولانا ظہور احمد بگوی، منوہر سٹیم پریس سرگودہا ۱۳۵۳ھ

۱۴ تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور: علامہ اقبال احمد فاروقی، مکتبہ جدید پریس لاہور ۱۹۷۵ء

۱۵ تذکرہ اولیائے چشت: مولانا سلطان احمد فاروقی، تجارت پریس لاہور

۱۶ جذباتِ سعید: مولانا محمد سعید بھیروی، تعمیر پرنٹنگ پریس راولپنڈی

۱۷ حیات سالک: قاضی عبدالغنی کوکب، مطبوعہ کنول آرٹ پریس لاہور ۱۹۷۱ء

۱۸ خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء: ڈاکٹر محمد حسن لغمی، مکتبہ جدید پریس لاہور ۱۹۷۰ء

marfat.com

۱۹ دربار سیال شریف: حکیم غلام احمد میانوی، مطبوعہ آفاق پریس گوجرانوالہ
۲۰ گلزار پیر سیاں: پیر شاہ زمان قریشی، مطبع رفیق عام لاہور ۱۹۲۹ء
۲۱ مرآۃ العاشقین: سید محمد سعید لاہور، مطبع مصطفائی لاہور ۱۳۰۳ھ
۲۲ محشرستان خیال: غلام دستگیر خان بیخود، رناہ عام سٹیم پریس لاہور ۱۳۲۸ھ
۲۳ محبوب سبحانی: بیخود، مطبع مفید عام لاہور ۱۳۴۳ھ
۲۴ مرآۃ السالکین: مولانا محمد امام الدین گجراتی، میکی پریس گوجرانوالہ ۱۳۱۳ھ
۲۵ مہر منیر: مولانا فیض احمد، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور ۱۹۷۳ء
۲۶ ہدیۃ الاصفیاء فی مسئلہ سماع الصلحاء، مسلم پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۳۲ء
۲۷ ہوالمعظم: پروفیسر غلام نظام الدین، مکتبہ جدید پریس لاہور ۱۳۹۹ھ
۲۸ یادایام: حکیم عطا محمد کاظمی: ثنائی پریس سرگودہا

رسائل

ماہنامہ شمس الاسلام سرگودہا، بھیرہ، ماہنامہ صوفی پنڈی بہاؤالدین، ماہنامہ ضیاء حقیقت بھیرہ، ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، النجم لکھنؤ، ماہنامہ سلسبیل لاہور

marfat.com

اہل تصوف اور وابستگانِ آستانہ عالیہ سیال شریف کیلئے

بحمد اللہ 6 جلدوں پر مشتمل

اعلان مسرت

فوز المقال فی خلفائے پیر سیال

۱۴۱۰ھ

تالیف لطیف

عارف مرید احمد چشتی

پوری آب و تاب کے ساتھ شائع ہوگئی ہے

فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد اول حضرت خواجہ شمس العارفین اور آپ کے خلفائے کرام	فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد دوم حضرت خواجہ محمد دین سیالوی اور آپ کے خلفائے کرام	فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد سوم حضرت خواجہ محمد صفی الدین سیالوی اور آپ کے خلفائے کرام
فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد چہارم خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی	فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد پنجم خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ عنہ کے خلفائے عظام	فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد ششم خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ عنہ اور آپ کے خلفائے کرام

ملفوظات طیبات علمی جواہر پارے، خلفائے کرام کے حالات زندگی
آستانہ عالیہ سیال شریف کی دینی، ملی، سیاسی، اصلاحی اور روحانی خدمات
کا جائزہ، مزار پر انوار کی دیدہ زیب تصاویر سے مزین، مضبوط اور پائیدار جلد

0312-2239784
0344-2514370
سید سفیر گیلانی

شائع کردہ

ابوالحسن سید شاہ منظور ہمدانی

بانی و ناظم اعلیٰ انجمن قمر الاسلام اسلیمانیہ

ایس ٹی 31 کہکشاں کلفٹن کراچی